منگرال راجپوت

(قبیلہ کی تاریخ، شجرہ ہائے نسب اور اہم شخصیات کا تعارف)

[redacted]

راجہ نوید احمد

نام کتاب	:	منگرال راجپوت (قبیلہ کی تاریخ، شجرہ ہائے نسب اور اہم شخصیات کا تعارف)
مصنف	:	راجہ نوید احمد
ناشر	:	پروفیسر راجہ غضنفر علی & راجہ سرفراز احمد ایڈووکیٹ (سرساوہ)
کمپوزنگ	:	ملک محمد طاہر (ڈڈیال)
پکچرز ڈیزائن	:	کامران حسین چوہدری (ڈڈیال)
ترتیب وتزئین	:	چوہدری محمد شبیر (ایسوسی ایٹ پروفیسر گورنمنٹ ڈگری کالج ڈڈیال A.K)
پروف ریڈنگ	:	محمد نزیر مسکین (لیکچرار گورنمنٹ ڈگری کالج ڈڈیال A.K)
ٹائیٹل ڈیزائینگ	:	مدثر علی بھٹی (لاہور) / ظہیر عباس (نارووال)
مطبع	:	شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور
اشاعت	:	25جون2012ء
تعداد	:	500
		قیمت =/900روپے
قیمت	:	[redacted] (پاؤنڈ -/10 ، ڈالر -/15)

ملنے کا پتہ

کشمیر کیبل نیٹ ورک سرساوہ تحصیل و ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

انتساب

والدین اور اساتذہ کے نام

جن کی محنت اور کاوشوں سے میں اس مقام تک پہنچا۔

فہرست

القرآن

يٰاَيُّهَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○

(پارہ نمبر ۲۶ حٰمٓ)

(سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۳)

ترجمہ: اے آدمیو! ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تا کہ آپس میں پہچان ہو۔
تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جس کو ادب بڑا۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار۔

پیش لفظ

بچپن میں مجھے اپنے خاندان کے بارے میں جاننے کا اشتیاق تھا، سو میں اپنے والد سے اکثر اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں سوال پوچھا کرتا تھا مگر جلد ہی بھول جاتا۔ تب میرے والد مجھے کہا کرتے تھے ابھی تم چھوٹے ہو اس لیے یہ نام تمھیں یاد نہیں رہتے، جب بڑے ہو جاؤ گے تو سب جان جاؤ گے۔

بچپن کی میری یہ خواہش لاشعور میں کہیں دبی رہی اور جب میں نے اپنی تعلیم مکمل کر لی اور برسرِ روزگار ہو گیا تو اس خواہش نے ایک بار پھر انگڑائی لی۔ اب بھی اپنے قبیلہ کی تاریخ اور شجرہ نسب جاننے کا مجھے تجسس تھا۔ حصول مقصد کے لیے میں نے کمرِ ہمت باندھی اور اللہ کا نام لے کر آغازِ کار کیا۔

تحقیق وجستجو کے اس عمل سے گزرتے ہوئے مجھے تعجب ہوا کہ اس سے پہلے کئی صدیاں گزر جانے کے باوجود کسی نے اس قبیلہ کی تاریخ رقم نہیں کی۔ اس بات نے میرے عزم کو مزید راسخ کیا اور میں تحقیق وتلاش میں اور زیادہ تن دہی سے کام کرنے لگا۔ میرے والدمحترم مجھے حوصلہ دیتے رہے اور میری راہ نمائی کرتے رہے۔ مگر شومئی قسمت کہ ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور وہ میرے خواب کو شرمندۂ تعبیر ہوتے نہ دیکھ سکے۔ خدا اُنھیں غریقِ رحمت کرے۔

تاریخی مواد اور کُتب کے حصول کے لیے میں نے کئی سفر کیے۔ منگرال جہاں جہاں آباد ہیں ان سے رابطہ کیا۔ کئی لائبریریوں کو کھنگالا، درجنوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔ یوں آہستہ آہستہ قبیلہ کی تاریخ، معلومات اور حقائق سامنے آتے چلے گئے اور چند سالوں کی محنت سے اب قبیلہ کی مکمل تاریخ اور شجرے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

مستند شجرہ جات کا حصول ایک مشکل کام تھا۔ شجرے مرتب کرتے ہوئے خاندان کے بعض معمر اور پڑھے لکھے لوگوں نے میری معاونت کی۔ میں نے محکمہ مال کے ریکارڈ سے بھی استفادہ کیا۔ مگر جب مجھے مکمل اور مستند ریکارڈ جموں (مقبوضہ کشمیر) کے مال خانے سے حاصل ہوا تو میری تسلی ہوئی۔ سو اب علاقہ سرساوہ، سہنسہ اور اس کے مضافات میں آباد منگرال قبیلہ کے مستند شجرہ جات نذرِ قارئین ہیں اور اس کتاب کی بنیاد انھی شجرہ جات پر رکھی گئی ہے۔ اگر کہیں کمی رہ گئی ہو تو آپ کی تنقید اور مشورے کھلے دل سے قبول کروں گا۔

منگرال خاندان سے تعلق رکھنے والی نمایاں شخصیات کا مکمل تعارف اور چیدہ چیدہ افراد کی تصاویر بھی شامل اشاعت ہیں۔ اگر سہواً کسی فرد کا نام اس فہرست میں شامل ہونے سے رہ گیا ہو تو اس کے لیے معذرت۔

میں اپنے رفیق کار جناب پروفیسر چودھری محمد شبیر کا سپاس گزار ہوں جنھوں نے کتاب کی ترتیب و تدوین میں میری بھرپور معاونت کی، مجھے مفید مشوروں سے نوازا اور مسودے کو کتابی شکل میں لانے تک قدم قدم پر میری راہ نمائی کرتے رہے۔

میں شکر گزار ہوں جناب پروفیسر نذیر مسکینؔ کا جنھوں نے مسودے کو بغور پڑھا اور پروف ریڈنگ کی۔ جناب طاہر ملک اور کامران حسین بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنھوں نے جاں فشانی اور کمال مہارت سے کمپوزنگ کی۔

قارئین کرام! یہ میری پہلی اور ادنیٰ سی کاوش ہے۔ آپ کی تنقید اور تبصرے میرے لیے مشعلِ راہ ہوں گے۔

راجہ نوید احمد

گاؤں نکئی، ڈاک خانہ سرساوہ تحصیل و ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

Mob: 0345-5168772

sars_786@yahoo.com

facebook ID: Naveed Ahmed Raja

میری نظر میں

منگرال راجپوت قبیلہ ریاست جموں و کشمیر کا ایک با اثر قبیلہ ہے جو ریاست کے مختلف علاقوں میں صدیوں سے آباد چلا آ رہا ہے۔ ریاست کے جنوبی اضلاع میں منگرال قبیلہ کو منفرد سماجی مقام حاصل رہا ہے۔ اس خاندان کو اس خطہ میں سیاسی تسلط بھی حاصل رہا ہے۔ مقامِ حیرت ہے کہ اس سیاسی و سماجی مرتبہ کے باوجود آج تک کسی نے نہ تو اس قبیلہ کی تاریخ مرتب کی اور نہ ہی اس کے کارہائے نمایاں کو اُجاگر کیا۔

پروفیسر راجہ نوید احمد داد و تحسین کے لائق ہیں جنھوں نے اس مشکل کام کو سرانجام دینے کا بیڑا اُٹھایا۔ بیسیوں کتابوں کے گہرے مطالعہ اور طویل تحقیق و جستجو کے بعد اُنھوں نے قبیلہ کی تاریخ مرتب کی اور درجنوں شجرہ ہائے نسب جمع کیے۔

راجہ نوید احمد ایک راست باز، سچے اور کھرے انسان ہیں۔ اپنی دُھن کے پکے اور عزم و استقلال سے کام کرنے والے۔

بقول اقبال:

نرم دم گفتگو ، گرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز

مصنف اپنے انھی اوصاف حمیدہ کے باعث وسیع حلقہ احباب رکھتے ہیں۔ مصنف نے جب کام کا آغاز کیا تو ان کی راہ میں بہت سی رکاوٹیں آئیں۔ اس سفر میں انھیں ہمت دلانے والے کم تھے اور حوصلہ شکنی کرنے والے زیادہ۔ کسی نے اس منصوبہ کو دیوانے کا خواب قرار دیا، تو وہ ہنس دیئے، کسی نے اس کو ناممکن قرار دیا تو انھیں نیا حوصلہ ملا۔ یہ ان کی خوش بختی تھی کہ اپنے والد گرامی کی حوصلہ افزائی اور مفید مشورے انھیں ہمیشہ حاصل رہے اور ان کی دُعائیں قدم قدم پر ان کے ساتھ رہیں۔ وہ اپنے والد کی راہ نمائی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ مگر شومئی قسمت کہ وہ اپنے والد کی حیات میں اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے جس کا انھیں قلق ہے۔

جموں سے قبیلہ کے شجرہ ہائے نسب کا حصول آسان کام نہ تھا۔ مگر راجہ نوید احمد نے ہمت نہ ہاری۔ کئی سالوں کی محنت شاقہ سے بالآخر وہ تمام تر شجرے اکٹھا کرنے میں کامیاب رہے۔ منگرال قبیلہ کی تاریخ صدیوں کو محیط ہے۔ مصنف نے قبیلہ کی مستند

تاریخ جمع کرنے کے لیے کئی لائبریریوں کو چھان مارا، بیسیوں کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا۔ علمی و ادبی شخصیات سے معلومات اکٹھی کیں اور جہدِ مسلسل کے بعد وہ قبیلہ کی مستند تاریخ قارئین تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

اس کتاب کو منصۂ شہود پر لا کر اُنھوں نے نہ صرف اپنی علمی پیاس بجھائی بلکہ اپنے والد محترم کی دیرینہ خواہش کو پورا کر کے ان کی رُوح کو بھی تسکین پہنچائی ہے۔ یہ اس علاقہ کی بڑی علمی خدمت ہے۔ یہ کتاب لکھ کر اُنھوں نے منگرال قبیلہ کو حیاتِ نو بخشی ہے۔ ان کا یہ کارنامہ لائقِ ستائش ہے۔ خدا انھیں جزائے خیر دے۔

یہ کتاب اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ یہ مستند شجرہ جات کی بنیاد پر لکھی جانے والی تصنیف ہے۔ اپنے خطہ کی نمایاں سیاسی و سماجی شخصیات کے تعارف اور تفصیلی احوال سے کتاب کی افادیت کو دو چند کر دیا ہے۔ قبیلہ کے چیدہ چیدہ افراد کی تصاویر نے کتاب کی زینت کو بڑھا دیا ہے۔ عام قاری کے لیے کتاب میں ریاست جموں و کشمیر سے متعلق بیش قیمت معلومات موجود ہیں۔

چودھری محمد شبیر

ایسوسی ایٹ پروفیسر

گورنمنٹ ڈگری کالج ڈڈیال ضلع میرپور آزاد کشمیر

یکم جون 2012ء

راجہ نوید احمد۔۔۔۔۔۔۔۔نوید صبحِ نو

منگرال راجپوت خاندان کے چشم و چراغ راجہ نوید احمد نے ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کے گاؤں سرساوہ میں 1977ء میں آنکھ کھولی۔ جوں جوں وہ تعلیمی سفر میں ترقی کرتے گئے ان میں علم و ادب سے شغف بھی بڑھتا رہا۔ حصول تعلیم کے بعد اُنھوں نے تحقیق وتحریر سے اپنا رشتہ استوار کرلیا اور اب وہ قلم قبیلہ کے ممبر بن گئے ہیں۔ اس سفر میں راجہ نوید احمد کا جذبہ عشق و آگہی اگر توانا نہ ہوتا تو یہ نوجوان ستم گر زمانے کے ہاتھوں لُٹ پُٹ کر کسی ایسی تاریک کھائی میں جا گرتا جہاں سے ہمیں اس کے ہونے، نہ ہونے کی کوئی خبر مل پاتی۔ اُس کے والدین بھی لائق ستائش ہیں جنھوں نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر اپنے بچوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا۔

حصولِ علم کے سفر میں راجہ نوید احمد کو سبزی منڈی لاہور میں بھی مشقتیں اُٹھانا پڑیں لیکن اس کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔ یہاں سلطان عبدالقادر خان جیسی علم دوست شخصیت کے زیرِ سایہ اپنی تعلیم مکمل کی۔ تکمیلِ تعلیم کے بعد راجہ نوید احمد گورنمنٹ ڈگری کالج ڈڈیال میں بطور لیکچرر تعینات ہوئے۔

راجہ نوید احمد بچپن سے ہی اپنے والد صوبیدار راجہ شہباز خان سے اپنے خاندان کی تاریخ کے بارے پوچھا کرتا تھا۔ وہ جب سنِ شعور کو پہنچا تو کاغذ اور قلم ہاتھ میں لیے اپنی تاریخ کے ان کرداروں کو ڈھونڈنے نکلا جو اس کے قلب و ذہن میں جاگزیں تھے۔ تاریخ کے اس کھوجی نے قریہ قریہ اور بستی بستی چھان ماری۔ اس کے والد قدم قدم پر اس کی ہمت بندھاتے رہے تھے جنھوں نے نصیحت کی تھی کہ ''بیٹا! خاندانی تاریخ لکھتے وقت ذاتی پسند و ناپسند کو پیشِ نظر نہ رکھنا، صحیح حقائق قارئین کے سامنے لانا''۔

راجہ نوید احمد تاریخ سے گہری دلچسپی رکھتا ہے اور تاریخ کو قوموں کے لیے سنگِ میل قرار دیتا ہے۔ اسے اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ اس سے پہلے کبھی کسی نے منگرال قبیلہ کی تاریخ مرتب کیوں نہیں کی۔ یہ امر اس کے لیے باعث اطمینان بھی ہے اور باعثِ مسرت بھی کہ قدرت نے یہ فریضہ سرانجام دینے کے لیے اسے منتخب کیا۔ راجہ نوید احمد نے یہ کتاب لکھ کر یقیناً علمی و ادبی حلقوں میں بحیثیت قلم کار اپنی ایک منفرد پہچان پیدا کرلی ہے۔

میرے خیال میں منگرال راجپوت خاندان کے حوالے سے اتنی جامع اور مفصل کتاب پہلے کسی نے نہیں لکھی۔ اس کتاب میں راجہ نوید احمد نے اپنے خاندان کا سینکڑوں سال پرانا شجرہ نسب، قبیلہ کی تاریخ اور کارہائے نمایاں پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ کتاب میں

خاندان کے نمایاں افراد کا تعارف اور تصاویر بھی شامل کی گئی ہیں جس سے کتاب کی اہمیت وافادیت بڑھ گئی ہے۔

امید واثق ہے کہ راجہ نوید احمد کی یہ اوّلین کاوش علمی وادبی حلقوں میں ایک منفرد مقام پائے گی اور نوجوان نسل اپنے اسلاف کے کارہائے نمایاں سے آگاہ ہو کر اپنے آپ کو علم وعمل کے میدان میں آگے بڑھنے پر آمادہ کرے گی۔

مجھے توقع ہے کہ راجہ نوید احمد قلم وقرطاس کے اس سفر کو جاری رکھیں گے اور تاریخ وتہذیب، علم وادب اور شعور وآگہی کے اُفق پر نت نئے سورج اور چاند تراشتے رہیں گے۔

محمد سعید اسعد

ڈائریکٹر

ادارہ نکس میرپور آزاد کشمیر

26 مئی 2012ء

منگرال خاندان کی تاریخی شخصیات



راجہ سخی دلیر خان (فاتح راجوری)

مجاہد اول تحریک بخلاف مہاراجہ حکومت 1947ء



راجہ نصیر احمد خان (سابق وزیر بلدیات و MLA)

چار بار ممبر قانون ساز اسمبلی آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر (1996,2001,2006,2011)، وزیر حکومت

ذیلدار راجہ سیف علی خان

(سرساوہ)



راجہ فضل داد خان (سابق وزیر بلدیات)

تین بار ممبر قانون ساز اسمبلی آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر (1985,1990,1991)، وزیر حکومت



جسٹس راجہ رفیع اللہ سلطانی

جسٹس ہائی کورٹ 2007ء



لیفٹیننٹ راجہ زمان علی خان

پہلے سردار بہادر اور OBI ایوارڈ یافتہ 1931ء

راجہ کریم داد خان عرف راجہ کیماں خان

مجاہد تحریک عدم ادائیگی مالیہ 32-1931ء



راجہ اکبر داد خان

پہلے مسلم گریجویٹ تحصیل کوٹلی 1938ء



ذیلدار راجہ کرمداد خان (سہنسہ)

پہلے منگرال راجپوت ممبر پرجا سبھا 1942ء



کیپٹن راجہ سردار خان

دوسرے سردار بہادر اور OBI ایوارڈ یافتہ 1945ء



راجہ محمد اسلم خان ایڈووکیٹ

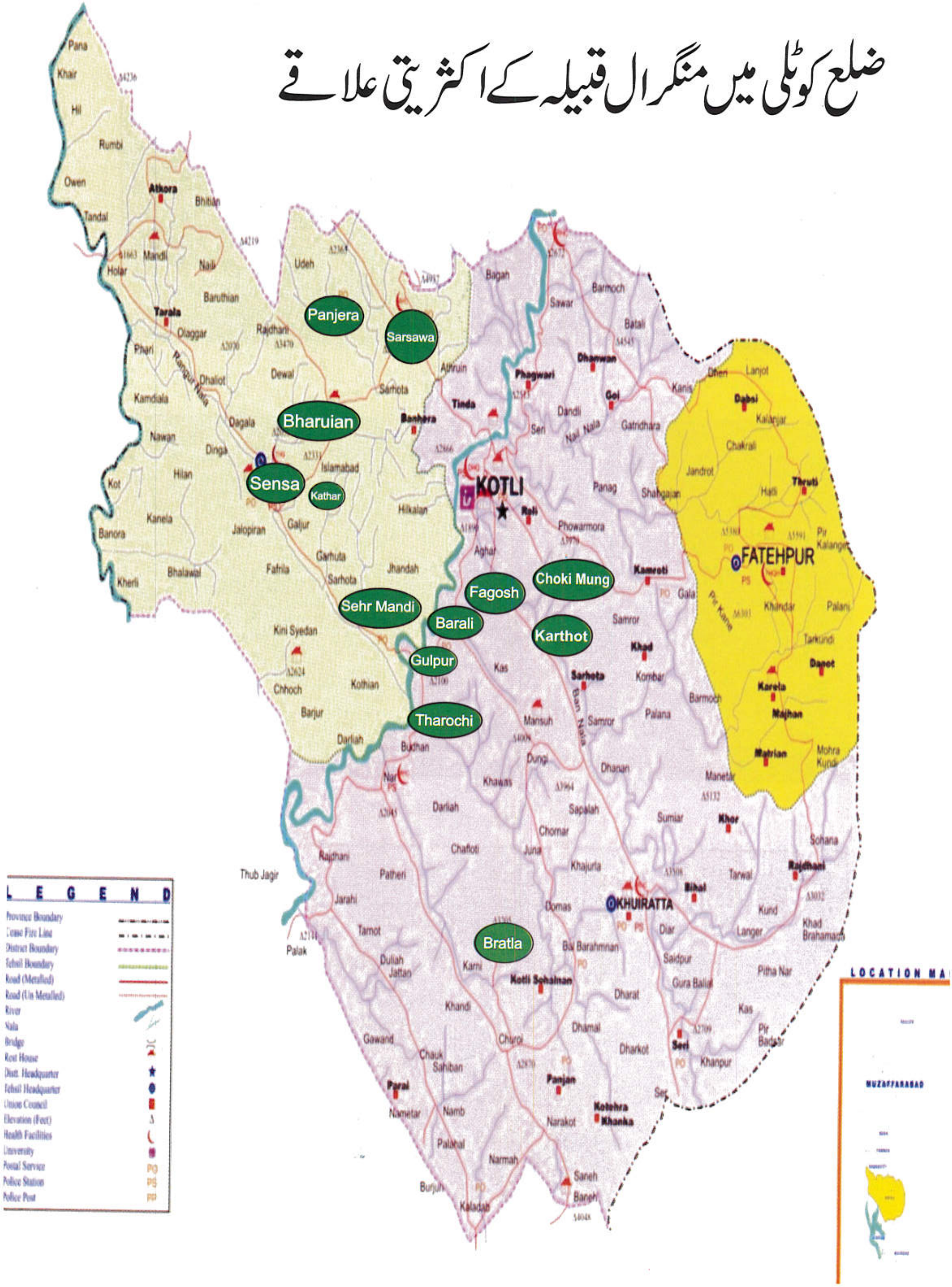
آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی میں پہلے منگرال ممبر اسمبلی

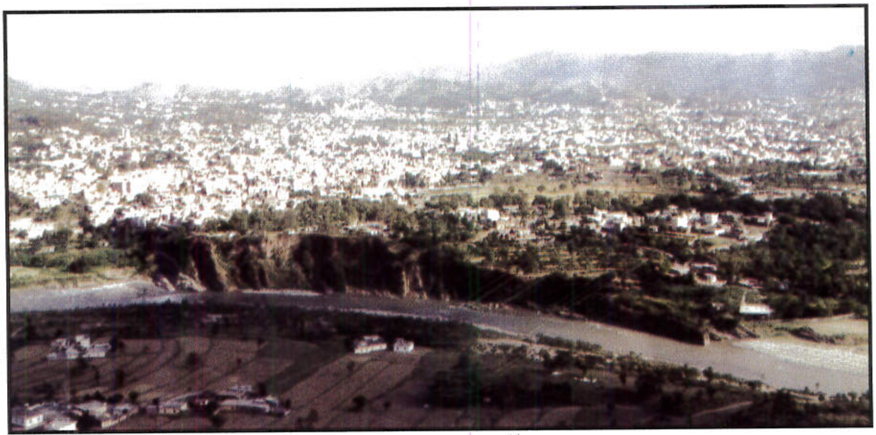


راجہ محمد ایوب خان (کمشنر انکم ٹیکس)

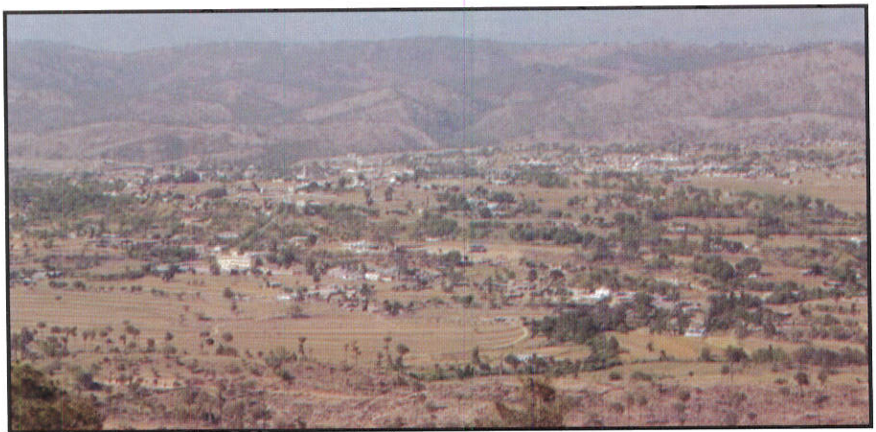
پہلے ریاستی کمشنر انکم ٹیکس آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر

ضلع کوٹلی میں منگرال قبیلہ کے اکثریتی علاقے





کوٹلی شہر کا ایک منظر



وادی سہنسہ ایک نظر میں



سرساوہ کی خوبصورت وادی

ریاست جموں وکشمیر

(ایک تعارف)

کشمیر کی وجہ تسمیہ مختلف مورّخوں کی نظر میں مختلف ہے۔ایک مورّخ یوں لکھتے ہیں کہ کشمیر سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔''کم''،سنسکرت میں پانی کواور''شمیر'' پانی نکلنے کو کہتے ہیں۔روایت ہے کہ اس سرزمین سے پانی نکال کر خشک کی گئی تھی جس کی وجہ سے اس خطے کا نام''کمشیر'' ہوا جو بعد میں کثرتِ استعمال سے''کشمیر''بن گیا۔

گلگت والے اسے''کشمیر''،لداخ کے لوگ''کشن چھپا''،اہل تبت اسے''کشن چھپل'' کہتے ہیں۔قدیم یونانی کتابوں میں اس کا نام''کشمیریہ'' درج ہے۔قدیم سیاح اسے''زبدہ القائم'' کا نام دیتے ہیں۔قدیم چینی سیاح اسے''شی می لو'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔زمانہ قدیم کی ہندوؤں کی کتابوں میں کشمیر کو''سردبھومیا''یعنی تیرتھوں کی زمین کہا گیا ہے۔

کشمیر کی تاریخ کا سراغ چار ہزار سال قبل مسیح سے بھی پہلے کا ملتا ہے۔انگریز مصنف''پیرس جیروس'' لکھتا ہے کہ اس بات نے دوسروں کی طرح مجھے بھی متعجب کیا کہ کشمیر کے ماضی کے متعلق معلومات،تحریروں اور تاریخی دستاویزات کا ایک مربوط سلسلہ موجود ہے۔ سروالٹرلارنس''ویلی آف کشمیر''میں لکھتا ہے کہ جب سے تاریخ لکھنے کارواج ہوا،کشمیر ایک باقاعدہ مملکت رہی ہے۔

راقم کے خیال میں 326 قبل مسیح میں کھش بن آش بغداد سے اس علاقے میں آیا اور اس کی اولاد پوری ریاست جموں وکشمیر میں پھیلتی چلی گئی۔''کھش''عبرانی زبان کا لفظ ہے۔چونکہ اس وقت بغداد کی زبان عبرانی تھی۔جب کہ''مر'' کا مطلب اس زبان میں''گھر'' ہے۔یوں کھش مر کا مطلب کھش کا گھر۔پہلے اس خطے کا نام''کھش مر''تھا جو بگڑ کر''کشمیر''بن گیا۔چند برس پہلے بھمبر کے قریب سے چند سکے ملے ہیں جن پر عبرانی زبان میں تحریریں اور تصاویر موجود ہیں۔

ریاست جموں وکشمیر کا کل رقبہ 84471 مربع میل ہے۔ہندوستان کے انتہائی شمال میں واقع اس کی سرحدیں ہندوستان، پاکستان،افغانستان،روس اور چین سے ملتی تھیں یعنی جغرافیائی اعتبار سے''جموں وکشمیر'' دنیا کی اہم ترین ریاست ہے۔اس کی طویل سرحد 700 میل پاکستان سے،350 میل ہندوستان سے،160 میل افغانستان سے،201 میل روس سے،400 میل چین سے اور اس کی سرحد تبت ترکستان سے 450 میل ملتی ہے۔

1947ء میں ریاست کی 80 فیصد آبادی مسلمان تھی جبکہ 17 فیصد ہندو اور 3 فیصد سکھ اور عیسائی آباد تھے۔50 فیصد لوگ کشمیری زبان بولتے ہیں جبکہ باقی 50 فیصد لوگ علاقائی زبانیں مثلاً گوجری، پنجابی، پہاڑی،بلتی،ڈوگری اور شینا وغیرہ بولتے ہیں۔اُردو سرکاری زبان ہے اور پوری ریاست میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔کشمیر انتظامی طور پر چار حصوں میں منقسم ہے،جس میں جموں،وادی کشمیر اور لداخ پر مشتمل 41342 مربع میل علاقہ ہندوستان کے زیر قبضہ ہے۔جب کہ پاکستان کے زیر انتظام گلگت بلتستان کا 27946 مربع میل علاقہ

ہے۔چین کے زیر انتظام علاقہ ''اقصائے چن'' کا رقبہ 11039 مربع میل ہے۔ چوتھا حصہ آزاد کشمیر کہلاتا ہے جو آزاد ہے اور اس کا رقبہ 4144 مربع میل ہے۔دُنیا کی بلند ترین چوٹیاں ''کے۔ٹو'' اور ''نانگا پربت'' کشمیر میں ہی واقع ہیں۔

مشہور مورخ ابوالفضل جو شہنشاہ اکبر کا درباری تھا، کشمیر کو ایک دلکش اور سدا بہار باغ سے تشبیہہ دیتا ہے۔شہنشاہ جہانگیر ''تزکِ جہانگیری'' میں لکھتا ہے کہ کشمیر کے پھول شمار نہیں کیے جاسکتے۔ کتنے پھولوں کے نام لوں اور کتنے پھولوں کی خوشنمائی اور دلپذیری کا ذکر کروں۔ جہانگیر نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ میں کشمیر پر اپنی حکومت کے دوسرے حصوں کو قربان کرسکتا ہوں۔

ہیون سانگ ایک عظیم چینی سیاح 631ء میں کشمیر آیا، یہ ایک بُدھ بھکشو تھا۔وہ لکھتا ہے؛

''یہاں کی زمین بادام اور دوسرے پھل اُگانے کے لیے زرخیز ہے۔ یہاں اژدھے اور خوشبودار ہلدی کے پودے ہیں جن کو فوچیو (Fochu) کہتے ہیں۔اس کے علاوہ دوسرے ادویاتی پودے بھی اُگتے ہیں۔ ہوا سرد اور خنک ہے۔کافی برف باری ہوتی ہے مگر ہوائیں کم چلتی ہیں۔لوگ چمڑے کی صدری پہنتے ہیں اور سفید لینن کے لباس استعمال کرتے ہیں۔ یہ لوگ غیر سنجیدہ، کمزور اور ڈرپوک ہیں۔ چونکہ ملک اژدہے (دیومالائی) کے باعث محفوظ ہے اس لیے اسے پڑوسی ممالک کے لوگوں پر برتری حاصل ہے۔لوگ خوبرو لیکن ریاکار ہیں۔علم وفضل سے آراستہ ہیں۔ یہاں مُلحد بھی رہتے ہیں اور خدا پرست بھی۔''

اورنگ زیب عالمگیر کے ہمراہ 1665ء میں ایک فرانسیسی سیاح کشمیر آیا، وہ لکھتا ہے؛

''حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سلطنت (کشمیر) حُسن وجمال کی تمام جلوہ سامانیوں سے بہت بلند وبالا ہے جس کا میں نے کبھی تصور بھی کیا ہو۔کشمیری اپنی ذکاوت کے لیے مشہور ہیں۔ یہ لوگ ہندوستانیوں سے زیادہ ذہین سمجھے جاتے ہیں۔شعروشاعری اور سائنسی علوم میں یہ ایرانیوں سے کچھ کم نہیں ہیں۔ بہت چاک وچوبند اور محنتی لوگ ہیں۔ان کی کاری گری کا احساس ان پالکیوں، پلنگوں، قلم دانوں، صندوقوں، چمچوں اور دوسری ایسی چیزوں سے ہوتا ہے جو یہ لوگ اپنے ہاتھ سے بناتے ہیں۔''

مورکرافٹ 1824ء میں کشمیر کی سیروسیاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے؛

''کشمیریوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ دور سکھوں کا دور تھا۔اگر کسی سکھ کے ہاتھوں کوئی مقامی قتل ہوجائے تو 16 سے 20 روپے تک جرمانہ کیا جاتا ہے۔ یہ جرمانہ سرکاری خزانے میں جمع ہوتا تھا۔مقتول اگر ہندو ہوتو 4 روپے مقتول کے ورثاء کو، اگر مسلمان ہوتا تو 2 روپے دیئے جاتے۔ جہاں تک ہندو دور کا تعلق ہے ان میں سے بعض حکمران ایسے بے ایمان تھے کہ ان کی نظر میں کوئی چیز قابل احترام نہ تھی۔وہ اپنے رعایا کی جائیداد پر قبضہ کرنا اور عورتوں کی بے حرمتی کرنا اپنا حق سمجھتے تھے۔ان میں سے بعض کا اپنے والدین کے ساتھ بھی برتاؤ انتہائی شرمناک تھا۔وہ انتہائی عیاش، بدکار اور بددیانت تھے۔انہیں کسی قسم کی اخلاقیات سے کوئی سروکار نہ تھا۔''

سر رچرڈ ٹیمپل بارٹ 08 جون سے 08 جولائی 1859ء میں کشمیر میں مقیم رہا۔اس کا تبصرہ کچھ اس طرح سے ہے؛

''شنکر اچاریہ کی بلندی سے میں کشمیر کے مناظر دیکھتا ہوں تو ایسا سماں سامنے نظر آتا ہے جو نہایت عمدہ ہے۔ میں نے ایسا سماں کبھی اپنے وطن میں نہیں دیکھا۔میرا خیال ہے کہ یہ دنیا کا بہترین سماں ہے۔ یہ نظارہ ساری وادی میں پھیلا ہوا ہے۔ جو چار طرف برفانی سلسلہ ہائے کوہ سے گھرا ہوا ہے۔''

فرانسس ینگ ہسبنڈ (Francis Young Husband) 1887ء میں کشمیر آیا۔اس نے ریزیڈنٹ کی حیثیت سے کشمیر میں 21 برس گزارے۔ وہ کشمیر کے بارے میں رقم طراز ہے؛

''کشمیر کے حُسن کی کشش صرف یہ نہیں کہ یہاں کا ہر مقام دوسرے مقام سے مختلف ہے بلکہ یہاں کا ہر دن ایک نئی جلوہ سامانی لیے آتا ہے۔روشن اور سہانے دن بہت زیادہ ہیں لیکن پھیکے اور بے جان دن بھی بہت پُرکشش ہیں۔''

کشمیریوں کے بارے میں بی۔ڈی دوتیڑ نامی ایک پادری جو 14 سال کشمیر میں مقیم رہا، ہندوستانیوں کے اخبار ٹریبون میں لکھتا ہے؛

''میں نے 14 سال کشمیر میں قیام کیا اور دورانِ قیام مجھے یہ کافی تجربہ ہوا کہ یہاں کے لوگ ہوش مند، باہمت، بُرے خصائل سے پاک اور خطرہ رونما ہوتے وقت ہمیشہ بہادر ثابت ہوئے۔''

مصنف گلدستہ کشمیر پنڈت ہرگوپال کول اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں؛

''ان کی شکلیں خوب صورت، اعضائے جسم مضبوط، چہرہ خوش نما، رنگ پُختہ، گندمی اور اکثر سفیدی مائل، خط و خال صحیح، قد و قامت کوتاہ بھی اور اکثر کا بالا۔''

کشمیر میں مختلف اوقات میں مختلف حکمران رہے۔ان میں رینچن شاہ (صدرالدین شاہ)، شاہ میر (سلطان شمس الدین)، سلطان شہاب الدین، سلطان سکندر شاہ، زین العابدین بڈشاہ، اکبر اعظم، جہانگیر، اورنگ زیب عالمگیر اور شاہ جہان شامل ہیں۔اس کے علاوہ چک خاندان، افغانی دور، سکھ دور اور ڈوگرہ دور میں بھی بہت سے حکمران یہاں پر حکمرانی کرتے رہے۔

دریائے جہلم، جھیل ڈل اور اس میں تیرتے ہوئے باغات، چشمہ شاہی، باغ بہار آرا اور باغ نُورافشاں کے علاوہ بے شمار باغات ہیں۔ویری ناگ وادی، لُدر کا پُرفضا مقام، پہلگام، امرناتھ، شیش ناگ، سن مرگ، وادی لولاب، گاندربَل اور گلمرگ جیسے حسین و جمیل مقامات اور وادیاں قدرت کے حُسن کا مظہر ہیں۔وولرجھیل کا نظارہ تو انسان پر جادو کر دیتا ہے۔وادی میں سرخ گلاب، نرگس اور لالہ کی بہتات ہے۔بادام، شافا اور زعفران کی بہتات ہے۔اس کے علاوہ حضرت بلؒ اور شاہ ہمدانؒ کی درگاہیں بھی ہیں۔کہتے ہیں کہ ڈاکٹر کا لاعلاج انسان، کشمیر کے حُسن اور رنگینیوں کو دیکھ کر خود بخود صحت یاب ہو جاتا ہے۔

مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کو اقوام متحدہ کی قائم کردہ غیر قدرتی جنگ بندی لائن ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے۔اس لائن کی لمبائی ''مناور'' سے ''کیرن'' تک 800 میل ہے۔مقبوضہ کشمیر میں تحریکِ آزادی کشمیر کے لیے ایک لاکھ مسلمان قربانی دے چکے ہیں جبکہ ہزاروں لوگ معذور اور سینکڑوں عورتیں بیوہ ہو چکی ہیں۔ہندوستان کی آٹھ لاکھ سے زائد فوج تعینات ہے۔فوج کی تعداد بڑھانے سے امن قائم نہیں ہو سکتا بلکہ لوگوں کو آزادی دینے سے امن قائم ہوتا ہے۔وہ وقت بہت قریب ہے جب پوری ریاست آزاد ہو کر دنیا کے نقشے پر ایک آزاد اور خودمختار ریاست کے طور پر اُبھرے گی۔

ریاست جموں و کشمیر میں بہت سی قومیں اور قبائل بکثرت آباد ہیں۔ان قبائل میں ایک قبیلہ منگرال راجپوت بھی ہے۔

منگرال راجپوت

راجپوت خاندان مختلف ادوار میں مختلف علاقوں پر حکمرانی کرتے رہے۔ جب ایک ہی راجپوت خاندان کے لوگ مختلف جگہوں پر حکمران رہے تو اُنھوں نے اپنے نام آنے والی نسلوں میں زندہ رکھنے کے لیے ایک نئی گوت چلائی جو ان کے نام سے موسوم ہو کر آنے والے دور میں اس قبیلہ یا خاندان کی پہچان بن گئی۔ راجپوت خاندان کی تقریباً 3684 بڑی شاخیں ہیں جبکہ ان کی گوتوں کی تعداد تقریباً چھ ہزار کے لگ بھگ ہے۔

حکمران خاندانوں میں سے راجہ امنا پال راجوری پر 1172ء تا 1217ء تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے ہاں چھ بیٹے تولد ہوئے جن کے ناموں پر آگے راجپوت خاندان کی چھ نئی گوتیں بن گئیں۔ راجہ امنا پال کے سب سے بڑے بیٹے کا نام راجہ من پال تھا جس کے نام پر ''منیال راجپوت'' گوت چلی۔ من پال سے چھوٹے بیٹے کا نام منگر پال تھا جس کی اولاد ''منگرال'' کہلائی۔ جبکہ تیسرے بیٹے راجہ بودھ پال کی اولاد ''پال ٹھکر'' کہلائی۔ راجہ امنا پال کے چوتھے بیٹے راجہ راج پال کی اولاد ''ٹھکر پال'' جبکہ پانچویں بیٹے راجہ سُدھ پال کی اولاد ''سُدھال'' اور چھٹے بیٹے دریڈھ پال کی اولاد ''دریڑھ'' کہلائی۔ راجہ سُدھ پال اور دریڈھ پال کی جاگیریں موجودہ درہال ملکان راجوری کا علاقہ تھا اور آج بھی راجوری میں سُدھال منگ اور دریڑھ یا دریڑھی نامی دو جگہیں ان کی یادگار چلی آرہی ہیں۔

والئی راجوری راجہ امنا پال کو 1217ء میں اس کے ایک مہمان نورالدین شنبسی جرال نے ایک رات قتل کر کے راجوری کے اقتدار پر قبضہ کر لیا اور یوں جرال قبیلہ 1217ء میں راجوری پر حکمرانی کرنے لگا۔ راجہ امنال پال کے قتل کے بعد اس کے بڑے دو بیٹوں راجہ من پال اور راجہ منگر پال کو نورالدین شنبسی جرال نے علاقہ بدر کر دیا۔ تاریخ اس بارے میں خاموش ہے کہ ان دونوں نے کہاں ہجرت کی۔ البتہ باقی چار بیٹوں کو مضافاتی علاقوں میں جاگیریں اس شرط پر دے کر آباد کیا کہ وہ جرال قبیلہ کی حکمرانی کو تسلیم کریں گے اور کوئی گڑبڑ نہ کریں گے۔

راجہ منگر پال کی اولاد جو منگرال کہلواتی ہے، آج بھی ریاست جموں وکشمیر میں پوری آب وتاب کے ساتھ آباد ہے اور ریاست کے چند بڑے قبائل میں شمار کی جاتی ہے۔ منگرال قبیلہ کا جدِ امجد راجہ منگر پال راجوری میں پیدا ہوا اور یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس قبیلہ کی ابتداء راجوری سے ہوئی اور اس کے گردونواح کے علاقوں میں پھیلتی چلی گئی۔ آج بھی ریاست جموں وکشمیر کے 84471 مربع میل میں منگرال قبیلہ کے لوگ کثرت میں آباد ہیں۔

آزاد کشمیر میں ضلع کوٹلی کے علاقے سہنسہ، سرساوہ، مقبوضہ کشمیر میں راجوری اور نوشہرہ کے علاوہ دواراں، اوڑی، مینڈھر کے علاقے منگرال قبیلے کے بڑے گڑھ سمجھے جاتے ہیں۔ منگرال قبیلہ کے بڑے بڑے گاؤں ضلع کوٹلی میں کرتوٹ، فلگوش، بڑالی، گلپور، تھروچی، براٹلہ، منیل، سہرمنڈی، پیڑیاں، چچلاڑ، دگالہ، نمب کوٹلی جاگیر، گڑھوتہ، سایئنلہ، کٹھاڑ، اسلام آباد، کھیرلی ڈھوک منگرالاں، ٹھلوٹ، لگڑ، کرائیٹوٹ، اینٹی منگرالاں، کھراوٹ، کلوڑ، بروئیاں، گلوٹیاں، گوئی، سرہوٹہ، انوہی سرہوٹہ، لاٹ، سیاہ، سرساوہ، بل پنجیڑہ،

منور پنجیڑہ، گنگ ناڑہ، نین سُکھ، چھو چھ، وحی، بنی، پیا ہی وغیرہ شامل ہیں۔

دیگراضلاع میں چندگھرانے منگرال قبیلہ کے آباد ہیں جن میں سے بعض مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے ہیں۔ان میں ضلع باغ،ضلع پونچھ،ضلع مظفرآباد(ڈنہ کچیلی، چکوٹھی، کُھا ساون) شامل ہیں جبکہ چندافرادعلاقہ پاکستان میں ہجرت کر گئے جن میں ضلع راولپنڈی کی تحصیل کہوٹہ میں گاؤں لہڑی (نارہ) میں منگرال قبیلہ کے بہت سے افراد آباد ہیں۔جن کی تحصیل سہنسہ کے منگرال قبیلہ سے رشتہ داریاں بھی ہیں اور کئی دہائیوں سے روابط قائم ہیں۔

اس کے علاوہ چندگھرانے کوڑہ گلی، سیالکوٹ، گوجر خان، راولپنڈی، گجرات، کوہ مری، فیصل آباد، بھارہ کہو، ڈڈیال، میر پور، کھوئی رٹہ میں آباد ہیں۔

آزادکشمیراور پاکستان میں منگرال قبیلہ کے یہ افراداب اپنے نام کے ساتھ منگرال تو نہیں لکھتے البتہ ان کے نام سے پہلے لفظ ''راجہ'' ضرور آتا ہے جبکہ مقبوضہ کشمیر میں بسنے والے منگرال اپنے نام کے آخر میں منگرال بطور شناخت ابھی تک لکھ رہے ہیں۔

راجہ

لفظ راجہ کسی خاص قبیلے یا قوم کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک خطابِ شاہی ہے۔ مختلف حکمران اپنے اپنے وقتوں میں اپنے نام کے ساتھ لفظ ''راجہ'' لکھتے رہے اور یوں ان کا نام اس خطاب کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز گردانا جاتا تھا جب کہ اس کی اولاد راجپوت کہلاتی تھی، راجہ کا پوت یعنی لڑکا۔ یوں لفظ راجپوت زبان زدِ خاص و عام ہو گیا۔

تاریخی طور پر منگرال قبیلہ کے جدِ امجد میں سب سے پہلے یہ لفظ راجہ بک (راجہ کشمیر 355 ق م بانی قلعہ لوہر کوٹ و پونچھ) کے والد راجہ راون نے استعمال کیا تھا جو ہندوستان کے شہر مالوہ کا بانی تھا۔ منگرال قبیلہ کے جدِ امجد کے علاوہ اور بھی بہت سے قبائل کے بادشاہ، حکمران یا سپہ سالار اپنے نام کے ساتھ لفظ راجہ بطور خاص استعمال کرتے رہے۔ بعض دوسرے قبیلوں کے والی اپنے ناموں کے ساتھ لفظ ملک، سلطان، ٹھاکر، سردار، رئیس، مہاراجہ، شاہ، بادشاہ وغیرہ لکھتے رہے۔

منگرال قبیلہ کے جدِ امجد راجہ منگر پال (جن کے نام سے منگرال قبیلہ چلا) کے والد راجہ امنا پال جنہوں نے 1172ء سے لے کر 1217ء تک راجوری پر حکمرانی کی، اپنے نام کے ساتھ راجہ بطور خاص لکھا۔ جب کہ پہلی بار راجوری میں لفظ راجہ اپنے نام کے ساتھ راجہ پرتھوی پال نے استعمال کیا۔ راجہ پرتھوی پال نے راجوری پر 968ء سے لے کر 1022ء تک حکمرانی کی اور یہ خاندان بانی پال خاندانِ راجوری بھی تھا۔ بعد میں 1217ء تک راجوری پر اسی پال خاندان نے حکمرانی کی اور لفظ راجہ بطور خاص نام کے ساتھ لکھتے رہے۔ اس خاندان کا آخری حکمرانِ راجوری راجہ امنا پال تھا۔

منگرال قبیلہ میں منگر پال کی پانچویں نسل میں راجہ سینس پال نے اپنے نام کے ساتھ لفظ راجہ کا استعمال کیا۔ راجہ سینس پال علاقہ سہنسہ کا حکمران رہا اور منگرال قبیلہ (آزاد کشمیر) کا جدِ امجد بھی ہے۔ اس کی نسل میں بعد میں آنے والے حکمران جو اپنے اپنے علاقوں پر اقتدار میں رہے، اپنے نام کے ساتھ لفظ راجہ استعمال کرتے رہے۔ راجہ سینس پال کی آٹھویں پشت میں راجہ سر بلند خان عرف پہاڑ خان نے علاقہ سرساوہ پر حکمرانی کے وقت لفظ راجہ بطور خاص استعمال کیا۔ آخری مسلمان حکمران کوٹلی منگرالاں راجہ شاہ سوار خان جو سینس پال کی نسل سے تھا، بھی اپنے نام کے ساتھ لفظ راجہ استعمال کرتا رہا۔

چنانچہ اب بھی منگرال قبیلہ سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنے نام کے ساتھ راجہ لکھنا پسند کرتے ہیں۔ جس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی حکمران خاندان کی اولاد سے ہیں۔

سہنسہ

سہنسہ ایک وادی کی مانند ہے جس کے مشرق میں دریائے پونچھ،مغرب میں وسیع میدان،شمال اور جنوب میں پہاڑیاں ہیں۔سطح سمندر سے 2262 فٹ بلند ہے۔اس کی آبادی تقریباً 63000 نفوس پر مشتمل ہے۔سہنسہ میں ایک ٹاؤن ، پانچ یونین کونسلیں اور 71 موضعات ہیں۔سہنسہ کی سب سے بڑی یونین کونسل ''اینٹی منگرالاں'' ہے۔

سہنسہ کی وجہ تسمیہ کچھ یوں ہے کہ اس کا نام منگرال قبیلہ کے یہاں پر موجود جدِامجد راجہ سینس پال کی نسبت سے ہے۔راجہ سینس پال نے اس علاقے پر بہت عرصہ حکمرانی کی۔راجہ سینس پال کو جب 1424ء میں ملک مسعود وزیراعظم کشمیر نے دعوتِ اسلام دی تو نہ صرف آپ نے خود اسلام قبول کیا بلکہ اپنی رعایا کو بھی دائرہ اسلام میں لے آئے۔راجہ سینس پال نے قبول اسلام کے بعد بھی اپنا نام عوامِ علاقہ کے اصرار پر تبدیل نہ کیا۔آپ کی رعایا آپ سے بے حد پیار کرتی تھی۔راجہ سینس پال نے جب یہاں پڑاؤ کیا تو اس علاقہ پر مہتراؤں کی حکومت تھی جس کو مارنے کے بعد آپ نے یہاں اپنی حکومت کا اعلان کیا اور موجودہ سہنسہ شہر سے جانب جنوب مغرب ''سائینلہ'' کو اپنا دارالحکومت بنایا۔بعد میں علاقے کا نام سہنسہ رکھا گیا جو آپ کی نسبت سے تھا۔

سہنسہ میں بسنے والے قبائل میں منگرال راجپوت، جاٹ چودھری، گُجر چودھری، سُدھن، سادات، مغل (مستری، موچی، تیلی)، قریشی، ملک اور کھوکھر شامل ہیں۔سہنسہ میں بڑے نامی گرامی لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے ایسے تاریخی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے۔ان شخصیات میں صوبیدار سردار حیات علی خان، کیپٹن راجہ سردار خان (1945ء میں OBI ایوارڈ یافتہ)، کیپٹن چودھری نتھا خان (گجر)، صوبیدار سردار بارُو خان، لیفٹیننٹ راجہ ولی داد خان، لیفٹیننٹ راجہ کرم داد خان، ذیلدار راجہ کرم داد خان (پہلے پرجا سبھا کے نامزد ممبر 1942ء)، راجہ اکبر داد خان (پہلے مسلم گریجوایٹ 1938ء تحصیل کوٹلی)، راجہ محمد ایوب خان (پہلے ریاستی اکاؤنٹنٹ ممبر انکم ٹیکس اپیلنٹ ٹربیونل) شامل ہیں۔

علاقہ سہنسہ میں چند بڑے سیاستدانوں نے جنم لیا۔ان میں راجہ فضل داد خان (تین بار ممبر اسمبلی بنے)، چودھری مظہر حسین (سابق ڈپٹی اپوزیشن لیڈر)، راجہ منشی خان، ڈاکٹر محمود ریاض (پکھڑال راجپوت)، چودھری محمد یعقوب (گُجر)، سید غلام رضا نقوی، سردار بشیر پہلوان، راجہ ضیاء الحمید خان، چیئرمین راجہ محمود داد خان کے علاوہ راجہ عبدالمجید خان قابل ذکر شخصیات ہیں۔

1931-32ء کی تحریکِ عدم ادائیگی مالیہ کے دوران میں علاقہ سہنسہ کے عوام نے بھرپور حصہ لیا۔شیخ محمد عبداللہ (صدر نیشنل کانفرنس)، مولانا عبداللہ سیاکھوی اور تحریک عدم ادائیگی مالیہ کے روحِ رواں راجہ محمد اکبر خان بھی یہاں تشریف لائے اور عوامِ سہنسہ نے ان کے استقبال کے لیے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔

مہاراجہ کی حکومت کے خلاف مقامی لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔مجاہدین دو حصوں میں تقسیم کیے گئے تھے۔ایک حصے کی کمانڈ

کیپٹن چودھری نتھا خان (گجر) کر رہے تھے جو فاتح راجوری راجہ سخی دلیر خان سے منسلک تھی۔ دوسرے حصے کی کمانڈ لیفٹیننٹ راجہ کرم داد خان کر رہے تھے جو کرنل راجہ محمد محمود خان سے منسلک تھی اور ان سے ہدایات لے کر ایکشن کرتی تھی۔ جب مہاراجہ کے خلاف جہاد زوروں پر تھا تو سہنسہ سے ڈوگرہ فوج کو بھگانے میں ان دو کمپنیوں نے اہم کردار ادا کیا۔ اسی دوران چند مجاہدین نے جامِ شہادت نوش کیا جن میں صوبیدار سردار بارُو خان سرِ فہرست ہیں۔

نوجوان نسل اپنے اسلاف کے کارناموں پر چلتے ہوئے اب بھی عملی طور پر ہندوستان کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔ علاقہ کے چند جوانوں نے مقبوضہ کشمیر میں ہندو فوج کے خلاف لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ ان میں راجہ ارشد محمود شہید، نصیر احمد شہید اور راجہ اشفاق عاصم شہید شامل ہیں۔

سہنسہ میں تعلیمی میدان میں انقلابی تبدیلیاں آئی ہیں۔ علاقہ میں جموں سیکٹر کا سب سے پرانا پرائمری سکول جو 1890ء میں قائم ہوا تھا۔ جب کہ یہاں پونچھ سیکٹر کا بھی سب سے پرانا پرائمری سکول موجود ہے۔ یہ سکول صوبیدار سردار حیات علی خان نے 12-1911ء میں ٹھلی کے مقام پر منظور کروایا تھا۔ اب علاقے میں 48 مردانہ پرائمری سکول ہیں جب کہ خواتین کے پرائمری سکولوں کی تعداد بھی اس کے لگ بھگ ہے۔ سہنسہ میں پہلا ہائی سکول 64-1963ء میں بنا تھا جس کے پہلے ہیڈ ماسٹر مولوی عبدالشکور تھے۔ جب کہ پہلا انٹر کالج 1990ء میں قائم ہوا جو اَب ڈگری کالج سہنسہ ہے۔ گرلز انٹر کالج سہنسہ 1990ء میں قائم ہوا جس کے پہلے پرنسپل پروفیسر چودھری محمد صدیق تھے۔ یہ ادارہ 2003ء میں گرلز ڈگری کالج بن گیا۔ سہنسہ میں درجنوں پرائمری اور ہائی سکول پرائیویٹ سیکٹر میں قائم ہیں جب کہ چند پرائیویٹ کالجز بھی تعلیم کے میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

سہنسہ کو تحصیل کا درجہ 1974ء میں دیا گیا۔ سول و مالی عدالتوں کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ تحصیل سہنسہ کے پہلے سب جج چودھری محمد اسحاق تھے جب کہ پہلے تحصیل قاضی چودھری محمد بشیر تھے۔ علاقہ کے پہلے سب ڈویژنل مجسٹریٹ (SDM) قاضی محمد لطیف، تحصیلدار میر غلام نبی اور نائب تحصیلدار محمد اجمل خان تھے۔ 2009ء میں یہاں سب ڈویژن برقیات کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے پہلے SDO برقیات سلیم اعوان اور پہلے ایکسین حفیظ بٹ تھے۔

سہنسہ کو 1984ء میں ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا گیا جسے کے پہلے چیئرمین سردار نذر محمد تھے۔ 1998ء میں جب اسے میونسپل کارپوریشن کا درجہ دیا گیا تو اس کے پہلے ایڈمنسٹریٹر سردار سرفراز خان تھے۔

سہنسہ نے جہاں تعلیم اور دیگر شعبہ جات میں ترقی کی وہاں صحت کے شعبہ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھی قائم ہے۔ علاقہ میں چند ویلفیئر ٹرسٹ بھی قائم ہیں جو صحت کی سہولیات بہم پہنچانے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ THQ ہسپتال میں بوستان ٹرسٹ کا قیام صحت کے شعبہ میں ایک اہم سنگ میل ہے۔

رسوم و رواج کے حوالے سے لوگ قدامت پسند ہیں۔ ایک دوسرے کی خوشی غمی میں شریک ہوتے ہیں۔ شادی بیاہ میں ڈھول کے علاوہ شعروشاعری کی محافل کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ رشتے ناطے زیادہ تر برادریوں میں ہی کیے جاتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ انگلینڈ، سپین،

سعودی عرب، دبئی اور کویت میں بسلسلہ روزگار مقیم ہیں۔ مالی طور پر اکثریت آبادی مستحکم ہے۔

سہنسہ میں قدرتی طور پر کوئی پھلدار درخت نہیں اُگتے۔ البتہ امرود، آم، خوبانی اور کیلے کے درخت کہیں کہیں لگائے گئے ہیں۔

سہنسہ بازار میں زیادہ تر کاروباری لوگ مقامی ہیں جب کہ چند علاقہ پنجاب سے بھی یہاں آ کر کاروبار کر رہے ہیں۔

وکلاء، ڈاکٹرز، انجینئرز اور آرمی کے علاوہ بہت سے لوگ شعبہ تعلیم سے بھی وابستہ ہیں اور اپنے اپنے پیشے میں عوام علاقہ کی خدمت کر رہے ہیں۔ تعمیر و ترقی میں راجہ فضل داد خان (مرحوم)، راجہ عبدالمجید خان (مرحوم) اور چودھری مظہر حسین کے علاوہ حلقہ نمبر 3 سے لگا تار چار مرتبہ منتخب ایم۔ایل۔اے و وزیر حکومت راجہ نصیر احمد خان کا بھی اہم کردار ہے۔

وادی سرساوہ

علاقہ سرساوہ ایک ویلی کی مانند ہے جس کے تینوں اطراف پہاڑیاں ہیں جب کہ جنوب کی سمت ''نالہ رنگڑ'' اس کی خوبصورتی کو دوبالا کرتا ہے۔ علاقہ کے مشرق سے پہاڑی سلسلہ اس کو ضلع کوٹلی سے جدا کرتا ہے جب کہ شمال کی جانب پہاڑیاں ضلع سدھنوتی سے اس کی سرحدوں کو جدا کرتی ہیں۔ مغرب کی طرف بہنے والا نالہ رنگڑ نہ صرف جنوب سے علاقہ کی سرحدیں جدا کرتا ہے بلکہ اس نالہ کا پانی کسانوں کی کھیتیوں کو سیراب بھی کرتا ہے۔

سرساوہ کا نام راجہ سر بلند خان عُرف پہاڑ خان نے پندرھویں صدی کے آخر میں رکھا۔ راجہ سر بلند خان نے اس علاقے پر جب قبضہ کیا تو یہاں پُوغل راجپوت آباد تھے۔ راجہ سر بلند خان عرف پہاڑ خان نے پُوغل قوم کو شکست دے کر اپنی حکومت قائم کی اور اس ویلی کو اپنے نام سے منسوب کر کے سرساوہ نام رکھا۔ اس علاقہ میں منگرال قبیلہ کے جدِ امجد، راجہ سر بلند خان ہی ہیں۔ اس سے پہلے یہ قوم صرف سہنسہ میں آباد تھی۔

سرساوہ پانچ موضعات پر مشتمل ہے۔ وادی میں موضع سرساوہ، موضع کوٹلہ، موضع سروعہ، موضع چک ناصرو اور موضع گلوئیں شامل ہیں۔ ان موضعات کا رقبہ بالترتیب 36439 کنال 17 مرلے، 8160 کنال 18 مرلے، 2421 کنال 16 مرلے، 20381 کنال 19 مرلے اور 309 کنال ہے۔ یوں پٹوار حلقہ سرساوہ کا کل رقبہ 67713 کنال 10 مرلے ہے۔ سرساوہ کی آبادی 1998ء کی مردم شماری کے مطابق 7,000 نفوس پر مشتمل تھی جب کہ 2011-2010ء کی خانہ شماری کے مطابق اس کی آبادی 13,100 نفوس ہے۔ سرساوہ کی سطح سمندر سے بلندی 2176 فٹ ہے۔

علاقہ سرساوہ کی تعمیر و ترقی میں یوں تو ہر فرد کا حصہ ہے لیکن اگر چند اشخاص کے نام نہ لیے جائیں تو تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔ پہلی شخصیت راجہ سخی دلیر خان جنھوں نے یہ علاقہ آزاد کروایا (مکمل احوال مضمون ''راجہ سخی دلیر خان'' میں پڑھیے)۔

آزادی کے بعد علاقہ سرساوہ میں تعمیر و ترقی کی بنیاد رکھنے والی عظیم شخصیت چودھری نظام دین تھے جو جاٹ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور چک ناصرو کے رہائشی تھے۔ چودھری نظام دین خان بریگیڈیئر حیات خان کے دورِ صدارت میں مشیرِ حکومت رہے ہیں۔ اُنھوں نے بلا تخصیص تعمیر و ترقی کے منصوبہ جات رکھے۔ ان میں ویٹرنری ہسپتال، بوائز انٹر کالج، رورل ہیلتھ سنٹر، سپلائی ڈپو آٹا، سرساوہ تا سگری روڈ، بجلی کی ترسیل، دفتر محکمہ زراعت، پوسٹ آفس، پہلی واٹر سپلائی کے علاوہ دیگر بے شمار منصوبے شامل تھے جو اُنھوں نے پایہ تکمیل کو پہنچائے۔

تیسری شخصیت راجہ محمد ایوب خان ہیں جنھوں نے بحیثیت ممبر ضلع کونسل انتہائی نامساعد حالات میں بھی تعمیر و ترقی میں اپنا حصہ ڈالا۔ (مکمل احوال مضمون ''راجہ محمد ایوب خان'' میں)

چوتھی شخصیت راجہ نصیر احمد خان سابق وزیرِ بلدیات و دیہی ترقی ہیں جنھوں نے سرساوہ کی تعمیر و ترقی میں خصوصی دلچسپی لے

کر اُدھورے منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچائے۔ اُنھوں نے گھر گھر سڑک، بجلی اور پانی مہیا کر کے علاقہ کی تقدیر بدل دی۔(مکمل احوال مضمون ''راجہ نصیر احمد خان'' میں ملاحظہ کریں)۔

مہاراجہ کے دور سے بہت پہلے علاقہ سرساوہ تین ونڈوں میں تقسیم تھا۔ یہ ونڈیں راجہ سربلند خان کے بڑے بیٹے رزاق خان کے تین بیٹوں سے منسوب تھیں۔ پہلی ونڈ عزت خانیاں کے نام سے مشہور تھی، یہ رزاق خان کے سب سے بڑے بیٹے پولا جی عرف عزت خانیاں سے منسوب تھی۔ دوسری ونڈ منجھلے بیٹے سوار خان عرف بوڑھے خانیاں اور تیسری ونڈ باجی خان عرف منجھی خانیاں کے نام سے مشہور تھی اور آج بھی یہ لوگ اپنے آپ کو اُنھی ونڈوں سے جانتے پہچانتے ہیں۔

مہاراجہ کے دور میں علاقہ سرساوہ کا نظم ونسق چلانے کے لیے ایک ذیلدار اور چھ نمبردار مقرر تھے۔ نمبردار، ذیلدار کو جواب دہ تھے جب کہ ذیلدار براہِ راست مہاراجہ کو جواب دہ تھا۔ سرساوہ، پنجیڑہ، انوہی سرہوٹہ کے واحد ذیلدار راجہ سیف علی خان آف گنگ ناڑہ تھے۔ (مکمل احوال مضمون ''ذیلدار راجہ سیف علی خان'' میں ملاحظہ کریں)۔ جب کہ چھ نمبرداروں میں بالترتیب راجہ غوث محمد خان آف ٹنگی دھڑہ، راجہ خاقان خان آف سید پور، راجہ ولی داد خان آف سید پور، راجہ محمد خان آف سید پور، راجہ مہند خان آف گوڑاہ اور راجہ فقرو خان آف نالی شامل تھے، یوں علاقہ سرساوہ بعد میں ''چھ بنڈاں'' سرساوہ مشہور ہو گیا۔

سرساوہ کی سب سے بڑی برادری منگرال راجپوت ہے جبکہ دیگر برادریوں میں بالترتیب جاٹ، گُجر، سُدھن، مغل (مستری، درزی، موچی، کاسبی، تیلی)، جنہال، اعوان، ملک، قاضی، سنبھال اور کھوکھر شامل ہیں۔

سرساوہ میں قدرتی طور پر کوئی پھل دار درخت نہیں اُگتے۔ البتہ امرود، کیلا، آڑو، آلوچہ، خوبانی اور آم کے درخت کہیں کہیں لگائے گئے ہیں۔ جب کہ بیری کے درخت جابجا نظر آتے ہیں۔

علاقہ سرساوہ میں دینی تعلیم کی طرف بھی خاص توجہ دی گئی ہے۔ اب تک سرساوہ میں پانچ مساجد میں نماز جمعہ کا اہتمام ہے جب کہ درجنوں چھوٹی بڑی مساجد موجود ہیں۔ ان میں بعض مساجد میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری ہے جہاں طلباء حفظ کے ساتھ ساتھ درس نظامی اور دنیاوی تعلیم بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اِس وقت علاقہ میں ایک درجن کے قریب حفاظ کرام موجود ہیں۔ مساجد و دینی تعلیم کا نظام حضرت پیر صاحب گلہار شریف والوں کے زیر انتظام ہے، آپ کے وصال کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت پیر زاہد سلطانی صاحب سارا نظام بطریقِ احسن سرانجام دے رہے ہیں۔

تعلیمی میدان میں علاقہ سرساوہ نے چند سالوں میں بہت ترقی کی ہے۔ اس وقت تک علاقہ میں چھ ایم بی بی ایس ڈاکٹرز اور چار انجینئرز شامل ہیں۔ جب کہ منگرال قبیلہ کے افراد کی فہرست درج ذیل ہے؛

۱۔	پہلا میٹرک پاس	صوبیدار (ر) راجہ شہباز خان	1954ء
۲۔	پہلا باضابطہ صوبیدار / انزیری لیفٹیننٹ	راجہ زمان علی خان	1931ء
۳۔	پہلا تارک الوطن انگلینڈ	راجہ محمد خان عرف مندی خان آف بُنی نگئی	1958ء

۴۔	پہلا ایم۔ایس۔سی	راجہ محمد رفیق (سبجیکٹ سپیشلسٹ)	1990-91ء
۵۔	پہلا باضابطہ ایڈووکیٹ	راجہ سرفراز احمد ایڈووکیٹ	2005ء
۶۔	پہلا درجہ اوّل مجسٹریٹ	راجہ سرفراز احمد ایڈووکیٹ	2006ء
۷۔	پہلا پولیس آفیسر ASI	راجہ توقیر احمد (سب انسپکٹر)	2004ء
۸۔	پہلا انجینئر	کوئی نہیں	--
۹۔	پہلا ڈاکٹر	کوئی نہیں	--
۱۰۔	پہلا منتخب ممبر یونین کونسل	راجہ محمد اسماعیل خان	1979ء
۱۱۔	پہلا منتخب ممبر ضلع کونسل	راجہ محمد ایوب خان	1979ء

تعلیم کی وجہ سے لوگوں میں شعور پیدا ہوا اور ان کے رہن سہن میں بھی تبدیلی آئی۔تعلیم نے نہ صرف اُنھیں شعور دیا بلکہ ان کی مالی حالت بھی بہتر ہوئی۔زیادہ تر لوگ کھیتی باڑی سے منسلک ہیں۔جب کہ بہت سے لوگ سعودی عرب،کویت،دبئی،قطر،سپین اور انگلینڈ میں بسلسلہ روزگار قیام پذیر ہیں۔علاقہ کی 70% آبادی مالی طور پر مستحکم ہے۔شلوار قمیض عموماً زیب تن کرتے ہیں جب کہ کبھی کبھی پینٹ کوٹ بھی پہنا جاتا ہے۔

خوشی غمی میں لوگ ایک دوسرے کے ہاں شریک ہوتے ہیں۔قبر کھدائی سے لے کر سارے کام لوگ مل جل کر کرتے ہیں۔شادی بیاہ میں اپنے قبیلوں کو ترجیح دی جاتی ہے اور کہیں شاذو نادر ہی کوئی شادی کسی دوسرے قبیلے میں کی جاتی ہے۔رسمِ مایوں کا خاتمہ علاقہ کی سب سے بڑی کامیابی ہے جب کہ رسمِ مہندی بھی کی جاتی ہے۔فوٹو گرافی اور فلم بندی کے بغیر شادی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔رسمِ میل، ولیمہ والے دن پُر تکلف ضیافت شادی کی رسومات کا جزوِ اہم ہے۔

اولیائے کرام کے مزارات کی تعداد تقریباً ایک درجن ہے۔مشہور ہستی بابا سائیں کالو بادشاہ ہیں جن کا سالانہ عرس بڑی دُھوم دھام اور عقیدت سے منایا جاتا ہے (مکمل احوال مضمون ''بابا سائیں کالو بادشاہ'' میں پڑھیے)۔

علاقہ میں گورنمنٹ کے جو ادارے درس و تدریس میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان میں بوائز و گرلز انٹر کالج، بوائز و گرلز مڈل اسکول، بوائز و گرلز پرائمری اسکول سروعہ، بوائز و گرلز پرائمری اسکول نکئی، بوائز پرائمری سکول چک ناصرو، بوائز و گرلز پرائمری اسکول چوہاڑہ، بوائز مڈل اسکول سندھیری کوٹ، بوائز و گرلز پرائمری اسکول کوٹلہ اور گرلز پرائمری اسکول گلوئیں، بوائز پرائمری اسکول ملکان چھیتر، گرلز پرائمری اسکول سید پور، بوائز پرائمری اسکول گلی، سوپچل، چونا پانی اور سیاتھ شامل ہیں۔

پرائیویٹ طور پر چلنے والے اداروں میں سب سے بڑا نام ''ریڈ فاؤنڈیشن اسکول'' کا ہے جو جماعتِ اسلامی کی ذیلی تنظیم کے زیرِ انتظام ہے۔اس کے علاوہ پانچ دیگر ادارے بھی تعلیم کے میدان میں نمایاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں جب کہ واحد نجی ادارہ جو ہائی اسکول ہے، ریڈ فاؤنڈیشن کے زیرِ اہتمام کام کر رہا ہے۔

وادی سرساوہ

حسین و جمیل ہے یہ سرساوہ وادی
اللہ قائم رکھے اس کی سدا آزادی

وادی میں ثمر و سایہ دیتے ہیں شجر
اور رکھتی ہے دلکش آبشار و چشمہ وادی

حُسن جس کا کر دے نظروں کو خیرہ
سرساوہ کی ہے وہ خوش نما وادی

جرات و ہمت ہے جن کی ضرب المثل
ماؤں کے شیروں کی ہے عروسہ وادی

جہالت و ذلت پھر بھاگے گی ناصؔر
تیری منتظر ہے اے مسیحا وادی

راجہ توقیر احمد ناصؔر
سب انسپکٹر
اے۔کے پولیس

کوٹلی منگرالاں

مختلف محققین نے اس بارے میں اپنی آراء لکھی ہیں۔بعض کے نزدیک پہاڑوں کے دامن میں ایک وسیع میدان کی وجہ سے ''کوہ تلی'' نام تھا جو بگڑ کر ''کوٹلی'' بن گیا۔

دوسرے مؤلف کی رائے میں کوٹلی کے منگرال حکمران راجہ دیار خان کی وفات کے بعد اس کے فرزند راجہ شاہ سوار خان نے موضع دکھاڑی کے پہاڑ ''ہالہ کیری'' کی ڈھلوان پر کوٹ آباد کیا۔ بعد میں علاقہ کا نام بدل کر کوٹلی بن گیا۔راجہ شاہ سوار خان کوٹلی کا آخری مسلمان حکمران تھا جس نے دو مرتبہ سکھوں کے حملے کا منہ توڑ جواب دیا۔پہلی بار 1812ء میں جب کہ دوسری بار 1814ء میں رنجیت سنگھ سے معرکہ ہوا۔راجہ شاہ سوار خان چونکہ منگرال قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا اس لیے اس کے خاندان کے لوگ کثیر تعداد میں یہاں آباد تھے۔لوگ اپنے حکمران سے بہت خوش تھے اور اس کے ساتھ سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑے تھے۔راجہ شاہ سوار خان کی کوئی اولادِ نرینہ نہ تھی۔وہ اپنی رعایا سے بے حد پیار کرتا تھا۔

1816ء میں سکھوں نے تیسرا اور فیصلہ کن حملہ کوٹلی منگرالاں پر کیا۔وہ جدید اسلحہ سے لیس تھے اور ان کے پاس کمک بھی زیادہ تھی۔اُنھوں نے کوٹلی منگرالاں پر قبضہ کر لیا اور حکمران راجہ شاہ سوار خان منگرال کو گرفتار کر کے لاہور لے گئے جہاں سکھوں کا تختِ شاہی تھا۔آپ کو قلعہ لاہور میں بند کر دیا گیا جہاں کچھ عرصہ قید رہنے کے بعد راجہ شاہ سوار خان وفات پا گئے اور وہیں قلعہ کے اندر ہی گم نام قبر میں دفن کر دیئے گئے۔

سکھوں نے راجہ شاہ سوار خان منگرال کی بیوی ''ہاشورانی'' کو موجودہ شہر کوٹلی کے پاس جاگیر دے دی جو آج بھی ریکارڈ میں ''ہاشورانی'' کے نام چلی آ رہی ہے۔ہاشورانی نے یہاں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئیں ان کی قبر کے نقوش اب مٹ چکے ہیں۔منگرال قبیلہ کے باقی لوگوں کو علاقہ بدر کر دیا گیا تا کہ منگرال قوم کی طاقت کو ختم کر دیا جائے۔سکھوں نے ''کوٹلی منگرالاں'' کا نام بھی تبدیل کر کے صرف ''کوٹلی'' رکھ دیا جو اب تک چلا آ رہا ہے۔

درحقیقت کوٹلی سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔پہلے وقتوں میں علاقے کی زبان سنسکرت تھی۔سنسکرت زبان میں کوٹلی کا لفظی مطلب ''ڈیرہ'' یا ''رہائش'' ہے۔جس طرح کوٹلی ستیاں ''قومِ ستیاں کا ڈیرہ''، کوٹلی لوہاراں ''قومِ لوہاراں کا ڈیرہ''، کوٹلی سوہلناں ''قوم سہلن کا ڈیرہ'' اور کوٹلی افغاناں ''قومِ افغان کا ڈیرہ'' وغیرہ۔چونکہ یہاں منگرال قوم کی اکثریت چلی آ رہی تھی اس لیے یہ کوٹلی منگرالاں کے نام سے مشہور ہوئی جس کا مطلب ''منگرال قوم کا ڈیرہ'' تھا۔بعد میں سکھوں کے دور میں نام صرف ''کوٹلی'' رہ گیا۔

یہ دلیل سب سے معقول ہے کہ کوٹلی لوہاراں میں کوئی پہاڑ نہیں ہیں پھر بھی اس کا نام کوٹلی لوہاراں ہے لہٰذا کوٹلی سنسکرت زبان سے لیا گیا لفظ ہے اور ''کوٹلی منگرالاں''، منگرال قوم کا ڈیرہ تاریخی حقائق کی رُو سے درست ہے۔

کوٹلی کے مشرق میں راجوری اور مینڈھر، مغرب میں ضلع راولپنڈی (پاکستان) کی تحصیل کہوٹہ، شمال میں ضلع پونچھ اور جنوب میں ضلع میرپور واقع ہے۔شہر کی جانب مغرب آدھا کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے پونچھ اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ بہہ رہا ہے جس کے ساتھ ایک خوبصورت پارک بھی ہے۔

1981ء کی مردم شماری کے مطابق ضلع کوٹلی کی کل آبادی 3,64,558 نفوس پر مشتمل تھی جب کہ کل رقبہ 4,07,421 ایکٹر ہے۔1998ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی چھ لاکھ کے لگ بھگ تھی۔2011ء میں یہ اعداد و شمار تقریباً آٹھ لاکھ ہیں۔ضلعی صدرِ مقام سطح سمندر سے 1960 فٹ واقع ہے۔

ضلع کوٹلی کو تحصیل کا درجہ کب ملا، تاریخی طور پر کوئی شواہد نہ ہیں اور محکمہ مال کے ریکارڈ میں بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔البتہ کوٹلی کا پہلا بندوبستِ ارضیات 22-1921 بکرمی بمطابق 65-1864ء ہوا ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ کوٹلی کو تحصیل کا درجہ پہلے مل چکا تھا۔
دوسرا بندوبستِ اراضی 61-1960 بکرمی میں ہوا تھا۔مہاراجہ کے خلاف مسلح تحریک میں 1947ء کے دوران کوٹلی پر حملہ کے دوران جب ہندوؤں نے علاقہ خالی کیا تو بھاگنے سے پہلے اُنھوں نے اپنی املاک اور دستاویزات کو آگ لگادی تھی۔یوں ہم اس قیمتی ریکارڈ سے محروم ہوگئے۔یہ ریکارڈ آج بھی مقبوضہ کشمیر میں جموں کے مال خانے میں محفوظ ہے مگر وہاں سے ریکارڈ کا حصول جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

تیسرا بندوبستِ ارضیات 1964ء میں چودھری میر زمان خان مہتمم بندوبست کی نگرانی میں شروع ہوا تھا اس کا بیشتر کام 1976ء میں مکمل کرلیا گیا تھا۔عملہ کے پلندری منتقل ہونے کے بعد بقیہ کام محکمہ مال کے اہلکاروں نے مکمل کیا تھا۔
سکھوں کے دور میں وادی کوٹلی منگرالاں کا نقشہ کچھ یوں تھا؛

1873ء میں یہاں 284 مکانات تھے۔چند اینٹوں سے بنے تھے جب کہ زیادہ تر ایک منزلہ گارے اور گول پتھروں کے بنے ہوئے کچے مکانات تھے جن کی چھتیں چپٹی تھیں اور شکل وصورت میں انتہائی شکستہ حال تھے۔قصبے میں تحصیل دار اور کوتوالی کے دفاتر تھے۔قصبے میں ہندوؤں کے دومندر تھے۔ایک دھرم سالہ اور دو مساجد تھیں جن میں سے ایک کھنڈر کی صورت اختیار کرچکی تھی۔
یہاں پر بہت سی پن چکیاں لگی تھیں جو ندی کے ساتھ ساتھ تیار کردہ پانی کی نالیوں کے ذریعے چلتی تھیں۔پونچھ دریا کو کشتیوں کے ذریعے عبور کیا جاتا تھا۔ایک کشتی گھاٹ، قصبے کے اُوپر کے حصہ کی جانب جب کہ دوسرا کشتی گھاٹ قصبے کے نچلے حصہ کی جانب تھا جہاں سے دریا عبور کرایا جاتا تھا۔دریا اگرچہ چوڑا تھا لیکن اس کا پانی زیادہ گہرا نہیں تھا۔سردیوں میں تو اور بھی کم ہوجاتا تھا۔مقامی باشندوں اور تجارت پیشہ لوگوں کی فہرست درج ذیل ہے؛

ہندومرد:	600
مسلمان مرد:	200
ہندوؤں کی دُکانیں:	96

مسلمانوں کی دُکانیں:	6
منگرال قبیلہ کے مسلمان:	60
زرگر ہندو:	14
گھوڑا بان:	10
دھوبی:	6
انگریز:	6
قصائی:	1
مالی:	1
موچی:	2
جاروب کش:	3
چوکیدار:	3
کمہار:	11
ترکھان:	1
لوہار:	2
پن چکیوں پر کام کرنے والے:	16
ڈھول بجانے والے:	4

قصبے میں ایک کنواں اور چار تالاب تھے جن کا پانی انتہائی گندہ تھا۔ صاف پانی دریا سے حاصل کیا جاتا تھا جو زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ کوٹلی کی آب و ہوا بہت گرم تھی۔ دریائے پونچھ کے ساتھ ساتھ تنگ وادی سے قصبے میں داخل ہونے والی ٹھنڈی ہوا کوٹلی کی گرمی کو کم کر دیتی ہے۔ یہ علاقہ درختوں سے خالی تھا البتہ تھوڑے بہت سایہ دار درخت قصبے میں موجود تھے۔"

ڈوگرہ دور میں تحصیل کوٹلی 228 موضعات پر مشتمل تھی۔ لائن آف کنٹرول قائم ہونے کے بعد وادی بناہ کے 11 موضعات مقبوضہ علاقہ میں چلے گئے۔ یوں پرانی تحصیل کوٹلی کے 217 موضعات باقی رہ گئے تھے۔ تحصیل راجوری کے دو موضعات "مٹھی دھڑہ" اور "سوہانہ" لائن آف کنٹرول کے قائم ہونے کے بعد تحصیل کوٹلی میں شامل ہوئے اور موضعات کی تعداد 219 ہوگئی تھی۔ بعد میں تحصیل فتح پور تھکیالہ (نکیال) اُنیس موضعات پر مشتمل تحصیل عمل میں لائی گئی تھی۔

ضلع کوٹلی کے کل 237 موضعات تھے۔ چند برس پہلے موضع "آوئین پانہ" کو تحصیل سہنسہ ضلع کوٹلی سے انتظامی بہتری کے لیے

خارج کر کے ضلع سدھنوتی (پلندری) میں شامل کر لیا گیا تھا۔دوران بندوبست سال 76-1964ء دو موضعات کو دوسرے موضعات میں ضم کر دیا گیا تھا۔اب ضلع کوٹلی 234 موضعات پر مشتمل ہے۔

22-1921ء میں کوٹلی کی پہلی سڑک بنی جو میرپور سے اسلام گڑھ (اکال گڑھ)، پیر گلی، پونا سے گزر کر ''سرّیا'' اور پھر وہاں سے براستہ ٹائیں، کھوئی رٹہ، کوٹلی اور پھر یہاں سے تتہ پانی، مینڈھر اور مدارپور سے پونچھ جاتی تھی۔یہ سڑک کچی تھی اس کے علاوہ اور کوئی سڑک نہ تھی۔1947ء کی جنگ کے بعد ''سرّیا'' والا حصہ مقبوضہ علاقہ میں چلا گیا اور سڑک بند ہوگئی۔1948ء میں براستہ بڑالی، ناڑ، راجدھانی روڈ تعمیر کر کے لنک ملایا گیا۔

1947ء میں جن نامور شخصیات نے معرکہ ءِ کوٹلی میں حصہ لیا، ان میں فاتح راجوری راجہ سخی دلیر خان، کرنل راجہ محمود احمد خان، راجہ غلام حسین عرف راجہ مجاہد، راجہ دلاور خان جیسے نامور لوگ سرفہرست تھے جنھوں نے بغیر گولی چلائے کوٹلی شہر پر قبضہ کیا اور دشمن کو مار بھگایا۔یہ ان کی ذہانت اور جنگی حکمتِ عملی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔کوٹلی شہر مکمل طور پر مسلمانوں کے قبضے میں آجانے کے بعد امن وامان کے لیے مختلف کمیٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا تو ان شخصیات کی سیاسی بصیرت ہی تھی کہ کوٹلی ایک پُرامن شہر بن گیا تھا۔

ضلع کوٹلی اب پانچ سب ڈویژن پر مشتمل ہے جن میں سب ڈویژن کوٹلی، سب ڈویژن سہنسہ، سب ڈویژن چڑہوئی، سب ڈویژن کھوئی رٹہ اور سب ڈویژن فتح پور تھکیالہ (نکیال) شامل ہیں۔ضلع کوٹلی میں اب تک 12 قانون گوئیاں اور 68 پٹوار حلقہ جات ہیں۔

تحصیل کوٹلی کو 1952ء میں سب ڈویژن کا درجہ ملا۔مگر تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ سب ڈویژن کا عملہ، اسسٹنٹ کمشنر اور پولیس کے آپس میں جھگڑے کے باعث واپس بلا لیا گیا تھا۔یوں یہ سب ڈویژن ختم کر دیا گیا تھا۔1962ء میں ایک بار پھر تحصیل کوٹلی کو سب ڈویژن کا درجہ ملا۔اس سب ڈویژن کے سب سے پہلے اسسٹنٹ کمشنر سردار غلام نبی عباسی تھے جو دھیر کوٹ کے رہائشی تھے۔

1974ء میں سردار عبدالقیوم خان صدرِ ریاست تھے۔جب کہ سردار سکندر حیات خان وزیرِ مال تھے۔سردار سکندر حیات خان جو آج کی ضلع کوٹلی کی تعمیر وترقی کے ہیرو ہیں، کی کاوشوں سے سب ڈویژن کو ضلع کا درجہ ملا۔ضلع کوٹلی کے پہلے ڈپٹی کمشنر چودھری محمد رشید نے یکم ستمبر 1974ء کو اپنے عہدے کا چارج سنبھالا تھا۔ضلع کوٹلی کے بانی سردار سکندر حیات خان (سابق صدر و وزیر اعظم) اکثر اس بات کا ذکر کیا کرتے تھے کہ کوٹلی کو ضلع بنوانے میں ان کی کوششوں کے پیچھے چودھری رحیم داد خان ساکن چوکی مُنگ (پہلے چیف جسٹس آزاد کشمیر سپریم کورٹ) اور راجہ اکبر داد خان ساکن سہر منڈی، سہنسہ (پہلے کمشنر انکم ٹیکس) تھے جنھوں نے تمام تکنیکی امور کی بروقت تکمیل کی تھی۔

ضلع کوٹلی میں تعلیم کا معیار بہت بلند ہے۔گورنمنٹ اسکولز، کالجز کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ سیکٹر میں بھی بے شمار تعلیمی ادارے قائم ہیں جو آنے والی نسلوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔ضلع کوٹلی میں گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ بوائز کالج اور گرلز کالج کے علاوہ آزاد جموں وکشمیر یونی ورسٹی کا کیمپس بھی قائم ہے۔یہاں سے ہزاروں طلباء ہر سال فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔

صحت کے میدان میں جہاں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال قائم ہے۔وہاں ہارٹ سنٹر، ڈی ایچ او سنٹر کے علاوہ مختلف سرکاری

ڈسپنسریاں اور پرائیویٹ ہسپتال عوام الناس کوصحت کی سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔انتظامی لحاظ سے اسسٹنٹ کمشنر کا دفتر،سول جج کی عدالت سیشن جج کی عدالت، ہائی کورٹ کا سرکٹ بنچ، ڈپٹی کمشنر آفس، سپرنٹنڈنٹ پولیس، سٹی تھانہ پولیس بھی قائم ہیں۔

ضلع کوٹلی کی وجہ شہرت جہاں تعمیر وترقی ہے وہاں اسے مدینۃ المساجد بھی کہا جاتا ہے۔حضرت قبلہ پیر صادق صاحب مدظلہ علیہ نے گلہار شریف سے درس وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔جس نے مرزائیت کا خاتمہ،سودی کاروبار کی لعنت اور باہمی رنجشوں کوختم کیا، وہیں آپ نے جگہ جگہ مساجد تعمیر کروائیں۔مساجد کی تعمیر نہ صرف کوٹلی شہر میں کی گئی بلکہ پورے آزادکشمیراور پاکستان میں تعمیر کی گئیں۔ان مساجد سے ہزاروں حفاظِ کرام فارغ التحصیل ہیں جومختلف مساجد میں امامت کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ بچوں کو دینی تعلیم دینے میں اہم کردار ادا کرر ہے ہیں۔

حضرت قبلہ پیر صادق صاحب مدظلہ علیہ 31 دسمبر 2009ء میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں ہے جو دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔حضرت صاحب مدظلہ علیہ کے دوفرزندان ارجمند ہیں۔بڑے صاحبزادے حاجی پیرعبدالواحد صاحب عُرف حاجی پیر صاحب مدظلہ علیہ ''کالا دیو'' ضلع جہلم میں روحانیت کا فیض پھیلا رہے ہیں جب کہ چھوٹے صاحب زادے حضرت پیر زاہد سلطانی صاحب مدظلہ علیہ کوٹلی میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

راجہ سینس پال

راجہ سینس پال ضلع کوٹلی میں منگرال قبیلہ کے جدِ امجد ہیں۔ اُنھوں نے مہتراؤں کو نیست و نابود کر کے سہنسہ کے علاقہ میں اپنی حکومت قائم کی۔ بعد ازاں ملک مسعود وزیر اعظم کشمیر کی دعوت پر آپ نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ اسلام کی خوب اشاعت بھی کی۔ راجہ سینس پال کی قبر ''سائینلہ'' میں ہے۔ راجہ سینس پال کی وفات کے بعد بستی کا نام آپ کے نام سے منسوب کرتے ہوئے ''سہنسہ'' رکھا گیا۔

راجہ سینس پال، ضلع کوٹلی اور گردونواح میں منگرال قبیلہ کے جدِ امجد ہیں۔ راجہ سینس پال، راجہ منگر پال (جن کے نام سے منگرال قبیلہ کی گوت چلی) کی پانچویں پشت سے ہیں۔ راجہ سینس پال کی پیدائش اور ابتدائی زندگی کے بارے میں تاریخ خاموش ہے، البتہ چند داستانیں سینہ بہ سینہ چلی آرہی ہیں۔ ایک مشہور روایت ہے، آپ جموں سے براستہ سیالکوٹ یہاں تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ آپ کے خاندان کے چند لوگ بھی تھے جو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے دادا کی اولاد سے ہوسکتے ہیں۔ جب آپ وادی سہنسہ کے جنوب مغربی پہاڑ ''ٹرانا'' پر تشریف لائے تو آپ کا پڑاؤ اُونچی جگہ تھا۔ سہنسہ شہر تب آباد نہ ہوا تھا۔ یہاں پر مہتراؤں (چُوڑے) کی حکومت تھی۔ مہتراؤں نے راجہ سینس پال سے ان کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔ راجہ سینس پال نے اُنھیں یہ کہا کہ میں دعوت کروں گا اور آپ سب لوگ دعوت میں آئیں گے، وہاں فیصلہ کروں گا اور آپ کو رشتہ بھی دے دیا جائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کے قبیلہ کا کوئی فرد اس دعوت سے غیر حاضر نہیں رہے گا۔

دعوت میں سب مہتر آئے صرف ایک عورت جو حاملہ تھی وہ نہ آسکی تھی۔ راجہ سینس پال نے ان تمام کو جلا دیا اور اپنی بادشاہت قائم کر لی۔

راجہ سینس پال نے عوام پر کبھی کوئی غیر ضروری ٹیکس یا خراج کے لیے دباؤ نہ ڈالا۔ آپ کا رویہ عوام سے بہت دوستانہ تھا۔

راجہ سینس پال چودھویں صدی کی دوسری دہائی میں یہاں آئے۔ آپ نے دو شادیاں کر رکھی تھیں۔

1424ء میں ملک مسعود وزیر اعظم کشمیر نے پوری ریاست میں اسلام کی تبلیغ کی۔ ملک مسعود چھوٹی چھوٹی حکومتوں یا راجواڑوں کو دعوتِ اسلام دیتا، جو اسلام قبول کر لیتے اُنھیں حکومت کے ساتھ ساتھ انعام و اکرام سے بھی نوازتا۔ جو کوئی انکار کرتا اس کے خلاف لشکر کشی کرتا تھا۔ راجہ سینس پال نے ملک مسعود کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ آپ نے اپنا اسلامی نام بھی سینس پال ہی رکھا کیوں کہ لوگ آپ کے ساتھ بہت پیار کرتے تھے اور لوگوں کا اصرار تھا کہ آپ اپنا نام تبدیل نہ کریں۔ آپ کے ساتھ تمام آبادی نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ علاقہ سہنسہ میں اسلام قبول کرنے والے اور اسلام کی اشاعت کرنے والے پہلے فرد راجہ سینس پال ہی ہیں۔

قبولِ اسلام اور حکومت قائم کرنے کے بعد آپ نے سائینلہ کو ہی اپنی حکومت کا ہیڈ کوارٹر منتخب کیا۔ لوگوں کو انصاف بہم پہنچایا۔ آپ عوام کے دلوں پر راج کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد علاقہ کا نام آپ سے محبت و عقیدت کی وجہ سے ''سہنسہ'' رکھا گیا۔ یہ نام چودھویں صدی عیسوی کے آخر میں رکھا گیا۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کو سائینلہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ آپ کی قبر بابا مستان شاہ کے دربار کے دائیں پہلو میں ہے جب کہ بائیں پہلو میں آپ کی دو بیگمات کی قبریں ہیں۔ راجہ سینس پال کے چار بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے راجہ دان خان، دوسرے بیٹے راجہ تتار خان جب کہ تیسرے بیٹے راجہ مہتدان خان جو لاولد تھے اور چوتھے بیٹے راجہ رحیم خان تھے۔

سائینلہ میں آج بھی راجہ سینس پال کی حکومت کے کچھ نشانات دیکھے جاسکتے ہیں جن میں تلک (ٹیکہ) لگانے کا پتھر بھی موجود ہے جس پر سُندور سے شہزادوں کو ولی عہد کا ٹیکہ لگایا جاتا تھا۔ ایک گہرا کنواں بھی موجود ہے جہاں سے سائلین اور زائرین کو پانی پلایا جاتا تھا جب کہ بیٹھنے کے لیے برگد کے درختوں کے نیچے بنی ہوئی جگہ آج بھی دکھائی دیتی ہے۔

راجہ محمد شریف خان ایڈووکیٹ نے تلک لگانے والے پتھر پر کچھ تحریر لکھی تھی جو اَب مِٹ چکی ہے۔ اب سائینلہ میں صرف راجہ محمد شریف خان ایڈووکیٹ، صوبیدار راجہ محمد انور خان (والد میجر راجہ ابرار خان) کے علاوہ ان کے بھائیوں کے چند گھر منگرال قبیلہ کی عظمتِ رفتہ کی عکاسی کرتے ہیں۔ سائینلہ میں صدیوں سے دفن راجہ سینس پال کی قبر کی نشان دہی تحقیق کر کے راقم نے کی اور پھر راجہ ظہور کرامت اور راجہ وقار ولد علی اختر کے ساتھ مل کر قبر کی تعمیر کی اور تختی لگائی۔

والئ سہنسہ
راجہ سینس پال کا شجرہ نسب

کھش بن آش بانیء کشمیر 526 قبل مسیح (کھش حضرت ابراہیمؑ کی 40ویں، حضرت اسحٰقؑ کی 39ویں اور حضرت یعقوبؑ کی 38ویں پشت میں تھا)

کھش بن آش

39/2 بہت (بھت) جدامجد بٹ قبیلہ — دہر (دھر) جدامجد دہر قبیلہ — دار جدامجد ڈار قبیلہ — تانتر جدامجد تانترے قبیلہ — ماکر جدامجد ماگرے قبیلہ — کاشر (کاشی) — پر جدامجد پرے قبیلہ — نائیک جدامجد نائیک قبیلہ

40/3 خکندر

41/4 لو

42/5 راٹیور عرف راتھر بانیء راٹھور قبیلہ — لونیا (بانیء لون قبیلہ)

43/6 راجہ سوراندر (پہلا راجہ کشمیر) — جوگندر — راجہ راون [illegible]

44/7 راجہ نراول (راجہ ہندوستان) — راجہ مہوکل (راجہ کشمیر) — راجہ بک (راجہ کشمیر 355ق م تا 347ق م بانیء قلعہ لوہر کوٹ وشہر پونچھ)

45/8 راجہ اکھ پال (راجہ کشمیر 347ق م تا 329ق م بانیء ریاست اُنس راجوری 345ق م اور بانیء قلعہ اکھنور 342ق م) — راجہ کھتے نند (پہلا راجہ راجوری 345ق م) — راجہ پرتاب آدت (سکندر اعظم نے 326ق م میں اسے راجہ کشمیر بنایا) — راجہ نرشانی (جداعلیٰ نرماہ عرف نارمہ قبیلہ ورلجہ اکھنور 342ق م وبانیء خاندان مہاراجہ بکرماجیت بانیء سن بکرمی)

46/9 راجہ اندجد ہشٹر (راجہ کشمیر 326 قبل مسیح میں بھائی کے ہاتھوں شکست کھا کر مالوہ چلا گیا) — راجہ ابیسترپال راجہ پکھلی وہزارہ — راجہ ترشٹ پال (یہ اپنے بھائی اندجد ہشٹر کے ہمراہ کشمیر سے مالوہ چلا گیا)

47/10 راجہ دریودھن پال

48/11 راجہ دیادھن پال

49/12 راجہ پروردھن پال

50/13 راجہ دھرونت پال

51/14 راجہ چندرا پال

52/15 راجہ کولیا پال

53/16 راجہ ماتر پال

54/17 راجہ الارک پال

55/18 راجہ سمندر پال جوگی

(یہ راجہ داماد تھا بکرماجیت کا)

(سکندر اعظم یونانی کے حملہ ہند 326 قبل مسیح کے وقت اس نے ہزارہ کے مقام پر سکندر اعظم کی اطاعت قبول کی۔ اور اس سے فوجی امداد لیکر اپنے بھائی راجہ اندجد ہشٹر کو کشمیر سے بھگا کر کشمیر پر قبضہ کر لیا۔ لیکن سکندر اعظم کو ایک دن جہلم میں شکار کے موقع پر کچھ دیگر راجاؤں کے ساتھ ملکر اس نے قتل کا منصوبہ بنایا۔ منصوبہ ناکام ہوگیا اور سکندر اعظم یونانی نے اسے اس کے تمام خاندان سمیت اور نارمہ قبیلہ کے راجہ کز عرف راجہ کرن عرف راجہ بسوکھن کو بھی اسکے چھ بیٹوں سمیت قتل کر دیا۔ اور واپسی پر اس کے چچا راجہ پرتاب اُدت کو سکندر اعظم یونانی نے راجہ کشمیر بنایا۔)

- راجہ چندر پال جوگی 56/19
- راجہ گلشن پال 57/20
- راجہ تارا پال 58/21
- راجہ تربھون پال 59/22
- راجہ کھیمر پال 60/23
- راجہ پوشکر پال 61/24
- راجہ پرتھو پال 62/25
- راجہ وزرا پال 63/26
- راجہ سوکرم پال 64/27 (یہ راجہ ملتان 375ء)
- راجہ سورن پال 65/28
- راجہ بیرم پال 66/29
- راجہ دردید پال 67/30
- راجہ پورن پال 68/31
- راجہ جنک پال 69/32
- راجہ بھگونت پال 70/33
- راجہ بلدیو پال 71/34
- راجہ بھیکم پال 72/35
- راجہ اگنی پال 73/36
- راجہ کرش پال 74/37
- راجہ شانتو پال 75/38
- راجہ انت پال 76/39
- راجہ نندی پال 77/40
- راجہ سلہن پال 78/41

79/42 راجہ بھیم پال اول (بانیء خاندان پال راجگان لاہور، بھمبر، راجوری ولوہر کوٹ پونچھ)

80/43 راجہ بکرم پال (یہ راجہ لاہور 910ء میں دہلی پر حملہ کے وقت تلوک راجہ دہلی کے ہاتھوں قتل ہوا)

81/44 راجہ استبل پال (راجہ لاہور 910ء تا 955ء)

راجہ بھیمہ پال (راجہ لوہر کوٹ پونچھ)

راجہ اتکیال پال

82/45 راجہ جے پال (یہ راجہ لاہور 955ء سے 1003ء تک رہا)

راجہ پرتھوی پال (راجہ راجوری 968ء تا 1022ء تک رہا۔ جبکہ اسکی اولاد راجوری پر حکمران رہی اور یہ بانی خاندان پال راجگان راجوری تھا جو 1217ء تک حکمران رہا)

83/46 راجہ سہم پال (راجہ راجوری 1022ء تا 1073ء تک)

84/47 راجہ سہج پال (اسکی راجوری پر حکمرانی 1073ء تا 1102ء تک)

85/48 راجہ سنگرام پال (یہ راجوری پر 1102ء سے 1125ء تک حکمرانی کرتا رہا)

86/49 راجہ سوم پال (راجہ راجوری 1125ء تا 1133ء تک حکمران رہا)

87/50 راجہ مم پال (یہ راجہ راجوری پر 1133ء سے 1172ء تک حکمران رہا)

88/51 راجہ امنا پال (یہ راجہ راجوری تھے جو 1172ء سے 1217ء تک راجوری پر حکمرانی کرتا رہا۔ اسکے ایک مہمان راجہ نورالدین شنبسی عرف شینسہ جیرل نے قتل کیا اور راجوری کے اقتدار پر قبضہ کرلیا)

89/52 راجہ من پال بانیء منیال قبیلہ | راجہ مہنگر پال بانیء منگرال قبیلہ | راجہ بودھ پال بانیء پال ٹھکر قبیلہ | راجہ رلج پال بانیء ٹھکریال قبیلہ | راجہ سدھ پال بانیء سدھال قبیلہ | راجہ دریڈھ پال بانیء دریڈھ آل قبیلہ

(راجہ سدھ پال اور دریڈھ پال کی جاگیریں موجودہ درہال ملکاں راجوری کا علاقہ تھا۔
سدھال منگ اور دریڈھ یا دریڈھی نامی دو جگہیں اس وقت تک اس علاقہ میں انکی یادگار چلی آتی ہیں)

90/53 امر پال

91/54 ایندر پال

92/55 سلہن پال

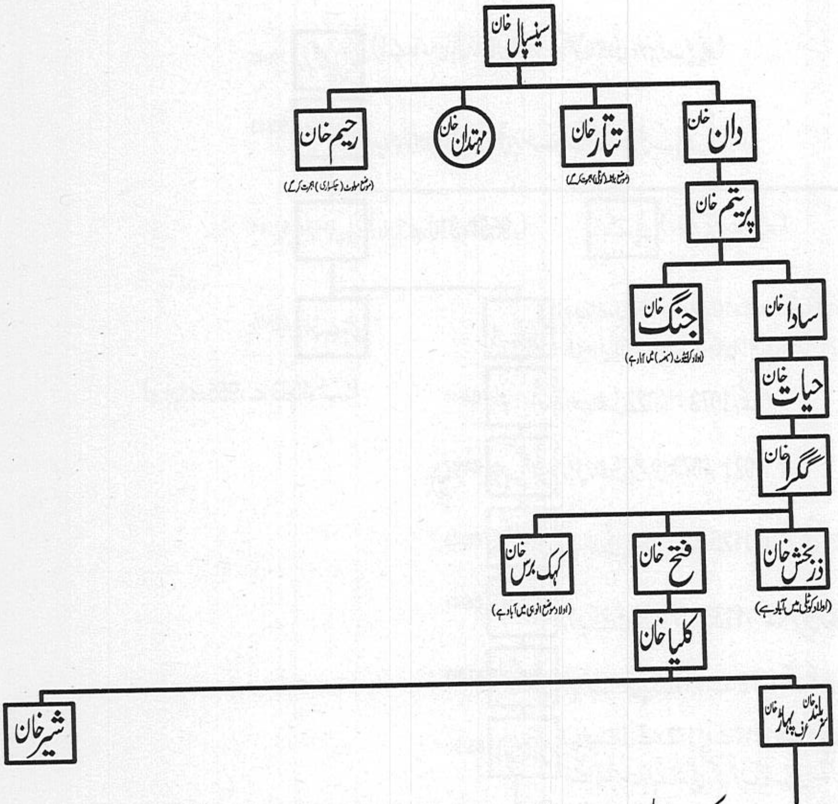
93/56 اودھے پال

94/57 سینس پال

راجہ سینس پال کی اولاد سہنسہ اور سرساوہ کے علاوہ کوٹلی میں آباد ہے۔

راجہ سینس پال نے 1424ء میں ملک مسعود وزیر اعظم کشمیر کے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔

قلعہ تھروچی ملک مسعود نے چودھویں صدی عیسوی میں تعمیر کیا تھا۔



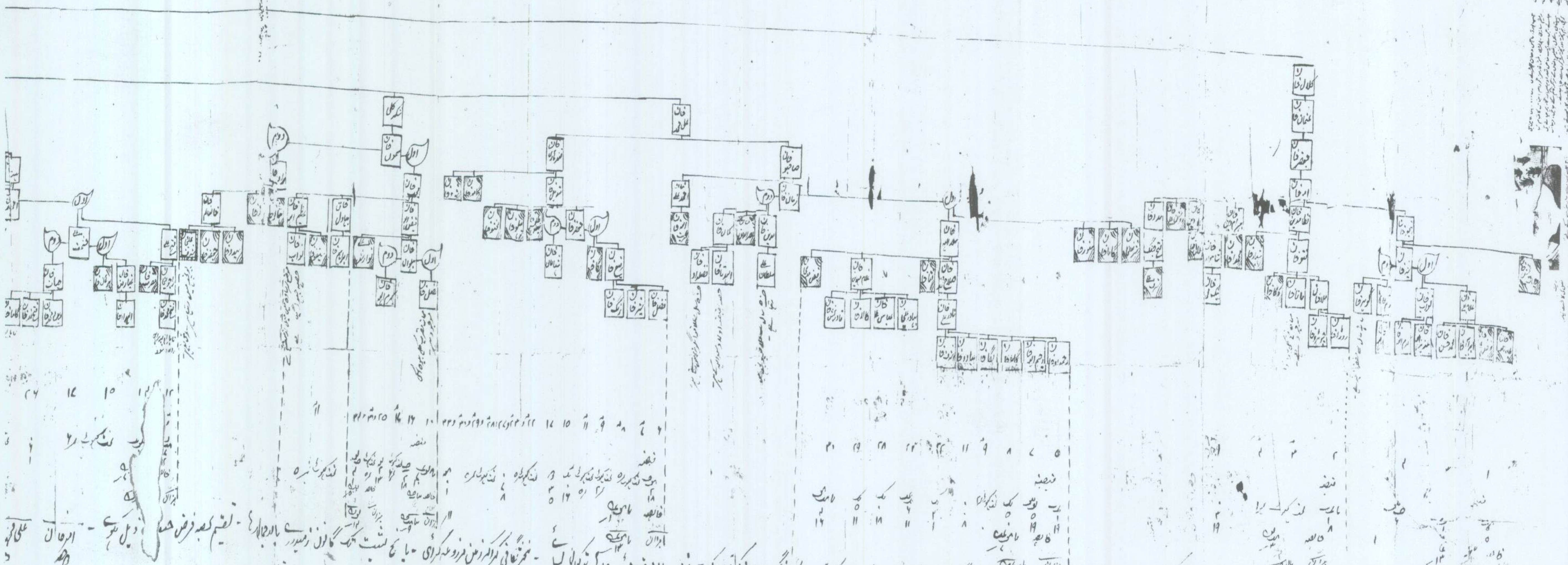
راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان نے دوشادیاں کیں۔ پہلی بیوی سے اولاد کٹھاڑ سہنسہ میں جبکہ دوسری بیوی سے اولاد سرساوہ میں آباد ہے۔

راجہ سربلند خان عُرف پہاڑ خان

کی

اولاد جو کٹھاڑ سہنسہ میں آباد ہے۔

(شجرہ ہائے نسب و اہم شخصیت کا تعارف)



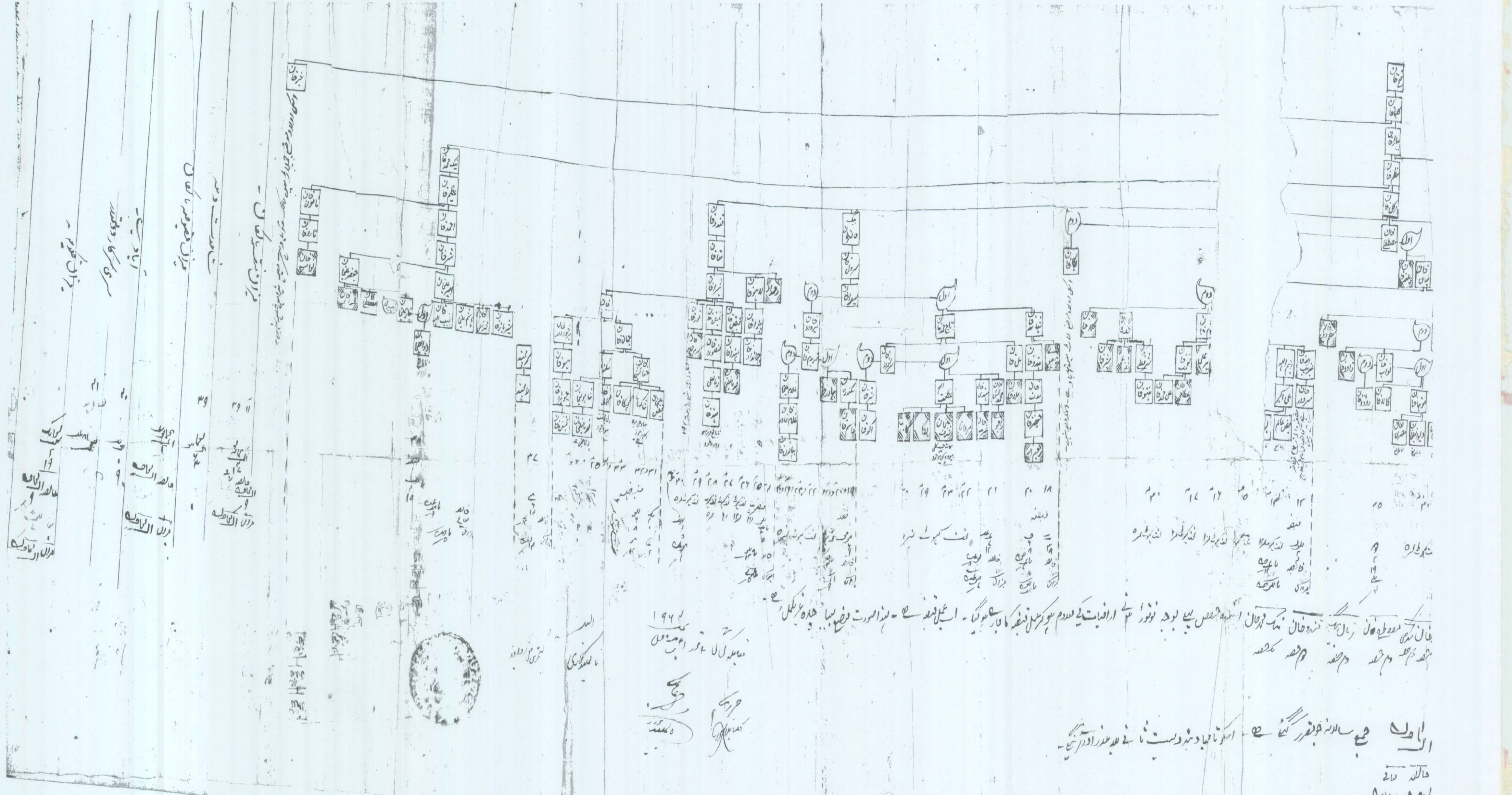
حالات

دفعہ ۱ ابتداء و حصول ملکیت و تقسیم اولین اراضی — یہ گاؤں [illegible] عرصہ قریب [illegible] سال ہوا — کہ مسمی فتح خان قوم [illegible] ہمارا [illegible] آیا — [illegible] جنگل ویرانہ کو آباد کیا — [illegible] قوم [illegible] [illegible] — [illegible] زمین [illegible] — [illegible] تقسیم [illegible] حسب ذیل ہوئی — [illegible]

[illegible] ویران نہیں ہے — کوئی [illegible] نہیں ہے —

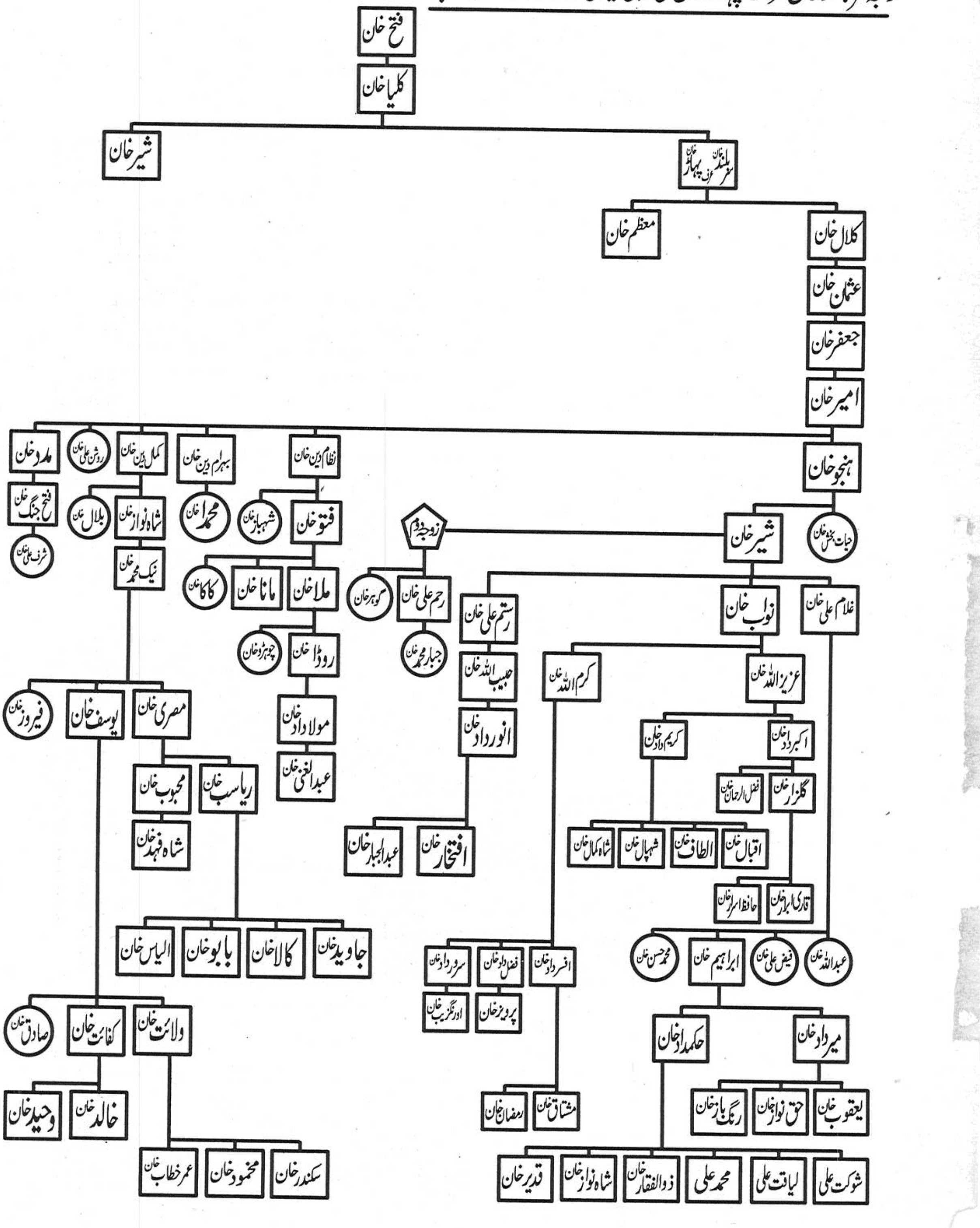
دفعہ ۲ [illegible] — [illegible] گاؤں [illegible] — [illegible] — [illegible] ہوئے — [illegible] قائم ہوئے — [illegible] سنہ ۱۹۲۸ [illegible] قائم ہوئے — [illegible] سنہ ۱۹۲۹ [illegible] — [illegible] ایک ہزار [illegible]

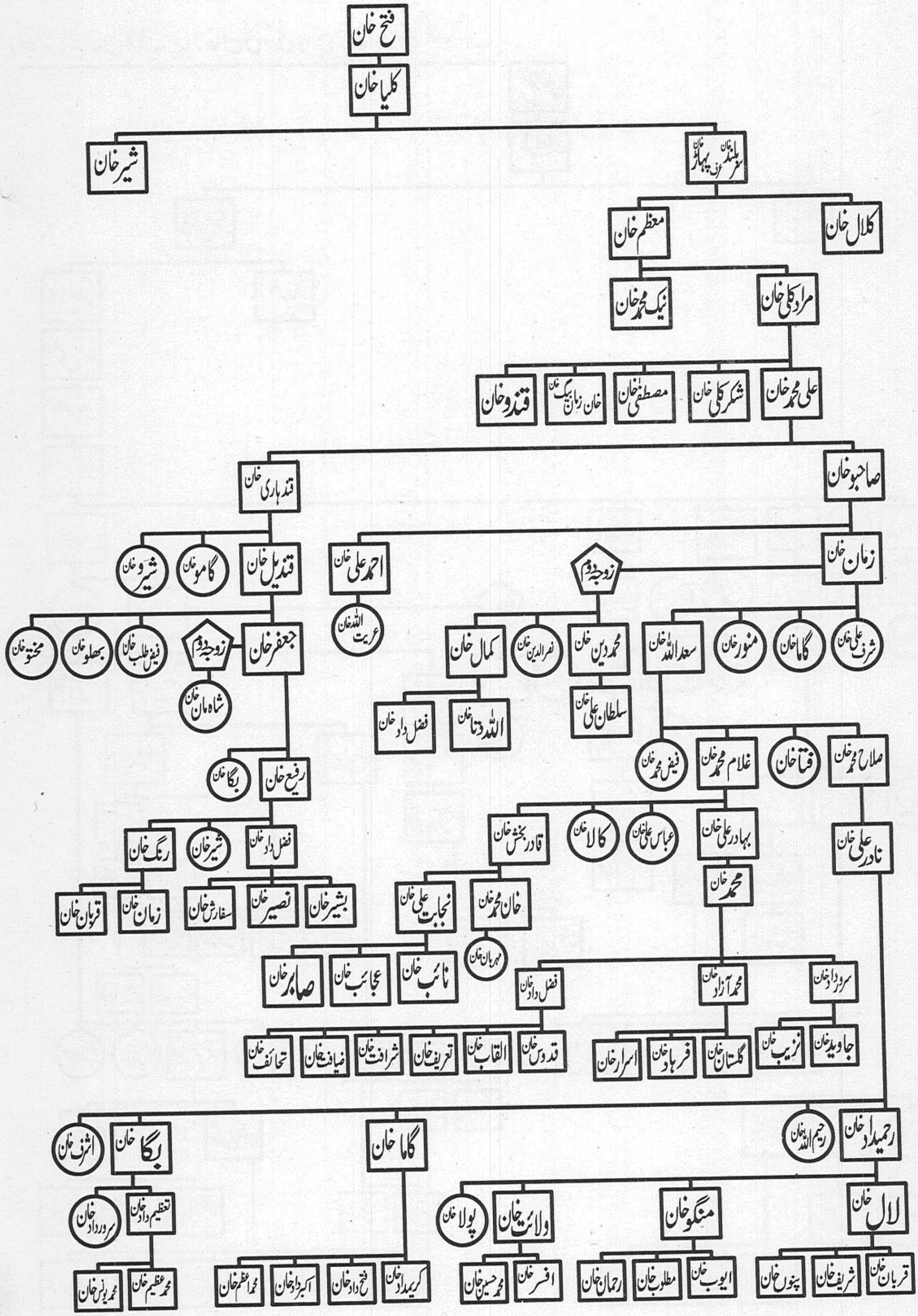
[illegible] سنہ ۱۹۱۱ [illegible] سنہ ۱۹۲۲ [illegible] ہوئے —

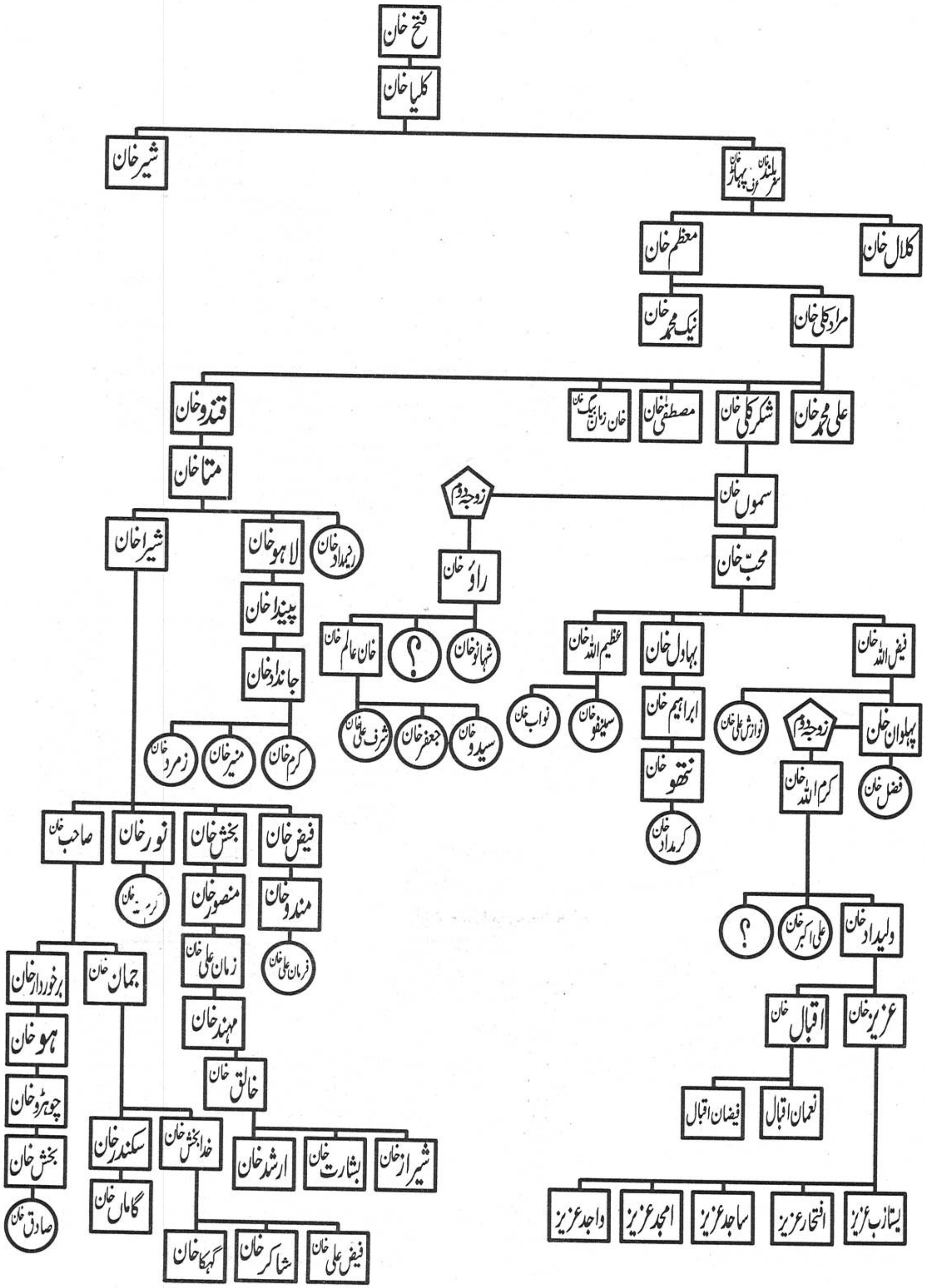


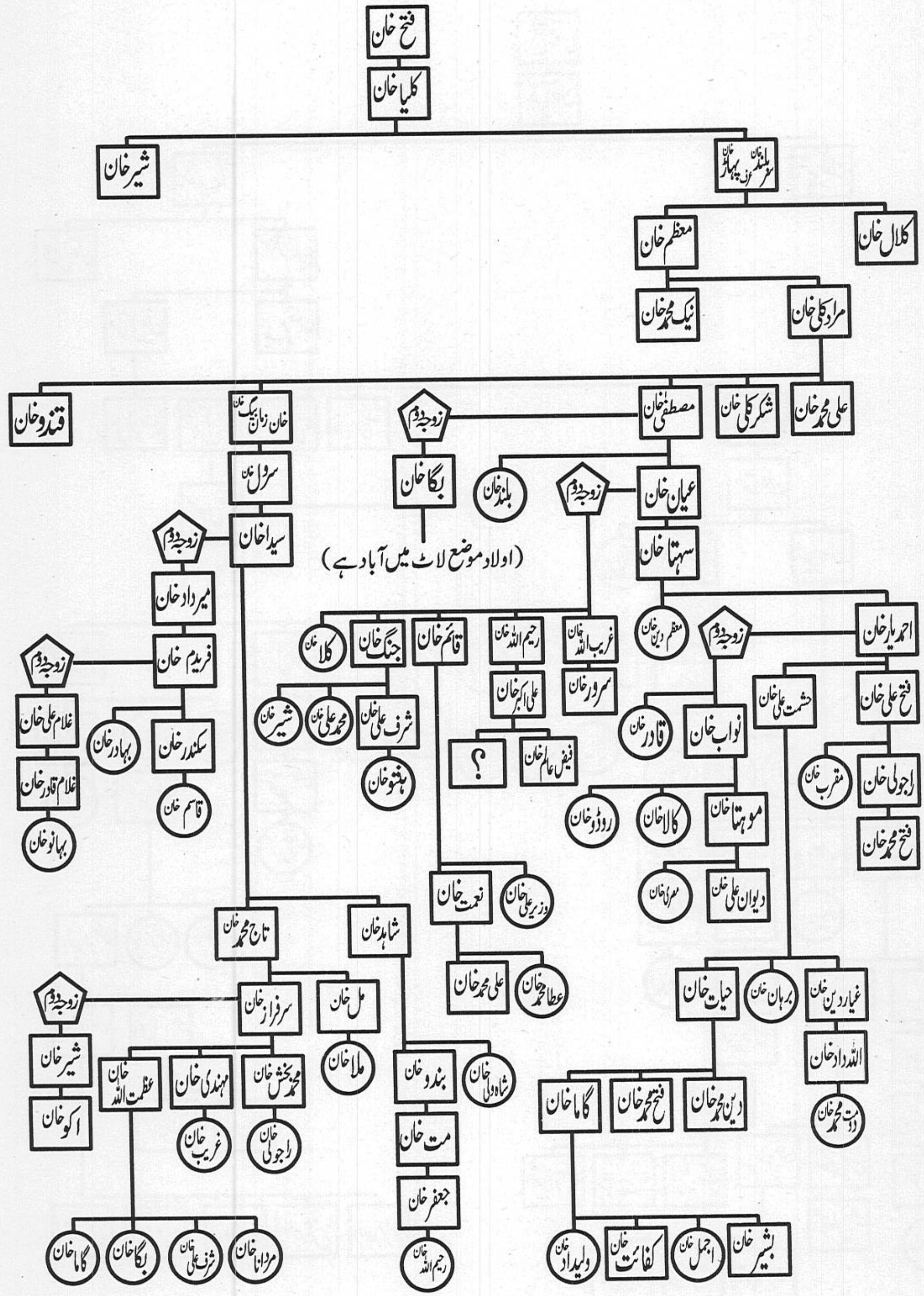
۱۹۶۲
الراقم

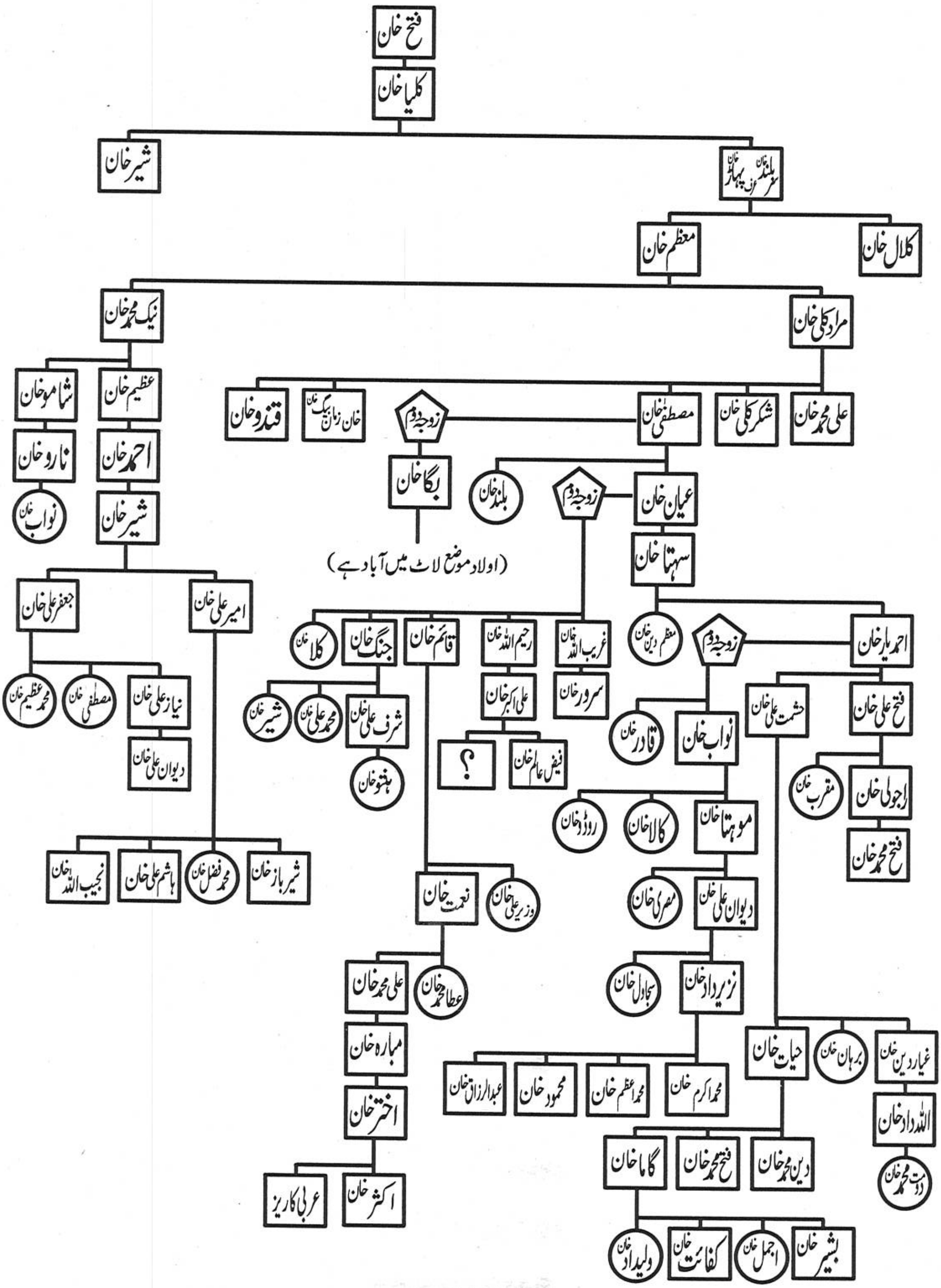
راجہ سر بلند خان عرف پہاڑ خان کی پہلی بیوی سے اولاد کا شجرہ نسب




فتح خان
کلیا خان
شیر خان
سر بلند عرف پہاڑ خان
کلال خان
معظم خان
مراد کلی خان
نیک محمد خان
علی محمد خان
شکر کلی خان
مصطفیٰ خان
خان زمان بیگ خان
قندو خان
صاحبو خان
قندہاری خان
زمان خان
احمد علی خان
عریت اللہ خان
زوجہ دوم
قندیل خان
گامو خان
شیرو خان
شرف علی خان
گاما خان
منور خان
سعد اللہ خان
محمد دین خان
نصر الدین خان
کمال خان
جعفر خان
زوجہ دوم
فیض طلب خان
بھلو خان
مختو خان
شاہ مان خان
سلطان علی خان
اللہ دتا خان
فضل داد خان
صلاح محمد خان
فتا خان
غلام محمد خان
فیض محمد خان
رفیع خان
بگا خان
نادر علی خان
بہادر علی خان
عباس علی خان
کالا خان
قادر بخش خان
فضل داد خان
شیر خان
رنگ خان
محمد خان
خان محمد خان
نجابت علی خان
بشیر خان
نصیر خان
سفارش خان
زمان خان
قربان خان
مہربان خان
نائب خان
عجائب خان
صابر خان
سرور داد خان
محمد آزاد خان
فضل داد خان
جاوید خان
زیب خان
گلستان خان
فرہاد خان
اسرار خان
قدوس خان
القاب خان
تعریف خان
شرافت خان
ضیافت خان
تحائف خان
رحمداد خان
رحیم اللہ خان
گاما خان
بگا خان
اشرف خان
لال خان
منگو خان
ولائت خان
پولا خان
تعظیم داد خان
سرور داد خان
قربان خان
شریف خان
پینوں خان
ایوب خان
مطلوب خان
رحمان خان
افسر خان
محمد حسین خان
کریمداد خان
فتح داد خان
اکبر داد خان
محمد اعظم خان
محمد عظیم خان
محمد یونس خان


فتح خان
کلیا خان
شیر خان
سربلند خان عرف پہاڑ خان
کلال خان
معظم خان
مراد کلی خان
نیک محمد خان
علی محمد خان
شکر کلی خان
مصطفیٰ خان
خان زمان بیگ خان
قندو خان
متا خان
سموں خان
زوجہ دوم
محب خان
راؤ خان
شیرا خان
لاہو خان
ریمداد خان
پینڈا خان
جاند خان
شہانو خان
?
خان عالم خان
فیض اللہ خان
بہاول خان
عظیم اللہ خان
کرم خان
منیر خان
زمرد خان
سیدو خان
جعفر خان
شرف علی خان
پہلوان خان
زوجہ دوم
نوازش علی خان
سینظو خان
نواب خان
ابراہیم خان
نتھو خان
کرمداد خان
فضل خان
کرم اللہ خان
فیض خان
بخش خان
نور خان
صاحب خان
مندو خان
منصور خان
فرمان علی خان
زمان علی خان
ولیداد خان
علی اکبر خان
?
برخوردار خان
جمان خان
ہو خان
مہند خان
خالق خان
عزیز خان
اقبال خان
چوہڑو خان
بخش خان
صادق خان
سکندر خان
خدا بخش خان
گاماں خان
ارشد خان
بشارت خان
شیراز خان
نعمان اقبال
فیضان اقبال
گہیکا خان
شاکر خان
فیض علی خان
یستازب عزیز
افتخار عزیز
ساجد عزیز
امجد عزیز
واجد عزیز


فتح خان
کلیا خان
شیر خان
سربلند خان عرف پہاڑ خان
معظم خان
کلال خان
نیک محمد خان
مراد کلی خان
قندو خان
خان زمان بیگ خان
زوجہ دوم
مصطفیٰ خان
شکر کلی خان
علی محمد خان
سرو خان
بگا خان
بلند خان
زوجہ دوم
عیان خان
زوجہ دوم
سیدا خان
(اولاد موضع لاٹ میں آباد ہے)
سہتا خان
میرداد خان
کلا خان
جنگ خان
قائم خان
رحیم اللہ خان
غریب اللہ خان
معظم دین خان
زوجہ دوم
احمد یار خان
زوجہ دوم
فریدم خان
علی اکبر خان
سرور خان
حشمت علی خان
فتح علی خان
شیر خان
محمد علی خان
شرف علی خان
قادر خان
نواب خان
غلام علی خان
بہادر خان
سکندر خان
?
فیض عالم خان
مقرب خان
راجولی خان
ہتو خان
غلام قادر خان
قاسم خان
روڈو خان
کالا خان
موہتا خان
فتح محمد خان
بہانو خان
نعمت خان
وزیر علی خان
مصری خان
دیوان علی خان
تاج محمد خان
شاہد خان
علی محمد خان
عطا محمد خان
حیات خان
برہان خان
غیاردین خان
زوجہ دوم
سرفراز خان
مل خان
شیر خان
ملا خان
اللہ داد خان
عظمت اللہ خان
مہندی خان
محمد بخش خان
بندو خان
شاہ ولی خان
گاما خان
فتح محمد خان
دین محمد خان
اکو خان
غریب خان
راجولی خان
مت خان
دوست محمد خان
جعفر خان
گاما خان
بگا خان
شرف علی خان
مردانا خان
رحیم اللہ خان
ولیداد خان
کفائت خان
اجمل خان
بشیر خان


فتح خان
کلیا خان
شیر خان
بلند خان عرف پہاڑ خان
معظم خان
کلال خان
نیک محمد خان
مراد کلی خان
عظیم خان
شاموخان
احمد خان
ناروخان
نواب خان
شیر خان
قندوخان
خان زمان بیگ خان
زوجہ دوم
بگا خان
(اولاد موضع لاٹ میں آباد ہے)
مصطفیٰ خان
شکر کلی خان
علی محمد خان
بلند خان
عیان خان
سہتا خان
جعفر علی خان
امیر علی خان
کلا خان
جنگ خان
قائم خان
رحیم اللہ خان
غریب اللہ خان
معظم دین خان
احمد یار خان
محمد عظیم خان
مصطفیٰ خان
نیاز علی خان
دیوان علی خان
شیر خان
محمد علی خان
شرف علی خان
ہتھو خان
علی اکبر خان
فیض عالم خان
?
سرور خان
قادر خان
نواب خان
حشمت علی خان
فتح علی خان
مقرب خان
راجولی خان
فتح محمد خان
روڈا خان
کالا خان
موہتا خان
نجیب اللہ خان
ہاشم علی خان
محمد فضل خان
شیر باز خان
نعمت خان
وزیر علی خان
مصری خان
دیوان علی خان
علی محمد خان
عطا محمد خان
سجاول خان
نزیرداد خان
مبارہ خان
عبدالرزاق خان
محمود خان
محمد اعظم خان
محمد اکرم خان
حیات خان
برہان خان
غیاردین خان
اختر خان
اللہ داد خان
گاما خان
فتح محمد خان
دین محمد خان
دوست محمد خان
عربی کاریز
اکبر خان
ولیداد خان
کفایت خان
اجمل خان
بشیر خان

ڈاکٹر راجہ شاہنواز خان

علاقہ سہنسہ کے نامور طبیب ڈاکٹر راجہ شاہنواز خان کا تعلق وادی سہنسہ کے گاؤں کٹھاڑ سے ہے۔ اُنھوں نے اپنی تعلیم کوئٹہ سے حاصل کی۔ ڈاکٹر بننے اور اپنے پسماندہ لوگوں کو طبی سہولیات بہم پہنچانے کے لیے اپنے علاقہ کا انتخاب کیا۔ بیس سال تک اپنے لوگوں کا علاج معالجہ کرتے رہے۔ آج کل پیرامیڈیکل سکول میر پور کے پرنسپل ہیں۔

ڈاکٹر راجہ شاہنواز خان 08 ستمبر 1958ء کو سہنسہ کے ایک گاؤں کٹھاڑ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام راجہ کریم داد خان ہے۔ ڈاکٹر راجہ شاہنواز خان کا نسب گیارہویں پُشت میں راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان سے ملتا ہے۔ راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان راجہ سینس پال کے بڑے بیٹے راجہ دان خان کی اولاد سے ہیں۔ راجہ سربلند خان کا نسب آٹھویں پُشت میں راجہ سینس پال سے جاملتا ہے۔ راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان نے دوشادیاں کیں۔ پہلی بیوی سے دو بیٹے ہیں جن کی اولاد کٹھاڑ (سہنسہ) میں آباد ہے۔ جب کہ دوسری بیوی سے دو بیٹے ہیں۔ بڑے بیٹے کی اولاد سرساوہ میں آباد ہے۔ جب کہ چھوٹے بیٹے کی اولاد کا تاریخ میں کہیں پتہ نہ ہے۔ یوں علاقہ سرساوہ اور علاقہ کٹھاڑ (سہنسہ) میں بسنے والے منگرال راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان کی اولاد سے ہیں۔

ڈاکٹر راجہ شاہنواز خان کے والد بہت پڑھے لکھے نہ تھے۔ البتہ خواندہ ضرور تھے۔ آپ کے والد کی پیدائش 1915ء میں ہوئی اور وہ کوئٹہ میں بیکری کا ذاتی کاروبار کرتے تھے۔ 1935ء میں جب کوئٹہ میں زلزلہ ہوا تو آپ کے والد وہاں موجود تھے۔ تاریخ میں کوئٹہ کے اس زلزلے میں بہت نقصان ہوا جس میں لاکھوں لوگ بے گھر ہوئے تھے۔ آپ کے والد صاحب نے امدادی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بہت سے لوگوں کی جان بچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر راجہ شاہنواز خان نے چوتھی جماعت تک ابتدائی تعلیم کوئٹہ کے کنٹونمنٹ (Cantonment) سکول سے حاصل کی۔ پانچویں سے ساتویں جماعت تک کٹھاڑ لوہر مڈل سکول میں زیرِ تعلیم رہے۔ آٹھویں جماعت میں آپ سنڈے مَن (Sunday Mun) ہائی سکول کوئٹہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے میٹرک 1976ء میں کنٹونمنٹ ہائی سکول کوئٹہ سے امتیازی نمبرات میں پاس کی۔ 1978ء میں آپ نے ایف۔ ایس۔ سی کینٹ پبلک کالج کوئٹہ سے پاس کی۔ 80-1979ء میں آپ میڈیکل کے شعبہ میں ضلع کوٹلی کی سیٹ پر نامزد ہوئے۔ آپ میڈیکل کی تعلیم کے لیے بولان میڈیکل کالج کوئٹہ میں داخل ہوئے جہاں سے آپ نے 1986ء میں ایم۔ بی۔ بی۔ ایس مکمل کی۔ آپ تعلیم میں بہت ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ حد درجہ محنتی بھی تھے۔

1988ء میں آپ کی پہلی تعیناتی بحثیت میڈیکل آفیسر بیسک ہیلتھ یونٹ (BHU) چھوچھ میں ہوئی۔ پھر یکے بعد دیگرے آپ کوٹلی، سہنسہ، سہر منڈی، ہولاڑ اور پلیٹ سیداں میں بحثیت میڈیکل آفیسر تعینات رہے۔ آپ کا شمار ضلع کوٹلی کے لائق ترین ڈاکٹرز میں

ہوتا ہے۔ 91-1990ء میں آپ میڈیکل کی مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے لاہور چلے گئے۔ آپ نے پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ لاہور سے چائلڈ سپیشلسٹ کا کورس مکمل کیا۔ واپس آ کر مختلف جگہوں پر تعینات رہے اور لوگوں کی خدمت میں مصروفِ عمل رہے۔

2007ء میں آپ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سہنسہ میں بحیثیت میڈیکل سپرنٹنڈنٹ تعینات ہوئے۔ آپ 2010ء تک یہاں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ سال 2010ء میں آپ کا تبادلہ ضلع میرپور کر دیا گیا۔ آپ اُس وقت سے اب تک پرنسپل پیرا میڈیکل سکول میرپور میں تعینات ہیں۔ آپ ایڈمنسٹریشن میں ایک قابل شخصیت گردانے جاتے ہیں۔ دورانِ سروس آپ نے کبھی کسی کی سفارش نہ سُنی اور ہر کام کو میرٹ پر کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

ڈاکٹر راجہ شاہنواز خان ایک سخت گیر موَقف رکھنے والی شخصیت کے طور پر پورے آزاد کشمیر میں جانے جاتے ہیں۔ آپ نے کبھی کوئی کام آئین و قانون سے ہٹ کر نہ کیا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنے اُصولوں پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملک و قوم کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

راجہ سربلند خان عُرف پہاڑ خان

کی

سرساوہ میں آباد نسل

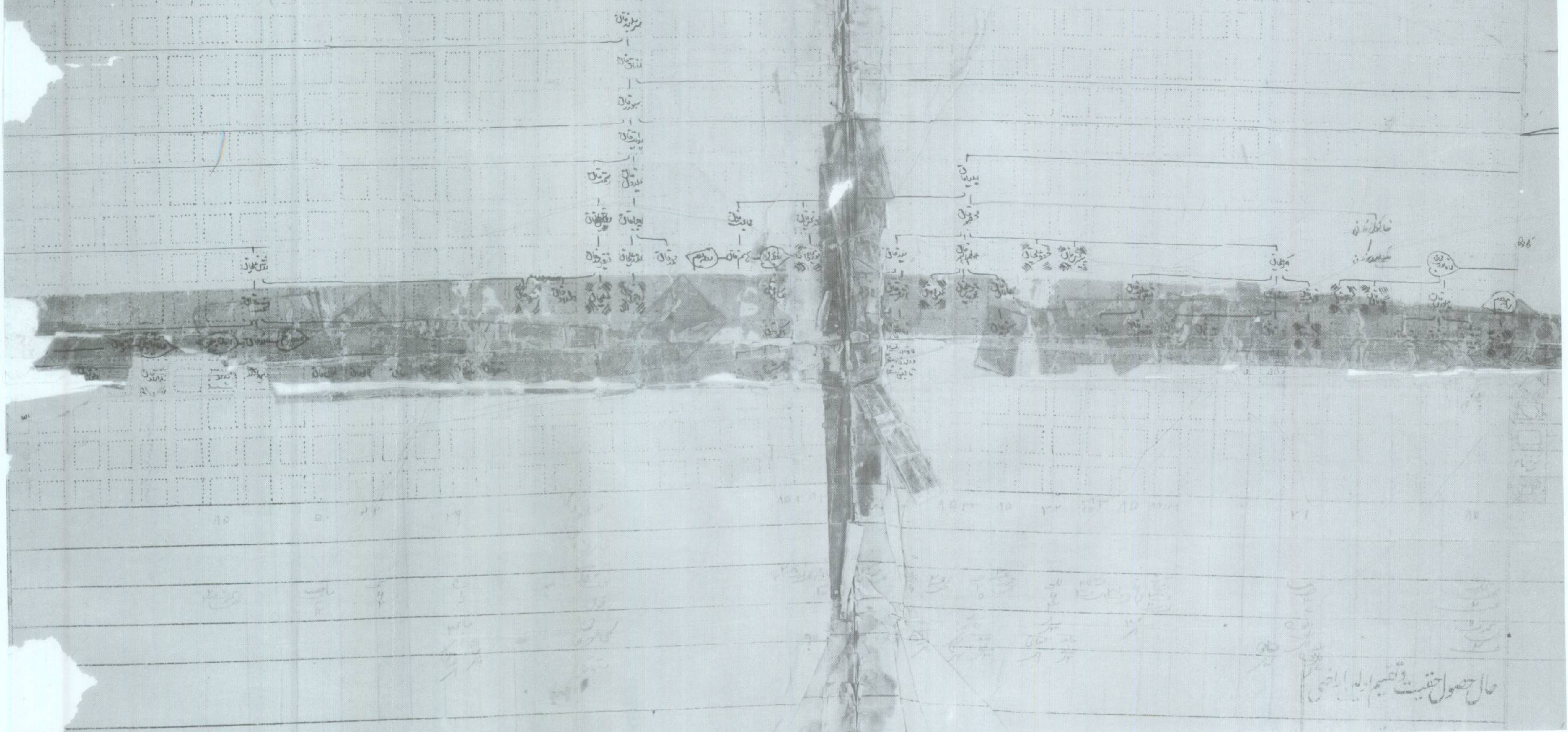
(شجرہ ہائے نسب و اہم شخصیات کا تعارف)

شجرہ نسب مالکان موضع سرساده تحصیل سوات ضلع دیر نام چک نیاری نیری صورت موضع بیا چاره پذر مکمل نمبر حدبست ۹۹ ۸۹/۹۰ ۶/۷



حال حصول حقیت و تقسیم

شجرہ نسب مالکان موضع سرباہ تحصیل ... ضلع ... نام چک ... صورت موضع بیاپارہ ... نمبر حدبست ۹۹ ۸۹/۹۰ ۲/۷



حال حصول حقیت و تقسیم اراضی

شجرہ نسب مالکان — تحصیل — ضلع — نام چک — صورت موضع — نمبر حدبست

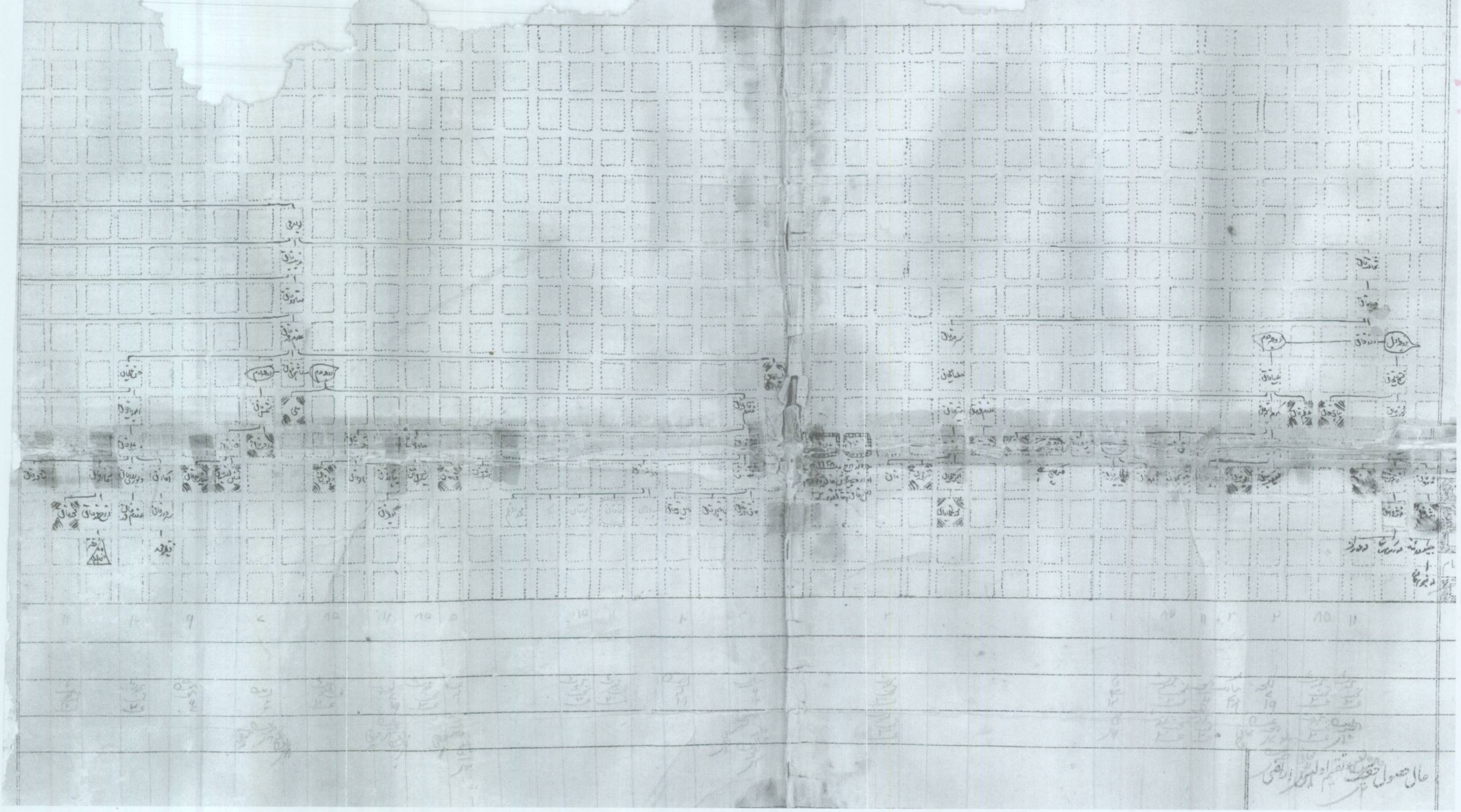


حال حصول حقیت و تقسیم اراضی

شجرہ نسب مالکان موضع — تحصیل — ضلع — نام چک — صورت موضع — نمبر حدبست

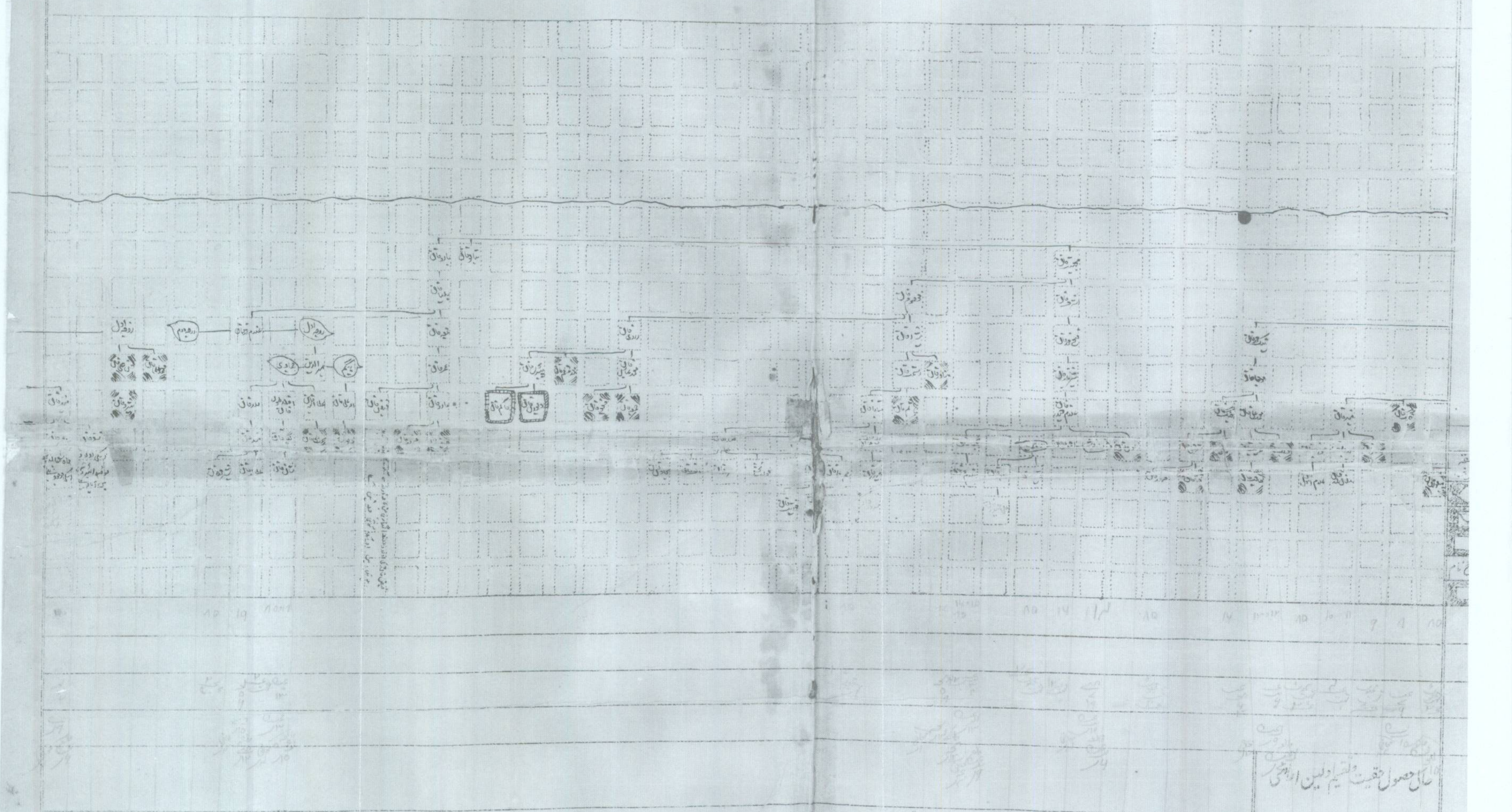
حال حصول حقیت و تقسیم اولین اراضی

شجرہ نسب مالکان موضع ... ضلع ...

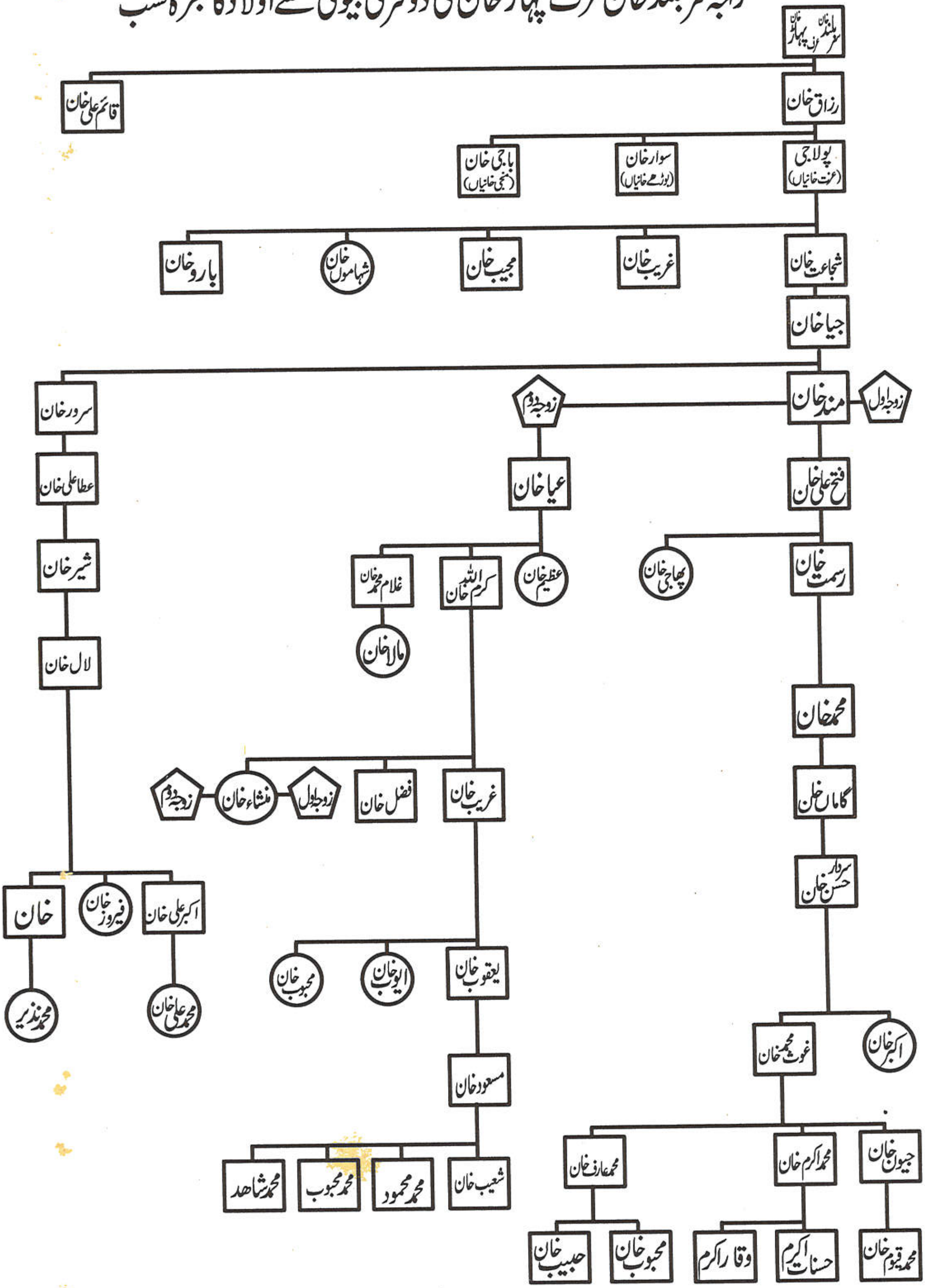


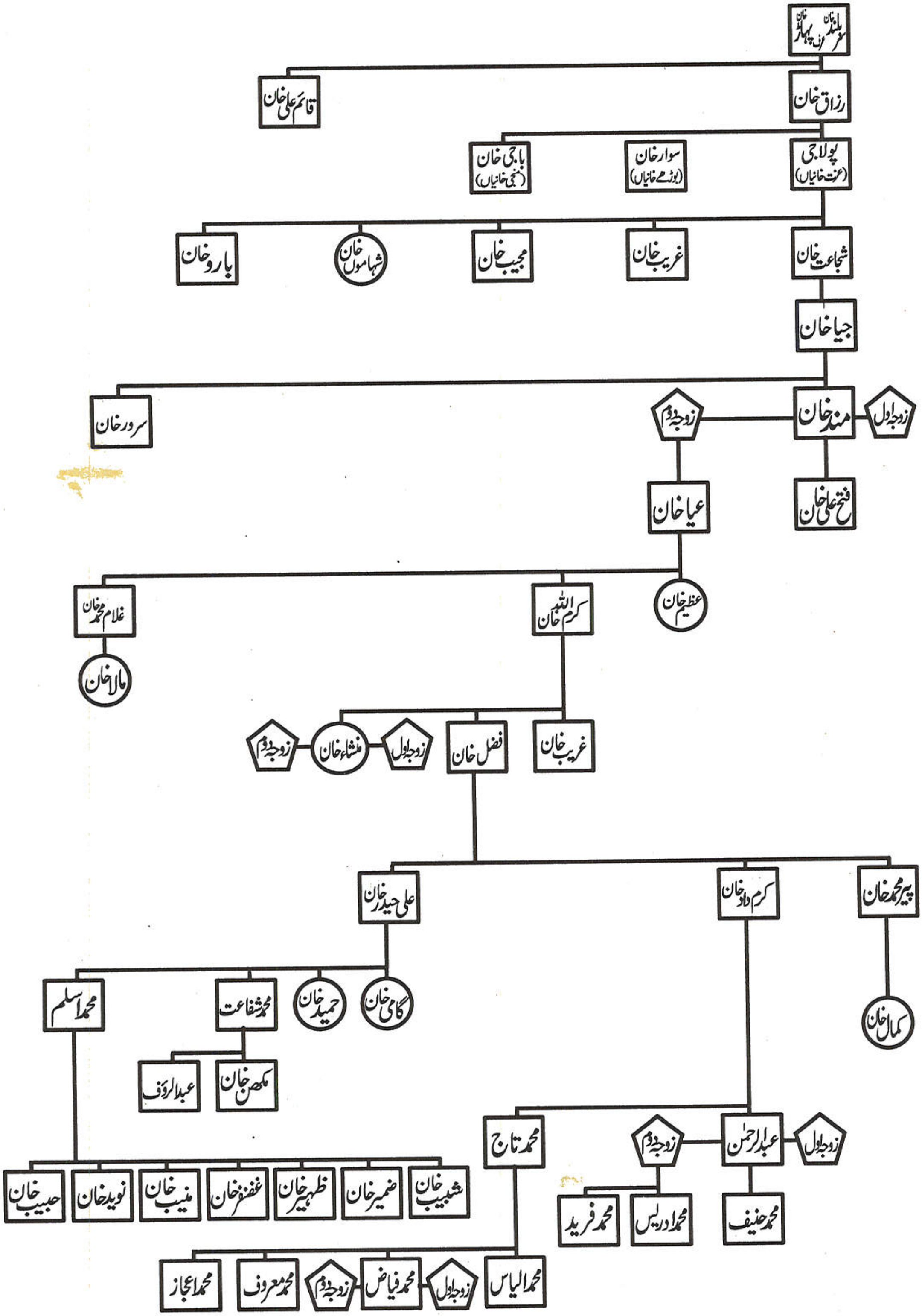
حال حصول حقیت ... تقسیم اول ... اراضی

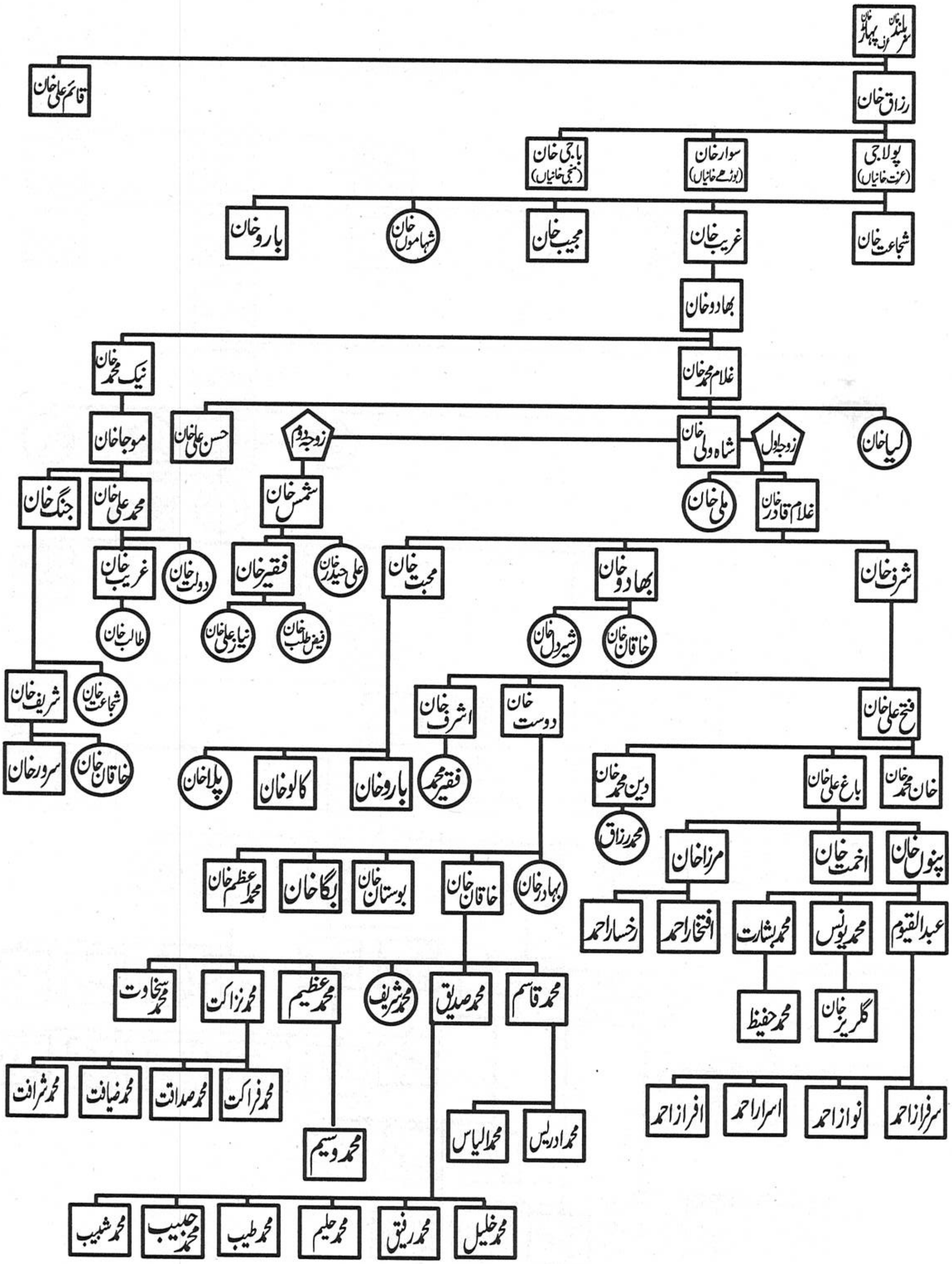
شجرہ نسب مالکان موضع [illegible] تحصیل [illegible] ضلع [illegible] نام چکلہ [illegible] صورت موضع [illegible] نمبر حد بست 19 [illegible]

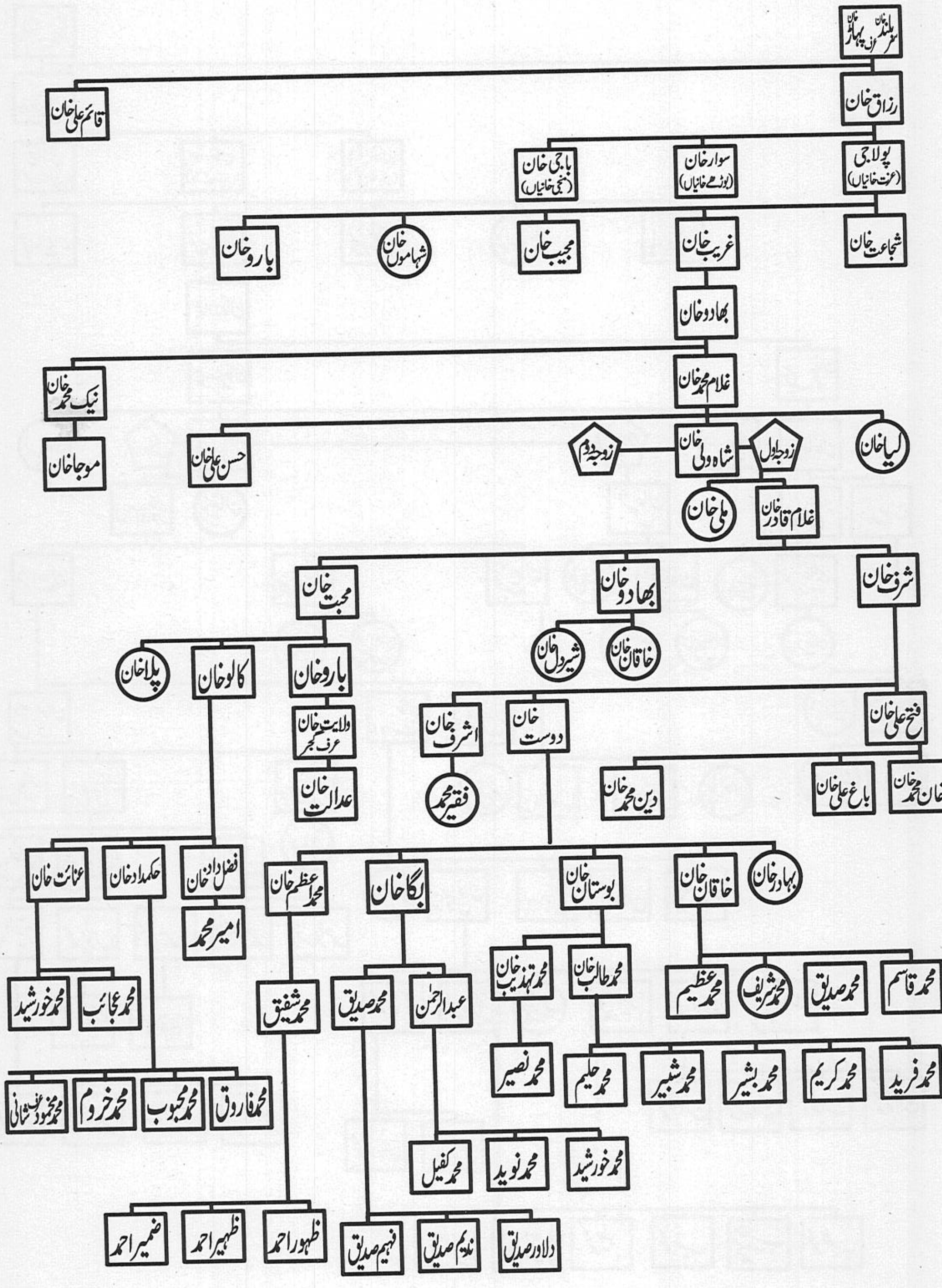


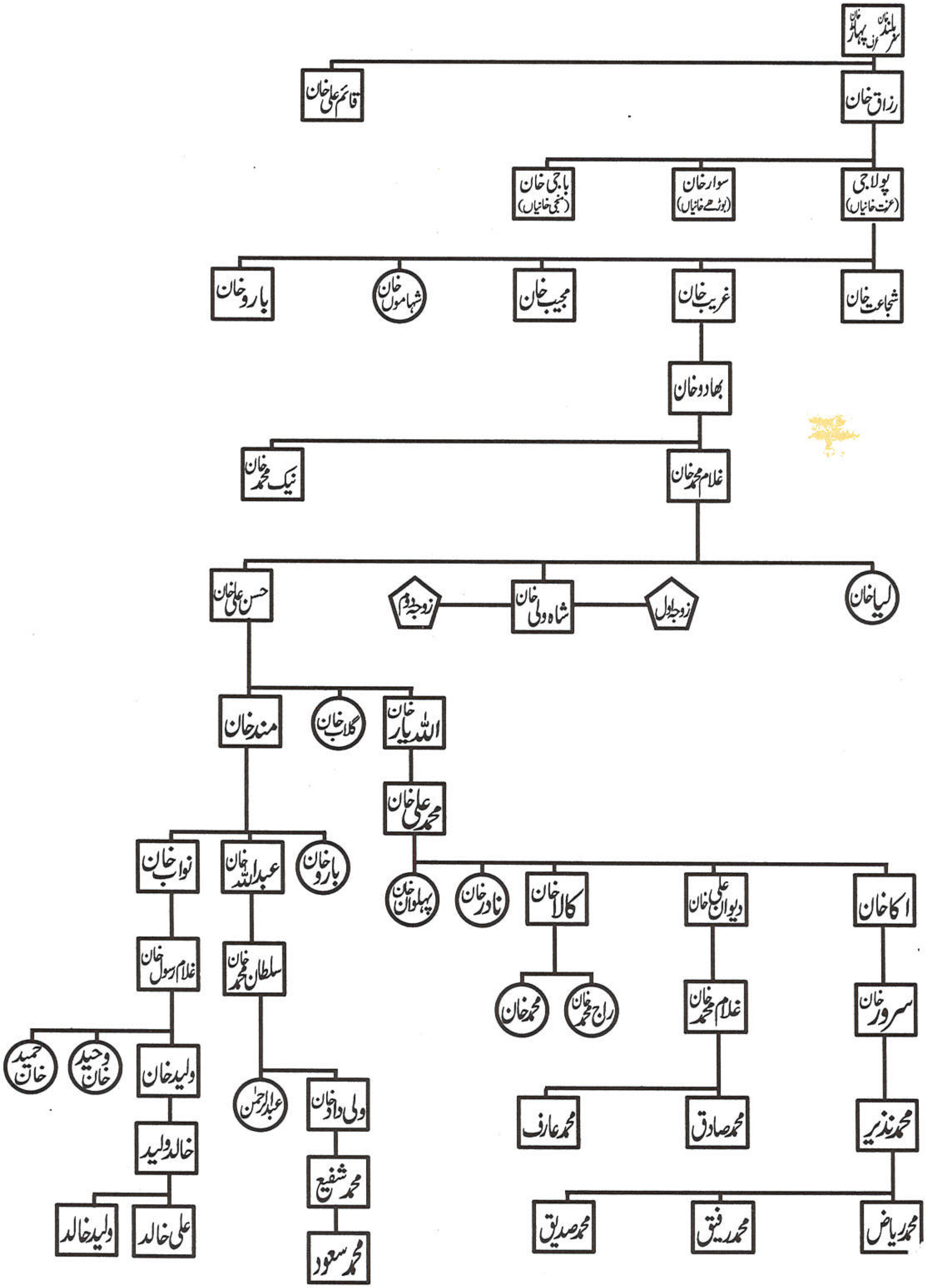
راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان کی دوسری بیوی سے اولاد کا شجرہ نسب

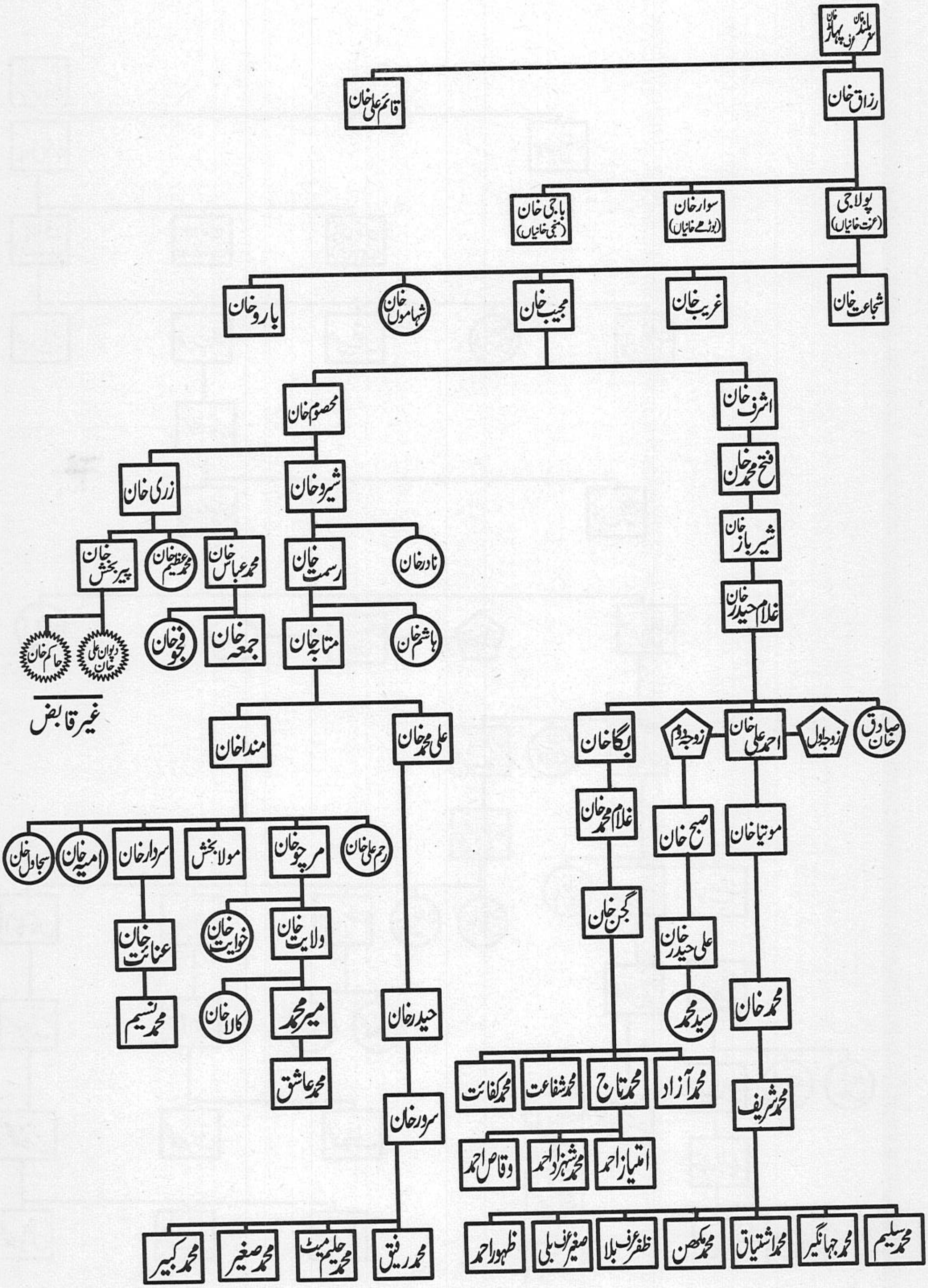


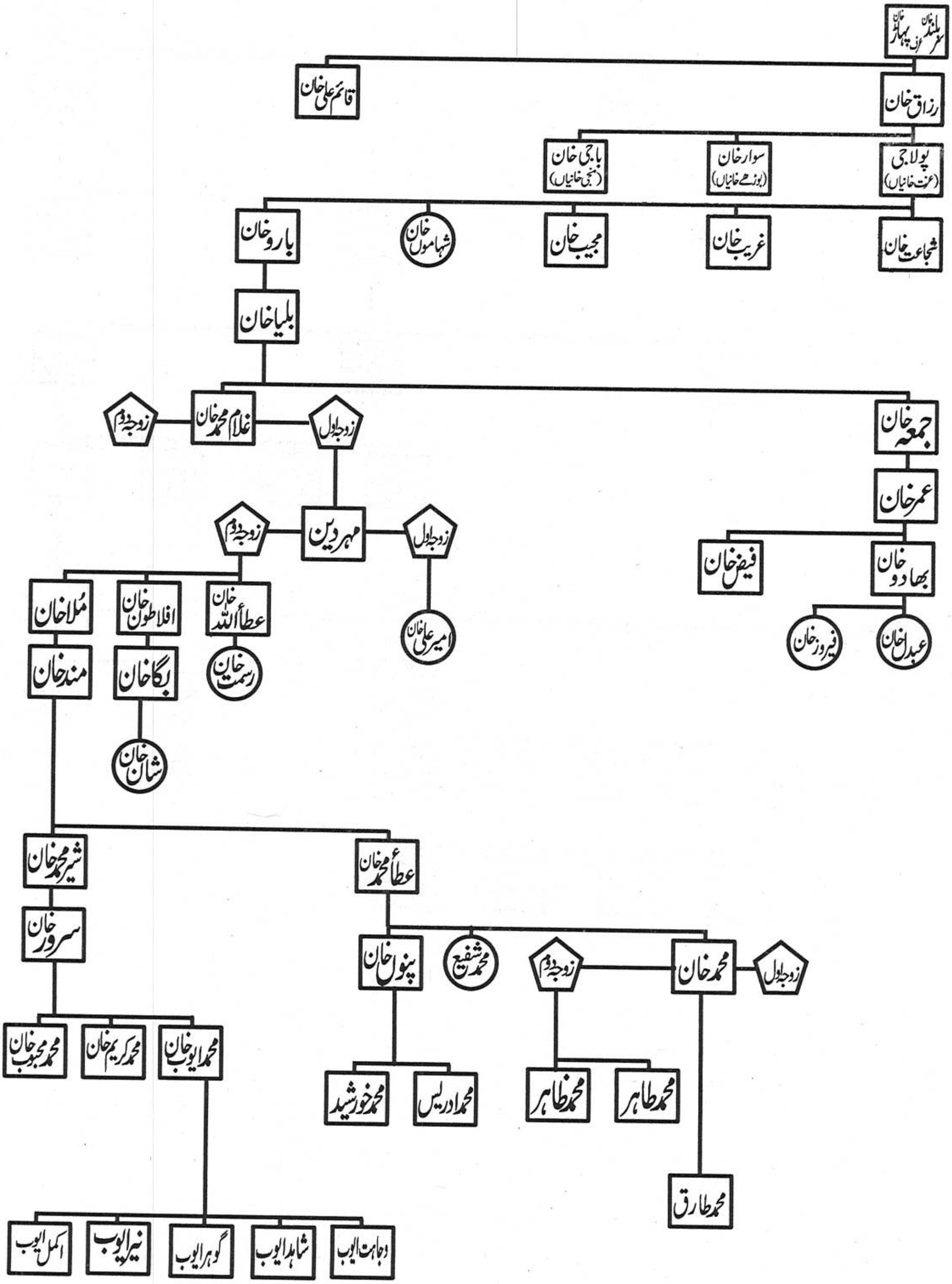

بلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولاجی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (نجی خانیاں)
شجاعت خان
غریب خان
مجیب خان
شہامول خان
بارو خان
جیا خان
زوجہ اول
مند خان
زوجہ دوم
سرور خان
فتح علی خان
عیا خان
عظیم خان
کرم اللہ خان
غلام محمد خان
مالا خان
غریب خان
فضل خان
زوجہ اول
منشاء خان
زوجہ دوم
پیر محمد خان
کرم داد خان
علی حیدر خان
کمال خان
گامی خان
حمید خان
محمد شفاعت
محمد اسلم
مکھن خان
عبدالرؤف
زوجہ اول
عبدالرحمٰن
زوجہ دوم
محمد تاج
محمد حنیف
محمد ادریس
محمد فرید
شبیب خان
ضمیر خان
ظہیر خان
غضنفر خان
منیب خان
نوید خان
حبیب خان
محمد الیاس
زوجہ اول
محمد فیاض
زوجہ دوم
محمد معروف
محمد اعجاز

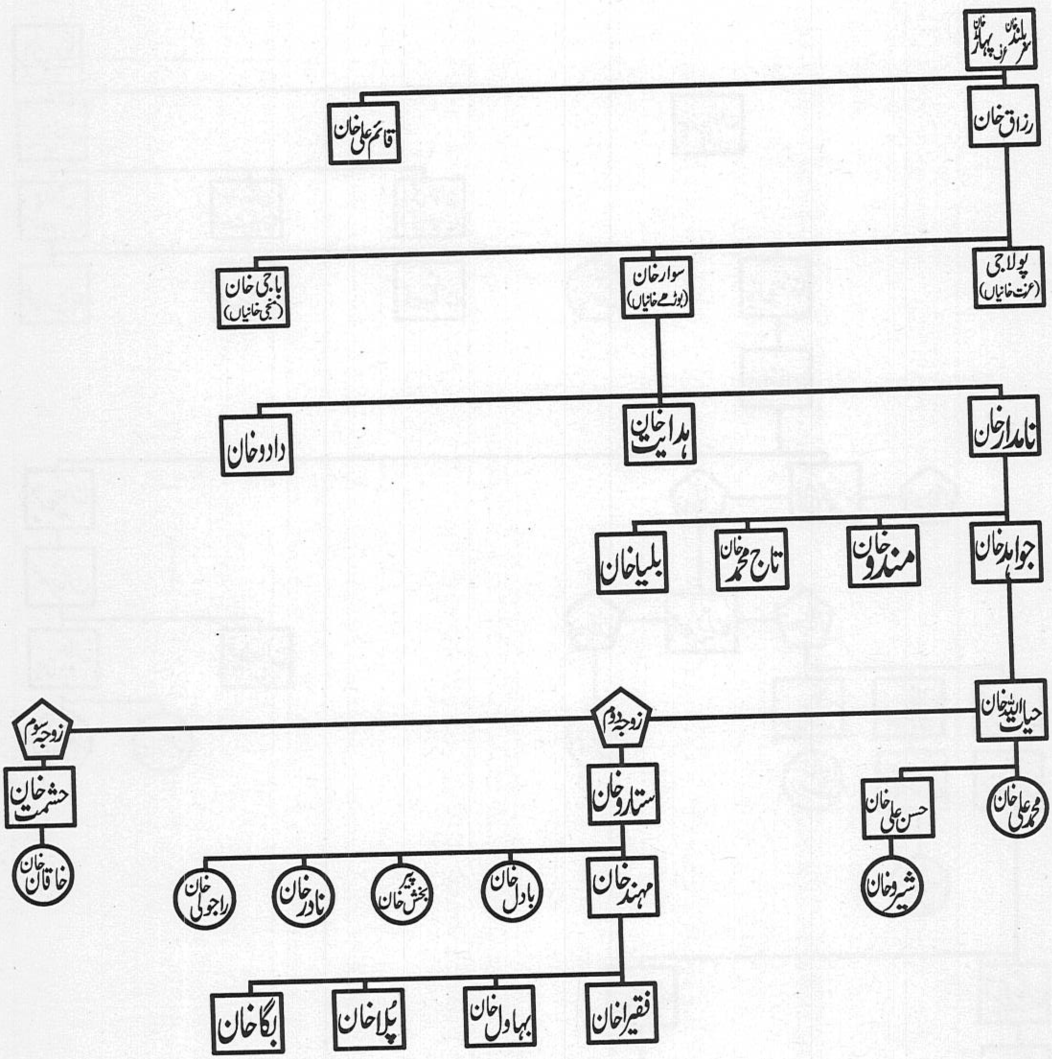

سربلند خان عرف پہاڑ خان
قائم علی خان
رزاق خان
باجی خان
سوار خان
(بوڑھے خانیاں)
پولاجی
(عزت خانیاں)
بارو خان
شہاموں خان
مجیب خان
غریب خان
شجاعت خان
بہادو خان
نیک محمد خان
غلام محمد خان
موجا خان
حسن علی خان
زوجہ دوم
شاہ ولی خان
زوجہ اول
لیا خان
جنگ خان
محمد علی خان
شمس خان
ملی خان
غلام قادر خان
غریب خان
دولت خان
فقیر خان
علی حیدر خان
محبت خان
بہادو خان
شرف خان
طالب خان
نیاز علی خان
فیض طلب خان
شیر دل خان
خاقان خان
شریف خان
شجاعت خان
اشرف خان
دوست خان
فتح علی خان
سرور خان
خاقان خان
پلا خان
کالو خان
بارو خان
فقیر محمد
دین محمد خان
باغ علی خان
خان محمد خان
محمد رزاق
محمد اعظم خان
بگا خان
بوستان خان
خاقان خان
بہادر خان
مرزا خان
اخمت خان
پنوں خان
رخسار احمد
افتخار احمد
محمد بشارت
محمد یونس
عبدالقیوم
محمد سخاوت
محمد زاکت
محمد عظیم
محمد شریف
محمد صدیق
محمد قاسم
محمد حفیظ
گلریز خان
محمد شرافت
محمد ضیافت
محمد صداقت
محمد فراکت
محمد الیاس
محمد ادریس
افراز احمد
اسرار احمد
نواز احمد
سرفراز احمد
محمد وسیم
محمد شبیب
محمد حبیب
محمد طیب
محمد حلیم
محمد رفیق
محمد خلیل

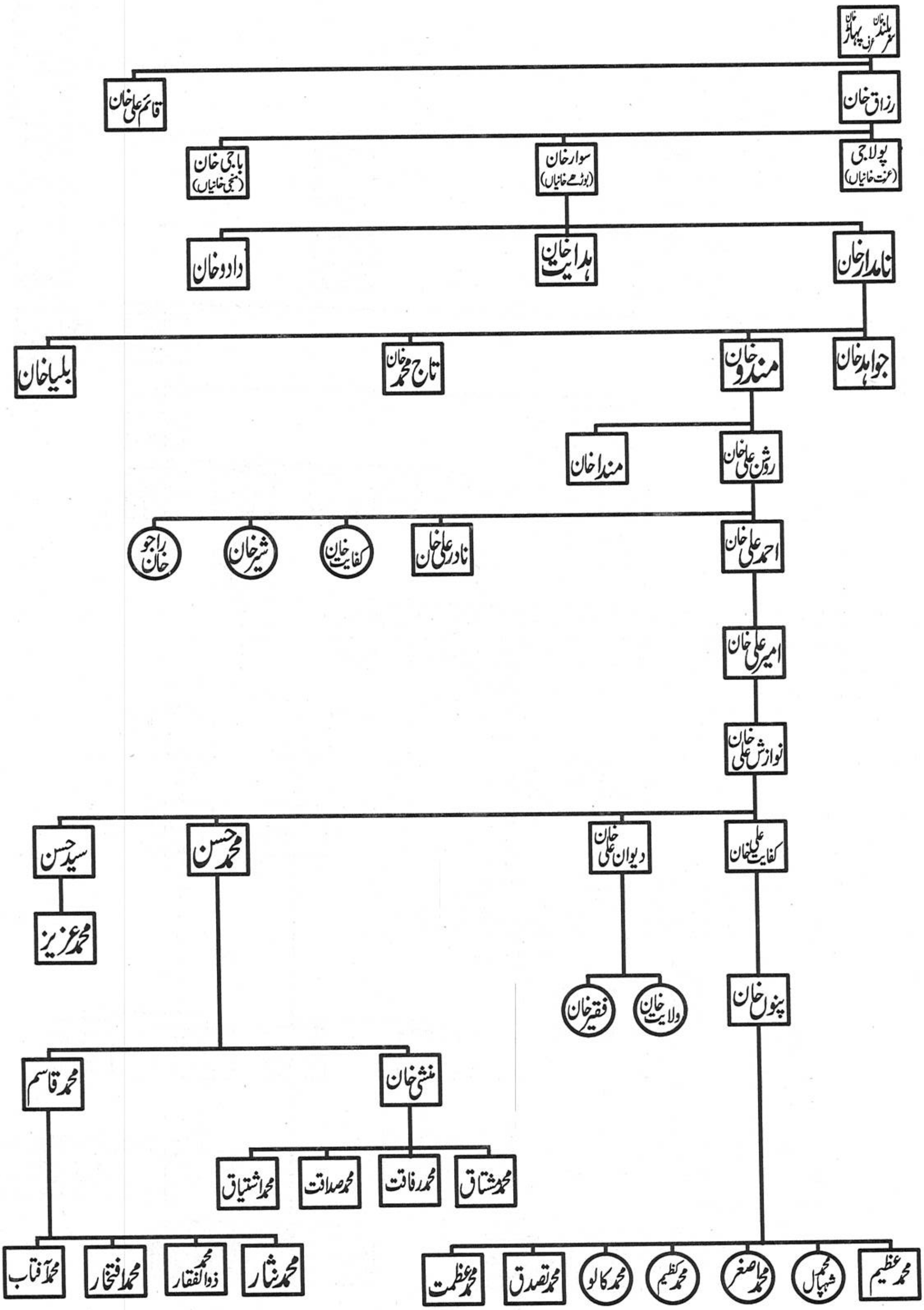

سربلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولاجی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (ننجی خانیاں)
شجاعت خان
غریب خان
مجیب خان
شہاموں خان
بارو خان
بھادو خان
غلام محمد خان
نیک محمد خان
موجا خان
لیا خان
زوجہ اول
شاہ ولی خان
زوجہ دوم
حسن علی خان
غلام قادر خان
ملی خان
شرف خان
بھادو خان
محبت خان
خاقان خان
شیردل خان
بارو خان
کالو خان
پلا خان
فتح علی خان
دوست خان
اشرف خان
ولایت خان عرف گجر
عدالت خان
فقیر محمد
خان محمد خان
باغ علی خان
دین محمد خان
بہادر خان
خاقان خان
بوستان خان
بگا خان
محمد اعظم خان
فضل داد خان
حکمداد خان
عنائت خان
امیر محمد
محمد قاسم
محمد صدیق
محمد شریف
محمد عظیم
محمد طالب خان
محمد تہذیب خان
عبدالرحمٰن
محمد صدیق
محمد شفیق
محمد عجائب
محمد خورشید
محمد فرید
محمد کریم
محمد بشیر
محمد شبیر
محمد حلیم
محمد نصیر
محمد فاروق
محمد محبوب
محمد خروم
محمود عرف شانی
محمد خورشید
محمد نوید
محمد کفیل
دلاور صدیق
ندیم صدیق
فہیم صدیق
ظہور احمد
ظہیر احمد
ضمیر احمد

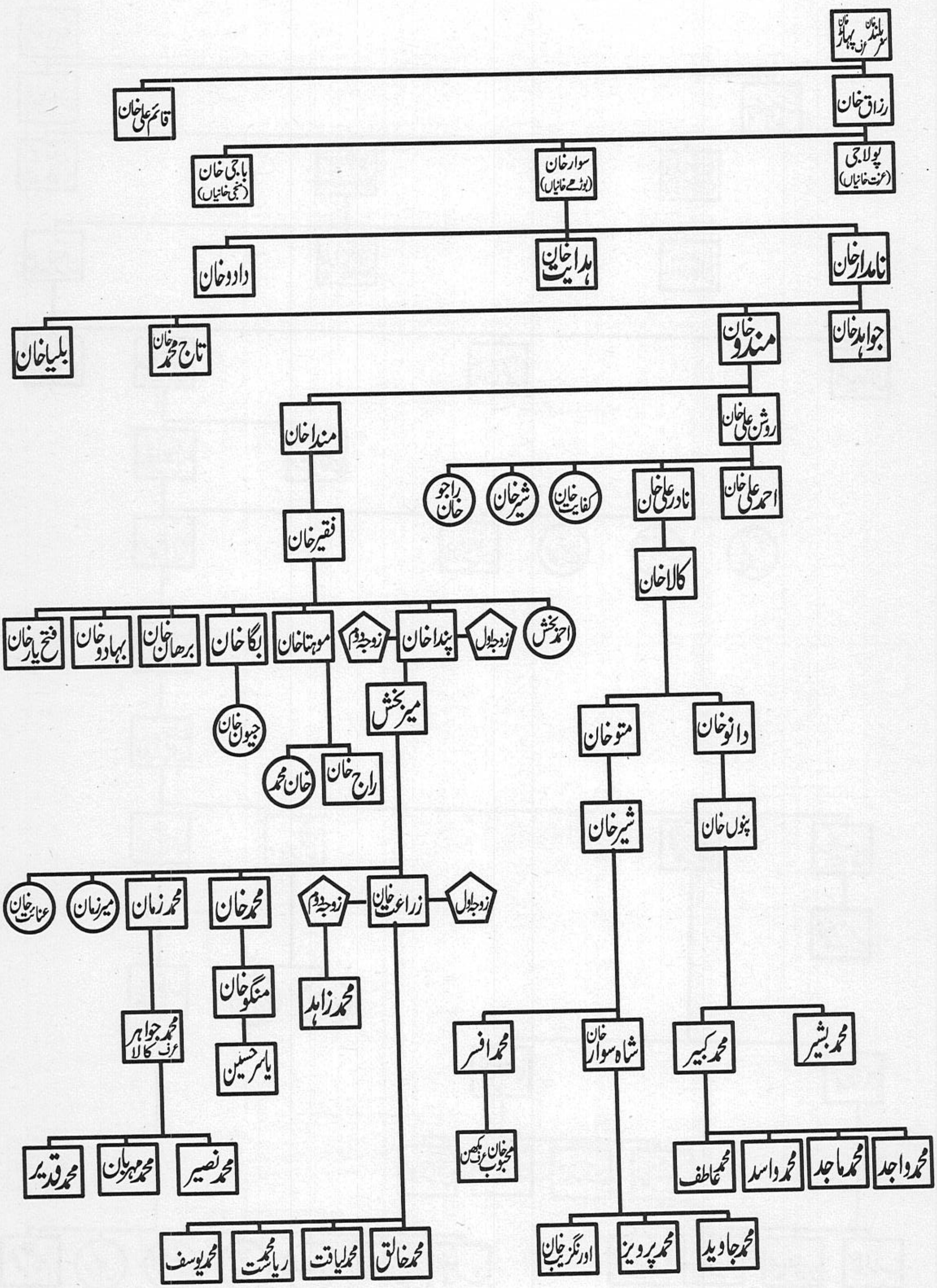

سربلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولا جی (عنت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (منجی خانیاں)
شجاعت خان
غریب خان
مجیب خان
شہامول خان
بارو خان
بھادو خان
غلام محمد خان
نیک محمد خان
لیا خان
زوجہ اول
شاہ ولی خان
زوجہ دوم
حسن علی خان
اللہ یار خان
گلاب خان
منڈ خان
محمد علی خان
اکا خان
دیوان علی خان
کالا خان
نادر خان
پہلوان خان
سرور خان
غلام محمد خان
راج محمد خان
محمد خان
محمد نذیر
محمد صادق
محمد عارف
محمد ریاض
محمد رفیق
محمد صدیق
بارو خان
عبداللہ خان
نواب خان
سلطان محمد خان
غلام رسول خان
ولی داد خان
عبدالرحمن
ولید خان
وحید خان
حمید خان
محمد شفیع
محمد سعود
خالد ولید
علی خالد
ولید خالد

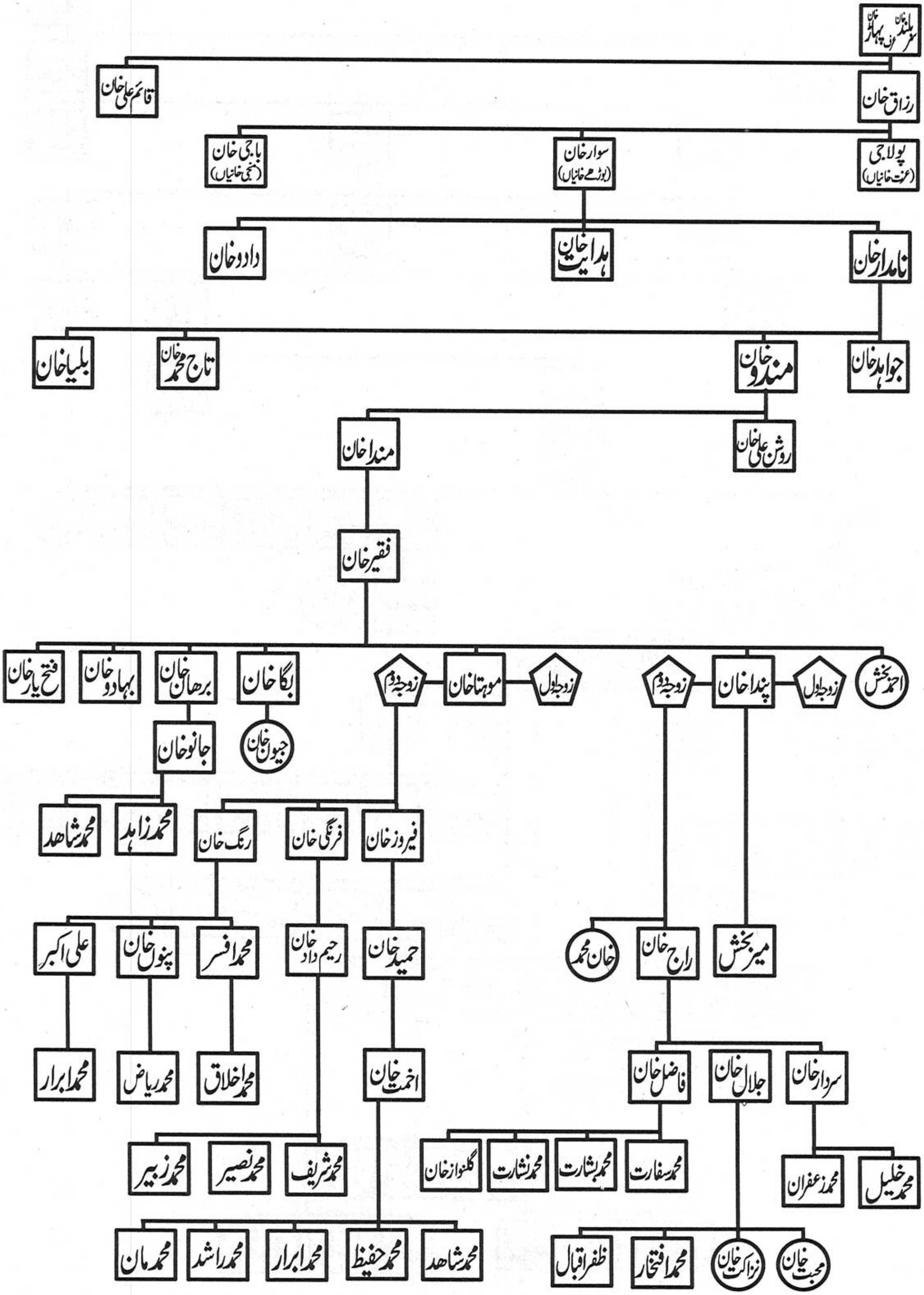

سربلند خان عرف پہاڑ خان
قائم علی خان
رزاق خان
باجی خان (ججی خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
پولاجی (عزت خانیاں)
بارو خان
شہاموں خان
مجیب خان
غریب خان
شجاعت خان
معصوم خان
اشرف خان
زری خان
شیرو خان
فتح محمد خان
پیر بخش خان
محمد عظیم خان
محمد عباس خان
رسمت خان
نادر خان
شیر باز خان
حاکم خان
دیوان علی خان
فجو خان
جمعہ خان
متابہ خان
ہاشم خان
غلام حیدر خان
غیر قابض
مندا خان
علی محمد خان
بگا خان
زوجہ دوم
احمد علی خان
زوجہ اول
صادق خان
سجاول خان
امیر خان
سردار خان
مولا بخش
مرچو خان
رحم علی خان
غلام محمد خان
صبح خان
موتیا خان
عنائت خان
خوایت خان
ولایت خان
گجن خان
علی حیدر خان
محمد نسیم
کالا خان
میر محمد
حیدر خان
سید محمد
محمد خان
محمد عاشق
محمد کفائت
محمد شفاعت
محمد تاج
محمد آزاد
سرور خان
وقاص احمد
محمد شہزاد احمد
امتیاز احمد
محمد شریف
محمد کبیر
محمد صغیر
محمد حلیم میٹ
محمد رفیق
ظہور احمد
صغیر عرف بلی
ظفر عرف بلا
محمد مکھن
محمد اشتیاق
محمد جہانگیر
محمد سلیم

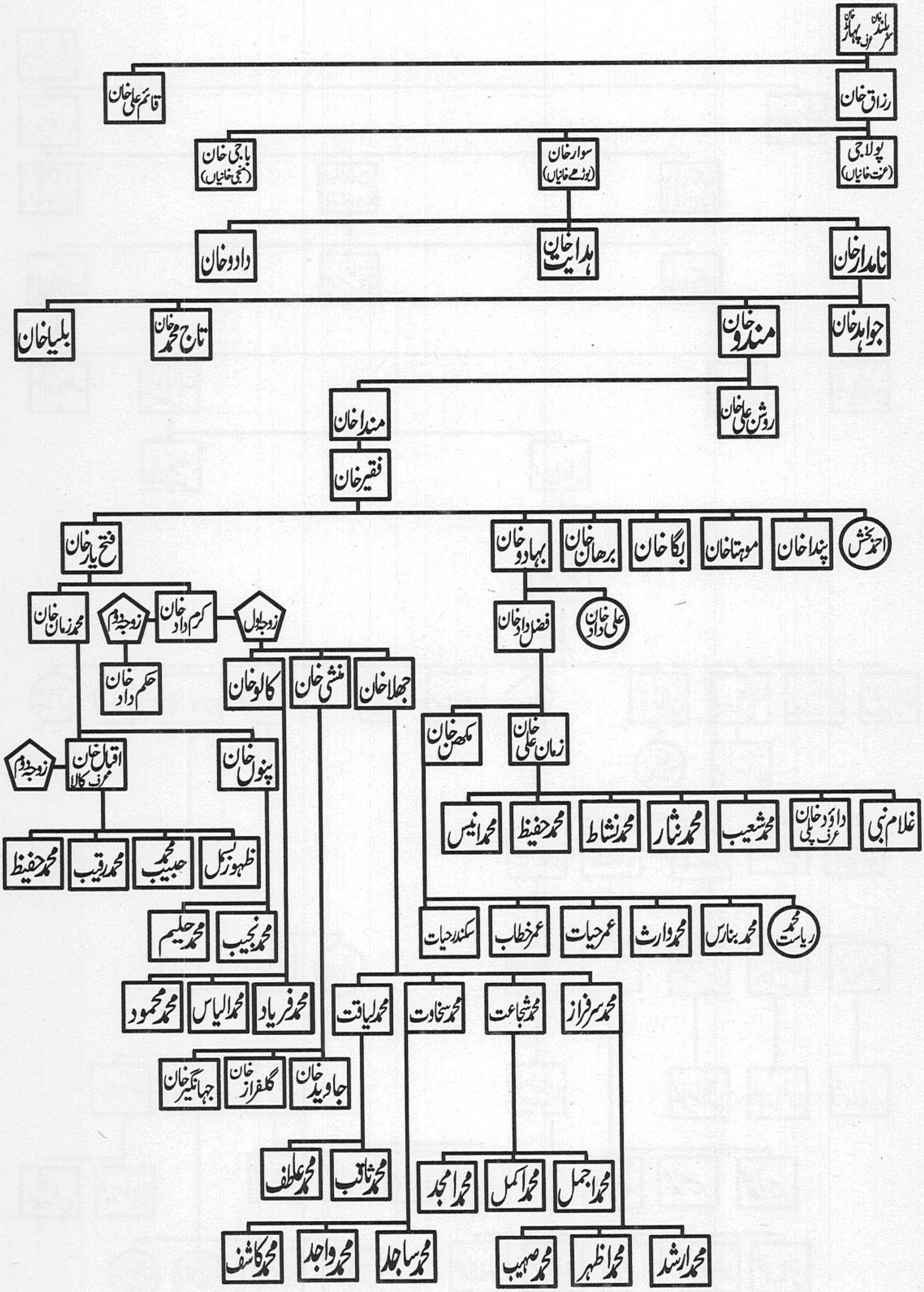

سربلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولاجی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (منجی خانیاں)
شجاعت خان
غریب خان
مجیب خان
شہاموں خان
بارو خان
بلیا خان
جمعہ خان
غلام محمد خان
زوجہ اول
زوجہ دوم
عمر خان
بہادو خان
فیض خان
عبدل خان
فیروز خان
مہر دین
زوجہ اول
زوجہ دوم
امیر علی خان
عطاء اللہ خان
افلاطون خان
مُلا خان
رسمت خان
بگا خان
مند خان
شان خان
شیر محمد خان
عطائے محمد خان
سرور خان
زوجہ اول
محمد خان
زوجہ دوم
محمد شفیع
پنوں خان
محمد ایوب خان
محمد کریم خان
محمد محبوب خان
محمد طاہر
محمد ظاہر
محمد ادریس
محمد خورشید
محمد طارق
وجاہت ایوب
شاہد ایوب
گوہر ایوب
نیر ایوب
اکمل ایوب

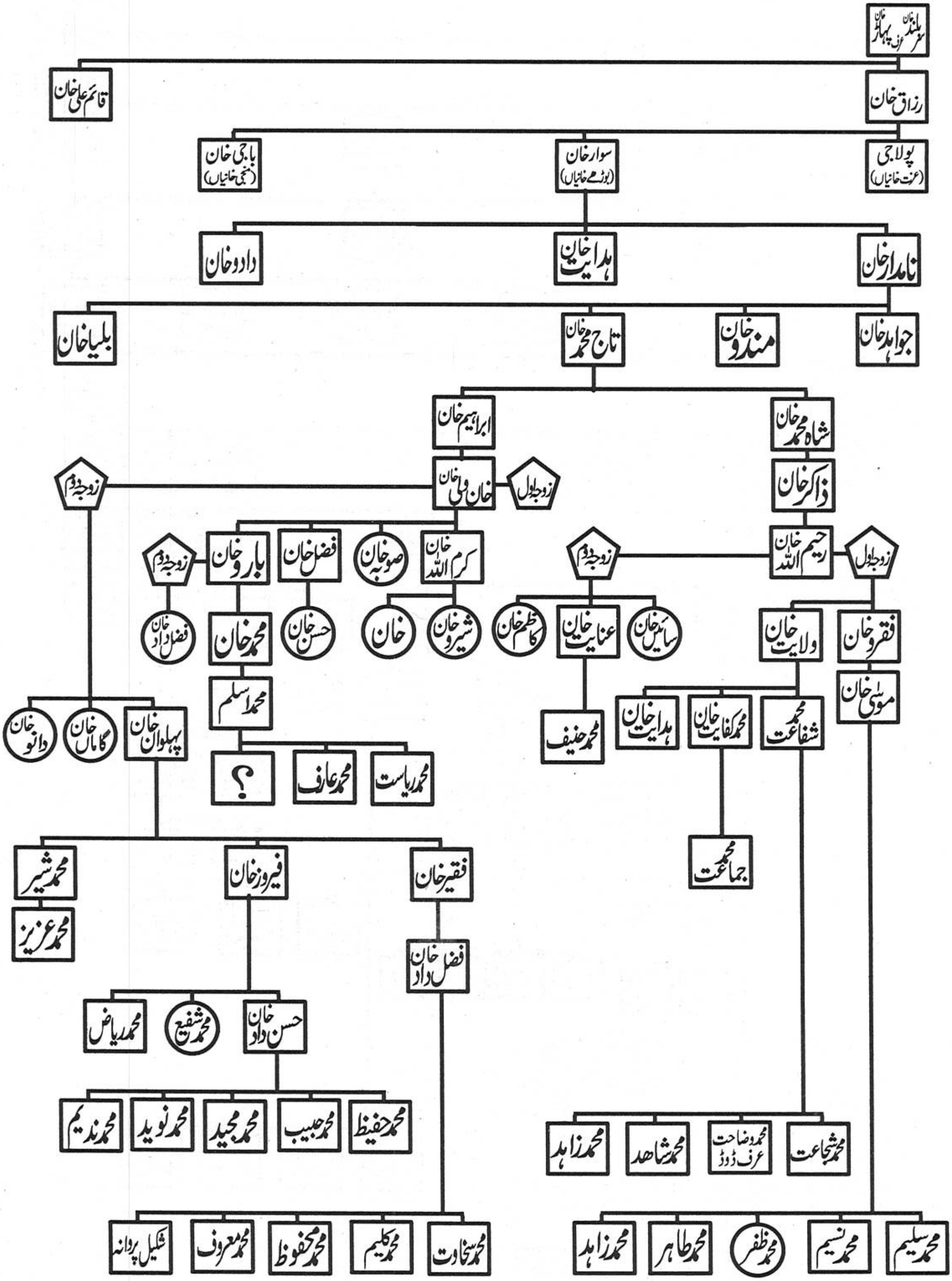

سربلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولا جی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (نجی خانیاں)
نامدار خان
ہدایت خان
دادو خان
جواہد خان
مندو خان
تاج محمد خان
بلیا خان
حیات اللہ خان
زوجہ دوم
زوجہ سوم
محمد علی خان
حسن علی خان
شیرو خان
ستارو خان
حشمت خان
خاقان خان
مہند خان
بادل خان
پیر بخش خان
نادر خان
راجولی خان
فقیرا خان
بہاول خان
پلا خان
ابگا خان

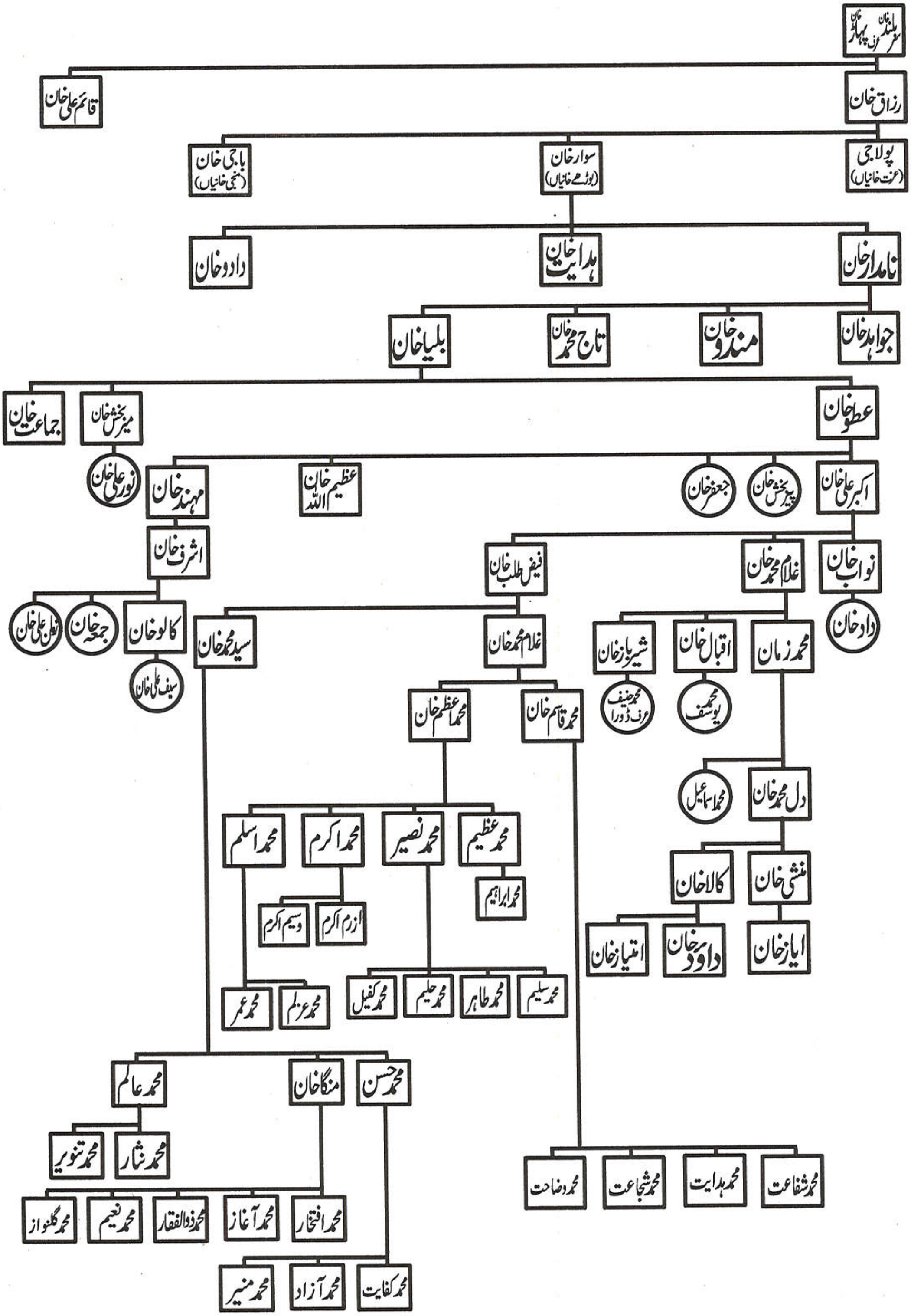

سربلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولا جی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (منجی خانیاں)
نامدار خان
ہدایت خان
دادو خان
جواہد خان
مندو خان
تاج محمد خان
بلیا خان
روشن علی خان
مندا خان
احمد علی خان
نادر علی خان
کفایت خان
شیر خان
راجو خان
امیر علی خان
نوازش علی خان
کفایت علی خان
دیوان علی خان
محمد حسن
سید حسن
محمد عزیز
پنوں خان
ولایت خان
فقیر خان
منشی خان
محمد قاسم
محمد مشتاق
محمد رفاقت
محمد صداقت
محمد اشتیاق
محمد نثار
ذوالفقار محمد
محمد افتخار
محمد آفتاب
محمد عظیم
محمد شہپال
محمد اصغر
محمد کظیم
محمد کالو
محمد تصدق
محمد عظمت

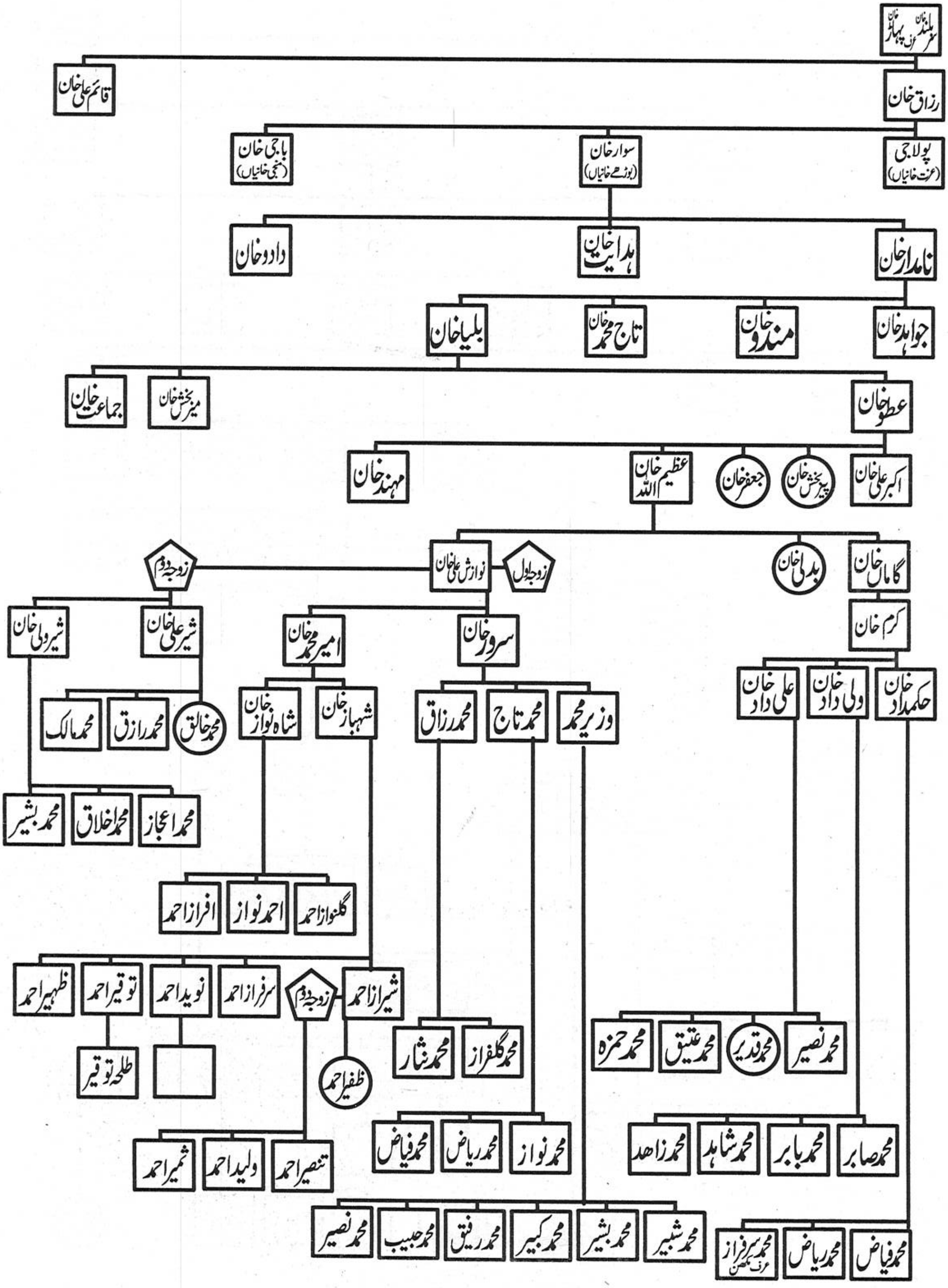

سر بلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولاجی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (نجی خانیاں)
نامدار خان
ہدایت خان
دادو خان
جواہد خان
مندو خان
تاج محمد خان
بلیا خان
روشن علی خان
مندا خان
احمد علی خان
نادر علی خان
کفایت خان
شیر خان
راجو خان
فقیر خان
کالا خان
احمد بخش
زوجہ اول
پندا خان
زوجہ دوم
موہتا خان
بگا خان
برہان خان
بہادو خان
فتح یار خان
میر بخش
جیون خان
راج خان
خان محمد
دانو خان
متو خان
پنوں خان
شیر خان
زوجہ اول
زراعت خان
زوجہ دوم
محمد خان
محمد زمان
میر زمان
عنایت خان
منگو خان
محمد زاہد
محمد جواہر عرف کالا
یاسر حسین
محمد بشیر
محمد کبیر
شاہ سوار خان
محمد افسر
محبوب خان عرف مکھن
محمد واجد
محمد ماجد
محمد واسد
محمد عاطف
محمد نصیر
محمد مہربان
محمد قدیر
محمد جاوید
محمد پرویز
اورنگزیب خان
محمد خالق
محمد لیاقت
ریاست
محمد یوسف

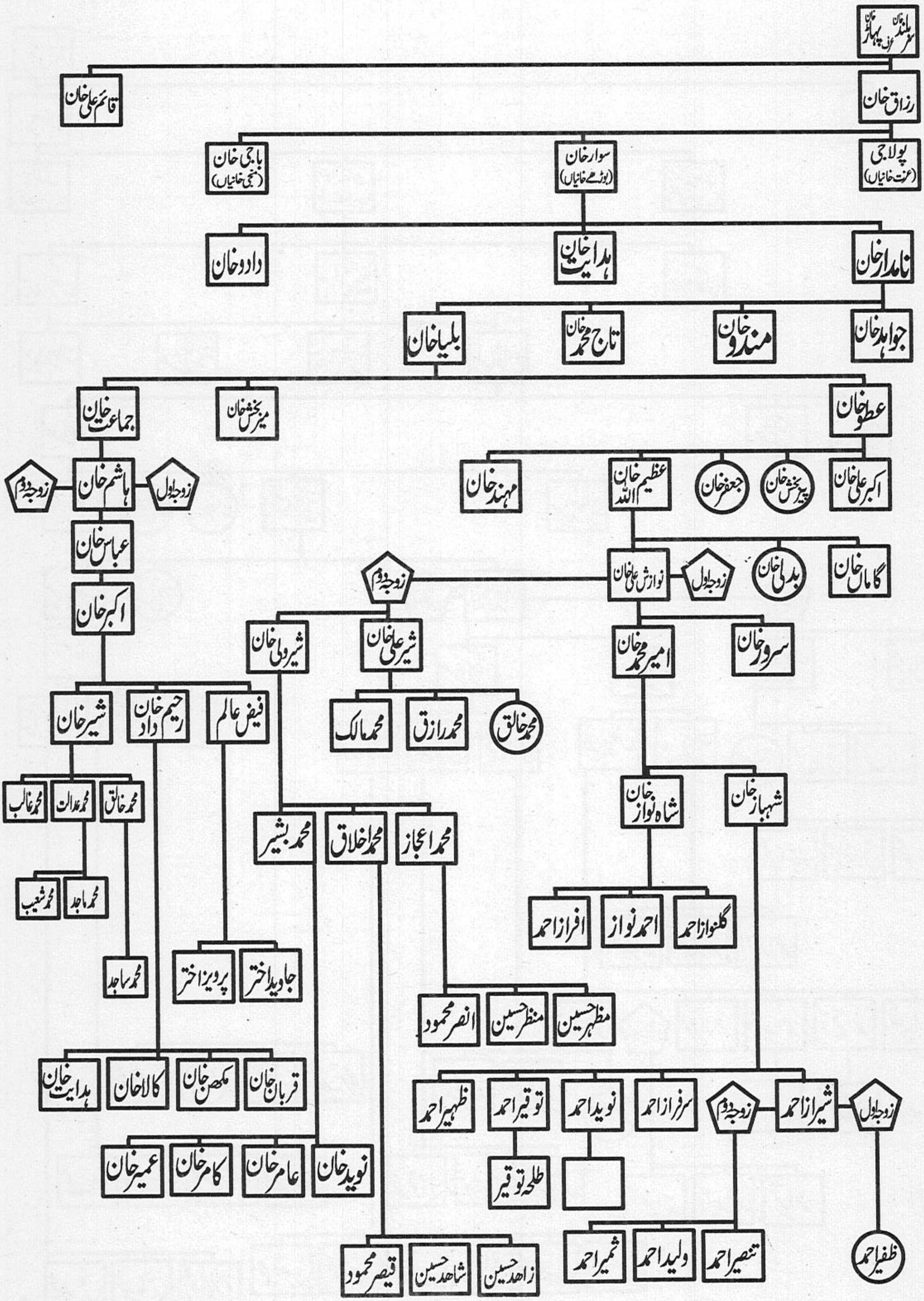

سربلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولا جی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (نجی خانیاں)
نامدار خان
ہدایت خان
دادو خان
جواہد خان
مندو خان
تاج محمد خان
بلیا خان
روشن علی خان
مندا خان
فقیر خان
احمد بخش
زوجہ اول
پندا خان
زوجہ دوم
زوجہ اول
موہتا خان
زوجہ دوم
بگا خان
برہان خان
بہادو خان
فتح یار خان
جیون خان
جانو خان
محمد زاہد
محمد شاھد
میر بخش
راج خان
خان محمد
فیروز خان
فرنگی خان
رنگ خان
حمید خان
رحیم داد خان
محمد افسر
پنوں خان
علی اکبر
محمد اخلاق
محمد ریاض
محمد ابرار
احمت خان
سردار خان
جلال خان
فاضل خان
محمد خلیل
محمد زعفران
محمد سفارت
محمد بشارت
محمد نشارت
گلنواز خان
محمد شریف
محمد نصیر
محمد زبیر
محبت خان
نزاکت خان
محمد افتخار
ظفر اقبال
محمد شاھد
محمد حفیظ
محمد ابرار
محمد راشد
محمد مان

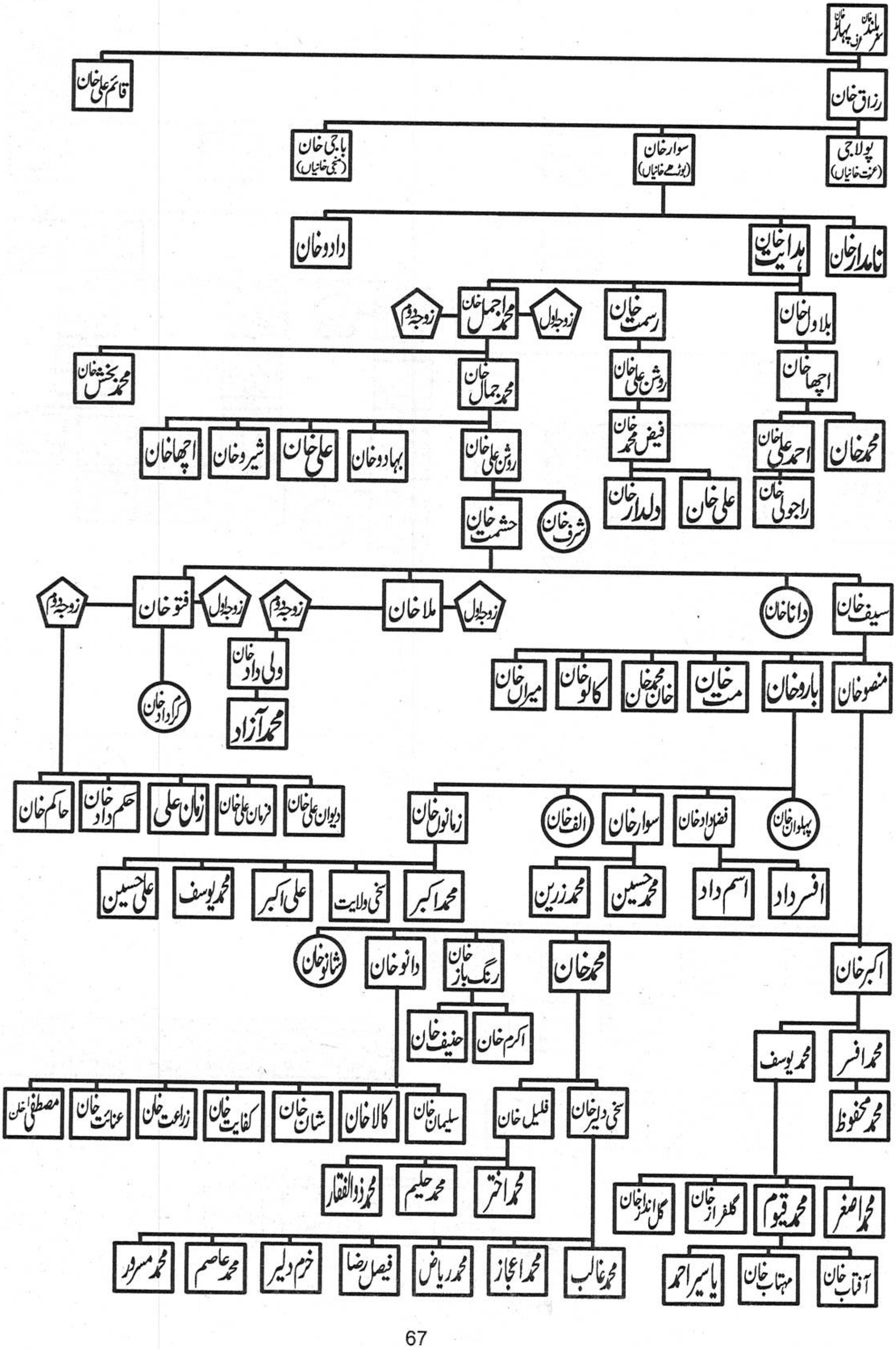

سربلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولاجی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (نجی خانیاں)
نامدار خان
ہدایت خان
دادو خان
جواہد خان
مندو خان
تاج محمد خان
بلیا خان
روشن علی خان
مندا خان
فقیر خان
احمد بخش
پندا خان
موہتا خان
بگا خان
برھان خان
بہادو خان
فتح یار خان
علی داد خان
فضل داد خان
زوجہ اول
کرم داد خان
زوجہ دوم
محمد زمان خان
حکم داد خان
جھلا خان
منشی خان
کالو خان
زمان علی خان
مکھن خان
اقبال خان عرف کالا
زوجہ دوم
پنوں خان
غلام نبی
داؤد خان عرف بلی
محمد شعیب
محمد نثار
محمد نشاط
محمد حفیظ
محمد انیس
ظہور بسمل
محمد حبیب
محمد رقیب
محمد حفیظ
محمد نجیب
محمد حلیم
محمد ریاست
محمد بنارس
محمد وارث
عمر حیات
عمر خطاب
سکندر حیات
محمد فریاد
محمد الیاس
محمد محمود
محمد سرفراز
محمد شجاعت
محمد سخاوت
محمد لیاقت
جاوید خان
گلفراز خان
جہانگیر خان
محمد ثاقب
محمد علطف
محمد اجمل
محمد اکمل
محمد امجد
محمد ساجد
محمد واجد
محمد کاشف
محمد ارشد
محمد اظہر
محمد صہیب

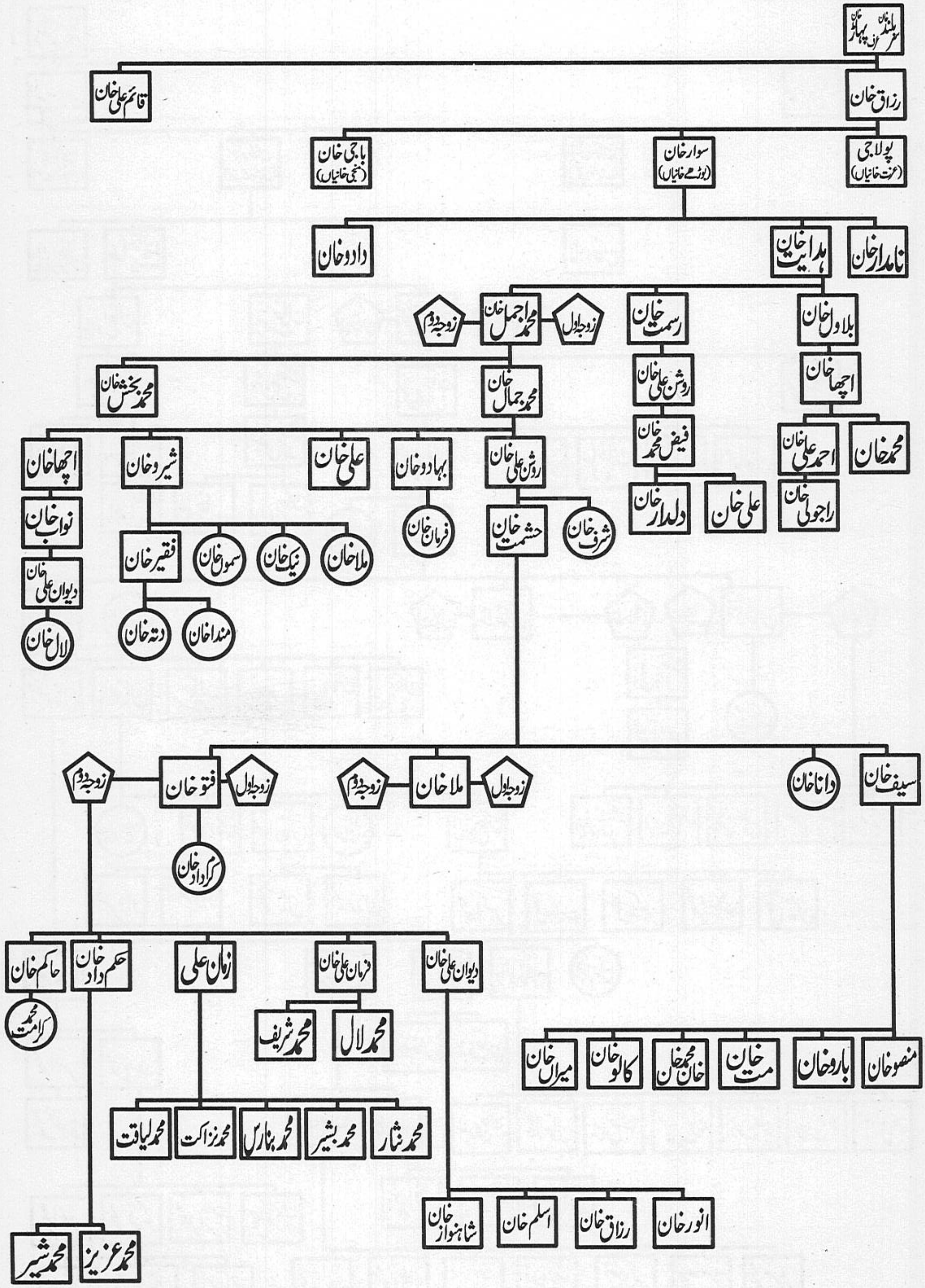

سربلند خان عرف پہاڑ خان
قائم علی خان
رزاق خان
باجی خان (نجی خانیاں)
سوار خان (بوڑمے خانیاں)
پولاجی (عزت خانیاں)
دادو خان
ہدایت خان
نامدار خان
بلیا خان
تاج محمد خان
مندو خان
جواہد خان
ابراہیم خان
شاہ محمد خان
زوجہ دوم
خان ولی خان
زوجہ اول
ذاکر خان
زوجہ دوم
بارو خان
فضل خان
صوبہ خان
کرم اللہ خان
زوجہ دوم
رحیم اللہ خان
زوجہ اول
فضل داد خان
محمد خان
حسن خان
خان
شیرو خان
کاظم خان
عنایت خان
سائیں خان
ولایت خان
نقرو خان
موسیٰ خان
محمد اسلم
دانو خان
گاماں خان
پہلوان خان
محمد حنیف
ہدایت خان
محمد کفایت خان
محمد شفاعت
?
محمد عارف
محمد ریاست
جماعت محمد
محمد شیر
فیروز خان
فقیر خان
محمد عزیز
فضل داد خان
محمد ریاض
محمد شفیع
حسن داد خان
محمد ندیم
محمد نوید
محمد مجید
محمد حبیب
محمد حفیظ
محمد زاہد
محمد شاہد
محمد وضاحت عرف ڈوڈ
محمد شجاعت
شکیل پروانہ
محمد معروف
محمد محفوظ
محمد کلیم
محمد سخاوت
محمد زاہد
محمد طاہر
محمد ظفر
محمد نسیم
محمد سلیم

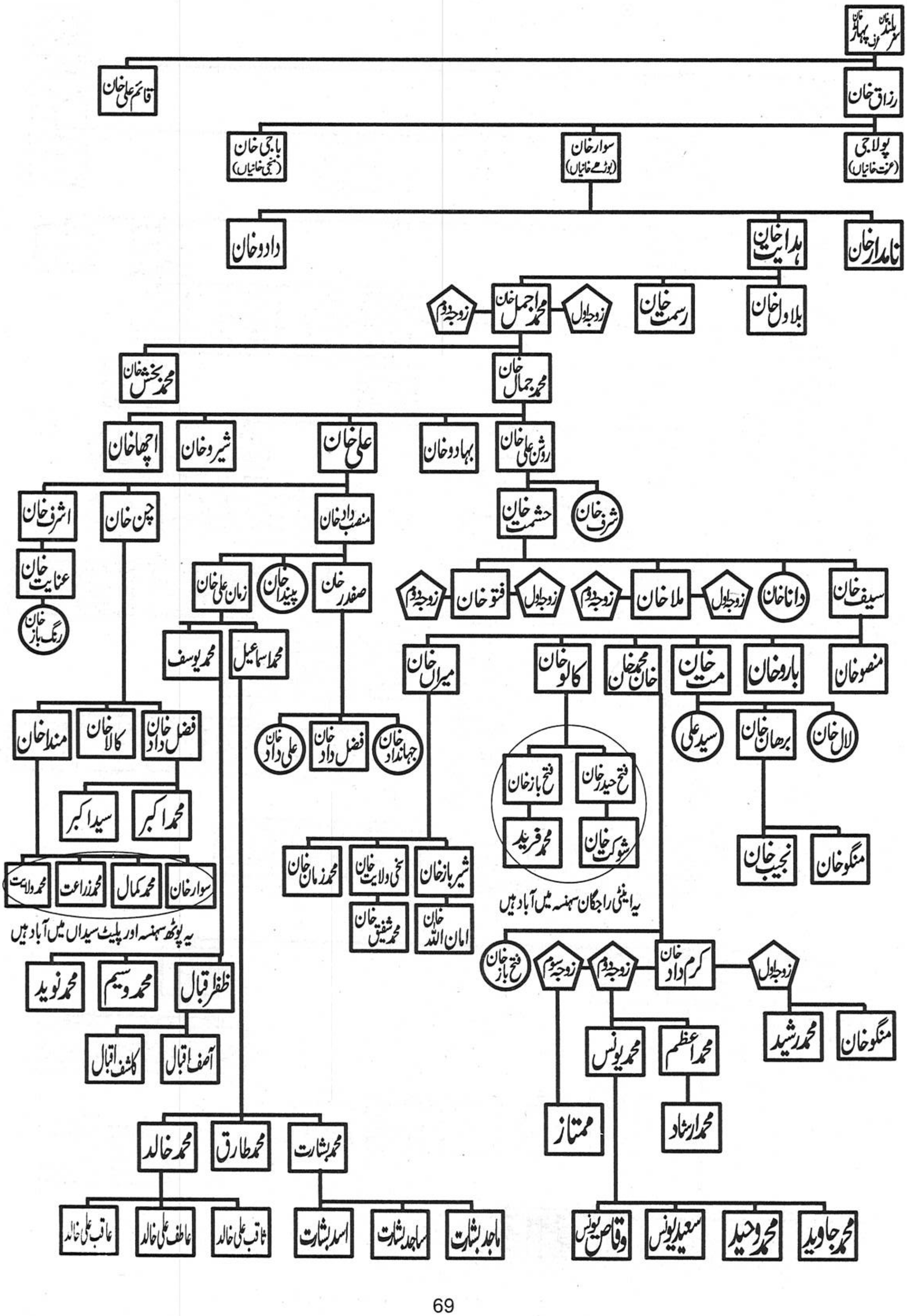

بلند خان عرف پہاڑ خان
قائم علی خان
رزاق خان
باجی خان (نجی خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
پولا جی (عزت خانیاں)
دادو خان
ہدایت خان
نامدار خان
بلیا خان
تاج محمد خان
مندو خان
جواہد خان
جماعت خان
میر بخش خان
عطو خان
نور علی خان
مہند خان
عظیم اللہ خان
جعفر خان
پیر بخش خان
اکبر علی خان
اشرف خان
فیض طلب خان
غلام محمد خان
نواب خان
کالو خان
جمعہ خان
سیف علی خان
سید محمد خان
غلام محمد خان
شیر باز خان
اقبال خان
محمد زمان
داد خان
محمد حنیف عرف ڈورا
محمد یوسف
محمد اعظم خان
محمد قاسم خان
محمد اسماعیل
دل محمد خان
محمد اسلم
محمد اکرم
محمد نصیر
محمد عظیم
محمد ابراہیم
منشی خان
کالا خان
وسیم اکرم
ازرم اکرم
امتیاز خان
داود خان
ایاز خان
محمد عمر
محمد عزلم
محمد کفیل
محمد حلیم
محمد طاہر
محمد سلیم
محمد عالم
منگا خان
محمد حسن
محمد تنویر
محمد نثار
محمد وضاحت
محمد شجاعت
محمد ہدایت
محمد شفاعت
محمد گلنواز
محمد نعیم
محمد ذوالفقار
محمد آغاز
محمد افتخار
محمد منیر
محمد آزاد
محمد کفایت

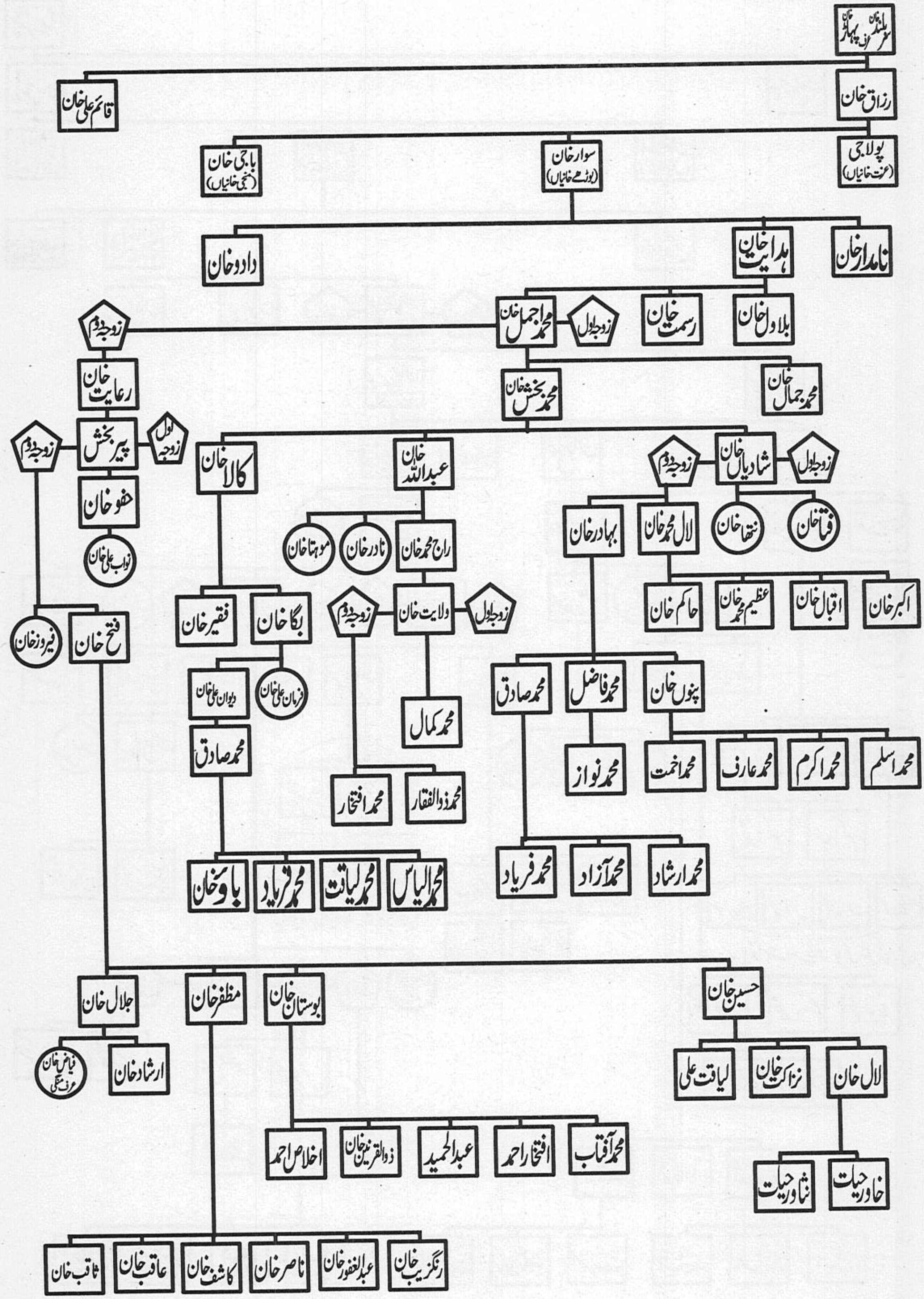

سرِبلند خان عرف پہاڑ خان
قائم علی خان
رزاق خان
باجی خان
سوار خان
(بوڑھے خانیاں)
پولاجی
(عزت خانیاں)
دادو خان
ہدایت خان
نامدار خان
بلیا خان
تاج محمد خان
مندو خان
جواہد خان
جماعت خان
میر بخش خان
عطو خان
مہند خان
عظیم اللہ خان
جعفر خان
پیر بخش خان
اکبر علی خان
زوجہ دوم
نوازش علی خان
زوجہ اول
بدلی خان
گاماں خان
شیر ولی خان
شیر علی خان
امیر محمد خان
سرور خان
کرم خان
علی داد خان
ولی داد خان
حکمداد خان
شاہ نواز خان
شہباز خان
محمد رزاق
محمد تاج
وزیر محمد
محمد مالک
محمد رازق
محمد خالق
محمد بشیر
محمد اخلاق
محمد اعجاز
افراز احمد
احمد نواز
گلنواز احمد
ظہیر احمد
توقیر احمد
نوید احمد
سرفراز احمد
زوجہ دوم
شیراز احمد
طلحہ توقیر
ظفیر احمد
محمد نثار
محمد گلفراز
محمد حمزہ
محمد عتیق
محمد قدیر
محمد نصیر
ثمیر احمد
ولید احمد
تنصیر احمد
محمد فیاض
محمد ریاض
محمد نواز
محمد زاہد
محمد شاہد
محمد بابر
محمد صابر
محمد نصیر
محمد حبیب
محمد رفیق
محمد کبیر
محمد بشیر
محمد شبیر
محمد سرفراز
محمد ریاض
محمد فیاض

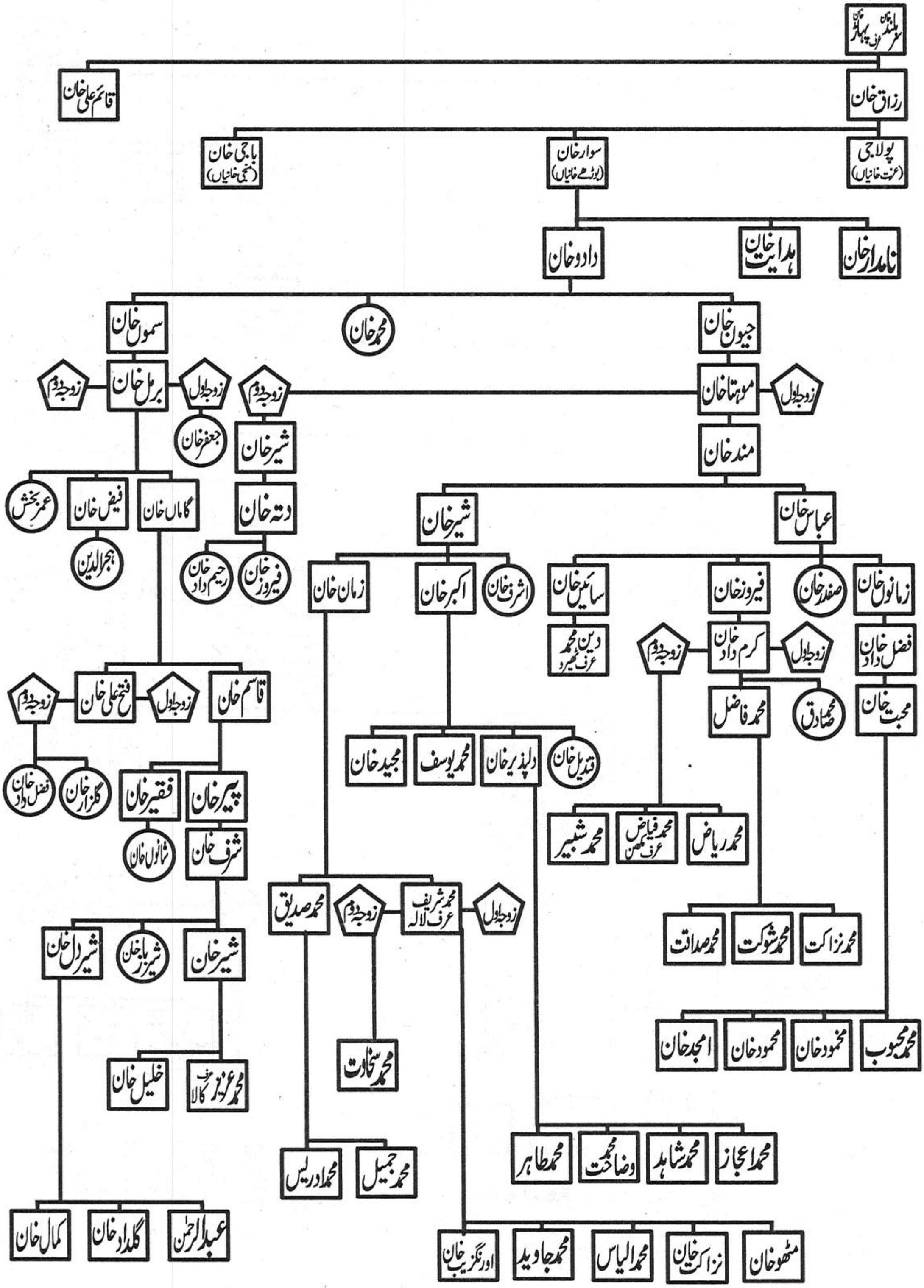

سربلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولا جی (عت خانیاں)
سوار خان (بڑھے خانیاں)
باجی خان (منجی خانیاں)
نامدار خان
ہدایت خان
دادو خان
جواہد خان
مندو خان
تاج محمد خان
بلیا خان
عطو خان
میر بخش خان
جماعت خان
اکبر علی خان
پیر بخش خان
جعفر خان
عظیم خان اللہ
مہند خان
زوجہ اول
ہاشم خان
زوجہ دوم
گاماں خان
بدلی خان
زوجہ اول
نوازش علی خان
زوجہ دوم
عباس خان
اکبر خان
سرور خان
امیر محمد خان
شیر علی خان
شیر ولی خان
محمد خالق
محمد رازق
محمد مالک
فیض عالم
رحیم داد خان
شیر خان
شہباز خان
شاہ نواز خان
محمد اعجاز
محمد اخلاق
محمد بشیر
محمد خالق
محمد عدالت
محمد غالب
محمد ماجد
محمد شعیب
گلنواز احمد
احمد نواز
افراز احمد
جاوید اختر
پرویز اختر
محمد ساجد
مظہر حسین
منظر حسین
انصر محمود
قربان خان
مکھن خان
کالا خان
ہدایت خان
زوجہ اول
شیراز احمد
زوجہ دوم
سرفراز احمد
نوید احمد
توقیر احمد
ظہیر احمد
نوید خان
عامر خان
کامران خان
عمیر خان
طلحہ توقیر
ظفر احمد
تنصیر احمد
ولید احمد
ثمیر احمد
زاہد حسین
شاہد حسین
قیصر محمود

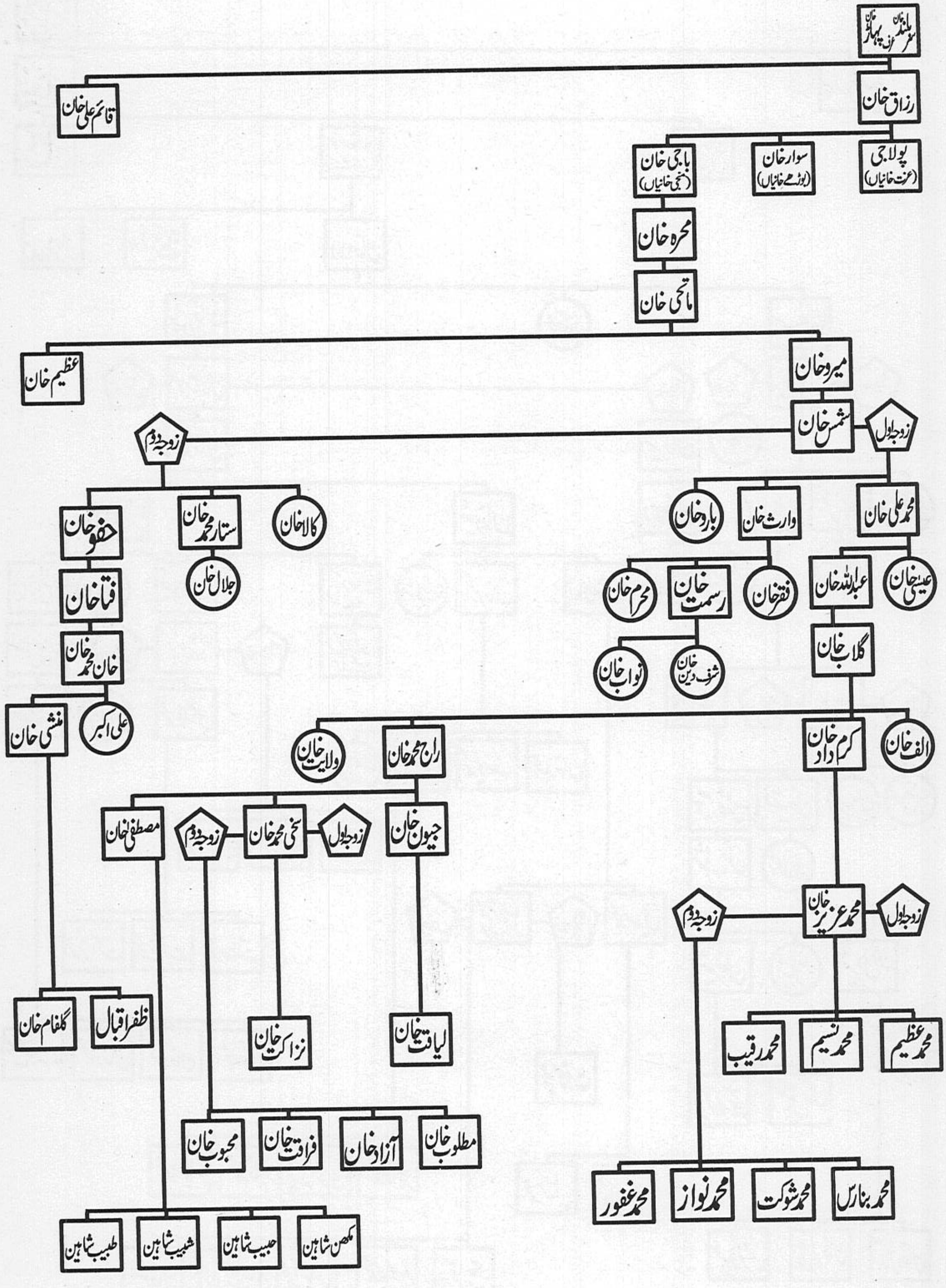

بلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولا جی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (سنجی خانیاں)
نامدار خان
ہدایت خان
دادو خان
بلاول خان
رسمت خان
محمد اجمل خان
زوجہ اول
زوجہ دوم
اچھا خان
روشن علی خان
محمد جمال خان
محمد بخش خان
محمد خان
احمد علی خان
فیض محمد خان
روشن علی خان
بہادو خان
علی خان
شیر و خان
اچھا خان
راجولی خان
علی خان
دلدار خان
شرف خان
حشمت خان
سیف خان
دانا خان
زوجہ اول
ملا خان
زوجہ دوم
زوجہ اول
فتو خان
زوجہ دوم
منصو خان
بارو خان
مت خان
خان محمد خان
کالو خان
میراں خان
ولی داد خان
محمد آزاد
کرم داد خان
پہلوان خان
فضل داد خان
سوار خان
الف خان
زمانو خان
دیوان علی خان
فرمان علی خان
زمان علی
حکم داد خان
حاکم خان
افسر داد
اسم داد
محمد حسین
محمد زرین
محمد اکبر
سخی ولایت
علی اکبر
محمد یوسف
علی حسین
اکبر خان
محمد خان
رنگ باز خان
دانو خان
شانو خان
اکرم خان
حنیف خان
محمد افسر
محمد یوسف
محمد محفوظ
سخی دلیر خان
فلیل خان
سلیمان خان
کالا خان
شان خان
کفایت خان
زراعت خان
عنایت خان
مصطفیٰ خان
محمد اختر
محمد حلیم
محمد ذوالفقار
محمد اصغر
محمد قیوم
گلفراز خان
گل انداز خان
محمد غالب
محمد اعجاز
محمد ریاض
فیصل رضا
خرم دلیر
محمد عاصم
محمد مسرور
آفتاب خان
مہتاب خان
یاسر احمد

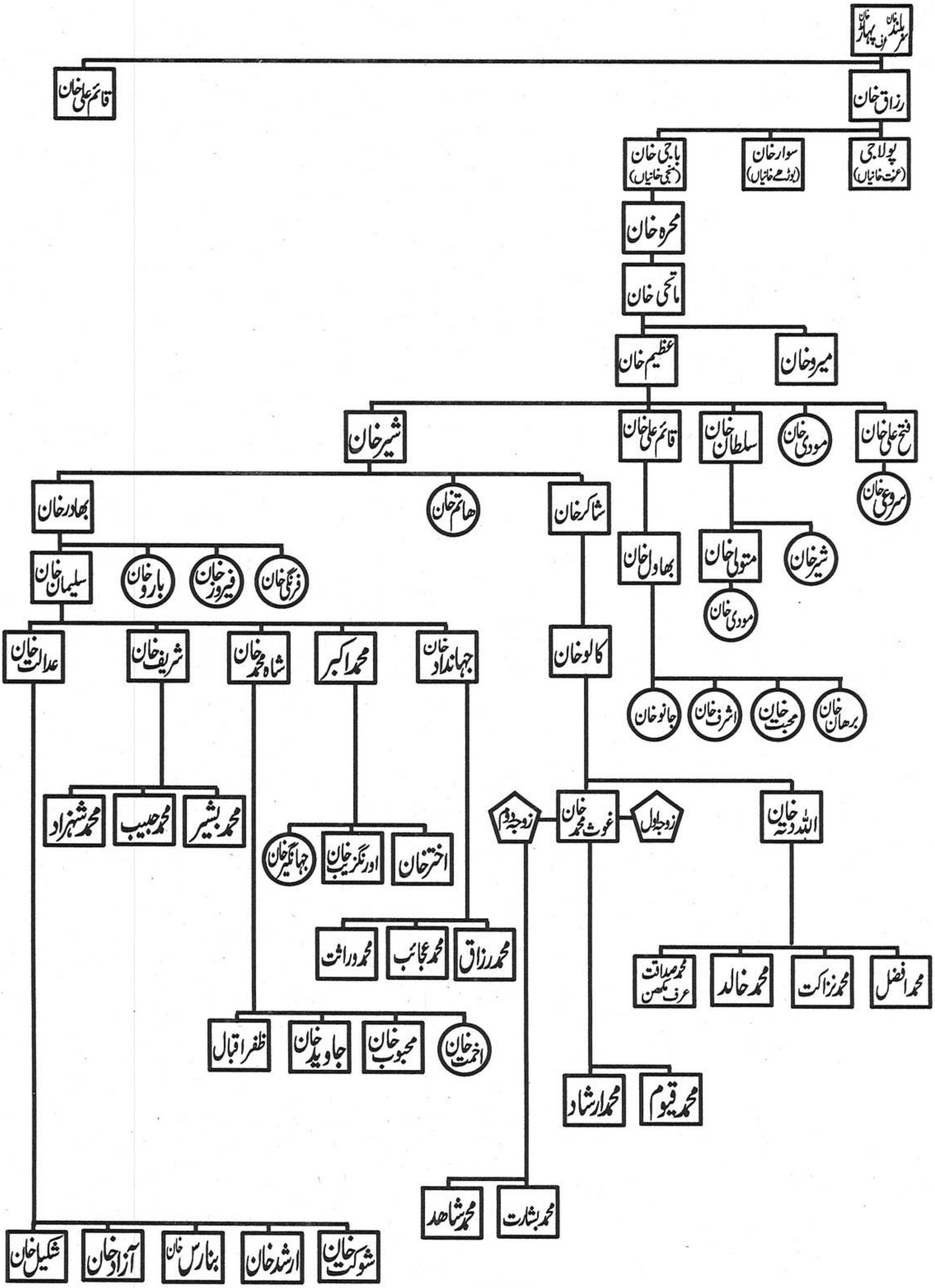

سربلند خان عرف پہاڑو خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولا جی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (نجی خانیاں)
نامدار خان
ہدایت خان
دادو خان
بلاول خان
رسمت خان
محمد اجمل خان
زوجہ اول
زوجہ دوم
اچھا خان
روشن علی خان
محمد جمال خان
محمد بخش خان
محمد خان
احمد علی خان
راجولی خان
فیض محمد خان
علی خان
دلدار خان
روشن علی خان
بہادو خان
علی خان
شیرو خان
اچھا خان
شرف خان
حشمت خان
فرمان خان
ملا خان
نیک خان
سمو خان
فقیر خان
نواب خان
دیوان علی خان
منداخان
دتہ خان
لال خان
سیف خان
دانا خان
زوجہ اول
ملا خان
زوجہ دوم
زوجہ اول
فتو خان
زوجہ دوم
کرداد خان
دیوان علی خان
فرمان علی خان
زمان علی
حکم داد خان
حاکم خان
کرامت محمد
محمد لال
محمد شریف
منصو خان
بارو خان
مت خان
خان محمد خان
کالو خان
میراں خان
محمد نثار
محمد بشیر
محمد بنارس
محمد زاکت
محمد لیاقت
انور خان
رزاق خان
اسلم خان
شاہنواز خان
محمد عزیز
محمد شبیر


سر بلند خان عرف پہاڑ خان
قائم علی خان
رزاق خان
باجی خان (نجی خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
پولاجی (عزت خانیاں)
دادو خان
ہدایت خان
نامدار خان
زوجہ دوم
محمد اجمل خان
زوجہ اول
رسمت خان
بلاول خان
محمد بخش خان
محمد جمال خان
اچھا خان
شیرو خان
علی خان
بہادو خان
روشن علی خان
اشرف خان
چمن خان
منصب داد خان
حشمت خان
شرف خان
عنایت خان
زمان علی خان
پینڈا خان
صفدر خان
زوجہ دوم
فتو خان
زوجہ اول
زوجہ دوم
ملا خان
زوجہ اول
دانا خان
سیف خان
رنگ باز خان
محمد یوسف
محمد اسماعیل
میراں خان
کالو خان
خان محمد خان
مت خان
بارو خان
منصو خان
مندا خان
کالا خان
فضل داد خان
علی داد خان
فضل داد خان
جہانداد خان
سید علی
برہان خان
لال خان
فتح باز خان
فتح حیدر خان
سید اکبر
محمد اکبر
محمد فرید
شوکت خان
محمد زمان خان
سخی ولایت خان
شیر باز خان
نجیب خان
منگو خان
محمد ولایت
محمد زراعت
محمد کمال
سوار خان
محمد شفیق خان
امان اللہ خان
یہ اینٹی راجگان سہنسہ میں آباد ہیں
یہ پوٹھ سہنسہ اور پلیٹ سیداں میں آباد ہیں
محمد نوید
محمد وسیم
ظفر اقبال
فتح باز خان
زوجہ سوم
زوجہ دوم
کرم داد خان
زوجہ اول
کاشف اقبال
آصف اقبال
محمد یونس
محمد اعظم
محمد رشید
منگو خان
ممتاز
محمد ارشاد
محمد خالد
محمد طارق
محمد بشارت
عاقب علی خالد
عاطف علی خالد
ثاقب علی خالد
اسد بشارت
ساجد بشارت
ماجد بشارت
وقاص یونس
سعید یونس
محمد وحید
محمد جاوید


سربلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولا جی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑے خانیاں)
باجی خان (منجی خانیاں)
نامدار خان
ہدایت خان
داود خان
بلاول خان
رسمت خان
محمد اجمل خان
زوجہ اول
زوجہ دوم
محمد جمال خان
محمد بخش خان
رعایت خان
پیر بخش
اول زوجہ
زوجہ دوم
حقو خان
نواب علی خان
شادیاں خان
زوجہ اول
زوجہ دوم
عبداللہ خان
کالا خان
فتا خان
نتھا خان
لال محمد خان
بہادر خان
راج محمد خان
نادر خان
موہتا خان
اکبر خان
اقبال خان
عظیم محمد خان
حاکم خان
ولایت خان
زوجہ اول
زوجہ دوم
بگا خان
فقیر خان
فتح خان
فیروز خان
فرمان علی خان
دیوان علی خان
محمد صادق
محمد کمال
پنوں خان
محمد فاضل
محمد صادق
محمد اسلم
محمد اکرم
محمد عارف
محمد اخمت
محمد نواز
محمد ذوالفقار
محمد افتخار
محمد ارشاد
محمد آزاد
محمد فریاد
محمد الیاس
محمد لیاقت
محمد فریاد
باو خان
حسین خان
بوستان خان
مظفر خان
جلال خان
لال خان
نزاکت خان
لیاقت علی
ارشاد خان
فیاض خان عرف منگی
محمد آفتاب
افتخار احمد
عبدالحمید
ذوالقرنین خان
اخلاص احمد
خاور حیات
نادر حیات
رنگزیب خان
عبدالغفور خان
ناصر خان
کاشف خان
عاقب خان
ثاقب خان

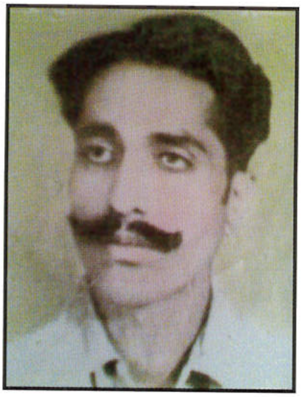

سر بلند خان عرف پہاڑ خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولا جی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (نجمی خانیاں)
نامدار خان
ہدایت خان
دادو خان
جیون خان
محمد خان
سموں خان
موہتا خان
زوجہ اول
زوجہ دوم
برمل خان
زوجہ اول
زوجہ دوم
جعفر خان
شیر خان
مند خان
دتہ خان
گاماں خان
فیض خان
عمر بخش
ہجر الدین
فیروز خان
رحیم داد خان
عباس خان
شیر خان
زمانوں خان
صفدر خان
فیروز خان
سائیں خان
اشرف خان
اکبر خان
زمان خان
فضل داد خان
زوجہ اول
کرم داد خان
زوجہ دوم
دین محمد عرف گھیرو
محبت خان
محمد صادق
محمد فاضل
قاسم خان
زوجہ اول
فتح علی خان
زوجہ دوم
قندیل خان
دلپذیر خان
محمد یوسف
مجید خان
گلزار خان
فضل داد خان
پیر خان
فقیر خان
شاؤں خان
شرف خان
محمد ریاض
محمد فیاض عرف لچھمن
محمد شبیر
زوجہ اول
محمد شریف عرف لالہ
زوجہ دوم
محمد صدیق
محمد نزاکت
محمد شوکت
محمد صداقت
شیر خان
شیر باز خان
شیر دل خان
محمد محبوب
محمود خان
محمود خان
امجد خان
محمد سخاوت
محمد عزیز عرف کالا
خلیل خان
محمد اعجاز
محمد شاہد
وضاحت محمد
محمد طاہر
محمد جمیل
محمد ادریس
عبدالرحمن
گلداد خان
کمال خان
مٹھو خان
نزاکت خان
محمد الیاس
محمد جاوید
اورنگزیب خان


سربلند خان عرف پہاڑو خان
رزاق خان
قائم علی خان
پولاجی (عنت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (بنجی خانیاں)
محرہ خان
ماتحی خان
میرو خان
عظیم خان
زوجہ اول
شمس خان
زوجہ دوم
محمد علی خان
وارث خان
بارو خان
کالا خان
ستار محمد خان
حفو خان
جلال خان
عیسیٰ خان
عبداللہ خان
نقو خان
رسمت خان
محرم خان
فتا خان
گلاب خان
شرف دین خان
نواب خان
خان محمد خان
علی اکبر
منشی خان
الف خان
کرم داد خان
راج محمد خان
ولایت خان
جیون خان
زوجہ اول
سخی محمد خان
زوجہ دوم
مصطفیٰ خان
زوجہ اول
محمد عزیز خان
زوجہ دوم
ظفر اقبال
گلفام خان
نزاکت خان
لیاقت خان
محمد عظیم
محمد نسیم
محمد رقیب
مطلوب خان
آزاد خان
فراقت خان
محبوب خان
محمد بنارس
محمد شوکت
محمد نواز
محمد غفور
لکھن شاہین
حبیب شاہین
شعیب شاہین
طیب شاہین

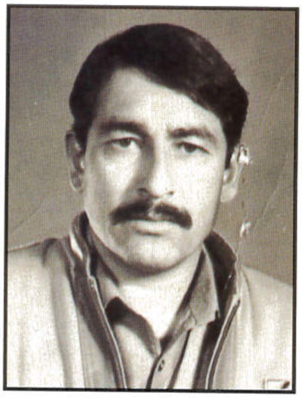

سربلند خان عرف پہاڑ خان
قائم علی خان
رزاق خان
پولاجی (عزت خانیاں)
سوار خان (بوڑھے خانیاں)
باجی خان (نجی خانیاں)
محرہ خان
ماتحی خان
میرو خان
عظیم خان
فتح علی خان
مودی خان
سلطان خان
قائم علی خان
شیر خان
سروعی خان
شیر خان
متولی خان
مودی خان
بھاول خان
شاکر خان
ہاشم خان
بہادر خان
فرنگی خان
فیروز خان
بارو خان
سلیمان خان
جہانداد خان
محمد اکبر
شاہ محمد خان
شریف خان
عدالت خان
برہان خان
محبت خان
اشرف خان
جانو خان
کالو خان
اللہ دتہ خان
زوجہ اول
غوث محمد خان
زوجہ دوم
محمد بشیر
محمد حبیب
محمد شہزاد
اختر خان
اورنگزیب خان
جہانگیر خان
محمد رزاق
محمد عجائب
محمد وراثت
محمد افضل
محمد نزاکت
محمد خالد
محمد صداقت عرف مکھن
احمت خان
محبوب خان
جاوید خان
ظفر اقبال
محمد قیوم
محمد ارشاد
محمد بشارت
محمد شاہد
شوکت خان
ارشد خان
بنارس خان
آزاد خان
شکیل خان



راجہ محمد اسماعیل خان



راجہ زراعت اللہ خان



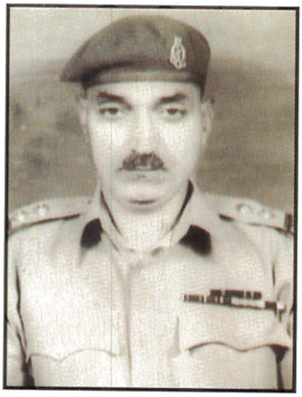
راجہ محمد ایوب خان



راجہ محمد قاسم خان



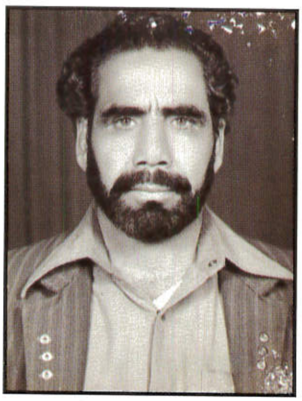
راجہ محمد طالب خان



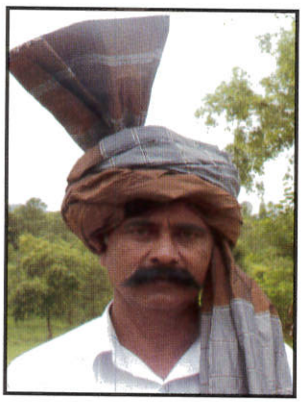
صوبیدار (ر) شہباز خان



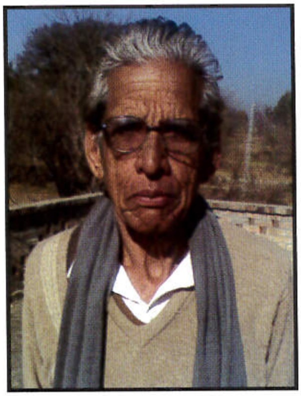
راجہ محمد تہذیب خان



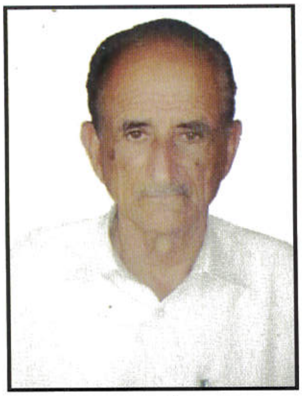
راجہ حاجی محمد سرور خان



راجہ محمد کبیر خان



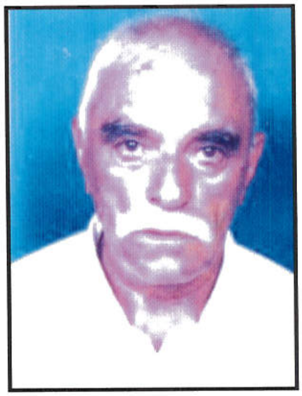
راجہ محمد کفایت خان



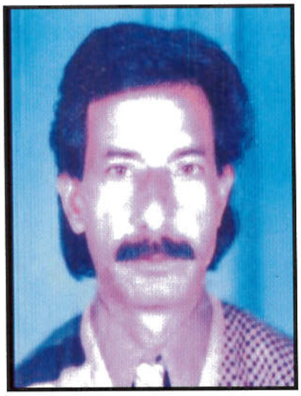
راجہ محمد اکرم خان



راجہ محمد رفیق



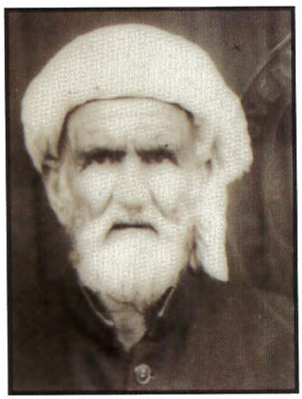
راجہ محمد رزاق خان



راجہ محمد تاج خان



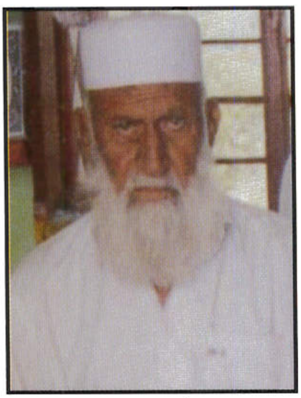
راجہ محمد خالد اسماعیل



نمردار راجہ خاقان خان



راجہ محمد شریف خان



راجہ شیر ولی خان

راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان

راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان علاقہ سرساوہ اور علاقہ کٹھاڑ سہنسہ میں منگرال قبیلہ کے جدِ امجد ہیں۔ ان دو علاقوں میں بسنے والے منگرال آپ کی اولاد میں سے ہیں۔ راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان کا جنم سہنسہ میں ہوا۔ آپ گلیا خان کے بڑے بیٹے تھے۔ آپ کا نسب ساتویں پشت میں راجہ دان خان سے جاملتا ہے۔ راجہ دان خان راجہ سینس پال کے چار بیٹوں میں سب سے بڑے بیٹے تھے۔

راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی سے ان کی اولاد کٹھاڑ سہنسہ میں آباد ہے۔ جب کہ دوسری شادی اُنھوں نے ''تہار تربچھ'' کے سُدھن قبیلہ سے کی جس سے ان کی اولاد علاقہ سرساوہ میں آباد ہے۔ یوں سرساوہ مین بسنے والے منگرال سُدھن قبیلہ کے ''نواسے'' ہیں۔ سُدھن قبیلہ صدیوں سے ضلع سُدھنوتی اور قُرب وجوار میں آباد چلا آرہا ہے۔ یہ ایک جنگجُو قبیلہ ہے جو پٹھان قبائل سدوزئی سے ہیں۔

سرساوہ کی بستی کا نام راجہ سربلند خان نے اپنے نام پر رکھا۔ آپ پندرھویں صدی عیسوی کے آخر میں سرساوہ آئے۔ آپ کے ساتھ اپنے قبیلے کے چند جاں نثار بھی تھے۔ آپ براستہ بروئیاں، گنگ ناڑہ، سوئیاں، سیاہ یہاں آئے۔ اس وقت علاقہ سرساوہ میں پُوغل راجپوت آباد تھے۔ یہاں اُنھوں نے اپنی چھوٹی سی سلطنت قائم کر رکھی تھی۔ راجہ سربلند خان اپنے قبیلے کے چند جاں نثاروں کے ہمراہ جب علاقہ سرساوہ میں داخل ہوئے تو اُنھوں نے پُوغل راجپوتوں سے مطالبہ کیا کہ وہ آج کے بعد اُنھیں خراج دے کر رہیں۔ جس پر پُوغل راجپوت خاصے جز بز ہوئے۔ اُنھوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا۔ پُوغل راجپوتوں کے پاس کوئی منظم فوج نہ تھی البتہ برادری کے نوجوان ہر وقت مسلح رہتے تھے۔ راجہ سربلند خان نے ان سے لڑائی کا ارادہ کر لیا۔ اب تک راجہ سربلند خان کے ساتھ اپنی برادری کے علاوہ سُدھن قبیلے کے لوگ بھی شامل ہو چکے تھے۔ چنانچہ راجہ سربلند خان اور پُوغل راجپوتوں کے درمیان معرکہ ہوا جس میں بہت سا جانی نقصان ہوا۔ آخر کار پُوغل راجپوتوں کو شکست فاش ہوئی اور وہ اپنی لاشوں کو چھوڑ کر موجودہ کوٹلی شہر کی طرف بھاگ نکلے۔ یوں پُوغل راجپوتوں میں صرف ایک فیملی نے کہیں چھپ کر جان بچائی اور بعد میں راجہ سربلند خان کی حکمرانی کو تسلیم کرتے ہوئے جان کی امان چاہی جو راجہ سربلند خان نے قبول کر لی۔ اس پُوغل راجپوت خاندان کا ایک فرد راجہ عزیز عرف بلّا حیات ہے۔ وہ علاقہ سرساوہ کی ڈھوک ''سیری'' میں آباد ہے۔ اب اس پُوغل راجپوت خاندان کی منگرال قبیلہ سے رشتہ داریاں بھی ہو چکی ہیں۔

راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان والئی سرساوہ کے ہاں دو فرزند تولّد ہوئے۔ بڑے بیٹے کا نام رزاق خان اور چھوٹے بیٹے کا نام قائم علی خان تھا۔ علاقہ سرساوہ میں رہنے والے تمام منگرال جو مقامی ہین، وہ رزاق خان کی اولاد سے ہیں۔ جب کہ قائم علی خان نے یہاں سے ہجرت کی۔ تاریخ اس کی جائے ہجرت اور اولاد کے بارے میں مکمل خاموش ہے۔ یوں آج تک یہ راز طشت اَز بام نہ ہو سکا کہ راجہ قائم علی خان کی اولاد کہاں آباد ہے۔

راجہ سربلند خان کی وفات کے بعد اُنھیں گوڑاہ سرساوہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور ان کی قبر نمبردار راجہ جھلاّ خان کے گھر کے بالکل سامنے واقع ہے۔قبر کو چند سال پہلے راجہ عدالت خان آف میراہ کے بیٹے راجہ شوکت خان نے دوبارہ تعمیر کر کے تختی لگوائی۔

منگرال قبیلے کی یہ صدیوں پرانی رِیت ہے کہ جب کوئی مرد شادی کرتا ہے تو بارات لے کر سب سے پہلے اپنے جدِ امجد راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان کی قبر پر حاضری دیتا ہے اور فاتحہ خوانی کے بعد وہ دُلہن کے گھر کی راہ لیتا ہے۔

راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان کی اولاد پہلی بیوی سے کٹھار سہنسہ اور دوسری بیوی سے سرساوہ میں آباد ہے۔جب کہ آپ کے چھوٹے بھائی راجہ شیر خان کی اولاد پیڑیاں، چچلاڑ، دگالہ، نمب کوٹلی جاگیر اور چھوچھ میں آباد ہیں۔یوں راجہ سینس پال کے بڑے بیٹے راجہ دان خان کی اولاد اِن علاقوں میں بکثرت آباد ہے۔

باباسائیں کالو بادشاہ

باباسائیں کالو بادشاہ علاقہ سرساوہ میں بیسویں صدی کے شروع میں آئے۔آپ کا اصل نام کالا خان ہے جب کہ آپ یہاں سائیں کالو کے نام سے مشہور ہوئے۔آپ کی رنگت بھی سیاہ تھی اور آپ سیاہ رنگ کا لمبا چغا زیبِ تن کیے ہوتے تھے۔شاید اس وجہ سے سائیں کالو مشہور ہوئے۔

آپ کی جائے پیدائش ضلع میرپور کی تحصیل ڈڈیال کے ایک دُور افتادہ گاوٗں ''پپلی گھنیر'' ہے۔آپ عین جوانی میں ہجرت کر کے سرساوہ تشریف لائے اور لوگوں کو دین کی تبلیغ اور روحانیت کا درس دینا شروع کیا۔آپ وقت کے کامل اولیاء میں شمار ہوتے تھے اور کئی کرامات کا آپ سے ظہور ہوا۔آپ کے ہاتھ میں ایک عصا (ڈنڈا) ہوتا تھا جو کسی کوڑھ کے مریض کے جسم پر پھیرتے تو وہ بیماری اللہ کے فضل وکرم سے رفع ہو جاتی تھی۔

آپ کا معمول تھا کہ کسی کے ہاں کبھی نہ ٹھہرتے، البتہ علاقہ سرساوہ میں نالہ رنگڑ سے کوٹلہ تک کا علاقہ آپ کے معمول میں تھا کہ چکر لگاتے رہتے تھے۔جہاں کوئی بیمار ہوتا تیمارداری کرتے اور اس کے لیے صحت یابی کی دُعا فرماتے۔

آپ دراز قد تھے، آواز بھاری تھی اور بعض اوقات گرج دار آواز میں بھی گفتگو فرماتے۔آپ ڈھول کے بڑے شیدائی تھے اور شاہولی مصلی جس کو آپ نے ''سائیں شاہولی'' کا خطاب دے رکھا تھا، آپ کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔

آپ عموماً لوگوں کی محفل میں کم ہی بیٹھتے تھے۔آپ کا لباس اور کھانا پینا انتہائی سادہ تھا۔آپ کے پاس اکثر علاقہ کے کتے جمع رہتے تھے اور جب آپ علاقہ کا چکر لگاتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ چلتے۔کسی کو مجال نہ تھی کہ کوئی ان سے چھیڑ چھاڑ کرتا۔

آپ کا مزار سرساوہ میں ہے جہاں ہزاروں لوگ زیارت کے لیے آتے ہیں۔محکمہ اوقاف نے آپ کی قبر پر جدید طرز کا مزار تعمیر کروایا ہے جو آنے والی نسلوں میں آپ کی عظمت کی یاد دلاتا رہے گا۔آپ کا عُرس ہر سال بڑی دُھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔جس میں آپ کے ہزاروں مریدین اور عقیدت مند حاضری دیتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں۔

ذیلدار راجہ سیف علی خان

سیاسی سمجھ بوجھ رکھنے والے، معاملہ فہم اور صلح جُو راجہ سیف علی خان علاقہ سرساوہ کے ایک انتہائی زیرک ذیلدار تھے۔ آپ ایک بہترین منتظم تھے، آپ نڈر انسان تھے اور مہاراجہ کے سامنے عوام کے حقوق کی بات کرنے میں کوئی باک محسوس نہ کرتے۔ البتہ آپ سرکار کے خلاف مسلح جدو جہد کی بجائے پر امن طریقے سے مذاکرات کے ذریعے عوامی حقوق کی بحالی اور آزادی کا حصول چاہتے تھے۔ لیکن شومئی قسمت کہ آپ نے مسلح جدو جہد کے دوران شہادت کا مرتبہ پایا۔

ذیلدار راجہ سیف علی خان انیسویں صدی کی آخری دہائی میں علاقہ سرساوہ کے گاؤں گنگ ناڑہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام بھادُو خان تھا۔ بھادُو خان علاقہ سرساوہ میں ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ راجہ سیف علی خان کی پیدائش پر آپ کے والد نے علاقہ کے لوگوں میں مٹھائی تقسیم کی۔ غرباء و مساکین میں کھانا اور کپڑے تقسیم کیے۔ بھادو خان کے والد کے بارے میں مشہور روایت چلی آ رہی ہے کہ اُنھوں نے سکھوں کو مالیہ دینے سے انکار کیا اور ان کے خلاف باضابطہ جنگ کی۔ وہ نہ صرف نام کے شیر خان تھے بلکہ آپ نے سکھوں کو للکار کر عملی طور پر اپنے نام کی لاج بھی رکھی۔ آپ نے شہادت کی موت قبول کر لی لیکن مہاراجہ کے آگے نہ جھکے۔ آپ سکھوں کے خلاف لڑے اور چند ایک کو موت کے گھاٹ بھی اُتارا لیکن حکومتِ وقت کے خلاف لڑ کر کون جیت سکا ہے۔ آپ کی شہادت کے ایک عرصہ بعد تک بھی مہاراجہ کے آدمی ادھر کا رخ نہ کر سکے۔

ذیلدار راجہ سیف علی خان میں اپنے دادا کی تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ نے کوئی دنیاوی تعلیم حاصل نہ کی البتہ دینی تعلیم گاؤں کے مولوی صاحب سے ضرور حاصل کی۔ آپ اپنے والد کی وفات کے بعد علاقہ سرساوہ کے ذیلدار نامزد ہوئے۔ آپ کے ساتھ علاقہ میں چھے نمبردار کام کرتے تھے، جن میں نمبردار خاقان خان، نمبردار محمد خان، نمبردار غوث محمد خان، نمبردار ولی داد خان، نمبردار فقرو خان اور نمبردار مہند خان تھے۔ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کیبنٹ جو چھ نمبرداروں اور ایک ذیلدار پر مشتمل تھی، عملی طور پر علاقہ سرساوہ کی سیاہ و سفید کی مالک تھی، علاقہ میں سب کام اُنھی لوگوں کی مرضی و منشاء سے ہی ہوتے تھے۔

ذیلدار راجہ سیف علی خان اپنے والد کی طرح درمیانے قد اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔ آپ بہت آہستہ آہستہ گفتگو کرتے تھے لیکن جب کبھی غصہ آتا تو بہت گرج دار آواز میں بات کرنے کے عادی تھے۔ جب کوئی مسئلہ آپ کے سامنے رکھا جاتا تھا، آپ بہت سوچ سمجھ کر اور پوری چھان بین کر کے فیصلہ دیتے تھے۔ جو فیصلہ کرتے اس پر سختی سے پابند بھی رہتے اور عمل درآمد بھی کرواتے تھے۔ آپ نے بہت چھوٹی عمر میں ذیلداری کی ذمہ داریاں اپنے کندھوں پر سنبھالیں اور بطریق احسن سرانجام دیں۔ جب کبھی مہاراجہ سے ملاقات ہوتی، آپ اپنا موقف بڑے واضح انداز میں بیان کرتے تھے۔

ذیلدار راجہ سیف علی خان جب کبھی ایک جگہ سے دوسری جگہ تشریف لے جاتے تو پالکی میں سفر کرتے تھے۔ پالکی لوگ اپنے کندھوں پر اُٹھا کر چلتے تھے۔ آپ ایک قابل جرنیل کی طرح جب دربار لگاتے تو کسی کو بھی لایعنی گفتگو کرنے کی اجازت نہ ہوتی تھی اور کوئی بھی ایسی بات سننا پسند نہ کرتے جو موضوع یا حالات سے ہٹ کر کی جاتی۔ آپ گفتگو کے دوران کسی کو بھی بولنے نہ دیتے تھے کہ یہ آدابِ محفل کے خلاف ہے۔ آپ خود بھی نظم ونسق سے زندگی گزار رہے تھے اور دوسروں سے بھی یہی توقع رکھتے تھے۔

1931-32ء میں تحریک عدم ادائیگی مالیہ کے دوران جب پنجیڑہ سے راجہ کریم داد خان عرف راجہ کیماں خان اور راجہ ہاشم خان عرف راجہ ہاشو خان کو گرفتار کیا گیا تو آپ نے مہاراجہ سے ملاقات کی۔ علاقہ سرساوہ کی صورت حال اس کے سامنے رکھی اور ان کی رہائی کو یقینی بنایا۔ ذیلدار راجہ سیف علی خان کی یقین دہانی پر مہاراجہ نے ان پر مقدمہ نہ چلایا بلکہ اُنھیں باعزت بری کر دیا گیا۔ اس بات سے آپ کی بلدیو سنگھ پٹھانیاں سے ٹھن گئی تھی لیکن آپ اپنے موقف سے ایک انچ پیچھے نہ ہٹے۔

1946ء میں مہاراجہ ہری سنگھ نے کوٹلی کا دورہ کیا اور یہ اس کا کوٹلی میں آخری دورہ ثابت ہوا۔ حالات بہت خراب تھے، آزادی کی تحریک زوروں پر تھی۔ جگہ جگہ شورش برپا تھی۔ امن وامان کا بہت مسئلہ تھا۔ کوٹلی میں مہاراجہ کے دربار میں سب ذیلدار موجود تھے۔ مہاراجہ ان سے اپنے اپنے علاقوں میں امن وامان کے قیام پر زور دے رہا تھا۔ ذیلدار راجہ سیف علی خان نے دوٹوک الفاظ میں اپنا موقف مہاراجہ کے سامنے رکھا کہ؛

''آپ لوگوں کے جذبات کو مزید بھڑکانے کی بجائے ان کے بنیادی حقوق کی بحالی کی بات کریں۔ ہم حکومت کے نمائندے ضرور ہیں لیکن لوگوں کا خیال رکھنا بھی ہمارا فرض ہے۔ ہم ان ہی کی نمائندگی کرتے ہیں۔'' اس بات کی تصدیق چیئرمین راجہ محمود داد خان نے بھی کی جو اس وقت اپنے والد ذیلدار راجہ کرم داد خان کے ساتھ وہاں موجود تھے۔

مہاراجہ اتنا صاف، واضح اور دلیرانہ موقف سن کر خاموش ہو گیا اور کچھ دیر بعد محفل برخاست کر دی۔ یہ اس بات کی غمازی ہے کہ مہاراجہ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ کوئی لوگوں کے حقوق کی بات کرے جو ذیلدار راجہ سیف علی خان کا موقف تھا۔

1947ء میں مہاراجہ کی حکومت کے خلاف تحریک بھی زوروں پر تھی۔ آپ آزادی کے حق میں تھے لیکن آپ غریب لوگوں کو کسی صورت بھی موت کے گھاٹ نہیں اُتارنا چاہتے تھے۔ علاقہ میں امن وامان کے حوالے سے آپ خصوصی توجہ دیتے تھے۔ آپ کا خیال تھا کہ خدانخواستہ 1931-32ء کی تحریکِ عدمِ ادائیگیِ مالیہ کی طرح یہ تحریک بھی ناکام ہو گئی تو لوگوں کو اس کی بھاری قیمت چکانا پڑے گی، تحریکِ عدمِ ادائیگی مالیہ میں عوامِ علاقہ نے ایک روپیہ مالیہ کے ساتھ ایک روپیہ زائد ادا کیا تھا۔ آپ اپنے علاقہ میں امن وامان کے لیے فوج کے حق میں بالکل نہ تھے۔ آپ یہ مسئلہ بھی مقامی عمائدین سے مل کر حل کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے مہاراجہ کو یقین دلایا تھا کہ میرے علاقہ میں سب امن وسکون سے رہ رہے ہیں۔ مہاراجہ کے پاس علاقہ میں بغاوت کی خبریں پہنچ چکی تھیں۔ آپ کوٹلی شہر میں تھے کہ فوج کو علاقہ میں بھیجنے کے احکامات آ گئے۔ آپ نے مخالفت کی لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی۔

فوج آپ کو اپنے ساتھ سرساوہ لانا چاہتی تھی۔ آپ نے فوج کو قائل کرنے کی بھرپور کوشش کی کہ علاقہ میں امن ہے لیکن فوج کو حکم

تھا کہ سرساوہ ضرور جانا ہے۔ آپ کی کوششیں بار آور نہ ہوئیں، اس لیے آپ کو بھی مجبوراً ہمراہ فوج آنا پڑا۔ آپ نے یقین دلایا تھا کہ علاقہ میں کوئی گڑبڑ نہ ہے۔ جب آپ نالہ رنگڑ سرساوہ پہنچے تو مجاہدین راجہ سخی دلیر خان کی زیرِ کمان موجود تھے۔ مجاہدین نے آرمی کو آتا دیکھ کر مورچے سنبھالے اور نالہ رنگڑ کے شمال اور مغرب سے فائرنگ شروع کر دی۔ آرمی نے ذیلدار راجہ سیف علی خان کو سب سے آگے رکھا ہوا تھا۔ جب فائرنگ ہوئی تو آرمی کے کمپنی کمانڈر جو ذیلدار راجہ سیف علی خان کے بائیں طرف گھوڑے پر پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا، یہ سمجھا کہ ذیلدار راجہ سیف علی خان نے ڈبل کراس کیا ہے۔ اس نے پستول سے فائر کیا جو آپ کے بائیں طرف کمر سے تھوڑا اُوپر لگا اور آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ بعد میں یہ بات زبان زدِ خاص و عام ہو گئی کہ آپ کو راجہ سخی دلیر خان نے قتل کیا ہے۔ راقم نے اس بارے میں مکمل تحقیق کی ہے اور دلائل کے طور پر چند واقعات پیش ہیں؛

”ذیلدار راجہ سیف علی خان کی عمر اس وقت تقریباً 65 برس تھی۔ جب آپ کو غسل دیا گیا تو بائیں طرف کمر کے اُوپر پیٹھ کی طرف چھوٹا سا سوراخ تھا جبکہ اگلی طرف پیٹ میں نسبتاً بڑا سوراخ اور آنتیں تھوڑی سی باہر نکلی ہوئی تھیں۔ زخم سے خون بہہ رہا تھا جس کو گھریلو روئی رکھ کر بند کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ پیٹھ کی طرف چھوٹا زخم، پیٹ کی طرف بڑا زخم اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ گولی آپ کو پیچھے سے، قریب سے لگی تھی۔ آپ کا ملازم ”پھاناں“ جو پیرن کا رہنے والا تھا اور گھوڑے کی لگام پکڑ رکھی تھی، نے بتایا تھا کہ ذیلدار صاحب کو گولی کمپنی کمانڈر نے ماری تھی اور ساتھ گالیاں بھی دے رہا تھا کہ تم نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔

محلِ وقوع کے اعتبار سے مجاہدین نالہ رنگڑ کے مغربی طرف تھے جب کہ مجاہدین کمانڈر راجہ سخی دلیر خان شمالی جانب پہاڑی پر تھے۔ مجاہدین کے پاس پرانی رائفلیں تھیں جو راجہ سخی دلیر خان کو خان عبدالقیوم خان نے قائداعظم محمد علی جناح کی سفارش پر دی تھیں۔ راجہ سخی دلیر خان کے پاس اسٹین گن تھی۔ ذیلدار راجہ سیف علی خان کو جو گولی لگی وہ ان کے بائیں طرف لگی تھی جب کہ راجہ سخی دلیر خان جس جگہ پوزیشن لئے ہوئے تھے اگر وہاں سے گولی چلتی تو ان کے دائیں طرف لگتی اور مجاہدین کی گولی لگتی تو بالکل سامنے پیٹ یا سینے میں لگتی۔

طب کے نقطہ نظر سے گولی جہاں سے جسم میں داخل ہوتی ہے وہاں اس کا سوراخ چھوٹا اور جہاں سے باہر نکلتی ہے وہاں زخم بڑا ہوتا ہے۔ یوں ذیلدار راجہ سیف علی خان کو لگنے والی گولی کمپنی کمانڈر نے ہی چلائی تھی کیوں کہ وہ گولی پستول کی تھی اور بائیں طرف سے لگی تھی، قریب ہونے کی وجہ سے گولی جسم سے نکل گئی تھی۔ کمپنی کمانڈر اور آرمی، مجاہدین کے اس اچانک حملے سے بوکھلا چکے تھے اور بھاگ بھی نہیں سکتے تھے۔ آرمی کے خیال میں ذیلدار راجہ سیف علی خان نے مجاہدین کو یہاں بٹھایا تھا جس کا بدلہ اُنھوں نے انہیں شہید کر کے لے لیا تھا۔“

راجہ سخی دلیر خان کا ذیلدار راجہ سیف علی خان سے کوئی حقیقی رشتہ نہ تھا اور نہ ہی ذیلدار راجہ سیف علی خان ان کے رشتے میں ماموں تھے بلکہ دور کے رشتہ دار تھے۔ ان کی شہادت سے ہم ایک مدّبر، معاملہ فہم اور صلح جُو شخصیت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محروم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

راجہ سخی دلیر خان

برصغیر کی تحریکِ آزادی کے نامور کارکن راجہ سخی دلیر خان کا تعلق وادی سرساوہ سے ہے۔ اُنھوں نے کشمیر کی تحریکِ آزادی میں مجاہد اوّل کا کردار ادا کیا۔ آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر نے ان کی خدمات کے اعتراف میں ''کشمیر میڈل'' عطا کیا۔ لیفٹیننٹ جنرل غلام محمد ملک نے اُنھیں تعریفی سند عطا کی۔ اُنھوں نے راجوری کو فتح کر کے مقامی کمانڈروں کے حوالے کر دیا تھا۔ مگر بدقسمتی سے اس شہر پر قبضہ برقرار نہ رکھا جاسکا۔ کوٹلی سے ڈوگرہ فوج کو مار بھگانے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔

راجہ سخی دلیر خان، راجہ محمد خان کے گھر 13 دسمبر 1924ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش علاقہ سرساوہ کے ایک دُور افتادہ گاؤں ''نین سکھ'' میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سہنسہ لوہر مڈل سکول سے حاصل کی۔ آپ تعلیم میں درمیانے طالبعلم تھے لیکن آپ محنت پر یقین رکھتے تھے اور محنت سے ہی سب کچھ حاصل کرنا چاہتے تھے۔

راجہ سخی دلیر خان کے والد نے 1934ء میں وفات پائی۔ اس وقت راجہ سخی دلیر خان کی عمر تقریباً 10 سال تھی۔ والد کی وفات کے بعد گھریلو حالات مزید خراب ہوگئے لہٰذا آپ نے تعلیم کو خیر باد کہہ دیا۔ آپ 13 سال کی عمر میں برٹش انڈین آرمی کی نمبر 4 انڈین موبائل شاپ میں بھرتی ہوگئے۔ آپ لگاتار سات سال تک فوج میں رہے اور اس دوران میں کوئی چھٹی لے کر گاؤں نہ آئے۔

1940ء میں راجہ سخی دلیر خان وارنٹ آفیسر بن کر ''برما'' چلے گئے جہاں برٹش آرمی دشمن سے نبرد آزما تھی۔ 1942ء میں آپ کی رنگون کے پاس ایک شہر ہے جس کا نام ٹیگو ہے، تعیناتی ہوئی۔ برٹش آرمی کا ایک دستہ وہاں بھی تعینات تھا۔ آپ راجہ شاہنواز خان جنجوعہ، سبھاش چندر بوس، راس بہاری بوس اور جنرل مُہر جیسے نامی گرامی شخصیات سے ٹیگو شہر میں ملے۔ آپ کو کچھ عرصہ ان شخصیات کے ساتھ رہنے کا اتفاق بھی ہوا۔ آپ ان شخصیات سے بے حد متاثر تھے۔

جب سبھاش چندر بوس نے جاپان میں آئی۔ آئی۔ ایل Indian Independent League کی بنیاد رکھی تو آپ آسام میں انڈین نیشنل آرمی کے پلیٹ فارم سے دشمن سے نبرد آزما تھے۔ 1944ء تک آپ آسام میں لڑتے رہے آخر کار واپس انڈیا آگئے۔

1945ء میں آپ مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ اس وقت مسلم لیگ مسلمانانِ ہند کا واحد سہارا تھی۔ آپ نے میجر حسن کے ساتھ ملکر دھکن (انڈیا) میں مسلم لیگ نیشنل گارڈز کی تنظیم نو کی۔ آپ کو مسلم لیگ سے جذباتی لگاؤ تھا۔

راجہ سخی دلیر خان نے مولوی فضل حق شیر بنگال سے ڈھاکہ میں ملاقات کی۔ آپ یو۔ پی، سی۔ پی، آسام اور سندھ کے دوروں کے دوران میں ان کے ساتھ رہے، جہاں آپ نے مسلم لیگ کے جلسوں سے خطاب کیا تھا۔ آپ علامہ عنایت اللہ مشرقی سے ملنے کے لیے لاہور تشریف لائے تو خاکسار تحریک کے کارکنوں نے آپ کا پُرجوش استقبال کیا۔ آپ 14 ستمبر 1945ء میں خاکسار تحریک میں شامل ہوئے

اور آپ کو ''سالارِ عساکرِ ہند'' کا خطاب دیا گیا۔ آپ نے علی احمد تالپوری سے ملاقات کی اور ان کی الیکشن مہم میں بھی حصہ لیا۔ آپ نے مختلف جلسوں کے خطاب میں مسلمانوں کو علیحدہ وطن کی جدوجہد کی طرف راغب کیا آپ عموماً اپنے تجربات لوگوں سے بیان کرتے تھے کہ ہندوؤں اور انگریز افسروں کا مسلمانوں سے کیسا رویہ ہوتا تھا۔

آپ 6 جون 1946ء میں قائداعظم محمد علی جناح سے پہلی بار ملے۔ یہ ملاقات لیاقت علی خان کی رہائش 8 اورنگ زیب روڈ دہلی میں دن کے 12 بجے ہوئی تھی۔ اس ملاقات میں آپ کے علاوہ لیاقت علی خان بھی موجود تھے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اس ملاقات میں کہا کہ ''پاکستان میری جیب میں ہے آپ پاکستان کی فکر چھوڑ دیں، فوری کشمیر چلے جائیں، اگر کوئی اور شخص بھیجوں گا تو اس کے لیے بہت دشواریاں ہوں گی۔ آپ چونکہ کشمیری النسل ہیں اس لیے آپ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ کچھ اور باتوں کو طے کرنے کے بعد آپ وہاں سے واپس آ گئے۔''

راجہ سخی دلیر خان نے پلان کے مطابق 6 جون 1946ء میں شام کو دہلی میں ایک پریس کانفرنس کی، جس میں آپ نے کانگرس میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اگلے روز آپ قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایت کے مطابق جموں کی طرف روانہ ہو گئے اور 10 جون 1946ء میں جموں پہنچے۔ آپ کانگرس کے جنرل سیکرٹری کے۔ کے بنڈر جی سے ملے۔ اُنھوں نے آپ کو جموں میں خوش آمدید کہا اور نیشنل کانفرنس کی طرف سے آپ کو جموں کے شہریوں سے 1301 روپے بطور تحفہ دیئے۔ اس وقت شیخ محمد عبداللہ، چوہدری غلام عباس اور اللہ رکھا ساغر جیسے لوگ جیلوں میں بند تھے، اور QUIT INDIA کی تحریک زوروں پر تھی۔ راجہ سخی دلیر خان نے بہت بڑے جلسے سے خطاب کیا اور ''انڈیا چھوڑ دو'' تحریک کی پُرزور حمایت کی۔ آپ کی ملاقات کامریڈ محمد شفیع اور ترلوک چند سے بھی ہوئی۔

10 جون 1946ء کی شام مہاراجہ ہری سنگھ نے ADC بھیج کر ملاقات کی دعوت دی۔ آپ پہلے ہی اس تاک میں تھے کہ کسی طرح مہاراجہ سے ملاقات کر کے اندرونی حالات معلوم کیے جائیں۔ آپ نے رام نگر محل میں مہاراجہ ہری سنگھ سے ملاقات کی۔ آپ تین دن مہاراجہ کے مہمان رہے اور وہیں قیام کیا۔ مہاراجہ آپ سے سبھاش چندر بوس کے حالاتِ زندگی اور INA میں آپ کی خدمات، آپ کے مُنہ سے سُننا چاہتا تھا۔ آپ کچھ عرصہ سبھاش چندر بوس کے ساتھ رہے تھے اور اس کی زندگی کے گمنام گوشوں کے بارے میں خاصی معلومات رکھتے تھے۔

14 جون 1946ء میں آپ رام چندر کاک وزیراعظم کشمیر سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئے۔ مہاراجہ ہری سنگھ نے اپنی جیپ اور ساتھ میں دوسری جیپ پر چند سپاہی آپ کی حفاظت کے لیے سری نگر روانہ کیے۔ آپ وزیراعظم کشمیر کے پاس تین چار دن رہے۔ وزیراعظم کشمیر کی رہائش و دفتر ''بلال نگر سُرنگ'' میں تھا۔ آپ دن کے ایک بجے پہنچے تو وزیراعظم کشمیر مہاراجہ کے حکم کے تحت دفتر میں موجود تھا۔

راجہ سخی دلیر خان نے بیگم شیخ محمد عبداللہ سے بھی ملاقات کی۔ یہ ملاقات ان کے گھر ''پرانا پُل'' سری نگر میں ہوئی۔ آپ 29 روز تک ان کے ہاں مہمان رہے۔ آپ نے وزیراعظم کشمیر کو کہہ بھیجا کہ پولیس بیگم شیخ محمد عبداللہ کے گھر اب نہ آئے۔ پولیس کا معمول تھا کہ ہر روز شیخ محمد عبداللہ کے گھر آتی تھی تاکہ حالات سے باخبر رہا جائے۔

راجہ سخی دلیر خان نے پوری وادی کا دورہ کیا۔ آپ کے دورہ کے دوران میں بیگم شیخ محمد عبداللہ ساتھ ساتھ تھیں۔ بیگم شیخ محمد عبداللہ کی شدید خواہش تھی کہ آپ ان کی بڑی بیٹی خالدہ سے شادی کر لیں، جو اس وقت میٹرک کی طالبہ تھی۔ آپ نے اس بات کو شیخ محمد عبداللہ کی جیل سے واپسی سے مشروط کر دیا۔ آپ چونکہ کسی خاص مشن پر تھے اس لیے آپ کے نزدیک کسی بھی ایسی بات کی کوئی اہمیت نہ تھی جو آپ کے مقاصد کی تکمیل میں رکاوٹ بنتی۔

29 روز شیخ محمد عبداللہ کے گھر گزارنے کے بعد آپ سری نگر سے براستہ بارہ مولا اُوڑی آئے، جہاں رات قیام کرنے کے بعد آپ صبح پونچھ پہنچے اور ڈاک بنگلے میں رہائش اختیار کی۔ اگلی صبح آپ دریا کے کنارے کھڑے تھے جو ڈاک بنگلے کے تھوڑے فاصلے پر تھا۔ آپ کی ملاقات ایک نوجوان نور محمد شاہ سے ہوئی جس نے بتایا کہ آپ کو پولیس تلاش کر رہی ہے۔ آپ نے پونچھ میں وزیرِ حکومت سے بھی ملاقات کی، دن کا کھانا کھایا اور INA پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ آپ سید نذیر حسین شاہ سے بھی ملے جو پونچھ میں مسلم کمیونٹی کے ایک متحرک لیڈر تھے۔ راجہ سخی دلیر خان نے غلام قادر بانڈے سے بھی ملاقات کی۔ وہ پونچھ میں نیشنل کانفرنس کے صدر تھے۔

دو دن بعد آپ واپس کوٹلی تشریف لائے۔ آپ نے کوٹلی میں وزیرِ حکومت راؤ رتن سنگھ، ایس پی پولیس یحییٰ سے کوٹلی ڈاک بنگلہ میں ملاقات کی، سب نے اکٹھے کھانا کھایا اور شہریوں سے ملاقات بھی کی۔ آپ کو 500 روپے بطور انعام دیئے گئے۔ ملاقاتیوں میں میجر شاہ پال، جورولی کے رہائشی تھے، وہ بھی INA میں رہ چکے تھے، کے علاوہ وکلاء اور ججز بھی شامل تھے۔ آپ خصوصی طور پر چودھری رحیم داد خان ایڈووکیٹ سے بھی ملے اور اُنھیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ چودھری رحیم داد خان ایڈووکیٹ آپ کے معتمد ساتھیوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ (چودھری رحیم داد خان جو ونیس راجپوت قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، آزاد کشمیر سپریم کورٹ کے پہلے چیف جسٹس ہونے کا اعزاز بھی رکھتے ہیں۔)

آپ میرپور میں میجر علی احمد شاہ سے ملے، وہاں سے جہلم کے راستے دہلی روانہ ہوئے۔ دہلی میں پہلے آپ نے لیاقت علی خان سے ملاقات کی پھر ان کے ہمراہ قائداعظم محمد علی جناح سے ملے۔ راجہ سخی دلیر خان نے قائداعظم محمد علی جناح کو صورتِ حال سے آگاہ کیا اور تین ماہ کے دوران میں تمام ملاقاتوں اور لوگوں کے حالاتِ زندگی بتائے۔ آپ کے خیال میں جموں اور سری نگر کے لوگ سیاسی شعور رکھتے تھے جب کہ باقی لوگ دیہاتی تھے اور بہت زیادہ سہمے ہوئے تھے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے تمام معلومات کا بغور جائزہ لینے کے بعد آپ کو ایک رقعہ لکھ دیا۔ یہ رقعہ ممدوٹ اور دولتانہ صاحب کے نام تھا۔ آپ وہ رقعہ لے کر لاہور آ گئے۔ آپ چند روز علامہ عنایت اللہ مشرقی کے ہاں ٹھہرے اور مختلف شہروں کا دورہ کیا۔ آپ واپس میرپور آئے تو کچھ اسلحہ اور دیگر جنگی سامان بھی آپ کے ساتھ تھا۔

آپ نے میرپور میں میجر علی احمد شاہ (جو بعد میں صدرِ ریاست بنے) غازی الٰہی بخش، شیخ فضل عالم کے بیٹے شیخ محمد لطیف (بعد میں SP کے عہدے پر فائز ہوئے) سے ملاقات کی اور ایک جہادی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ میرپور میں کام کی تکمیل کے بعد آپ سماہنی آئے اور یہاں بھی لوگوں میں اسلحہ تقسیم کیا۔ ان علاقوں میں اپنا کام مکمل کرنے کے بعد آپ نے پونچھ کے علاقوں کا رُخ کیا جہاں سُدھن

قبیلہ کے لوگ آباد ہیں۔ یہ لوگ صدیوں سے جنگجو مشہور چلے آرہے ہیں۔ پونچھ میں کہالہ، پلندری، بارل، منگ، گرُاہ کے لوگوں کا جذبہ دیدنی تھا۔ یہاں کے لوگوں نے آپ کو ہر طرح کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

پاکستان کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ راجہ سخی دلیر خان نے بلوچ کلاں کے مقام پر بُلّے شاہ کی درگاہ کے پاس سابقہ فوجیوں پر مشتمل ایک جلسہِ عام کا انعقاد کیا۔ آپ نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مہاراجہ کو مخاطب کر کے کہا کہ ''پاکستان سے الحاق کرو ورنہ نتائج بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤ'' جلسہ کے اختتام کے بعد آپ اُسی رات وہاں سے نکل آئے لیکن آپ کے ایک ساتھی مولوی عبدالعزیز راجوروی کو فوج نے بغاوت کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ وہ چھے سال قید رہے، بعد میں شیخ محمد عبداللہ نے انھیں رہائی دلوائی۔

راجہ سخی دلیر خان نے کھوئی رٹہ میں بارہ آدمیوں پر مشتمل جہادی تنظیم قائم کی تھی جس کی سربراہی چراغ دین زرگر کے پاس تھی۔ چراغ دین زرگر بعد میں چودھری چراغ دین کے نام سے مشہور ہوئے۔ اُنھوں نے تمام اسلحہ، چھریاں اور کلہاڑیاں تحصیلدار کے پاس جمع کروا دیں اور ساتھ میں آپ کی تمام تنظیمی سرگرمیاں بھی بتائیں۔ راجہ سخی دلیر خان پہلے ہی جہادی مشہور ہو چکے تھے۔ اس بات نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ آپ کے وارنٹِ گرفتاری جاری ہو گئے۔ آپ رات کے تین بجے سرساوہ میں اپنے سسر لیفٹیننٹ سردار بہادر راجہ زمان علی خان کے گھر پہنچے۔ رات آپ نے وہاں گزاری۔ آپ کے ساتھ کرنل ہدایت اللہ خان بھی تھے آپ نے انھیں واپس بھیج دیا اور صُبح صادق آپ ہمراہ راجہ محمد اسماعیل خان دریائے پونچھ کو عبور کر کے کوٹلی شہر میں چودھری رحیم داد خان ایڈووکیٹ کے گھر پہنچ گئے۔ اُنھیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور ان کے مشورے سے اگلی صبح نالہ دھرنگ کے پاس سے دو خواتین کے ہمراہ برقع پہنے بس میں بیٹھ گئے۔ وہ خواتین میرپور میں بیاہی گئی تھیں اور وہ اپنے گھر میرپور آرہی تھیں۔ میرپور میں آپ نے تین دن میجر علی احمد شاہ کے ہاں قیام کیا اور پھر ان کے صلاح مشورے سے اگلی منصوبہ بندی کی۔

پاکستان بن چکا تھا۔ راجہ سخی دلیر خان نے میجر علی احمد شاہ کے مشورے سے قائداعظم سے ملاقات کا فیصلہ کیا۔ حالات انتہائی خراب تھے، مہاراجہ کی فوج آپ کے درپے تھی اور کوئی پناہ دینے کو بھی تیار نہ تھا۔ مالی طور پر بھی آپ مستحکم نہ تھے۔ چنانچہ میجر علی احمد شاہ نے 20 روپے دے کر آپ کو روانہ کیا۔ آپ میرپور سے پنڈی کے لیے براستہ جہلم روانہ ہوئے۔ جہلم میں آپ نے وہاں کے ارشد نامی ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کی۔ ڈی۔سی ارشد نے اپنی سرکاری گاڑی میں پنڈی پہنچایا جہاں آپ ریٹائرڈ جسٹس خواجہ شہاب الدین سے ملے اور انھیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ آپ کی یہ ملاقات سرکٹ ہاؤس راولپنڈی میں ہوئی تھی۔ جسٹس (ر) خواجہ شہاب الدین نے آپ کو کراچی روانہ کرنے کے لیے ائیرفورس کے جہاز کا بندوبست کیا اور خرچے کے لیے 200 روپے بھی دیئے۔ آپ اس جہاز میں کراچی روانہ ہو گئے۔

راجہ سخی دلیر خان تمام دستاویزات ساتھ لے کر خان لیاقت علی خان سے ملے۔ خان لیاقت علی خان آپ کو گورنر جنرل قائداعظم کے پاس لے گئے، کافی غور و حوض کے بعد قائداعظم نے آپ سے پوچھا کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ راجہ سخی دلیر خان نے تمام حالات بتائے اور ہتھیاروں کی ڈیمانڈ کی جس پر قائداعظم نے فرمایا ''ہمارے پاس قلم دوات اور کرسی نہیں کہ جس پر بیٹھ کر ہم خط لکھیں تم ہتھیار مانگتے ہو، ہم کہاں سے دیں۔''

آپ نے رات قائداعظم کے ہاں قیام کیااور صبح ہوتے ہی خان لیاقت علی خان نے آپ کوایک خط دے کراپنی گاڑی میں جہاز تک پہنچایا جہاں سے آپ واپس راولپنڈی آگئے۔آپ وزیراعلیٰ خیبر پختونخواہ (صوبہ سرحد) خان عبدالقیوم خان سے ملے اور اُنھیں خان لیاقت علی خان کا خط دیا۔اس ملاقات کے دوران میں پیر آف مانکی شریف بھی موجود تھے۔یہ ملاقات پشاور سے 4 میل آگے ہوئی تھی۔وزیراعلیٰ نے آپ کو210 رائفلیں دیں اور باقی امداد جاری رکھنے کا بھی یقین دلایا۔پیر آف مانکی شریف نے بھی اپنی ایک رائفل دی۔آپ کواس امداد سے بہت حوصلہ ملااور آپ کے اندرایک نیا جذبہ پیدا ہوا۔واپسی کیلئے پنڈی کے لیے رختِ سفر باندھا۔

راولپنڈی میں آپ کا قیام،پیلس ہوٹل جوصدر بازار میں واقع تھا۔وہاں منشی سردار علی خان بھی آپ کا انتظار کررہے تھے۔اگلے دن سردار محمد ابراہیم خان (سابق صدر آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر) وہاں آگئے لیکن جلدی کی وجہ سے اُنھوں نے سڑک پر کھڑے کھڑے ملاقات کی اور لاہور کے لیے روانہ ہوگئے۔راجہ سخی دلیر خان نے صوبیدار میجر راجہ سرور خان آف بھمبر آزاد کشمیر سے ملاقات کی اور اُنھیں سارے حالات سے آگاہ کیا۔صوبیدار میجر راجہ سرور خان کی کمپنی مورگاہ میں گارد پر لگی ہوئی تھی۔اُنھوں نے آپ کو 45 بکس ایمونیشن دیا اور MT کی سرکاری گاڑی پر سارا ایمونیشن کہوٹہ تک پہنچایا جہاں سے آپ گدھوں اور اُونٹوں کی مدد سے یہ سامان ''پنجاڑ'' سے ''سوتا'' لائے اور ایک مکان میں ڈمپ کیا۔اس سارے عمل کے دوران میں منشی سردار فیروز خان آپ کے ساتھ ساتھ رہے۔

راجہ سخی دلیر خان نے سدھنوتی (پلندری) کے قابل اعتبار لوگوں کو پیغام بھیجا کہ آپ آئیں اور ایمونیشن کودریا سے پار کروائیں۔آپ نے10,10 رائفلوں کے بنڈل بنائے اور دریا پار کروانے لگے۔اس دوران میں 10 رائفلوں کا ایک بنڈل دریا بُردھو گیا۔یہ ایمونیشن آئین پانہ گاؤں کی خواتین نے گھاس کے گھاڑوں میں چھپادیا تھا تاکہ آرمی آئے تو اُسے پتہ نہ چلے۔اہل سدھنوتی کی یہ بہت بڑی قربانی تھی۔

آپ پُل کے پار کہوٹہ کی طرف تھے۔آپ کے پاس ایک پسٹل،ایک رائفل،200 راؤنڈ اور ایک اسٹین گن 300 راؤنڈ تھے۔آپ نے پلان کیا کہ چند جانباز بھیس بدل کر پھمن پتن پُل کے بالکل سامنے ٹیکری کے اردگرد چکر لگائیں گے۔یہ کام صُبح 10 بجے سے شام 4 بجے تک جاری رہا۔اس سے مُراد یہ تھی کہ دشمن سمجھے کہ مجاہدین بہت بڑی تعداد میں ہیں۔شام 4 بجے ڈوگرہ فوج نے پُل کے رسوں کوآگ لگادی۔آپ نے فائر کھول دیا۔ڈوگرہ فوج اور مجاہدین کی فائرنگ جاری تھی کہ مقامی لوگ بھی آوازیں سُن کرآ گئے۔ڈوگرہ فوج کے 10 میں سے 9 جوان مارے گئے اور ایک جوان بھاگ کر سدھنوتی (پلندری) شہر کی طرف آ گیا تھا۔آپ نے مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر پُل کو لگی آگ بجھائی اور وہاں آزاد پتن نام لکھ دیا۔یہ پُل آج تک آزاد پتن کے نام سے مشہور ہے۔

سدھنوتی (پلندری) شہر سے دشمن بھاگ چکا تھا۔آپ نے ہمراہ چند ساتھیوں مختار خان جمعدار،بگا خان صوبیدار اور صوبیدار فرمان علی خان نے دشمن کا پیچھا کیااور دیوی گلی تک چلے گئے۔صبح دیوی گلی کے مقام پر دشمن سے معرکہ ہوا۔دشمن کا بھاری جانی نقصان ہوااور وہ بھاگ گیا جب کہ ایک مجاہد شہید ہوا۔کرنل ہدایت خان جوانڈین آرمی میں صوبیدار تھے اور گھر چھٹی پرآئے ہوئے تھے،بھی معرکے میں شامل تھے۔راجہ سخی دلیر خان نے کمان کرنل ہدایت خان کے سپرد کی اور واپس چند مجاہدین سدھنوتی (پلندری) آگئے۔

قدرت اللہ شہاب اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''شہاب نامہ'' میں صفحہ نمبر 281 پر یوں رقم طراز ہیں؛

'' کپتان حسن خان اور سخی دلیر نے اپنے اپنے گوریلہ دستوں کے ساتھ دریائے جہلم پر پچھمن پتن پل پر متعین ڈوگرہ فوج پر حملہ کر دیا اور کئی گھنٹے کی شدید دست بدست جنگ کے بعد پل کو صحیح سالم اپنے قبضے میں لے لیا۔ ڈوگرہ فوج پسپا ہو کر پلندری کی طرف بھاگ گئی۔''

اگلے روز راجہ سخی دلیر خان نے ایک ہنگامی اجلاس پلندری کے مقام پر بلایا جس کی صدارت ''بابائے قوم خان آف منگ'' نے کی۔ اس اجلاس میں منشی فیروز علی خان، کرنل شیر احمد خان کے علاوہ عوام علاقہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اجلاس میں متفقہ طور پر چند فیصلے کیے گئے۔ پہلا فیصلہ پلندری کو مجاہدین کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا۔ یہ ہیڈ کوارٹر بابائے قوم خان آف منگ کی زیر سرپرستی کام کرے گا۔ ہیڈ کوارٹر میں نئے مجاہدین کی بھرتی کے ساتھ ساتھ انہیں اگلے محاذوں پر بھیجنے کا کام بھی سونپا گیا۔ دوسرا فیصلہ یہ ہوا کہ اس علاقہ کے تمام محاذوں کے کمانڈر انچیف راجہ سخی دلیر خان مقرر ہوئے جب کہ تیسرا فیصلہ یہ ہوا کہ کرنل ہدایت خان کو ایک بٹالین کا کمانڈر بنا کر پونچھ مینڈر کے لیے روانہ کیا جائے۔ ان کی معاونت کے لیے ایک اور بٹالین جس کی کمانڈ کیپٹن چودھری نتھا خان آف سہنسہ کر رہے تھے، تیار کی گئی۔ راجہ سخی دلیر خان خود کوٹلی کے علاقے کو کنٹرول کرنا چاہتے تھے۔

16 اکتوبر 1947ء کا دن تھا۔ دریائے پونچھ میں کشتی کمیٹی کے ٹھیکیدار ''شام دین'' نے عنایت خان ولد کالو خان آف سرساوہ کو بتایا کہ سرکار نے ہمیں کل صبح سویرے کشتیوں پر حاضر رہنے کا حکم دیا ہے۔ ''شام دین'' کا خیال تھا کہ فوج کوئی سامان دریا سے پار کروائے گی۔ شام دین نے عنایت خان کو یہ پیغام راجہ محمد اسماعیل خان یا سید باقر حسین شاہ تک پہنچانے کا کہا۔ عنایت خان آف درہیڈہ سرساوہ نے یہ پیغام راجہ محمد اسماعیل خان کو دیا۔ راجہ محمد اسماعیل خان نے مستری الف دین عرف مستری الفی کے ذریعے یہ پیغام راجہ کریمداد خان عرف راجہ کیاں خان آف منور تک پہنچایا، راجہ کیاں خان نے ہمراہ مستری الفی یہی بات رات کے پہلے پہر راجہ سخی دلیر خان کو بتائی۔ راجہ سخی دلیر خان اپنی فورس کے ہمراہ پلندری میں ''ٹاہلیاں'' کے مقام پر موجود تھے اور صبح سہنسہ جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ راجہ سخی دلیر خان نے جب یہ خبر سنی تو انہوں نے راجہ کیاں خان کے مشورے سے سہنسہ جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ راجہ سخی دلیر خان نے مجاہدین سے مختصر خطاب کیا اور کوٹلی کی طرف مارچ کا حکم دیا۔

17 اکتوبر 1947ء کو جب سورج طلوع ہوا تو راجہ سخی دلیر خان مع اپنے مجاہدین سرساوہ نکئی رنگڑ نالے پر پہنچ چکے تھے۔ راجہ کریم داد خان عرف کیاں خان، مستری الف دین عرف مستری الفی اور مولوی غلام قادر آف گوہڑہ کے علاوہ ایک بڑی تعداد عوام علاقہ کی تھی۔ مجاہدین کے ساتھ لوگوں نے بھی ڈنڈے، کلہاڑے اور رائفلیں اٹھا رکھی تھیں۔ مجاہدین میں بلا تفریق تمام برادریوں کے لوگ تھے۔ راجہ سخی دلیر خان نے مجاہدین سے مختصر خطاب کیا اور انہیں اپنی اپنی پوزیشنیں سنبھالنے کو کہا۔ راجہ سخی دلیر خان نے مجاہدین کو تاکید کی کہ جب وہ پہلی گولی فائر کریں اس کے بعد ہر طرف سے لگاتار فائرنگ کرنی ہے۔ مجاہدین اپنی اپنی پوزیشنوں پر چلے گئے راجہ سخی دلیر خان مرزا انور محمد کے گھر کے سامنے والی ٹیکری پر پہنچ گئے۔ تمام مجاہدین نالہ رنگڑ کے مغربی جانب موجود تھے۔ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ''پناکھ'' سے گھورکھا فوج نمودار ہوئی، گھورکھا فوج میں گھڑ سواروں کے ساتھ ساتھ پیدل دستے بھی تھے۔ جب کہ ایمونیشن خچروں پر لدا ہوا تھا۔ جب فوج نالہ رنگڑ کے پار

مشرقی جانب پہنچی تو سامنے ٹیکری پر موجود راجہ سخی دلیر خان نے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے فائر کیا اس کے ساتھ ہی مجاہدین نے گھور کھا فوج پر دھاوا بول دیا۔ اچانک زبردست حملہ سے دشمن اپنے حواس کھو بیٹھا۔

دشمن بھاگنا شروع ہو گیا لیکن وہ راجہ سخی دلیر خان کی جنگی حکمت عملی سے بھاگ کر کہاں جا سکتا تھا۔ دشمن کے بہت سے سپاہی مارے گئے اور کچھ کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ صرف ایک سپاہی زخمی حالت میں زندہ بچ کر کوٹلی پہنچا۔ اس دست بدست لڑائی میں ذیلدار راجہ سیف علی خان بھی مارے گئے۔ (مکمل احوال مضمون ذیلدار راجہ سیف علی خان میں ملاحظہ کریں۔)

راجہ سخی دلیر خان نے گرفتار سپاہیوں کو دعوت اسلام دی جس کو انہوں نے قبول نہ کیا اور انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ یہ معرکہ صبح سے عصر تک جاری رہا جس میں مسلمانوں کو کامیابی ملی اور بہت سا ساز و سامان بھی ہاتھ لگا۔ اس معرکے میں چند مجاہدین نے بھی جام شہادت نوش کیا جن کی قبریں سرساوہ میں ''سیری'' کے قبرستان میں موجود ہیں۔ راجہ سخی دلیر خان نے مجاہدین کو اکٹھا کر کے ان سے خطاب کیا جس میں کامیابی کی مبارک باد کے ساتھ ساتھ اگلے دو دن اسی جگہ پر رہنے کا فیصلہ کیا گیا۔ شہدا کو دفن کیا گیا جب کہ گھور کھا فوج کو گڑھوں میں پھینک دیا گیا تاکہ تعفن نہ پھیلے۔ مجاہدین کے لیے کھانے پینے کا اہتمام عوام علاقہ کے ساتھ ساتھ راجہ محمد اسماعیل خان نے کیا۔

مجاہدین بدستور اپنی اپنی پوزیشنوں پر موجود تھے۔ راجہ سخی دلیر خان نے اب کی بار حکمتِ عملی تبدیل کی۔ چند مجاہدین کو ''چھیتر اں'' کے راستے ''کلاہ'' کی طرف بھیج دیا جب کہ چند مجاہدین اپنے ساتھ رکھ لیے۔ تیسرے دن دشمن کی اسلحہ سے لیس دو کمپنی فوج ایک بار پھر پنا کھ سے نمودار ہوئی۔ جب دشمن کی فوج نالہ رنگڑ میں پہنچی تو اُسے مجاہدین کی زبردست مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ راجہ سخی دلیر خان چند مجاہدین کے ہمراہ شمال کی جانب سے ہوتے ہوئے دشمن کی پشت پر پہنچ گئے۔ اِدھر ''کلاہ'' کی طرف سے بھی دشمن کو مزاحمت کا سامنا تھا جب کہ سامنے مجاہدین مورچہ زن تھے دشمن کی جب ایک نہ چلی تو اس نے بھاگنے میں ہی عافیت جانی۔ بھاگتے ہوئے دشمن اپنی چند لاشیں اور بہت سا ایمونیشن بھی چھوڑ گیا جو مجاہدین کے کام آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔

کوٹلی اُس زمانے میں ایک بڑا تجارتی مرکز تھا جس پر ہندوؤں کی اجارہ داری تھی اور یہ فوج کا بھی ہیڈ کوارٹر تھا۔ دشمن نے شہر کے چاروں طرف فوج پہرے پر لگا رکھی تھی۔ راجہ سخی دلیر خان نے مجاہدین کو ساتھ لیا اور کوٹلی شہر کا دریائے پونچھ کی مغربی جانب سے محاصرہ کر لیا۔ راجہ سخی دلیر خان کو تازہ کمک کرنل حسین خان آف ''کہالہ'' پلندری کی زیر کمان پہنچی۔ اب تک مجاہدین میں صرف مقامی لوگ ہی تھے لیکن کرنل حسین خان کی کمک میں زیادہ تعداد قبائلی پٹھانوں کی تھی۔ راجہ سخی دلیر خان نے کوٹلی کے محاصرے کی کمان کرنل حسین خان کے سپرد کی اور چند مجاہدین کو لیکر راجوری کی طرف چلے گئے ان مجاہدین میں بھی اکثریت قبائلی پٹھانوں کی تھی۔

راجہ سخی دلیر خان ہمراہ مجاہدین جب راجوری پہنچے تو دیکھا کہ راجوری میں ہندو پوری طرح منظم ہیں۔ راجوری تھانے میں سرساوہ کے ایک سپاہی محمد صادق سوز بحیثیت کانسٹیبل فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ راجہ سخی دلیر خان نے جاسوس کے ذریعے محمد صادق سوز کو اطلاع دی کہ آپ راجوری چھوڑ دیں محمد صادق سوز رات کے اندھیرے میں راجوری سے نکل آئے۔ راجہ سخی دلیر خان نے راجوری کی تمام برادریوں جن میں منگرال راجپوت، جرال مرزا، درال ملک اور گوجر تھے کے چیدہ چیدہ افراد کو جمع کیا اور انہیں جہاد میں شمولیت کی دعوت دی۔ سب

لوگوں نے مع اپنی اپنی برادری راجہ سخی دلیر خان کی آواز پر لبیک کہا اور جہاد کی تیاری شروع کر دی چند دنوں میں ہزاروں کی تعداد میں مجاہدین جمع ہو گئے۔ راجہ سخی دلیر خان نے ایک بھر پور حملہ راجوری شہر پر کیا، درجنوں ہندوؤں کو واصل جہنم کیا بہت سے ہندو بھاگ کر عیدگاہ جو شہر کے عقب میں واقع تھی، جمع ہوئے جنہیں مسلمانوں نے کلہاڑیوں کے وار کر کے مار دیا۔ بہت سے ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے والوں میں راجہ سخی دلیر خان کے سُسر بھی تھے، جنھوں نے اپنی بیٹی راجہ سخی دلیر خان کے عقد میں دی۔ راجہ سخی دلیر خان نے راجوری کو فتح کیا اور شہر میں آزادی کا پرچم لہرایا۔ چھے دن قیام کے بعد راجہ سخی دلیر خان نے راجوری کا کنٹرول مقامی کمانڈروں کے حوالے کیا اور خود واپس سرساوہ آ گئے۔ راجوری میں مجاہدین کے ہاتھ بہت سا مالِ غنیمت لگا۔ راجہ سخی دلیر خان جب سرساوہ واپس آئے تو ان کے ساتھ ان کی نو مسلم بیوی بھی تھی۔ راجہ سخی دلیر خان نے گھر بیٹھنے کی بجائے دوبارہ کوٹلی کا رخ کیا اور کوٹلی کے محاصرے میں شریک ہو گئے۔ فاتح راجوری راجہ سخی دلیر خان نے کوٹلی کی آزادی میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

راجہ سخی دلیر خان نے آزادی کے بعد سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انھوں نے سیاست میں بھی حصہ لیتے ہوئے الیکشن لڑا لیکن ان کا یہ تجربہ تلخ ثابت ہوا اور وہ الیکشن میں کامیاب نہ ہو سکے۔ راجہ سخی دلیر خان کا اہل سرساوہ پر بہت رُعب تھا، کسی کو بھی ان کے سامنے بات کرنے کی جرأت نہ تھی اور وہ سب لوگوں کو "چھینے برگے" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

راجہ سخی دلیر خان چند دن علیل رہے اور 16 ستمبر 1994ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا اللہ وانا علیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ میں آزاد کشمیر کے وزیر اعظم، صدر، اعلیٰ فوجی و پولیس قیادت کے علاوہ عوام کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ راقم بھی جنازے میں شریک تھا۔ فاتح راجوری غازی راجہ سخی دلیر خان (مرحوم) کو پولیس کے چاک و چوبند دستے نے سلامی پیش کی۔

راجہ سخی دلیر خان نے چار شادیاں کیں اور ان کے سات بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ تحریک آزادی کشمیر میں اس ہیرو فاتح راجوری کا نام ہمیشہ جلّی حروف میں لکھا جائے گا۔ قوم اپنے اس عظیم جرنیل کے کارناموں پر نازل کرتی رہے گی اور آئندہ نسلوں کے لیے ان کے کارنامے مشعلِ راہ ہوں گے۔

آزاد جموں و کشمیر گورنمنٹ نے انھیں تحریکِ آزادیِ کشمیر میڈل دیا اور کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل غلام محمد ملک نے خدمات کے اعتراف میں تعریفی سند بھی عطا کی۔ پہلی وابستگی پیپلز پارٹی سے تھی، بعد میں مسلم کانفرنس میں شامل ہوئے اور مرتے دم تک مسلم کانفرنس سے وابستہ رہے۔

قوم بجا طور پر ان پر فخر کر سکتی ہے۔ ان کے کارنامے رہتی دنیا تک تاریخ میں منگرال قوم کے اس ہیرو کی یاد دلاتے رہیں گے۔

لیفٹیننٹ راجہ زمان علی خان

راجہ زمان علی خان علاقہ سرساوہ کی جانی مانی سماجی شخصیت تھے۔ بچپن سے ہی سنجیدہ، متین اور دُھن کے پکے تھے۔ برٹش آرمی جوائن کی، برما کے محاذ پر کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور سب سے بڑا ایوارڈ OBI اور ''سردار بہادر'' کا خطاب حاصل کیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد سماجی خدمات میں جت گئے، گورنمنٹ کی طرف سے ''منصف'' مقرر ہوئے۔ اپنی آخری سانسوں تک علاقہ کے لوگوں کی خدمت کرتے رہے۔

راجہ زمان علی خان علاقہ کی مشہور شخصیت راجہ منصب دادخان کے گھر پیدا ہوئے۔ وہ بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ راجہ زمان علی خان کا نسب آٹھویں پشت میں راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان سے جاملتا ہے۔ یہ راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان کے منجھلے بیٹے سوار خان عرف بوڑھے خانیاں کے درمیانے بیٹے ہدایت خان کی اولاد میں سے ہیں۔

راجہ زمان علی خان بچپن میں سب بچوں سے جدا تھے، وہ بہت سنجیدہ اور کم گو، مگر دُھن کے پکے تھے۔ گھریلو حالات زیادہ اچھے نہ تھے اس کے باوجود آپ کے والد صاحب نے آپ کو ضلع راولپنڈی کے ایک اسکول میں داخل کروایا جو اس وقت ''کرپاچرا'' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ وہاں آپ نے کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی لیکن غربت کی وجہ سے تعلیم اُدھوری چھوڑ کر گاؤں واپس آگئے۔ یہاں اُنھوں نے زمینداری میں اپنے والد کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔

آپ کی پیدائش 1878ء میں ہوئی۔ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو گھر میں بہت خوشی منائی گئی اور پورے گاؤں کی ضیافت کی گئی۔ آپ کا بچپن زیادہ تر گھر ہی میں گزرا۔ 1901ء میں آپ برٹش انڈین آرمی میں بھرتی ہو گئے جہاں آپ نے ابتدائی سات سال ایک ہی آرمی آفیسر کے ساتھ گزارے۔ اس زمانے میں ایک انگریز آفیسر کے ساتھ اتنا وقت گزارنا بہت مشکل کام تھا کیونکہ بحیثیت مسلمان بہت سی تکالیف اُٹھانا پڑتی تھیں۔

1931ء میں آپ برٹش انڈین آرمی سے بحیثیت آنریری لیفٹیننٹ ریٹائر ہوئے۔ آپ نے دوران سروس اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور برما کے محاذ پر پہلی جنگ عظیم میں بہادری کے جوہر دکھائے جس کے اعتراف میں آپ کو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے OBI (آرڈر آف برٹش انڈیا) کا ایوارڈ ملا اور آپ کو ''سردار بہادر'' کا خطاب دیا گیا۔ راجہ زمان علی خان پہلے کشمیری تھے جنہیں یہ اعزاز ملا۔ اس سے پہلے کسی کو اس اعزاز سے نہ نوازا گیا تھا۔

ریٹائرمنٹ کے بعد آپ گاؤں واپس آ کر لوگوں کی خدمت میں مصروف ہو گئے جب آپ کی پنشن ہوئی تو آپ کو حق میں مبلغ 4500 روپے ملے جب کہ آپ کی ماہانہ پنشن 150 روپے تھی جو اُس زمانے میں بہت زیادہ خیال کی جاتی تھی۔

آپ علاقہ سرساوہ میں بڑی معتبر شخصیت تھے۔ جہاں کوئی لڑائی جھگڑا ہوتا وہاں آپ کو فیصلے کے لیے بلایا جاتا۔ آپ فیصلہ صحیح میرٹ پر کرتے اور اس فیصلے پر عمل درآمد بھی ہوتا۔ یوں آپ کی شہرت پورے کوٹلی میں پھیل گئی۔ لوگ دُور دراز سے آپ کے گھر تشریف لاتے اور آپ ان کی مہمان نوازی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے۔

آپ کی زندگی کا ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ آپ نے اس وقت کے ذیلدار راجہ سیف علی خان کے خلاف ہائی کورٹ جموں میں مقدمہ درج کیا کہ چونکہ میں OBI ایوارڈ یافتہ ہوں اور میرا لوگوں میں اثر و رسوخ بھی ہے لہٰذا ذیلداری میرا حق ہے۔ آپ یہ مقدمہ تو نہ جیت سکے البتہ آپ کو عدالت کے حکم پر ''منصف'' کا عہدہ دیا گیا۔ یہ عہدہ اس وقت معزز لوگوں کو دیا جاتا تھا جو ذیلدار کے ہم پلہ تصور کیا جاتا تھا۔ آپ کے پاس یہ عہدہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے تک برقرار رہا۔ قیام پاکستان سے پہلے آپ کو 1945ء میں تحصیل کوٹلی میں سولجر بورڈ میں بحثیت ویلفیئر آفیسر مقرر کیا گیا جہاں پر رہ کر آپ نے علاقے کے لوگوں کی خوب خدمت کی۔

1947ء کی جنگ آزادی میں آپ نے عملی طور پر حصہ لیا۔ آپ کے بیٹے راجہ محمد اسماعیل خان بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ دونوں باپ بیٹا 12AK بٹالین میں شامل ہوئے جس کی کمانڈ کرنل راجہ محمود خان آف تھروچی کر رہے تھے۔ جب کوٹلی فتح ہوئی تو آپ دونوں واپس گاؤں آگئے اور لوگوں کی فلاح و بہبود میں لگ گئے۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ آپ دوبارہ آرمی کیوں نہیں جوائن کر لیتے تو کہنے لگے اب ''OBI'' سے بڑا کوئی ایوارڈ نہیں رہا جو میں حاصل کر سکوں۔

ان کی پوری زندگی شرافت کا نمونہ ہے۔ آپ نے کسی کو کبھی تنگ نہ کیا، ساری عمر غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی خدمت کرتے رہے۔ آپ 10 جنوری 1968ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا علیہ راجعون!

جسٹس راجہ رفیع اللہ سلطانی

ممتاز قانون دان جناب راجہ رفیع اللہ سلطانی ضلع نیلم میں گُنڈل شاہی کے مقام پر پیدا ہوئے۔آپ کے والد محکمہ جنگلات میں رینج آفیسر تھے اس لیے آپ نے ابتدائی تعلیم سیاکھ تحصیل ڈڈیال،کوٹلی اور پنجیڑہ سے حاصل کی۔میٹرک سے بی۔اے تک کوٹلی میں رہے۔قانون کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی لاء کالج سے حاصل کی۔1977ء میں بحیثیت وکیل پریکٹس کا آغاز کیا۔پیشہ ور وکیل کے طور پر نام کمایا اور آزاد کشمیر ہائی کورٹ کے جج بھی رہے۔

راجہ رفیع اللہ سلطانی 10 مارچ 1954ء کو بمقام گُنڈل شاہی اٹھمقام ضلع نیلم میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد راجہ زراعت اللہ خان دورانِ سروس وہاں تعینات تھے۔آپ کے والد محترم نے 35-1934ء میں مقبوضہ کشمیر میں بحیثیت فاریسٹر خدمات سرانجام دیں۔آپ کے والد 1916ء میں گنگناڑہ میں راجدھانی کے مقام پر پیدا ہوئے۔آپ کا بچپن گاؤں میں ہی گزرا۔آپ کی پیدائش پرآپ کے والد نے گاؤں میں دعوتِ عام کی۔راجہ زراعت اللہ خان بڑے اصول پسند،وضع دار،نڈراور بے باک انسان تھے۔آپ میں یہ خوبیاں اپنے والد ذیلدار راجہ سیف علی خان سے ورثے میں ملی تھیں جو پاکستان بننے سے پہلے علاقہ کے ذیلدار تھے اور بڑے جاہ وجلال کے مالک تھے۔کسی کو کبھی جرات نہ تھی کہ اُن کی بات نفی کر سکے۔

آپ کی ابتدائی تعلیم میں نشیب وفراز آتے رہے۔اس کی وجہ آپ کی اپنے والد صاحب کے ساتھ رہائش تھی۔چونکہ پاکستان بننے کے بعد وہ بحیثیت رینج آفیسر تعینات ہوئے اس لیے دورانِ سروس جہاں تبادلہ ہوتا وہاں وہ اپنی فیملی ساتھ لے جاتے تھے۔ابتدائی سالوں میں آپ چناری،کوٹلی،راولاکوٹ،مظفرآباد،بھمبر،ہل بگام (تحصیل ڈڈیال) اپنے والد صاحب کے ساتھ رہے۔وہ ان علاقوں میں بحیثیت رینج آفیسر تعینات رہے تھے۔آپ کا ننھیال چک پٹھاناں تھا۔یہ گاؤں سیاکھ (تحصیل ڈڈیال) سے تھوڑے فاصلے پر تھا۔جو اب منگلا جھیل بننے کی وجہ سے ختم ہوگیا ہے۔آپ کے ننھیال اب رنگ پور،قاضیاں (گوجر خان) اور دینہ میں آباد ہیں۔

آپ نے چوتھی اور پانچویں جماعت ہائی اسکول ہل بگام تحصیل ڈڈیال سے پاس کی۔چھٹی جماعت میں پائلٹ ہائی سکول کوٹلی میں داخل ہوئے اور امتیازی نمبرات سے پاس ہوئے۔ساتویں جماعت میں راولاکوٹ میں داخل ہوئے لیکن شدید سرد موسم کے باعث پھر ننھیال چک پٹھاناں واپس آگئے اور ہائی اسکول سیاکھ سے ساتویں جماعت پاس کی۔

آٹھویں جماعت آپ نے پنجیڑہ ہائی اسکول سے پاس کی اور پھر نویں اور دسویں جماعت ہائی سکول کوٹلی سے فرسٹ ڈویژن میں پاس کی۔والد صاحب کی شدید خواہش تھی کہ آپ ڈاکٹر بنیں اس لیے میٹرک سائنس میں پاس کرنے کے بعد فرسٹ ایئر میں پری میڈیکل میں داخلہ لیا۔والد صاحب کا تبادلہ راولاکوٹ ہوگیا تھا اس لیے راولاکوٹ کالج میں داخل ہوئے تھے۔لیکن کچھ عرصہ کے بعد والد صاحب کا

تبادلہ دوبارہ کوٹلی ہوا جس کی وجہ سے آپ کوٹلی پوسٹ گریجوایٹ کالج میں انٹرمیڈیٹ میں داخل ہوئے جہاں آپ نے سائنس مضامین چھوڑ کر آرٹس میں داخلہ لیا اور سوکس، اسلامیات اور تاریخ کے مضامین اختیار کیے۔

اس زمانے میں پوسٹ گریجوایٹ کالج کوٹلی کے پرنسپل چودھری محمد یوسف تھے اور وائس پرنسپل ملک محمد دین تھے۔ ان اساتذہ میں جہاں چودھری محمد یوسف، ملک محمد دین، میرزا محمد جمیل، اعظم طاہری تھے وہاں خان زمان مرزا نے بھی آپ کی شخصیت نکھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ اپنے اساتذہ کا بے حد احترام کرتے جن کی کاوشوں اور کوششوں سے آپ نے ایف۔اے کا امتحان امتیازی نمبرات میں پاس کیا۔ بی۔اے کے لیے انہی کے مشوروں سے آپ گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی چلے گئے جہاں آپ نے خوب محنت کی اور ایک بار پھر اپنے اساتذہ اور والدین کے اعتماد پر پورا اُترے اور بی۔اے پاس کر کے لاہور چلے گئے جہاں آپ نے لاء کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی لاہور سے حاصل کی۔ آپ نے ایف سی کالج لاہور سے ایم اے پولیٹیکل سائنس کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر تعلیم کو خیر باد کہہ کر عملی زندگی کا آغاز کیا اور وکالت کا پیشہ اپنایا۔

راجہ رفیع اللہ سلطانی نے جنوری 1977ء سے سہنسہ میں بحیثیت وکیل پریکٹس شروع کی جو 1997ء تک سہنسہ ہی میں جاری رہی۔ اس دوران میں آپ نے 1984ء میں ہائی کورٹ کا لائسنس حاصل کر لیا۔ پھر ہائی کورٹ میں بھی بحیثیت وکیل مختلف مقدمات کے سلسلہ میں پیش ہوتے رہے۔ آپ 1997ء میں کوٹلی شفٹ ہو گئے اور چودھری عبدالکریم ایڈووکیٹ چیمبر میں شامل ہوئے (چوہدری عبدالکریم ایڈووکیٹ جاٹ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور ضلع کوٹلی میں آپ کا شمار بڑے وکلاء میں ہوتا تھا۔ آج وہ زندہ ہوتے تو کسی اعلیٰ عدالت کے جج ہوتے)۔ آپ دورانِ وکالت اپنی اصول پسندی اور شرافت کی وجہ سے مشہور تھے۔ آپ نے کبھی تھانے میں جانے یا کسی جج سے میل ملاپ کرنے کی کوشش نہ کی بلکہ اپنے پیشے میں ایمانداری اور محنت کو اپنا شعار بنایا۔ آپ کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آزاد حکومت نے آپ کو جنوری 2007ء میں ہائی کورٹ کا جج تعینات کیا اور 30 اپریل 2010ء کو آپ کو ایک عدالتی فیصلے سے اس عہدہ سے علیحدہ کر دیا گیا۔

آپ نے زمانہ طالب علمی میں کبھی سیاست میں حصہ نہ لیا اور ایک لائق، ذہین اور ہونہار طالب علم کے طور پر جانے جاتے تھے۔ آپ ایک بہترین ڈیبیٹر (Debator) تھے۔ آپ نے کالج میں دورانِ پڑھائی کئی مباحثوں میں حصہ لیا اور کوئی نہ کوئی پوزیشن ضرور لی۔ آپ نے اپنی پیشہ ورانہ عملی زندگی میں سیاست میں بھی قسمت آزمائی لیکن شاید قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ عملی زندگی میں آپ نے ابتدا میں پی پی میں شمولیت اختیار کی اور ذوالفقار علی بھٹو سے بہت متاثر تھے۔ اس دوران آپ کو دو مرتبہ جیل بھی جانا پڑا۔ پہلی بار 1979ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی گئی اور دوسری بار 1983ء میں۔ آپ 1987ء تک پی پی سے وابستہ رہے اور اس دوران آپ سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبر بھی رہے۔ آپ نے 1983ء میں ڈسٹرکٹ کونسلر کا الیکشن لڑا لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آپ نے 1987ء میں مسلم کانفرنس میں شمولیت اختیار کی اور کئی بار الیکشن میں ٹکٹ کے لیے درخواست دی لیکن آپ جماعت کا اعتماد حاصل نہ کر سکے، اس لیے آپ نے 1996ء میں سیاست سے مکمل طور پر کنارہ کشی اختیار کر لی۔

آپ کی زندگی کا یادگار اور انقلابی لمحہ 1988ء میں قبلہ حضرت پیر صادق صاحب مدظلہ علیہ آف گلہار شریف کوٹلی والوں سے بیعت تھا۔ آپ قبلہ حضرت صاحب مدظلہ علیہ کے حکم سے آپ کے فرزند ارجمند جناب حضرت حاجی پیر صاحب مدظلہ علیہ سے جہلم میں بیعت ہوئے۔ قبلہ حضرت پیر صادق صاحب مدظلہ علیہ جب گلہار شریف تشریف لائے تو یہ علاقہ ویران تھا جہاں آج کل درس شریف ہے۔ آپ کی آمد تھی کہ جنگل میں منگل ہو گیا۔ حضرت صاحب مدظلہ علیہ نے یہاں تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا کیوں کہ علاقہ کی کثیر آبادی مرزائیت اختیار کر چکی تھی۔ کوٹلی شہر میں مرزائیت کا پرچار بابا نگ ڈھل جاری تھا۔ آپ کی آمد کے باعث اس میں ٹھہراؤ آیا۔ لوگ آپ کے کردار اور تبلیغ سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ شہر کے سبھی بڑے آڑھتی سُود کا کاروبار کرتے تھے۔ آپ کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اُنھوں نے اس لعنت سے توبہ کر لی۔

آپ نے نہ صرف ضلع کوٹلی کے اندر بلکہ پورے ملک میں ہزاروں مساجد تعمیر کروائیں۔ ان مساجد میں دینی تعلیم کے لیے تدریس کا نظام شروع کروایا۔ مختلف مدارس سے فارغ التحصیل حفاظِ کرام ہزاروں میں ہیں۔ یہ حُفاظِ کرام رمضان المبارک میں مختلف علاقوں کی مساجد میں نمازِ تراویح پڑھاتے ہیں اور امامت کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

قبلہ حضرت پیر صادق صاحب مدظلہ علیہ کا فیض گھر گھر پہنچا۔ آپ کی برکت سے مرزائیت کا خاتمہ، سود سے نجات اور مساجد تعمیر ہوئیں اسی لیے کوٹلی شہر کو مدینۃ المساجد کہتے ہیں (اس سے پہلے ڈھاکہ شہر میں مساجد کی تعداد پوری دنیا میں سب سے زیادہ تھی لیکن اب یہ اعزاز کوٹلی شہر کو حاصل ہے)۔ جب حضرت صاحب مدظلہ علیہ کا وصال ہوا تو لاکھوں لوگ آپ کے جنازے میں شریک تھے۔

آج کل قبلہ حضرت پیر صادق صاحب کے پسرِ خورد حضرت پیر زاہد سلطانی صاحب مدظلہ علیہ درس شریف گلہار میں دین کی تبلیغ واشاعت اور دیگر فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اس دربار گوہر بار کے معتقد راجہ رفیع اللہ سلطانی باقاعدگی سے گلہار شریف درس میں حاضری دیتے ہیں۔

راجہ محمد ایوب خان

دو مرتبہ ڈسٹرکٹ کونسلر منتخب ہونے والے راجہ محمد ایوب خان سیاست اور سماجی خدمت میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ اپنے دور میں تعمیر و ترقی کے منصوبوں کو رُو بہ عمل لائے۔ دُکھی انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار سمجھتے ہیں۔ آج کل مسلم لیگ (نواز) کے ساتھ منسلک ہیں۔ آپ کا شمار جماعت کے بانی اراکین میں ہوتا ہے۔

راجہ محمد ایوب خان 3 مارچ 1947ء کو راجہ محمد سرور خان کے ہاں سرساوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش پر والد کی خوشی کی انتہا نہ تھی کہ اس خوشی میں دعوتِ عام کر ڈالی۔ پورا علاقہ مبارک باد دینے چلا آیا۔ کسی کو کیا پتہ تھا کہ یہی بچہ کل کو علاقہ سرساوہ کی تعمیر و ترقی میں تاریخ رقم کرے گا۔

راجہ محمد ایوب خان نے ابتدائی تعلیم پرائمری سکول سرساوہ سے حاصل کی۔ علاقہ سرساوہ میں واحد تعلیمی ادارہ پرائمری ہی تھا۔ مڈل کی تعلیم کے لیے آپ کوٹلی چلے گئے۔ جہاں آپ نے ہائی سکول کوٹلی سے میٹرک امتیازی نمبرات سے پاس کی۔ میٹرک کے بعد آپ نے انٹر کالج کوٹلی میں داخلہ لیا۔ جہاں سے ایف۔اے پاس کرنے کے بعد بی۔اے میں داخل ہو گئے۔ آپ نے B.A کی تعلیم مکمل تو نہ کی البتہ کالج کی سیاست میں ایک بڑا نام پیدا کیا۔ آپ نے اس وقت کی تنظیمی سیاست میں بھر پور حصہ لیا اور ایک بار کالج یونین کی صدارت کے لیے الیکشن لڑا لیکن شومئی قسمت سے آپ وہ الیکشن ہار گئے۔ آپ کی الیکشن مہم میں بڑے بڑے نام آپ کے حمایتی تھے جن میں راجہ نصیر احمد خان (سابق وزیر بلدیات و دیہی ترقی)، ڈاکٹر راجہ محمد شبیر خان، راجہ محمد خالد اسماعیل اور راجہ محمد حسین آف سید پور شامل تھے۔

آپ تنظیمی الیکشن ہار گئے لیکن سیاست کے پیچ و تاب سے واقف ہو گئے اور یوں آپ نے اس ہار سے ہمت نہ ہاری بلکہ ایک نئے حوصلے اور ولولے سے اُٹھے اور عملی سیاست میں داخل ہو گئے۔ آپ نے 1975ء میں پہلی بار امیدوار اسمبلی عملی سیاست میں حصہ لیا۔ لیکن آزاد امیدوار ہونے کے ناطے آپ یہ الیکشن ہار گئے۔ یوں اس ہار سے نیا حوصلہ لیا اور 1979ء میں بحیثیت ڈسٹرکٹ کونسلر الیکشن لڑے اور بھاری اکثریت سے جیت گئے۔ آپ چار سال تک بحیثیت ڈسٹرکٹ کونسلر عوام کی خدمت میں مگن رہے۔ عوام کی خدمت اور اپنی قسمت کے بل پر 1983ء میں ایک بار پھر بحیثیت ڈسٹرکٹ کونسلر منتخب ہو گئے۔ آپ نے عوام کی خدمت کو اپنا شعار بنایا اور ان کے ہر دُکھ درد میں شریک ہوئے۔

آخری بار آپ نے 1987ء میں ڈسٹرکٹ کونسلر کا الیکشن لڑا لیکن اپنوں کی کج ادائی اور غیروں کی سازشوں سے آپ یہ الیکشن ہار گئے۔ الیکشن ہارنے کی کئی وجوہات تھیں جن میں ایک وجہ جماعت کی تبدیلی بھی تھی۔ کیونکہ آپ PPP کو چھوڑ کر 1986ء میں مسلم کانفرنس میں شامل ہو گئے تھے۔ آپ نے مسلم کانفرنس میں شامل ہوتے ہی ضلعی جنرل سیکرٹری کا الیکشن لڑا اور منتخب ہو گئے۔ 1990ء میں چیئرمین ضلع کونسل کے انتخابات میں آپ نے آزاد امیدوار کی حمایت کی جس کی وجہ سے جماعت میں آپ کی شدید مخالفت کی جانے لگی۔ حالات کی

نزاکت کو دیکھتے ہوئے آپ 1990ء میں انگلینڈ عازم سفر ہوئے۔ وہاں آپ نے آٹھ سال قیام کیا اور پورے انگلستان کی سیر وتفریح کے ساتھ کئی جگہوں پر کام بھی کیا۔ آپ نے قیام انگلستان میں جتنی بھی JOBS کی ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھی جس سے آپ کے مخالفین کو بات کرنے کا موقع ملتا۔ آپ نے وہاں بھی اپنے معیار اور کردار کو اہمیت دی اور کوئی بھی کام اپنے معیار سے گرا ہوا نہ کیا۔

راجہ محمد ایوب خان نے اپنے پہلے دورِ ڈسٹرکٹ کونسلر میں پانچ پرائمری سکول سرساوہ میں دیئے جب کہ دوسرے دور میں 2 پرائمری سکول دیئے جو اُس وقت کے دور میں بہت بڑا کارنامہ تھا کہ اتنے بڑے پروجیکٹ ایک ساتھ ایک ہی یونین کونسل میں آتے۔ اس کے علاوہ سرساوہ سے ملکان چھیتر کچی سڑک بھی آپ کے دور کی یاد دلاتی ہے۔ نکئی روڈ اور کوٹلہ، سرساوہ واٹر سپلائی سکیم آپ کے دور میں شروع کیے گئے منصوبے تھے جو ہمیشہ آپ کے سنہری دور کی یاد تازہ کرتے رہیں گے۔

2010ء میں راجہ فاروق حیدر خان سابق وزیر اعظم آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر نے مسلم لیگ (نواز شریف) کی بنیاد آزاد کشمیر میں رکھی تو آپ ان چند لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے راجہ محمد فاروق حیدر خان کے ساتھ لبیک کہا اور اس میں شمولیت اختیار کی۔ آپ مسلم لیگ (ن) ضلع کوٹلی کے بانی صدر ہیں اور آج کل ضلع کوٹلی میں مسلم لیگ (ن) کو مستحکم کرنے میں کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین!

راجہ محمد اسماعیل خان

لوگوں کے دلوں میں بسنے والے راجہ محمد اسماعیل خان علاقہ کی ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ جتنی بار انتخابی معرکے میں اُترے، کامیاب ہوئے۔ علاقہ کے چیئر مین اور ڈسٹرکٹ کونسلر بھی رہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اُنھیں عقیدت واحترام سے ''لالہ چیئر مین'' کہتے تھے۔ لوگوں کے کام کر کے، ان کی خدمت کر کے آپ کو سکون ملتا تھا۔ یہی ان کا بڑا پن تھا۔ ان کی صاف ستھری زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

راجہ محمد اسماعیل خان 21-1920ء میں برما میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد راجہ زمان علی خان برما میں برٹش انڈین آرمی میں ملازم تھے اور آپ کی والدہ بھی ان کے ساتھ برما میں مقیم تھیں۔ بعد میں آپ کے والد سروس سے ریٹائر ہوئے اور گورنمنٹ آف برطانیہ نے ان کی خدمات کے اعتراف میں اُنھیں OBI ایوارڈ (Order of British Indian Award) دیا اور ''سردار بہادر'' کے خطاب سے نوازا۔

راجہ محمد اسماعیل خان نے ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول سرساوہ سے حاصل کی۔ چھٹی جماعت میں کوٹلی میں داخل ہوئے۔ آپ نے چھٹی اور ساتویں جماعت پائلٹ ہائی اسکول سے پاس کی۔ لیکن بہن بھائیوں میں بڑا ہونے اور والد صاحب کے لاڈ پیار کی وجہ سے آپ مزید تعلیم حاصل کرنے سے انکاری ہوئے، آپ کے والد نے آپ کی اس خواہش کو بخوشی قبول کیا۔ راجہ محمد اسماعیل خان نے اپنے والد کے ساتھ لوگوں کے فلاحی کاموں میں حصہ لینا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ اس دور کے مشاغل مثلاً نیزہ بازی، کبڈی اور گھڑ سواری وغیرہ میں بھر پور حصہ لیا۔ آپ کبڈی کے مایہ ناز کھلاڑی سمجھے جاتے تھے۔

آپ 37-1936ء میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے مہاراجہ کشمیر کی حکومت کے خلاف تحریک میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ 1947ء میں جب ڈوگرہ فوج کے خلاف راجہ سخی دلیر خان نے علم جہاد بلند کیا تو آپ نے ان کی بھر پور معاونت کی۔ اس دوران آپ مسلسل اپنے والد صاحب کے ساتھ مل کر آزادی کی تحریک میں شامل رہے۔ جب کوٹلی فتح ہوئی تو آپ اپنے والد راجہ زمان علی خان کے ساتھ کرنل راجہ محمود خان آف تھروچی کے زیر کمان دستے میں شامل تھے۔ کوٹلی فتح کرنے کے بعد آپ اپنے والد کے ہمراہ واپس گاؤں تشریف لائے اور یہاں پر رفاعی وفلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا۔ حکومت نے آپ کو 1989ء میں تحریک آزادی کشمیر میڈل سے نوازا۔

راجہ محمد اسماعیل خان نے اپنے والد کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے اور اپنی سیاسی وسماجی بصیرت کو مدنظر رکھ کر عملی سیاست میں پہلی بار حصہ لیا۔ آپ نے 1961ء میں پہلا الیکشن B.D کا لڑا اور کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد آپ متفقہ فیصلہ سے علاقے کے چیئر مین منتخب ہوئے لوگ آپ کو پیار سے ''لالہ چیئر مین'' کہنے لگے۔ یہ لوگوں کے پیار و محبت کا اظہار تھا کہ لوگ آپ کو نام سے نہیں پکارتے تھے۔

پھر مرتے دم تک اسی نام سے جانے اور پکارے گئے ۔ آپ نے جتنے بھی الیکشن لڑے ، چاہے وہ جماعتی تھے یا غیر جماعتی اس میں آپ کامیاب ہوئے اور چیئر مین منتخب ہوتے رہے ۔ آپ نے آخری الیکشن بحیثیت ڈسٹرکٹ کونسلر لڑا اور اس میں بھی کامیابی حاصل کی ۔ یوں آپ کی زندگی میں جتنے بھی معاملات پیش آئے اس میں اُنھیں کامیابی و کامرانی حاصل ہوئی ۔ آپ انتہائی ملنسار، وضع دار اور نفاست پسند آدمی تھے ۔

راجہ محمد اسماعیل خان کی کامیابیوں میں جہاں ان کی اپنی محنت اور کوشش شامل تھی وہاں اگران کے چھوٹے بھائی راجہ محمد یوسف خان کا ذکر نہ کیا جائے تو ناانصافی ہوگی ۔ راجہ محمد یوسف خان گو کہ عمر میں چھوٹے تھے لیکن ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا ۔ آپ 62-1961ء میں ووچر سسٹم کے تحت انگلینڈ گئے اور وہاں خوب سیر و تفریح کی ۔ آپ نے پوری زندگی بڑی عیش و آرام سے بسر کی ۔ راجہ محمد اسماعیل خان کی زندگی میں سب سے بڑا غم چھوٹے بھائی راجہ محمد یوسف خان کی موت کا تھا ۔ کیوں کہ آپ اپنے بڑے بھائی کو مالی طور پر سپورٹ کرتے تھے ۔

راجہ محمد اسماعیل خان کی اولاد میں ان کے بیٹے خالد اسماعیل بڑے ہونہار، عالی ظرف اور بہترین سیاست دان تھے ۔ لیکن قوم شاید آپ کی صلاحیتوں سے مستفید نہ ہونا چاہتی تھی ۔ راجہ محمد خالد اسماعیل کی پیدائش 22 جنوری 1955ء کو ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول سرساوہ، مڈل پنجیڑہ سے اور میٹرک تک تعلیم پائلٹ ہائی اسکول کوٹلی سے حاصل کی ۔ آپ نے ایف ۔ اے گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج کوٹلی سے پاس کی ۔ دورانِ تعلیم آپ مختلف سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے ۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ 1972ء میں جب کالج میں پہلی بار ڈگری کلاسز کا اجراء ہوا تو آپ کوٹلی کالج میں گریجوایشن کے پہلے طالب علم تھے اور آپ کا رول نمبر 1 تھا ۔

آپ گریجوایشن تو نہ کر سکے البتہ آپ اتنے ذہین تھے کہ اس وقت کی گورنمنٹ میں صدرِ آزاد حکومت نے آپ کو اپنا PA اور چیف سکیورٹی آفیسر مقرر کیا ۔ بعد میں آپ نے عملی زندگی میں مختلف سروسز کیں اور دو بار لندن کی سیر و تفریح کی ۔ آخری بار آپ تقریباً 16 سال 3 ماہ بعد واپس وطن آئے ۔ آپ کے بیٹے راجہ ثاقب خالد نے وکالت کی ڈگری حاصل کر رکھی ہے ۔

یوں راجہ محمد اسماعیل خان کی بھرپور زندگی میں ان کی فیملی کا بڑا عمل دخل رہا ۔ راجہ محمد اسماعیل خان آج ہم میں نہیں لیکن ان کی سیاسی و سماجی اور رفاعی زندگی ہمیشہ ہمارے لیے مشعل راہ رہے گی ۔ اللہ انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے ۔ آمین !

صوبیدار راجہ شہباز خان

سرساوہ کے منگرال راجپوت خاندان سے تعلق رکھنے والے صوبیدار شہباز خان نے ابتدائی تعلیم سرساوہ سے حاصل کی۔ 1954ء میں پنجاب یونی ورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور علاقہ سرساوہ میں منگرال خاندان کے پہلے میٹرک پاس کہلائے۔ آپ فوج میں بھرتی ہوگئے۔ سروس کے ساتھ ساتھ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ 1970ء میں پنجاب یونی ورسٹی سے گریجوایشن کی۔ صوبیدار کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ فوجی ملازمت کے دوران متعدد اعزازات حاصل کیے۔ علاقہ میں ان کا گھرانہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کی بناء پر عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کی اولاد اچھے عہدوں پر فائز ہے۔ آپ نے 16 مارچ 2011ء میں 74 سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

راجہ شہباز خان 1994 بکرمی کے ماہ ماگھ (1937ء) میں سرساوہ کے نواحی گاؤں نگئی میں پیدا ہوئے۔ 1922ء میں والد امیر محمد خان محکمہ پولیس میں کانسٹیبل بھرتی ہوئے۔ 1947ء میں راجہ امیر محمد خان کی مدت ملازمت 25 برس تھی۔ آزادی کے بعد راجہ امیر محمد خان آزاد کشمیر پولیس میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ایک ایماندار پولیس افسر کی حیثیت سے علاقہ میں اُنھیں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ بالآخر آپ 1956ء میں اپنی سروس مکمل کر کے ملازمت سے ریٹائر ہوئے اور 15 اگست 1963ء کو اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ صوبیدار راجہ شہباز خان کے پردادا عظیم اللہ خان اپنے وقت کے کامل ولی تھے۔ ان کا مزار مقبوضہ پونچھ کے علاقے ''چکاں والا باغ'' میں ہے۔ آپ کے مزار پر آپ کے مریدین حاضری دیتے ہیں اور روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔ آپ کے دادا راجہ نوازش علی خان بڑے متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ وہ دینی تعلیم کے سلسلے میں تحصیل گوجر خان کے گاؤں قاضیاں کی ڈھوک گھکھڑاں میں خدمات سرانجام دے رہے تھے کہ آپ کا انتقال ہو گیا اور آپ کو ڈھوک گھکھڑاں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

راجہ شہباز خان نے اپنے گاؤں کے سکول سے 1950ء میں پرائمری کا امتحان پاس کیا۔ لکھنے پڑھنے کا اُنھیں بے حد شوق تھا۔ چھٹی جماعت میں کوٹلی کے ہائی سکول میں داخل ہوئے۔ تعلیم کا یہ سفر مزید پانچ سال جاری رہا اور 1954ء میں اُنھوں نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ حصولِ تعلیم کا انہیں بے حد شوق تھا مگر اس وقت کوٹلی میں کوئی کالج نہ تھا اس لیے تعلیم کا سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔

اگلے سال 1955ء میں آپ آزاد کشمیر فوج میں بحیثیت کلرک بھرتی ہوگئے۔ فوج کا یہ شعبہ آپ نے اس لیے منتخب کیا کہ اس میں لکھنے پڑھنے کا کام تھا اور آپ کا فطری رجحان بھی اس طرف تھا۔ نو ماہ بنیادی فوجی تربیت حاصل کرنے کے بعد سی ایم ایچ مظفر آباد تعینات کیا گیا۔ دو سال تک یہاں کام کیا اور پھر 1958ء میں سی ایم ایچ (CMH) تراڑکھل بھیج دیا گیا جہاں وہ اپنے فرائض منصبی احسن طریقے سے سرانجام دیتے رہے۔ صاف ستھرے اور سلیقہ سے کام کرنے کے قائل تھے۔ ان کے کام کو ہمیشہ سراہا گیا اور ہر جگہ پذیرائی ملی۔ 1962ء میں

ترقی ملی اور نائیک بنا دیئے گئے اور جلد ہی ان کی ٹرانسفر قدرے بڑے ہسپتال سی ایم ایچ میرپور ہوگئی جہاں اُنھوں نے دلجمعی سے کام کیا اور پھر یکے بعد دیگرے کئی مقاماتِ تعیناتی بدلتے رہے۔

بقول علامہ اقبال:

سکون محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات اک تغیّر کو ہے زمانے میں

حصول تعلیم کا بے حد شوق تھا مگر سروس میں وقت کم ملتا تھا۔ بہرحال آپ نے ہمت نہ ہاری، مطالعہ کرتے رہے اور 1967ء میں لاہور بورڈ سے ایف۔اے کا امتحان پاس کرلیا۔ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور 1970ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی۔اے کرلیا۔ وہ بی۔اے کرنے کے بعد ایجوکیشن کور میں جانے کا ارادہ رکھتے تھے مگر شاید قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔

1976ء میں فیلڈ ایمبولینس کے ساتھ پشاور میں اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے جب انہیں نائب صوبیدار ترقیاب کیا گیا۔ 1980ء میں ان کی درخواست پر کوٹلی تبدیل کیا گیا کیوں کہ وہ گھریلو مسائل کی بناء پر گھر کے قریب رہنا چاہتے تھے۔ بعد ازاں 1981ء میں ترقی دے کر صوبیدار بنا دیا گیا۔ آرمی ایجوکیشن کور میں J.C.O بننے کا خواب تو پورا نہ ہوا مگر اپنے ہی کیڈر میں جلد ہی جونیئر کمیشنڈ آفیسر بن گئے۔

سروس کے دوران ہر کوئی ترقی کا خواہاں ہوتا ہے۔ ملازمت کا یہ سفر جو 1955ء میں شروع ہوا تھا 1985ء میں تیس سال کی خدمات کے بعد اس وقت اختتام پذیر ہوا جب انہوں نے 1985ء میں دس ماہ کی LPR لی اور گھر سدھارے۔ پھر 1986ء میں باقاعدہ ریٹائرمنٹ ہوئی اور مروجہ مراعات اور پنشن حاصل کی۔ آپ تیس سالہ کیریئر میں ایک مستعد، باصلاحیت اور ایماندار اہل کار کے طور پر جانے جاتے تھے اور انہیں متعدد اعزازات و تعریفی اسناد سے نوازا گیا۔

والد کی وفات کے بعد گھریلو ذمہ داریوں کا بوجھ ان کے کندھوں پر تھا۔ دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ چند سازشی عناصر نے اُنھیں زمین کے مقدمہ میں اُلجھا دیا، گاؤں میں ان کی غیر موجودگی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے زمین کا مقدمہ شروع کر دیا۔ اُنھیں سالوں یہ مقدمہ لڑنا پڑا مگر آپ حق کے حصول کے لیے تن تنہا ڈٹے رہے، پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور آخر کار اپنا جائز حق حاصل کر کے ہی دم لیا۔ آپ بہن بھائیوں کی کفالت اور نگہداشت بطریق احسن کرتے رہے۔ آپ نے اولاد کی تعلیم پر بھی خصوصی توجہ دی۔ یوں آپ کا گھرانہ سرساوہ میں سب سے زیادہ پڑھا لکھا تصور کیا جاتا ہے۔ آپ کے بیٹوں میں سرفراز احمد ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی ہیں جو علاقہ سرساوہ میں پہلے ایڈووکیٹ بھی ہیں۔ انہیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ اس علاقہ کی منگرال قبیلہ میں پہلے درجہ اوّل مجسٹریٹ بھی ہیں۔ دورانِ سروس وہ بحیثیت ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن ضلع پلندری (سدھنوتی) بھی رہے۔

صوبیدار شہباز خان کے منجھلے بیٹے نوید احمد کی تعلیمی قابلیت ایم۔سی۔ایس ہے اور وہ MS (ایم فل) بھی کر رہے ہیں۔ ان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ علاقہ سرساوہ میں پہلے B-17 لیکچرر ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے علاقہ سرساوہ کی منگرال فیملی میں کوئی ڈائریکٹ

لیکچرر نہ تھا۔ نوید احمد سے چھوٹے بیٹے توقیر احمد ایم اے انگلش ہیں، وہ اپنے علاقہ کے پہلے شخص ہیں جو پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ڈائریکٹ اے ایس آئی (ASI) بھرتی ہوئے، وہ آج کل سب انسپکٹر کے عہدے پر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور مختلف تھانوں میں بحثیت ایس ایچ او بھی تعینات رہے۔ ان کی سروس کا زیادہ تر حصہ سہنسہ، کھوئی رٹہ، کوٹلی اور میرپور کے تھانوں میں گزرا۔

توقیر احمد سے چھوٹے بیٹے ظہیر احمد نے ایم اے اُردو (پارٹ اوّل) کیا، کچھ عرصہ پرائمری مدرس رہنے کے بعد بسلسلہ روزگار سپین چلے گئے جہاں وہ اپنا کاروبار کرتے ہیں اور سپین میں موجود مسلم کمیونٹی میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔

اس بات سے صوبیدار شہباز خان کی علم دوستی کا ثبوت ملتا ہے کہ اُنھوں نے نامساعد حالات میں نہ صرف خود زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوئے بلکہ اپنے بچوں کو بھی علم کی روشنی سے آراستہ ہونے کا پورا پورا موقع فراہم کیا۔ صوبیدار شہباز خان نے بھرپور زندگی گزاری اور وہ ان خوش قسمت لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے اپنے بچوں کو مختلف محکموں میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھاتے ہوئے دیکھا۔

آپ کا وصال 16 مارچ 2011ء بروز بدھ بمطابق 9 ربیع الثانی 1432 ہجری، دن ایک بج کر 50 منٹ پر ہوا جب کہ آپ کی نماز جنازہ 17 مارچ 2011ء بروز جمعرات دن 3 بجے ادا کی گئی۔ آپ کی نماز جنازہ میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین!

راجہ محمد اکرم خان

راجہ محمد اکرم خان کاتعلق سرساوہ کے ''عزت خانیاں'' گھرانے سے ہے۔فی الوقت وہ سرساوہ میں زکوٰۃ وعشر کے چیئر مین ہیں۔ان کی زندگی جہد مسلسل کاعملی نمونہ ہے۔ان کا خانوادہ آزادی سے قبل حکومت دخیل رہاہےاوران کے داداکوسرکار کی طرف سے ''سردار'' کاخطاب ملاتھا۔

سن 1936ء کا کوئی روشن دن تھا۔سرساوہ میں نمبردار راجہ غوث محمد خان کے گھر خوشیوں کاراج دکھائی دے رہاتھا،جشن کاسماں تھا۔لوگ جوق در جوق مبارک باد دینے آرہے تھے۔وجہ۔۔۔؟ یہ تھی کہ۔اللہ کریم نے نمبردار راجہ غوث محمد خان کو بیٹے سے نوازا تھا۔دل کھول کرخوشیاں منائی گئیں اورنومولود کا نام راجہ محمد اکرم خان رکھا گیا۔نمبردار راجہ محمد اکرم خان ''عزت خانیاں'' گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔عزت خانیاں کی وجہ تسمیہ اگر بیان کی جائے تو وہ کچھ یوں ہے کہ راجہ محمد اکرم خان کاشجرہ نسب بارہویں پشت میں راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان سے جاملتا ہے۔راجہ سربلند خان سرساوہ میں منگرال راجپوت قبیلے کے جدِ امجد ہیں۔دسویں پشت میں راجہ محمد اکرم خان کاشجرہ نسب پولا جی عرف عزت خانیاں سے جاملتا ہے۔پولا جی عرف عزت خانیاں راجہ رزاق خان کے سب سے بڑے بیٹے ہونے کے ناطے عزت خانیاں کے نام سے مشہور ہوئے اور آج تک ان کی اولاد سرساوہ میں عزت خانیاں کے نام سے جانی جاتی ہے۔

راجہ محمد اکرم خان نے جس گھر میں آنکھ کھولی وہ معاشی تنگدستیوں سے آزاد گھر تھا۔گھر میں ہروقت کام کرنے والے دوچار آدمی موجود رہتے تھے۔گھر کے باسیوں کے دلوں میں فکرِ معاش کا گزر تک نہ تھا۔راجہ محمد اکرم خان کے والد نمبردار راجہ غوث محمد خان،ایک نامی گرامی نمبردار تھے آپ کے دادا راجہ حسن خان ''سردار'' کہلاتے تھے۔یہ خطاب اُنھیں ہندو مہاراجہ نے دے رکھا تھا۔سردار راجہ حسن خان کے ماتھے پر ہرسال سرکار کی طرف سے سرداری کا ٹِکہ لگایا جاتا تھا۔اس سلسلہ میں ہرسال سدروٹ سرساوہ میں ایک پرشکوہ تقریب منعقد ہوتی تھی جس میں تمام سرکاری اہلکار شریک ہوتے تھے۔اس تقریب میں سرداری کا ٹیکہ لگانے کا اعادہ کیا جاتا تھا۔

راجہ محمد اکرم خان کی عمر ابھی نوسال ہی تھی کہ والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔راجہ محمد اکرم خان نے پانچویں تک تعلیم پرائمری سکول سرساوہ سے حاصل کی۔یہ اس دور میں سرساوہ کا واحد تعلیمی ادارہ تھا۔آج بھی جب نمبردار راجہ محمد اکرم خان اس دور کے اپنے پسندیدہ اساتذہ کا ذکر کرتے ہیں تو ماسٹر کرم چند کا نام ضرور لیتے ہیں۔گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے راجہ صاحب اپنی تعلیم مکمل نہ کرسکے اور تعلیم اُدھوری چھوڑ کر گھر کی دیکھ بھال میں مصروف ہوگئے۔1976ء میں آپ سعودی عرب چلے گئے جہاں ''Sileco'' کمپنی میں بطور ڈرائیور خدمات سرانجام دیتے رہے اور وہیں پر 1980ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج کی سعادت نصیب کی۔علاوہ ازیں دوران ملازمت آپ نے کئی عمرے بھی کیے اور کعبۃ اللہ اور روضہء رسول ﷺ کی زیارت سے قلب و ذہن کو منور کیا۔1981ء میں آپ گھر تشریف لائے اور سماجی و سیاسی کاموں میں حصہ لینا شروع کردیا۔آپ نے اپنی سیاسی سرگرمیوں کے لیے مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم کو منتخب کیا۔جب مسلم لیگ (ن)

آزاد کشمیر میں دسمبر 2010ء کو وجود میں آئی تو آپ اس میں شامل ہو گئے۔

آپ 1982ء تا 1990ء بحیثیت چیئرمین زکوٰۃ وعشر کمیٹی فرائض ادا کرتے رہے۔ 1990ء میں آپ انگلینڈ چلے گئے جہاں آپ نے انتہائی محنت اور لگن سے کام کیا۔ 1998ء میں آٹھ سال کے قیام کے بعد آپ انگلینڈ سے واپس اپنی جنم بھومی سرساوہ آ گئے اور پھر سے سیاسی وسماجی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ چونکہ راجہ صاحب کو گھڑ سواری اور کبڈی کے علاوہ سیر وتفریح کا بھی شوق تھا۔ لہٰذا اپنے آٹھ سالہ قیام انگلینڈ کے دوران آپ نے اپنے سیر وتفریح کے شوق کو بھی بھرپور طریقے سے پورا کیا۔ اس وقت آپ زکوٰۃ وعشر کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے خدمات دے رہے ہیں۔

راجہ محمد کفایت خان

راجہ محمد کفایت خان کا تعلق سرساوہ سے ہے۔ آپ نے پاکستان کی قومی فضائی کمپنی پی آئی اے میں 34 سال سروس کے بعد ریٹائرمنٹ لی۔ آج کل آپ علاقہ سرساوہ میں سماجی کاموں میں مشغول ہیں۔

راجہ محمد کفایت خان 6 ستمبر 1934ء میں راجہ ولایت خان کے ہاں سرساوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرہ نسب ساتویں پشت میں راجہ سوار خان عرف بوڑھے خانیاں سے جاملتا ہے جب کہ نویں پشت میں آپ کا رشتہ راجہ سربلند خان عرف پہاڑ خان سے جُڑتا ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم پرائمری سکول باغ بخشیاں پنجیڑہ سے حاصل کی۔ آپ تعلیم میں اچھے طالب علم جانے جاتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول کوٹلی میں داخلہ لیا جہاں سے آپ نے 1956ء میں میٹرک امتیازی نمبروں سے پاس کی۔ پائلٹ ہائی سکول سے آپ نے میٹرک میں تیسری پوزیشن حاصل کی، اس وقت تمام امتحانات پنجاب بورڈ کے تحت ہوتے تھے۔

16 مارچ 1956ء میں آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ والد کی ناگہانی موت سے آپ کی تعلیم کا سلسلہ بھی عارضی طور پر ٹوٹ گیا۔ گھر کے مالی حالات زیادہ اچھے نہ تھے جس کی وجہ سے آپ نے کراچی جانے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت اکثر لوگ ملازمت کے لیے کراچی کا رُخ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ 1958ء میں کراچی چلے گئے، وہاں آپ نے تین ماہ ایک پرائیویٹ ادارے میں کام کیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد آپ نے پاکستان ایئر فورس میں بحیثیت ایل۔ ڈی۔ سی (Lower Divisional Clerk) ملازمت اختیار کی۔ آپ اس عہدے پر پی۔ اے۔ ایف میں دو سال تک کام کرتے رہے۔ چونکہ آپ طبعاً ایک مستقل مزاج انسان تھے، کام کی حد درجہ لگن تھی۔ اس لیے آپ نے ان دو سالوں میں بڑی دِل جمعی اور جاں فشانی سے کام کیا اور ادارے میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے۔ لیکن ایک دن آپ کی سوچ بدلی اور آپ نے 1961ء میں پی آئی اے میں بحیثیت ٹائپسٹ کلرک ملازمت اختیار کر لی۔ تین سال تک اسی عہدے پر کام کرتے رہے۔ آپ کے اندر حصولِ علم کی تڑپ موجود تھی مگر والد کی وفات سے سلسلہ تعلیم منقطع ہو گیا تھا۔ جب حالات قدرے بہتر ہوئے تو آپ نے پڑھائی کی طرف توجہ دی۔ 1964ء میں آپ نے ملازمت کے ساتھ ساتھ آئی۔ کام کا امتحان پاس کر لیا اور آپ کو انسپکشن اسسٹنٹ کے عہدے پر ترقی دے دی گئی۔ اس عہدے پر آپ نے اپنے فرائض منصبی بطریق احسن سرانجام دیئے۔

یہاں آپ کے فرائض میں فلائٹ کے شیڈول کو چیک کرنا اور مینٹیننس کی دیکھ بھال کرنا تھی۔ پھر 1967ء میں آپ نے کراچی یونیورسٹی سے بزنس ایڈمنسٹریشن میں گریجوایشن مکمل کی، آپ کی تعلیمی قابلیت، کام سے لگن اور ایمانداری کو دیکھتے ہوئے آپ کو 1967ء میں سنیئر انسپکشن اسسٹنٹ کے عہدے پر ترقی دے دی گئی۔ اس دوران میں آپ لگاتار محنت کرتے رہے اور کراچی سے بہت کم ہی گاؤں آنا ہوتا

تھا۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو آفیسر گریڈ میں ترقی ملی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے قدرت کچھ ایسی مہربان ہوئی کہ یکے بعد دیگرے آپ کو سلیکشن گریڈ میں تین ترقیاں ملیں۔ آپ کو پی آئی اے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

پی آئی اے میں چونتیس سالہ خدمات کے بعد بالآخر 1994ء میں آپ آفیسر گریڈ میں ریٹائر ہوئے۔ آپ نے 34 سال پی آئی اے میں خدمات سرانجام دیں۔ یہاں رہتے ہوئے آپ نے علم کی پیاس بھی بجھائی۔ آپ تقریباً چالیس سال اپنے وطن اور گھر سے دُور رہے تھے۔ آپ گھر میں رہ کر اس خطہ کے لوگوں کی خدمت کا عزم رکھتے تھے اس لیے آپ نے مختلف کمپنیوں کی طرف سے نوکری کے لیے پیش کش ٹھکرا دیں۔ جن میں ایئر وایشیاء (Aeroasia) بھی شامل ہے۔ لیکن آپ نے اپنے آپ کو خدمتِ خلق کے لیے وقف کرنا ہی مناسب سمجھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے آپ کو مختلف رفاعی کاموں کے لیے وقف کر دیا۔

آپ نہایت ہی شریف النفس انسان ہیں۔ علاقہ سرساوہ میں آپ کا نام عزت واحترام سے لیا جاتا ہے۔ کبڈی اور بازوگیری کے مقابلے آپ کے پسندیدہ شوق ہیں جنھیں آپ بڑے ذوق وشوق سے دیکھتے ہیں۔ آپ کا زیادہ تر وقت گھر میں ہی گزرتا ہے اور ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

راجہ محمد کبیر خان

سیلانی طبیعت کے مالک راجہ کبیر خان ایک صلح جُو انسان ہیں۔دنیا دیکھنے اور گھومنے پھرنے کا بچپن سے شوق تھا جو اُنھوں نے پورا کیا۔سیاست میں بھی حصہ لیا۔گاؤں کے بڑے ہیں اس لیے برادری کے تنازعات کے فیصلے کرنے کا اختیار بھی رکھتے ہیں۔لوگوں کو باہم شیر وشکر رکھنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔یہی ان کی وجہ شہرت اور باعث نیک نامی ہے۔

راجہ محمد کبیر خان 1958ء میں سرساوہ میں راجہ پنوں خان کے گھر پیدا ہوئے۔اُنھوں نے اپنا بچپن سرساوہ میں ہی گزارا اور ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول سرساوہ میں حاصل کی۔یہ ادارہ اس وقت علاقہ میں واحد پرائمری سکول تھا جو ہندوؤں کے دور سے چلا آ رہا تھا۔پرائمری پاس کرنے کے بعد راجہ محمد کبیر خان گورنمنٹ مڈل سکول پنجیڑہ باغ بخشیاں میں داخل ہوئے۔وہاں سے مڈل امتیازی حیثیت سے پاس کی۔میٹرک میں زیر تعلیم تھے کہ تعلیم سے اُکتا گئے اور تعلیم کو خیر باد کہہ دیا۔کچھ لوگوں کے نصیب میں ساری زندگی آرام لکھا ہوتا ہے۔شاید راجہ محمد کبیر خان کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا ہے جن کا مقصد زندگی میں اس قول کے مطابق ہوتا ہے کہ؛

''کمائے گی دنیا کھائیں گے ہم''

اسی قول پر عمل کرتے ہوئے آپ کو کراچی دیکھنے کا شوق ہوا۔چنانچہ آپ 1979ء میں چند ساتھیوں کے ہمراہ کراچی چلے گئے۔وہاں کچھ عرصہ قیام کیا،خوب گھومے پھرے اور زندگی کی رعنائیوں سے لطف اندوز ہوئے۔تعلیم اُدھوری چھوڑ کر وہ کچھ اور تو نہ کر سکے البتہ سماجی اور سیاسی کاموں میں مشغول ہو گئے۔یہی وہ تڑپ تھی جو اُنھیں کراچی سے سرساوہ لے آئی اور یہاں اُنھوں نے ہر مکتبہ فکر کے لوگوں سے میل جول بڑھایا اور بہت ہی کم وقت میں سیاست میں ایک مقام حاصل کر لیا۔اسی دوران میں اُنھیں انگلینڈ دیکھنے کا شوق ہوا۔آپ 1986ء میں انگلینڈ تشریف لے گئے اور وہاں چھ ماہ کے دوران خوب سیر وتفریح کی۔

انگلینڈ سے واپسی پر آپ سیاست میں ایک بار پھر سرگرم ہو گئے اور باقاعدہ مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم سے سیاست میں حصہ لیا۔1992-93ء آپ نے ڈسٹرکٹ کونسلر کے الیکشن میں حصہ لیا۔آپ الیکشن میں ایک آزاد امیدوار کے طور پر سامنے آئے۔جب کہ آپ کے مدمقابل علاقہ سرساوہ کی جانی پہچانی اور قدآور شخصیت راجہ محمد اسماعیل خان تھے۔یہ الیکشن راجہ محمد کبیر خان جیت تو نہ سکے البتہ اُنھوں نے اپنے شوقِ سیاست کو پورا ضرور کیا۔راجہ محمد کبیر خان کی شادی 1978ء میں ہوئی جو اِن کے گھر والوں کی مرضی ومنشاء سے انجام پائی۔آپ کے تین بیٹے ہیں۔

راجہ محمد کبیر خان کے والد گرامی راجہ پنوں خان علاقہ سرساوہ کے ان پہلے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جو انگلینڈ تارک وطن ہوئے۔

آپ 63-1962ء میں انگلینڈ گئے۔ جب ویزے کا کوئی نظام متعارف نہ تھا۔ راجہ محمد کبیر خان کے بڑے بھائی راجہ محمد بشیر خان بھی انگلینڈ میں مقیم ہیں۔ وہ بھی پہلے پہل انگلینڈ جانے والے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ راجہ محمد بشیر خان ووچر سسٹم کے تحت انگلینڈ گئے اور ابھی تک وہیں مقیم ہیں۔

راجہ محمد کبیر خان نے اپنا بچپن اور لڑکپن انتہائی شرافت سے گزارا۔ اُنھیں فائٹر (Fighter) کتے پالنے کا بہت شوق تھا جو اُنھوں نے بطریق احسن پورا کیا۔ اُنھوں نے کبھی کسی سے لڑائی نہ کی اور آج بھی بہت سی لڑائیوں کے فیصلے کروانے میں آپ کا کلیدی کردار ہے جس کی وجہ سے کئی خاندانوں کے درمیان صلح صفائی ہوئی اور وہ خوش وخرم زندگی بسر کر رہے ہیں۔

راجہ محمد کبیر خان اپنی زندگی کو خوب انجوائے کر رہے ہیں۔ آپ کا خاندانی تعلق راجہ سربلند خان کے منجھلے پوتے سوار خان عرف بوڑھے خانیاں سے ہے۔

راجہ سرور خان

چاک وچوبند راجہ سرور خان علاقہ سرساوہ کی ایک متحرک شخصیت تھے۔ انہیں علاقہ میں مقبول کھیل ''بینی'' یا ''بازوگیری'' کا بڑا شوق تھا۔ گردونواح کے علاقوں میں بازوگیری کے مقابلوں میں حصہ لیتے رہے اور اپنے علاقے کا نام روشن کرتے رہے۔ اُنھوں نے پاک فوج اور پاکستان ریلوے میں ملازمت کی۔ بعدازاں مشرق وسطیٰ چلے گئے اور خطہ عرب میں بائیس سال تک محکمہ دفاع سے منسلک رہے۔ جدوجہد سے بھرپور زندگی گزارنے کے بعد 2006ء میں دارِفانی سے کوچ کیا۔ اللہ انہیں غریق رحمت کرے۔

راجہ سرور خان، راجہ شیر محمد خان کے بیٹے تھے، وہ 23-1922ء میں سرساوہ میں پیدا ہوئے، ان کی پیدائش پر گھر میں جشن برپا ہوا۔ راجہ سرور خان چونکہ اکلوتے بیٹے تھے اس لیے گھر میں لاڈ پیار کا ماحول ملا۔ ان کا شجرہ نسب دسویں پشت میں ''راجہ سر بلند خان'' سے جاملتا ہے۔ ان کا نسب ''رزاق خان'' کے بڑے بیٹے پولا جی (عزت خانیاں) کے چھوٹے بیٹے ''بارو خان'' سے ملتا ہے۔

اس خاندانی پس منظر اور آسودہ حالی کی وجہ سے راجہ سرور خان معاشرے میں مؤثر اور قابل عزت فرد کی حیثیت سے نمایاں ہوئے۔ عملی زندگی کے اعتبار سے راجہ سرور خان پہلے پاک فوج میں بھرتی ہوئے۔ دس سال اس عسکری شعبے میں خدمات سرانجام دینے کے بعد ریلوے کے محکمے میں ملازمت اختیار کرلی یہاں بھی تقریباً دس سال کے بعد ملازمت سے ریٹائر ہوگئے۔

راجہ سرور خان نے روزگار کے لیے مختلف شعبوں میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ آزاد کشمیر کے مقبول اور روایتی کھیل بازوگیری (بینی بازی) کو بھی اپنے شوق کے طور پر اپنائے رکھا۔ اس میدان میں انھوں نے مہارت اور برتری کا ثبوت دیا۔ ان کی زندگی میں بازوگیری کے کئی یادگار معرکے ہوئے۔ ملازمت کے بعد بھی راجہ سرور خان نے نہ صرف یہ کھیل اپنے شوق کے طور پر اپنائے رکھا بلکہ اس کے فروغ کے لیے سرپرستانہ کردار بھی ادا کیا۔ ان کے اس شوق اور دل چسپی سے آزاد کشمیر اور بیرون ملک بھی بینی بازی کے اکھاڑوں میں کافی گہما گہمی اور رونقیں رہتی تھیں۔

راجہ سرور خان نے اپنی پہلوانی کی زندگی میں کئی نامور پہلوانوں (بینی بازوں) کو شکست دی۔ ان پہلوانوں میں ''پہلوان آف انڈیا'' بھی شامل ہے۔ یہ پہلوان آزادی کے بعد پاک فوج سے لیفٹیننٹ یا کیپٹن کے عہدے سے ریٹائر ہوا تھا اس کی شہرت پورے ہندوستان میں تھی۔ اس سے مقابلے کے لیے بڑے بڑے بازوگیر پہلوان رضامند نہ ہوتے تھے۔

اسی طرح راجہ سرور خان کا ایک اور یادگار معرکہ بازوگیری کھوئی رٹہ کے نامور پہلوان ''لطیف'' سے ہوا، لطیف اس دور میں رستم میرپور (کوٹلی اس وقت میرپور کی تحصیل تھی) کہلاتا تھا۔ یہ مقابلہ کھوئی رٹہ کی مشہور روایتی سرگرمی بیساکھی پر ہوا تھا۔ مقابلہ بہت زوردار اور دلچسپ تھا۔ بظاہر مقابلہ میں فریقین برابر تھے لیکن بعض تکنیکی امور میں پہلوان لطیف کو برتری حاصل ہوگئی اس لیے مقابلے کے منصفین نے

لطیف کو کامیاب قرار دیا۔

راجہ سرور خان کا ایک مقابلہ بنی بازی سہنسہ (اسلام آباد) کے پہلوان ''راجہ شریف'' سے بھی ہوا۔ یہ غالباً 1972ء سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس معرکہ بازوگیری میں راجہ سرور خان نے راجہ شریف بازوگیر کو ہرا دیا۔ راجہ شریف نے اس شکست کے بعد اس روایتی کھیل سے خاموشی کے ساتھ ریٹائرمنٹ لے لی، اب وہ برطانیہ میں مقیم ہیں۔

راجہ سرور خان کو اس کھیل کا جنون کی حد تک شوق تھا، ملازمت کے بعد جب وہ دبئی گئے تو وہاں بھی اُنھوں نے یہ سرگرمی ترک نہ کی۔ دبئی جانے کا واقعہ بھی دلچسپ ہے، راجہ سرور خان وہاں لانچ کے ذریعے گئے۔ آبی سفر کے دوران ان کی لانچ کئی چٹانوں سے ٹکرائی اور ہچکولے کھاتی رہی، یہ بہت کٹھن سفر تھا۔ وہ اس کے بعد عرب ملک میں 22 سال تک محکمہ دفاع میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس کے بعد وہ اپنے آبائی گاؤں سرساوہ (نگئی) واپس آ گئے۔ راجہ سرور خان ایک بھرپور، متحرک اور باعزت زندگی گزارنے کے بعد 2 نومبر 2006ء کو اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔ اللہ اُنھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، آمین!

راجہ زید اللہ خان

راجہ زید اللہ خان، راجہ زراعت اللہ خان کے ہاں 13 جنوری 1952ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی جائے پیدائش سرساوہ کے ایک دُور افتادہ گاؤں گنگناڑہ ہے۔ آپ کے والد راجہ زراعت اللہ خان محکمہ جنگلات میں ملازمت کرتے تھے۔ جب کہ آپ کے دادا ذیلدار راجہ سیف علی خان 1947ء سے پہلے علاقہ سرساوہ کے ذیلدار تھے۔ آپ کا شمار نامی گرامی ذیلداروں میں ہوتا تھا۔ آپ کو براہِ راست مہاراجہ کشمیر تک رسائی حاصل تھی۔ (مکمل تفصیل مضمون ذیلدار راجہ سیف علی خان میں ملاحظہ کریں۔)

راجہ زید اللہ خان کا بچپن اپنے والد کے ساتھ گزرا۔ وہ جہاں بھی تعینات ہوتے رہے اپنی فیملی کو بھی ساتھ رکھتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کی ابتدائی تعلیم مختلف جگہوں پر رہی۔ آپ نے پہلی اور دوسری جماعت چناری میں، تیسری اور چوتھی جماعت بھمبر، پانچویں اور چھٹی جماعت ڈڈیال (ہل بگام)، ساتویں جماعت ہائی سکول کوٹلی سے، جب کہ آٹھویں اور نویں جماعت ہائی سکول سہنسہ سے پاس کی۔ آپ نے میٹرک 1967ء میں ہائی سکول کوٹلی سے اعلیٰ نمبرات میں پاس کی۔ آپ کلاس میں تیسرے نمبر پر تھے جب کہ سائنس میں آپ کی پہلی پوزیشن تھی۔ 1969ء میں آپ نے ایف۔ ایس۔ سی گورنمنٹ ڈگری کالج میرپور سے پاس کی۔ آپ تعلیم میں ایک لائق، ذہین اور محنتی طالب علم جانے جاتے تھے۔

راجہ زید اللہ خان بی۔ ایس۔ سی میں گورنمنٹ گورڈن کالج راولپنڈی میں داخل ہوئے لیکن بوجوہ آپ امتحان نہ دے سکے۔ 1973ء میں آپ نے محکمہ جنگلات میں ملازمت اختیار کی۔ 1973ء سے 1975ء تک آپ ٹریننگ کرتے رہے اس دوران میں آپ نے فاریسٹری کا امتحان بھی پاس کرلیا۔ آپ نے بی۔ ایس۔ سی کا امتحان فاریسٹری میں اعزازی نمبرات میں پاس کیا اور محکمہ جنگلات میں رینج آفیسر مقرر ہوئے۔

آپ دورانِ ملازمت پورے آزاد کشمیر میں تعینات رہے۔ محکمہ جنگلات میں آپ کا نام ایک دیانت دار آفیسر کے طور پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ آپ نے کبھی سفارش یا رشوت لے کر کوئی ناجائز کام نہ کیا بلکہ جس کا جتنا حق بنتا تھا، اُس کو اتنا ہی دیا۔ آپ فیصلہ کرنے میں لیت ولعل سے کام نہ لیتے اور جو بھی فیصلہ کرتے اس پر ثابت قدم رہتے تھے۔

آپ نے بطور رینج آفیسر، کوٹلی، گڑھی دوپٹہ میں خدمات سرانجام دیں۔ آپ کچھ عرصہ A.C.F کے طور پر بھی فرائض سرانجام دیتے رہے اور اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ راولاکوٹ اور پلندری میں بھی تعینات رہے۔ سال 2000ء میں آپ ورکنگ پلان میں راولاکوٹ رہے اور 2001ء میں واپس کوٹلی DFO آگئے۔ آپ 2003ء سے 2005ء تک DFO میرپور رہے اور پھر اپریل 2005ء سے 2009ء تک کوٹلی میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ راجہ زید اللہ خان فروری 2010ء میں Conservator of Forest ترقیاب ہوئے۔ اگست 2010ء میں آپ کے دل کا آپریشن (Bypass) ہوا۔

آپ 12 جنوری 2012ء تک میرپور میں بحیثیت Conservator of Forest خدمات انجام دینے کے دوران میں ریٹائر ہوئے۔ آج کل آپ ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ نے دورانِ سروس ایک بھرپور زندگی گزاری۔ آپ نے کبھی اُصولوں پر سمجھوتہ نہ کیا۔ اللہ سے دُعا ہے کہ نوجوان نسل آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے قوم کی خدمت کرے۔ آمین!

راجہ محمد رفیق

راجہ محمد رفیق علاقہ سرساوہ کے پہلے شخص تھے جنہوں نے سائنس میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔اپنے علاقہ میں طویل عرصہ سے شعبہ تعلیم میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اپنی قابلیت، پیشہ سے لگن اور شرافت کی وجہ سے جانے جاتے ہیں۔فی الوقت کوٹلی میں بطور ماہر مضمون کام کر رہے ہیں۔

راجہ محمد رفیق 2 جنوری 1966ء میں راجہ محمد نذیر خان کے گھر پیدا ہوئے۔راجہ محمد نذیر خان کا شجرہ نسب گیارویں پشت میں راجہ سربلند خان سے جاملتا ہے جب کہ آٹھویں پُشت میں آپ کا نسب پولا جی عرف عزت خانیاں سے جاملتا ہے۔راجہ محمد رفیق کا بچپن سرساوہ میں گزرا۔آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول سرساوہ سے حاصل کی۔چھٹی جماعت میں آپ نے گورنمنٹ ہائی سکول پنجیڑا کا رُخ کیا جہاں آپ نے خوب دل لگا کر محنت کی اور پندرہ سال کی عمر میں 1981ء میں میٹرک سائنس مضامین کے ساتھ پاس کی۔آپ نے سکول میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔F.Sc کے لیے آپ نے گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی کا رُخ کیا یہاں بھی آپ نے محنت ہی کو اپنا شعار بنایا اور 1983ء میں F.Sc میں کالج میں اول پوزیشن لی۔نامساعد حالات کی وجہ سے آپ کو تعلیم اُدھوری چھوڑنا پڑی اور آپ نے ہائی سکول ملہاڑ میں بحثیت استاد ملازمت اختیار کرلی۔یہ بات آپ کے بڑے بھائی راجہ محمد ریاض کو گوارہ نہ ہوئی اور اُنھوں نے آپ کو ملازمت چھوڑ کر دوبارہ پڑھائی کے لیے اصغر مال کالج راولپنڈی داخل کروادیا۔آپ نے 1986ء میں B.Sc فرسٹ ڈویژن میں پاس کی۔پڑھائی کی لگن ،والدین کی اَن تھک محنت اور بھائی کے دستِ شفقت سے آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ایس۔سی کی ڈگری 1989ء میں فرسٹ ڈویژن میں پاس کی۔یوں آپ راجہ سربلند خان کی نسل میں وہ پہلے شخص بن گے جنہوں نے علاقہ سرساوہ سے پہلی بار M.Sc کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد پیشہ پیغمبری ﷺ کو ہی اپنا نصب العین بنایا اور 2 ستمبر 1989ء میں بحثیت سنئیر سائنس مدرس گورنمنٹ ہائی سکول بڑیگوڑہ حاضری دی۔کچھ عرصہ بعد آپ کا تبادلہ انٹر کالج پنجیڑہ بحثیت سنئیر سائنس مدرس کر دیا گیا۔آپ نے یہاں 12 سال درس وتدریس کی۔اس دوران بڑے نامی گرامی طالب علم آپ سے فیض یاب ہوئے۔ان میں راجہ عبدالراؤف ایڈووکیٹ، انجینئر راجہ عبدالرحمٰن ،ڈاکٹر راجہ طارق کمال ،انجینئر راجہ نزاکت علی ،انجینئر راجہ بشارت ،انجینئر ریاست علی بھٹی ،بیرسٹر ملک اسرار احمد، چودھری محمد عارف ایڈووکیٹ ،ڈاکٹر سید شفقت حسین کے علاوہ راقم بھی شامل ہے۔

2001ء میں آپ کو بحثیت اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر (AEO) تعینات کیا گیا جہاں آپ نے پانچ سال تک خدمات سرانجام دیں۔بعد میں آپ کو بحثیت ماہر مضمون ریاضی پرموٹ کیا گیا۔آپ کو شعبہ تدریس سے جنون کی حد تک محبت ہے۔آپ نے دوران پڑھائی ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا۔آج کل آپ بوائز ایلیمنٹری کالج کوٹلی میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور علاقہ سرساوہ میں فلاحی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

راجہ محمد قاسم خان

آزاد منش راجہ محمد قاسم خان ایک پکے اور سچے مسلمان تھے، اسلام کی خاطر جان دینے پر تیار رہتے۔ آپ نے دو مرتبہ سامراج کے خلاف بغاوت کی۔ دوسری جنگ آزادی میں حصہ لیا اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ اپنے علاقہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جانے والا یہ سچا اور کھرا شخص لوگوں کو مدتوں یاد رہے گا۔

راجہ محمد قاسم 1919ء (1975 بکرمی) میں راجہ غلام محمد خان کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرہ نسب نویں پشت میں راجہ سربلند خان سے جاملتا ہے۔ بلیا خان راجہ سوار خان عرف بوڑھے خانیاں کے پوتے تھے۔ راجہ سوار خان عرف بوڑھے خانیاں راجہ رزاق خان کے منجھلے بیٹے اور راجہ سربلند خان کے پوتے تھے۔

راجہ محمد قاسم خان کا بچپن خوشحالی میں گزرا۔ ان کے والد راجہ غلام محمد خان نے اٹھارہ سال تک توپ خانے میں نوکری کی۔ وہ نیزہ بازی میں ماہر تھے۔ وہ بحیثیت حوالدار توپ خانہ سے ریٹائر ہوئے اور ایک روپیہ ماہانہ پنشن لیتے تھے۔ اس دور میں ایک روپیہ ماہوار بہت کم لوگوں کو ملتا تھا اس لیے گھر میں خوشحالی تھی۔ ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد راجہ غلام محمد خان نے زمینداری شروع کی اور کھیتی باڑی سے پورے سال کا خرچ نکل آتا تھا۔ پٹواری اور دیگر ملازمین کو اکثر اپنے گھر میں ٹھہراتے تھے۔

راجہ محمد قاسم خان نے ابتدائی تعلیم سرساوہ پرائمری سکول میں حاصل کی اس وقت ہندو مہاراجہ ہری سنگھ ریاست کا حکمران تھا اور علاقہ سرساوہ، پنجیڑہ، انواہی سرہوٹہ، ٹاہلیان تک واحد پرائمری سکول سرساوہ سدروٹ میں تھا اب جو مڈل سکول سرساوہ ہے۔ پانچویں جماعت پاس کرنے کے بعد راجہ محمد قاسم خان کو ان کے والد نے کوٹلی میں چھٹی جماعت میں داخلہ دلوایا۔ اس دوران میں ان کا سارا خرچ ان کے والد گھر سے بھیجتے رہے لیکن راجہ محمد قاسم خان چھٹی جماعت پاس کیے بغیر سکول چھوڑ آئے۔ سکول چھوڑنے کے بعد ان کے والد نے ان کی شادی کرادی۔ آپ کی شادی 27 بیساکھ 1993 بکرمی (1937ء) میں ہوئی۔ آپ کے چار بیٹے ہیں۔

راجہ محمد قاسم خان نے اپنی زندگی میں دو مرتبہ جنگ آزادی دیکھی۔ پہلی مرتبہ جب 32-1931ء میں علاقہ کے مسلمانوں نے راجہ کریم داد خان عرف راجہ کیماں خان کی سرکردگی میں ہندو مہاراجہ کے خلاف بغاوت کی اور تحریکِ عدمِ ادائیگیِ مالیہ میں حصہ لیا۔ (مکمل احوال مضمون راجہ کریم داد خان عرف راجہ کیماں خان ملاحظہ کریں۔)

دوسری مرتبہ جنگ آزادی 1947ء میں راجہ محمد قاسم خان نے بنفسِ نفیس حصہ لیا۔ (ان کا کردار راجہ سخی دلیر خان کے مضمون میں ملاحظہ کیجیے۔) راجہ محمد قاسم خان نے کوئی باضابطہ نوکری نہیں کی البتہ تحریکِ آزادی سے کچھ عرصہ پہلے بحیثیت ٹھیکیدار سرساوہ کوٹلی روڈ پر تعینات رہے۔ آزادی کے بعد سرساوہ میں آپ کی پنساری کی دُکان تھی اور وفات تک یہی دُکان ان کی روزی کا ذریعہ رہی۔

1947ء کے بعد جب پاکستان آرمی نے تمام مجاہدین کو گرفتار کیا تو آپ بھی 1948ء میں پاکستان آرمی کے ہاتھوں قید ہوئے تھے۔ راجہ محمد قاسم خان 11 اپریل 2003ء کو صبح پونے آٹھ بجے بروز جمعتہ المبارک اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ آمین!

راجہ محمد طالب خان

راجہ محمد طالب خان، راجہ بوستان خان کے گھر سرساوہ میں پیدا ہوئے۔ راجہ بوستان خان کا تعلق بھی عزت خانیاں گھرانے سے ہے۔ ان کا نسب دسویں پشت میں پولا جی عرف عزت خانیاں سے جاملتا ہے۔ یہ خاندان عزت خانیاں کے دوسرے بیٹے غریب خان کی اولاد سے ہے۔ راجہ محمد طالب خان نے نویں تک تعلیم حاصل کی۔ بچپن انتہائی غربت میں گزرا۔ والد گرامی محنت مزدوری کی غرض سے اکثر سندھ کی طرف جاتے رہتے تھے۔ یہ غربت ہی تھی جس کی وجہ سے راجہ محمد طالب خان اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ والد کی سخت محنت اور اپنوں کی کج ادائی اُنھیں زندگی کے ایک نئے موڑ پر لے آئی۔ راجہ محمد طالب خان نے خود محنت مزدوری کا فیصلہ کیا۔ ابھی ان کے کھیلنے کودنے کے دن تھے لیکن ان کے ذہن میں کچھ اور ہی تھا۔

وقت کا پہیہ گھومتا رہا، ماہ وسال گزرتے چلے گئے کہ ایک دن ان کے والد صاحب کے دوست سردار ولایت خان ان کے گھر آئے۔ راجہ بوستان خان نے اپنے دوست سردار ولایت خان سے کہا کہ وہ ان کے بیٹے کو انگلینڈ لے جائے۔ چنانچہ سردار ولایت خان ووچر سسٹم کے تحت راجہ محمد طالب خان کو انگلینڈ لے گئے۔

راجہ محمد طالب خان نے انگلینڈ میں خوب محنت کی اور دن رات محنت کر کے نہ صرف اپنے مالی حالات درست کیے بلکہ عزیز واقارب کی مالی معاونت بھی کی۔ راجہ محمد طالب خان نے وہاں مختلف فیکٹریوں میں کام کیا۔ پنشن کے بعد آپ نے وہاں حلال گوشت کا کاروبار کیا۔ اس کے ساتھ آپ نے گروسری کی تمام ورائٹی بھی مہیا کی۔ جلد ہی آپ بڑے بزنس مین بن گئے۔ آپ کے بیٹوں نے بھی آپ کے کاروبار میں ہاتھ بٹایا۔ علاقہ سرساوہ میں مختلف سماجی کاموں میں آپ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ آپ نے کئی مساجد تعمیر کروائیں اور کنوئیں کھدوائے۔

راجہ محمد طالب خان نے سیاست میں بھی قسمت آزمائی کی۔ اُنھوں نے 1987ء کے بلدیاتی الیکشن میں بحثییت ڈسٹرکٹ کونسلر حصہ لیا لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ چنانچہ وہ دل برداشتہ ہوگئے اور ہمیشہ کے لیے سیاست کو خیر باد کہہ دیا۔

راجہ محمد طالب خان نہ صرف اپنے قبیلے کی بڑی معتبر شخصیت ہیں بلکہ علاقہ سرساوہ میں ایک قد آور شخصیت بھی ہیں۔ آپ نہایت شریف النفس انسان ہیں، ہمیشہ دوسروں کے کام آنے والے۔ اگر کوئی ان سے زیادتی بھی کرتا تو یہ اُسے درگزر کرتے اور کبھی بدلہ نہ لیا۔ انہی خوبیوں کی بناء پر راجہ محمد طالب خان کا نام ہمیشہ اچھے الفاظ میں لیا جاتا ہے۔ اس وقت راجہ محمد طالب خان اپنی فیملی کے ہمراہ انگلینڈ میں مقیم ہیں۔

راجہ محمد تہذیب خان

راجہ محمد تہذیب خان 1953ء میں راجہ بوستان خان کے گھر سرساوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ راجہ محمد طالب خان سے عمر میں چھوٹے تھے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری سکول سرساوہ سے حاصل کی۔ مڈل کے لیے آپ باغ بخشیاں پنجیڑہ سکول چلے گئے۔ اُس وقت تک علاقہ میں یہ واحد مڈل سکول تھا۔ 1968ء میں آپ نے یہاں سے مڈل جماعت پاس کی۔ آپ بچپن سے ہی نہایت شرارتی تھے۔ بات بات پر جھگڑا کرنا اور دوسروں کے معاملات میں خواہ مخواہ اُلجھنا آپ کا شیوہ تھا۔

مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد ایک سال تک آپ نے ریڈیو مکینک کا کام سیکھا۔ پھر 1970ء میں امیدوار پٹواری بھرتی ہوئے۔ اسی دوران میں بندوبست کا کام شروع ہوا۔ آپ نے بحیثیت امیدوار پٹواری اس میں حصہ لیا۔ آپ نے بگاء اور سرساوہ کی گرداوری لکھنے میں حصہ لیا۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس وقت کے مشہور پٹواری فیروز دین کے ساتھ آپ نے کام کیا۔ 1970ء میں ہی فیروز دین پٹواری کشتی کے حادثہ میں جاں بحق ہو گئے اور آپ نے پٹواری بننے کا ارادہ ترک کر دیا۔ 1975ء تک آپ نے پنجیڑہ بازار میں منیاری کی دُکان کی۔ اس دوران میں پنجیڑہ میں آپ کا ڈنکا بجتا تھا۔

1976ء میں آپ تارک الوطن ہوئے۔ سعودی عرب کی AMS کمپنی میں بحیثیت لیبر گئے۔ وہاں آپ نے ڈرائیونگ سیکھی، لائسنس حاصل کیا اور بحیثیت ڈرائیور کمپنی میں کام شروع کر دیا۔ آپ 1998ء تک اسی کمپنی میں رہے۔ اس دوران میں آپ نے کچھ عرصہ بحیثیت مترجم بھی کام کیا۔ سرکاری طور پر کچھ عرصہ کے لیے آپ کو ایک دن مکہ میں اور ایک دن مدینہ میں گزارنا ہوتا تھا۔ دوران حج آپ ڈسپنسری میں بحیثیت رضا کار کام کرتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں سولہ حج کیے۔ 24 سال سعودی عرب میں گزارنے کے بعد 1998ء میں واپس وطن آئے۔ گھر آ کر آپ نے سماجی کاموں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ لیکن شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے آپ ٹھیکیدار (بحیثیت گورنمنٹ کنٹریکٹر) مشہور ہو گئے۔ آپ کی زیرِ نگرانی گرلز ہائی سکول سرساوہ، گرلز ہائی سکول انوہی سرہوٹہ، حضوری مسجد رنجالی اسلام آباد (سہنسہ) اور دیگر کئی منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچے۔

اس دوران میں بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر آپ نے ٹھیکیداری سسٹم کو خیر باد کہہ دیا۔ کچھ عرصہ منظرِ عام سے غائب رہے۔ نہ جانے ایک دن آپ کے دل میں کیا خیال آیا کہ آپ نے قبرستان کے گرد باڑ لگانی شروع کر دی۔ یہی وہ دن تھا جب آپ کی زندگی کا ایک نیا باب شروع ہوا اور آپ ایک بار پھر سماجی بلکہ دینی کاموں میں مشغول ہو گئے اور نگئی مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ نگئی مسجد کی تعمیر کے لیے تمام سرمایہ اور زمین آپ نے وقف کی۔ مسجد کی تعمیر اور تزئین و آرائش کے لیے آپ نے دن رات ایک کر دیئے۔ آپ کی تمام زندگی بڑی متحرک گزری۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے نیک کاموں کے صدقے اُنھیں خیر عطا فرمائے۔ آپ کینسر کے مرض میں مبتلا ہوئے اور کچھ عرصہ بسترِ مرگ پر رہنے کے بعد آپ 2011ء میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

آپ کے اکلوتے بیٹے راجہ محمد نصیر انگلینڈ میں مقیم ہیں اور برطانیہ کی مسلم کمیونٹی میں خاص مقام رکھتے ہیں۔

راجہ محمد شریف خان

سرساوہ کی معزز راجپوت فیملی کی شاخ ''بوڑھے خانیاں'' سے تعلق رکھنے والے چاک وچوبند راجہ شریف خان نے ایئرفورس کی سروس سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ 1947ء میں مملکت خداداد پاکستان وجود میں آئی تو آپ نے سروس کو خیر باد کہا اور آزادی کے وقت پاکستان آنے والے مہاجرین کی آبادکاری کے کاموں میں مشغول ہوگئے۔ بعد ازاں دو مرتبہ سرکاری ملازمت کی مگر وہ بھی راس نہ آئی تو گھر آ گئے اور سماجی کاموں میں عملی حصہ لینا شروع کیا اور یہی آپ کی زندگی کا مشن رہا۔ اب پیرانہ سالی میں بھی ایک عزمِ جواں رکھتے ہیں۔

راجہ محمد شریف خان نے 15 جون 1928ء کو راجہ زمان خان کے گھر آنکھ کھولی۔ وہ بچپن ہی سے چاک وچوبند اور ہوشیار تھے۔ والد کی مالی حالت اچھی نہ تھی اس لیے بچپن انتہائی کسمپرسی میں گزارا۔ والد محنت مزدوری کر کے گزر اوقات کرتے تھے۔ راجہ محمد شریف خان کا شجرہ نسب نویں پشت میں راجہ سربلند خان سے جاملتا ہے۔ یہ راجہ سربلند خان کے پوتے راجہ سوار خان عرف بوڑھے خانیاں کے سب سے چھوٹے بیٹے دادو خان کی اولاد سے ہیں۔ اس لیے اُنھیں داریال بھی کہتے ہیں۔ چونکہ سرساوہ بنیادی طور پر راجہ سربلند خان کی سلطنت تھی۔ راجہ سربلند خان کے تین پوتوں کے نام سے سرساوہ میں ان کی اولادیں مشہور ہوئیں۔ کوئی عزت خانیاں کے نام سے، کوئی بوڑھے خانیاں کے نام سے اور کوئی منجھی خانیاں کے نام سے مشہور ہوئے۔ سرساوہ ان تین بنڈوں (Parts) پر مشتمل تھا۔ داریال چونکہ بوڑھے خانیاں کی نسل سے ہیں اس لیے اُنھیں داریال کی بجائے بوڑھے خانیاں کے نام سے ہی موسوم کیا جانا چاہیے۔ داریالوں میں چونکہ اپنا نمبردار بھی ہوتا تھا جو کہ دادو خان کی اولاد سے تھا اس لیے بھی یہ لوگ اپنے آپ کو داریال کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں نہ کہ بوڑھے خانیاں۔

راجہ محمد شریف خان کی عمر ابھی سات سال ہی تھی کہ والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ ابھی ان کے کھیلنے کودنے کے دن تھے کہ بہت ساری ذمہ داریاں کندھوں پر آن پڑیں۔ والدہ بھی بہت پریشان ہوگئیں کہ اب گزربسر کیسے ہوگی، ماہ وسال گزرتے گئے اور ان کا بچپن بھی جوانی کی طرف بڑھتا گیا۔ حالات قدرے بہتر ہوئے تو والدہ نے ان کی شادی کا فیصلہ کرلیا۔ 1945ء میں ابھی آپ کی عمر سترہ سال تھی کہ آپ کی شادی کردی گئی۔ اس وقت کے رواج کے مطابق بازوگیری یا پتھر اُٹھانے کا مقابلہ ہوا کرتا تھا۔ راجہ محمد شریف خان کی شادی میں ''گجر خان'' (راجہ عدالت خان کے والد) اور کمہار پنجیڑہ والے کے درمیان بازوگیری کا مقابلہ ہوا۔ اس مقابلہ میں گجر خان کو شکست ہوئی اور کمہار نے یہ مقابلہ جیت لیا۔

شادی کے بعد آپ معاش کے لیے ایئرفورس میں بھرتی ہوگئے۔ یہی وہ موڑ تھا جب دوسری جنگ عظیم اپنی پوری آب وتاب پر تھی۔ ابھی تھوڑا وقت گزرا تھا کہ 1947ء میں پاکستان قائم ہوگیا تھا۔ آپ نے پاکستان کو قائم ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور نہ صرف عملی

طور پر متاثرین کی مدد کی بلکہ آپ کی کاوشوں کی وجہ سے بہت سے بچھڑے ہوئے خاندان آپس میں مل گئے۔

پاکستان قائم ہونے کے بعد آپ دوبارہ چکلالہ ایئر بیس چلے گئے اور پاکستان ایئر فورس میں بحیثیت ڈرائیور بھرتی ہو گئے۔ یہی وہ وقت تھا جب لیفٹیننٹ راجہ زمان علی خان کا طوطی بولتا تھا کیونکہ اُنھیں حکومتِ برطانیہ نے OBI ایوارڈ سے نوازا تھا۔ راجہ زمان علی خان نے راجہ محمد شریف خان کی والدہ کے کہنے پر اُنھیں فوج سے ڈسچارج کروایا تھا جب کہ راجہ محمد شریف خان کی شدید خواہش تھی کہ وہ فوج میں اپنی ملازمت جاری رکھیں۔ اُنھوں نے اپنے سنیئر افسران کی بہت منتیں کیں کہ میں بہت غریب آدمی ہوں اور میں نوکری کرنا چاہتا ہوں لیکن کہاں لیفٹیننٹ راجہ زمان علی خان کی سفارش اور کہاں ان کی منت سماجت۔ آخر کار فوج سے برخاست کیے گئے اور بغیر کوئی حق حقوق دیئے اُنھیں گھر بھیج دیا گیا۔ چونکہ سروس بہت کم تھی اس لیے پنشن وغیرہ بھی نہ ہو سکی، اس کے بعد آپ گاؤں میں مختلف سماجی کاموں میں مشغول ہو گئے۔ گھر میں دس سال گزارنے کے بعد آپ ایک بار پھر نوکری کی تلاش میں لاہور اپنے چھوٹے بھائی کے پاس چلے گئے اور لاہور میں آپ محکمہ پولیس میں بحیثیت کانسٹیبل بھرتی ہو گئے۔ پنجاب پولیس میں پانچ سال بطور کانسٹیبل فرائض سرانجام دینے کے بعد آپ کو ایک بار پھر گھر اور گاؤں کی یاد ستانے لگی اور آپ نے نوکری چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ آپ کو محکمہ پولیس مبلغ چھ ہزار روپے بطور حق دیئے گئے۔

تب سے آج تک اپنے علاقہ میں ہی ہیں اور مختلف سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ یوں تو آپ کی زندگی سماجی کارناموں سے بھری پڑی ہے لیکن ان سب میں اہم کارنامہ یہ ہے کہ اہل علاقہ میں جو شخص بھی فوت ہو جاتا اس کی قبر کی کھدائی اور پتھروں کا بندوبست آپ نے اپنے ذمے لیا ہوا تھا۔ (چونکہ اس وقت پتھر سر پر اُٹھا کر نالے سے لائے جاتے تھے جو ایک مشکل کام تھا)۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر علاقے میں کسی کا مکان تعمیر ہو رہا ہوتا تو اس کے گھر کی چھت کے لیے کڑی (بیم) کندھوں پر اُٹھا کر لانا اور جنگل یا دور دراز سے کڑی (بیم) اُٹھانے میں ان کا گروپ بہت مشہور تھا۔ اس گروپ میں راجہ محمد شریف خان کے علاوہ راجہ محمد تاج (کمالتھڑہ)، راجہ محمد اشرف (بُنی نگئی)، راجہ محمد سرور خان (بُنی نگئی)، راجہ محبت خان (نکہ)، میاں محمد صادق (بُنی نگئی) اور محمد خلیل مغل (نکہ) والے شامل ہوتے تھے۔ علاقہ بھر سے لوگ اُنھیں دعوت دیتے اور یہ ان کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آج بھی علاقہ سرساوہ میں جب کوئی کام کیا جاتا ہے تو آپ کو اس کے مشورہ کے لیے خصوصی طور پر بلایا جاتا ہے۔ راجہ محمد شریف خان نے اپنی ساری زندگی انتہائی سادگی اور شرافت سے بسر کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سماجی خدمات کے صلے میں اُنہیں اپنے گھر کی زیارت بھی کروائی۔ چنانچہ 2007ء میں راجہ محمد شریف خان اپنی اہلیہ کے ہمراہ حج کے لیے سعودی عرب تشریف لے گئے جہاں سے واپسی پر ان کا بھرپور استقبال کیا گیا۔

گو کہ راجہ صاحب کی اب وہ جوانی اور صحت باقی نہیں رہی لیکن ان کے جذبات اور حوصلے آج بھی جواں ہیں اور ہمارے لیے مشعلِ راہ رہیں گے۔ راجہ محمد شریف خان کے چھوٹے بھائی کا نام راجہ محمد صدیق خان تھا جنھوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ لاہور سیکرٹریٹ میں بطور ملازم گزارا اور اپنی اس ملازمت کے دوران ہی حج کی سعادت حاصل کر لی تھی۔ راجہ محمد صدیق خان بڑے پرہیزگار شخص تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اُنھوں نے بھی سماجی کاموں میں بھرپور حصہ لیا، جن میں گرلز مڈل سکول سرساوہ میں ہینڈ پمپ کی تنصیب اور جامع مسجد سرساوہ کی از سر نو تعمیر شامل ہے۔ اُنھوں نے جامع مسجد سرساوہ میں اس وقت کے وزیراعظم آزاد ریاست جموں وکشمیر سردار عبدالقیوم خان کو

روک لیا کہ اُنھوں نے اس مسجد کے لیے پچاس ہزار روپوں کا اعلان کیا تھا وہ دے کر جائیں۔ چنانچہ جناب وزیر اعظم سردار عبدالقیوم خان نے مبلغ پچاس ہزار روپے کا چیک دے کر جان چھڑائی۔ راجہ محمد صدیق خان بڑے با اصول اور وعدے کے پکے شخص تھے۔ اُنھوں نے علاقہ کی پڑھی لکھی بچیوں کی ملازمت کے لیے بھی بہت دوڑ دھوپ کی اور آج وہی بچیاں قوم کی معمار ہیں اور مختلف اسکولوں میں اپنے فرائض منصبی انجام دے رہی ہیں۔ راجہ محمد صدیق خان کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین!

راجہ شیر خان کی اولاد

جو

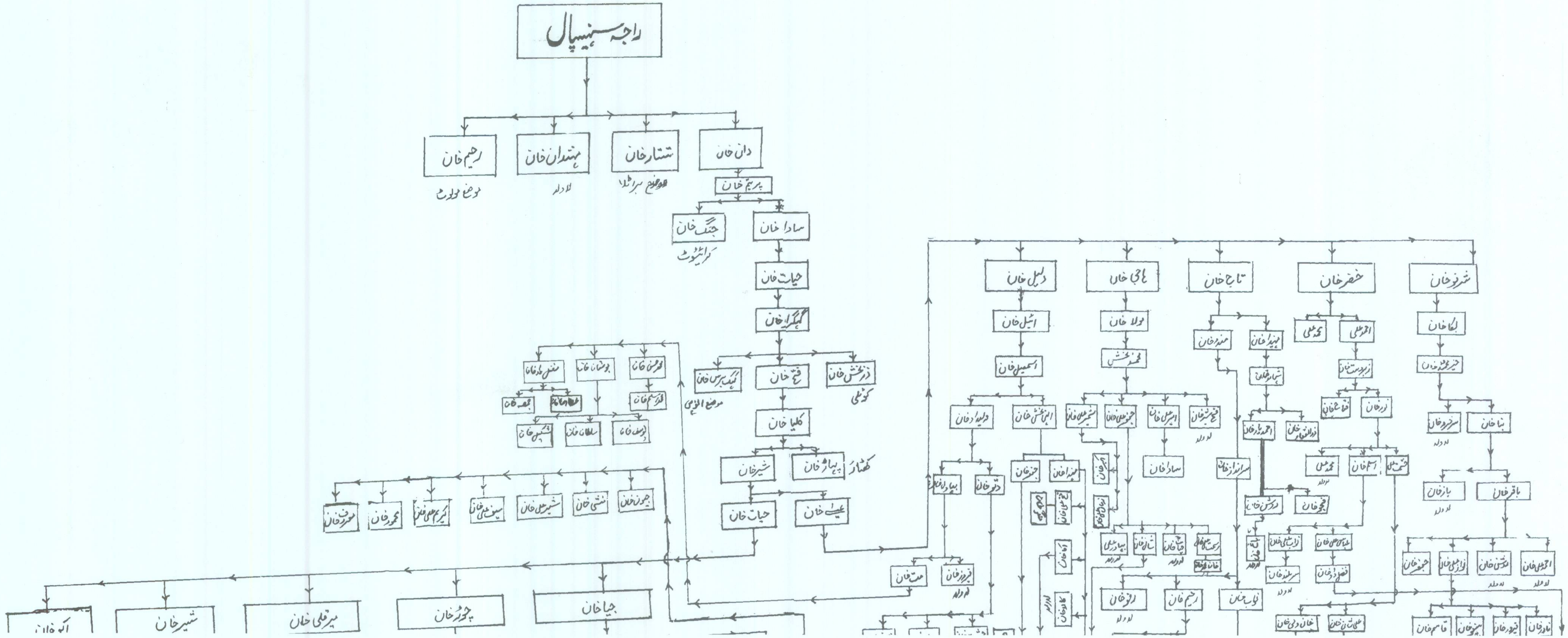
پیڑیاں، پچلاڑ، کرائیٹوٹ، انوہی

نمب کوٹلی جاگیر، دگالہ اور چھوچھ

میں آباد ہے

(شجرہ ہائے نسب واہم شخصیات کا تعارف)

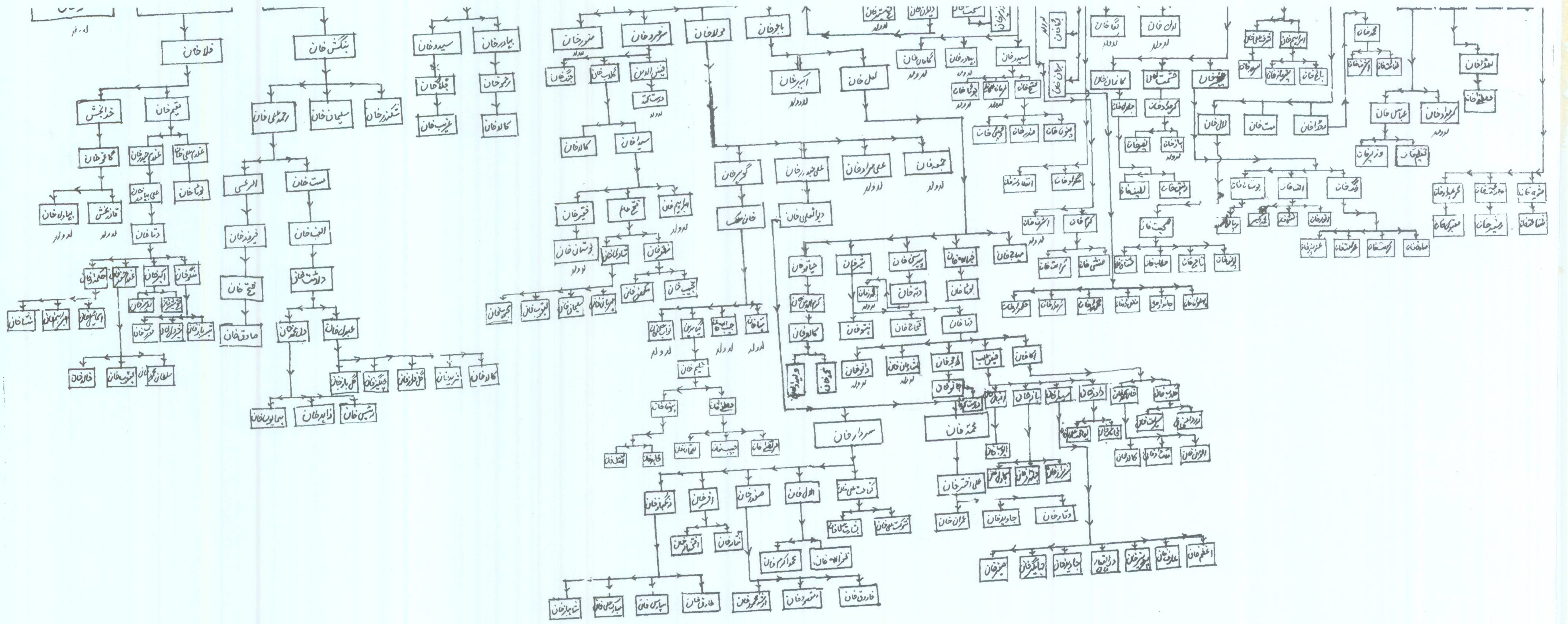
١



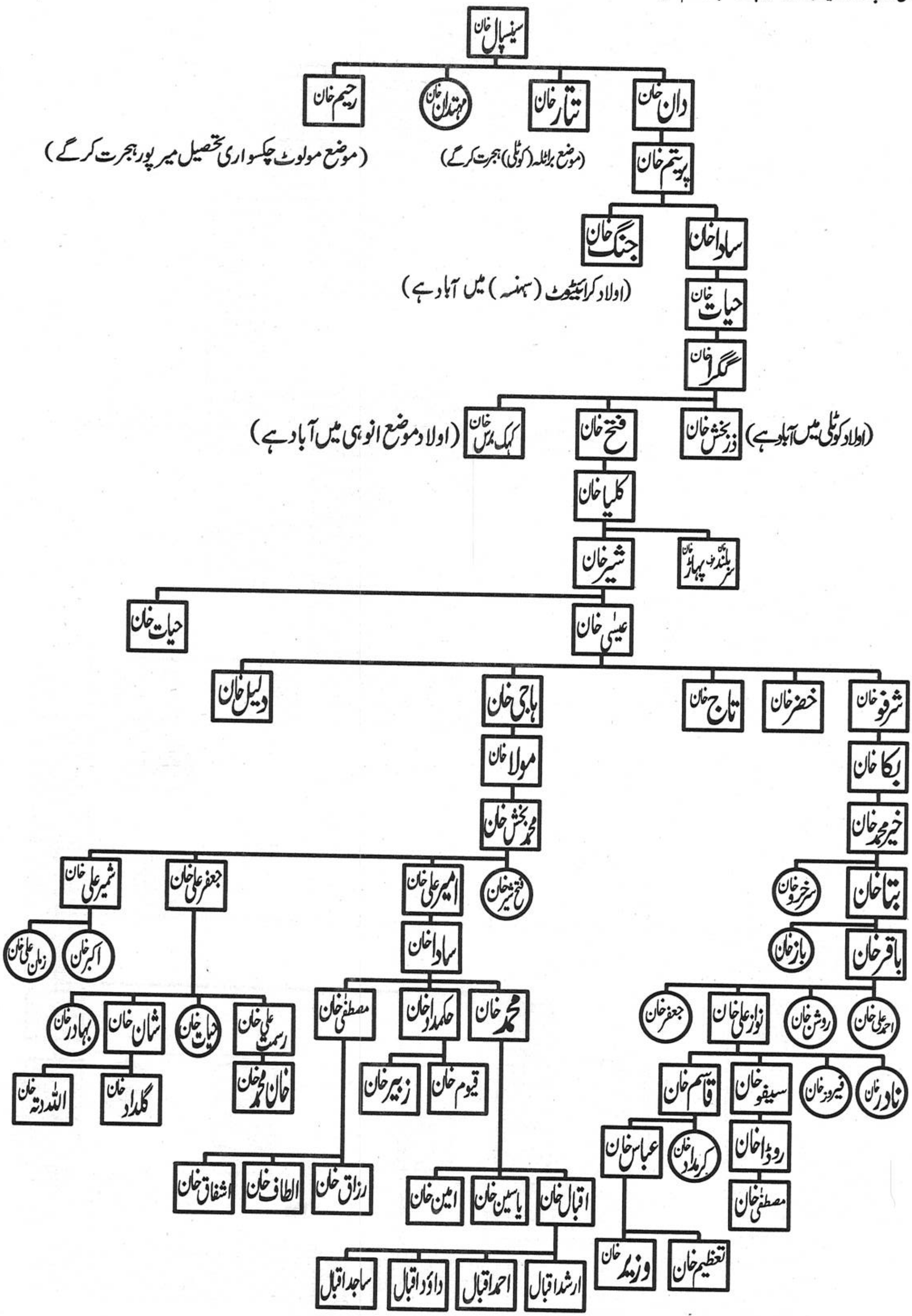
راجہ سینپال
رحیم خان
مہندان خان
ستار خان
دان خان
لاولد
پریم خان
جنگ خان
سادا خان
حیات خان
فتح خان
کوٹلی
کلیا خان
شیر خان
بہادر خان
حیات خان
عیسٰی خان
دلیل خان
حاجی خان
تاج خان
خضر خان
شرفو خان
اٹیل خان
مولا خان
اسمعیل خان
ساداخان
رحیم خان
شیر خان
میر علی خان
جیاخان

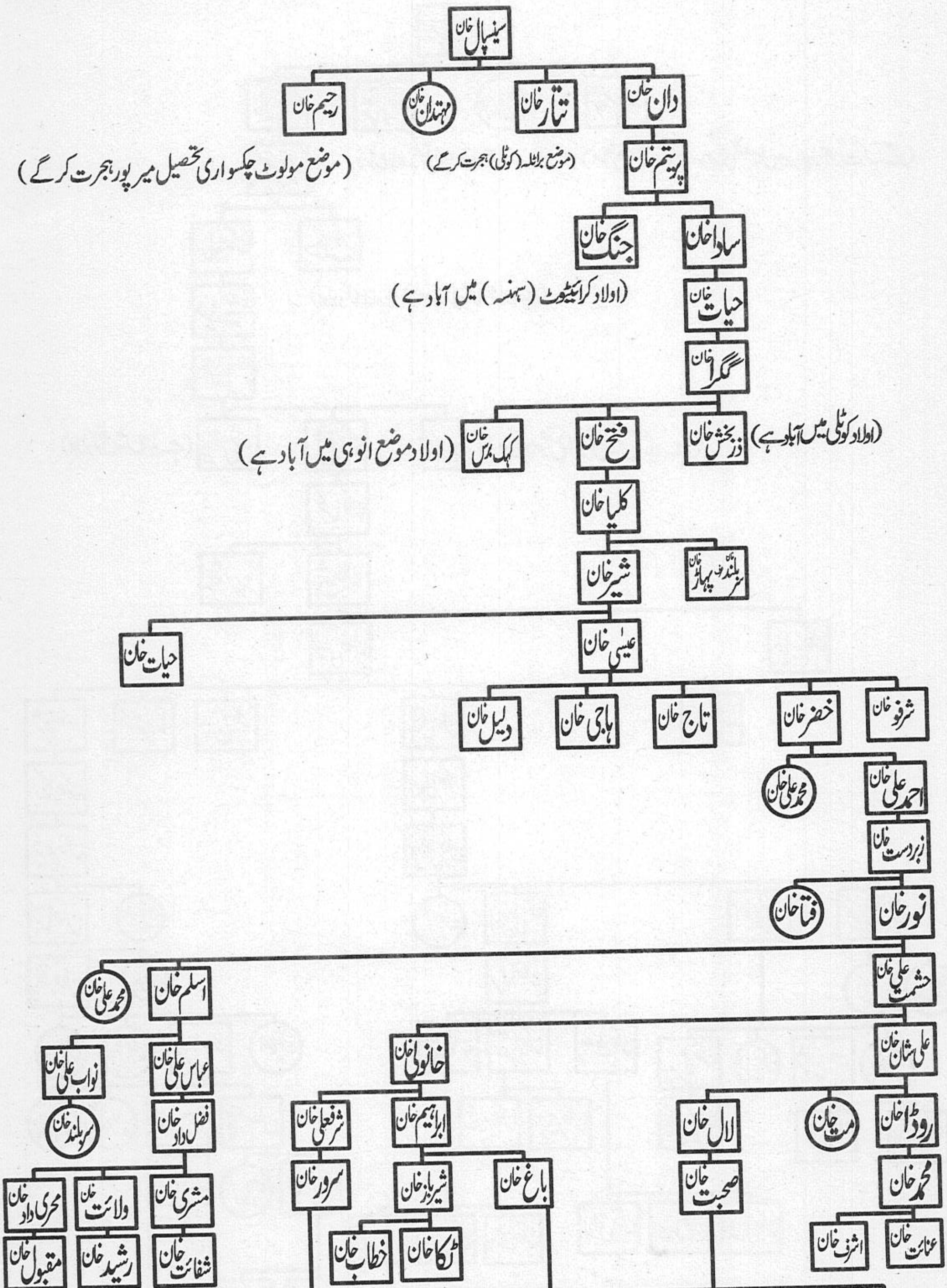
٢

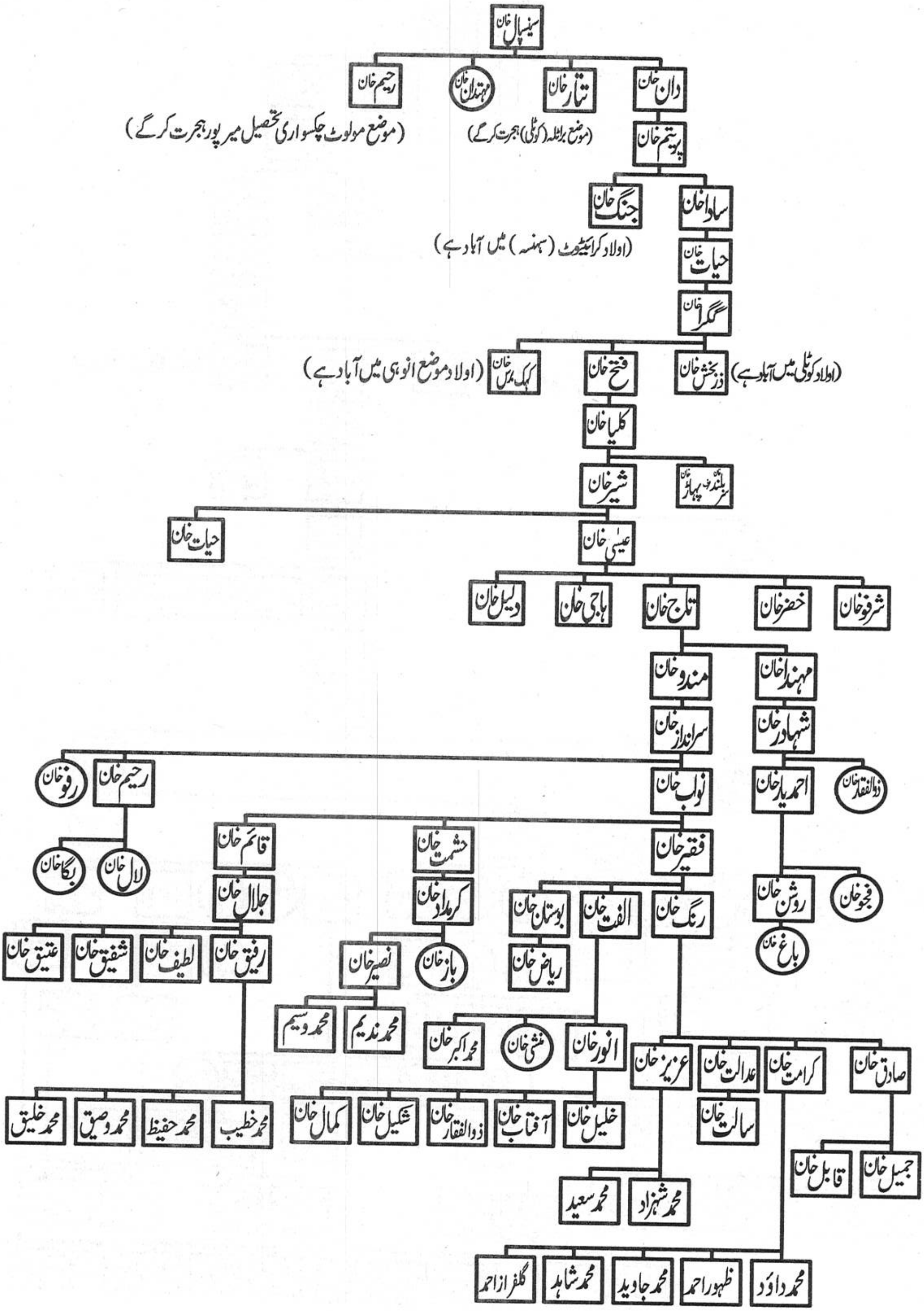
1

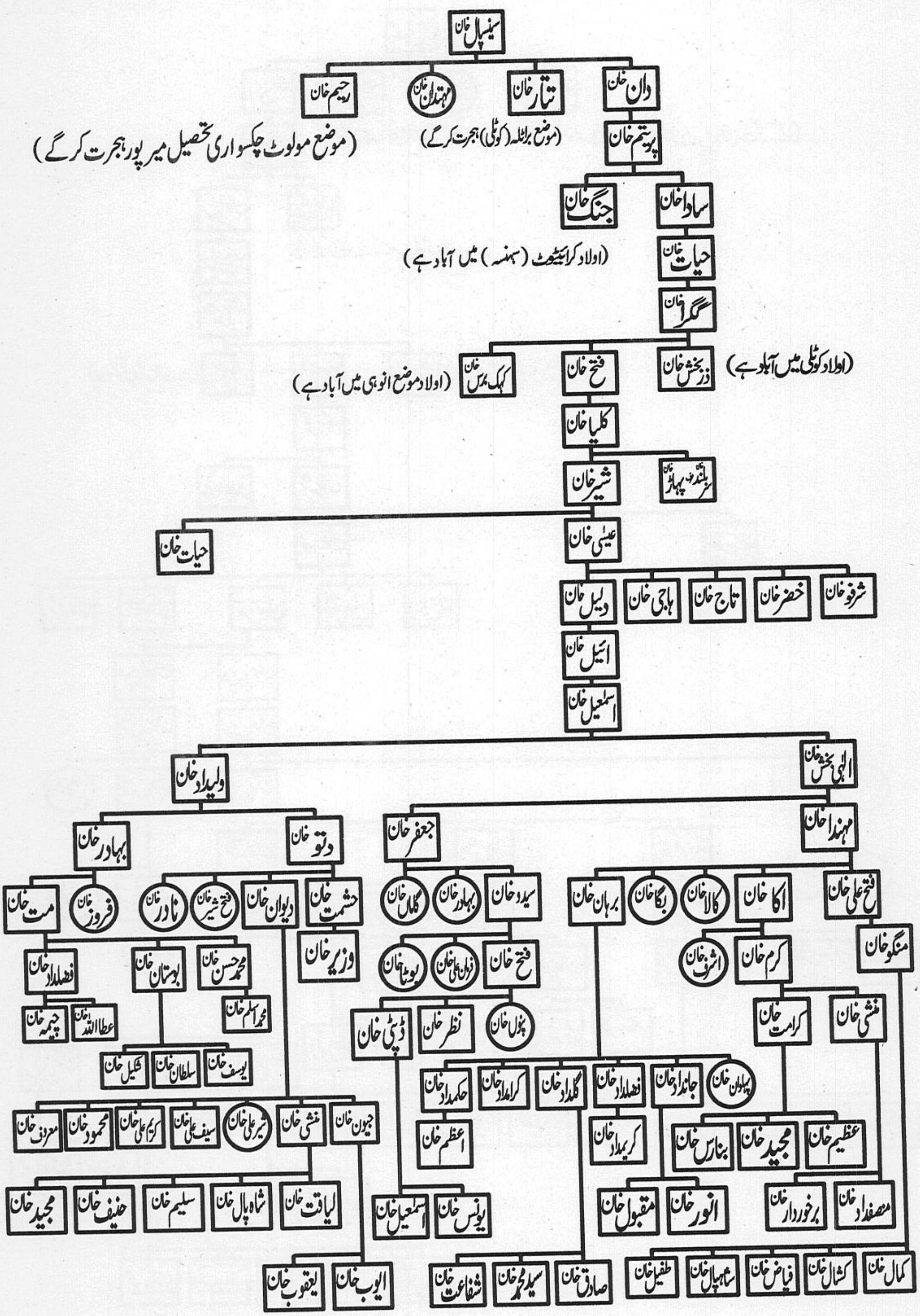


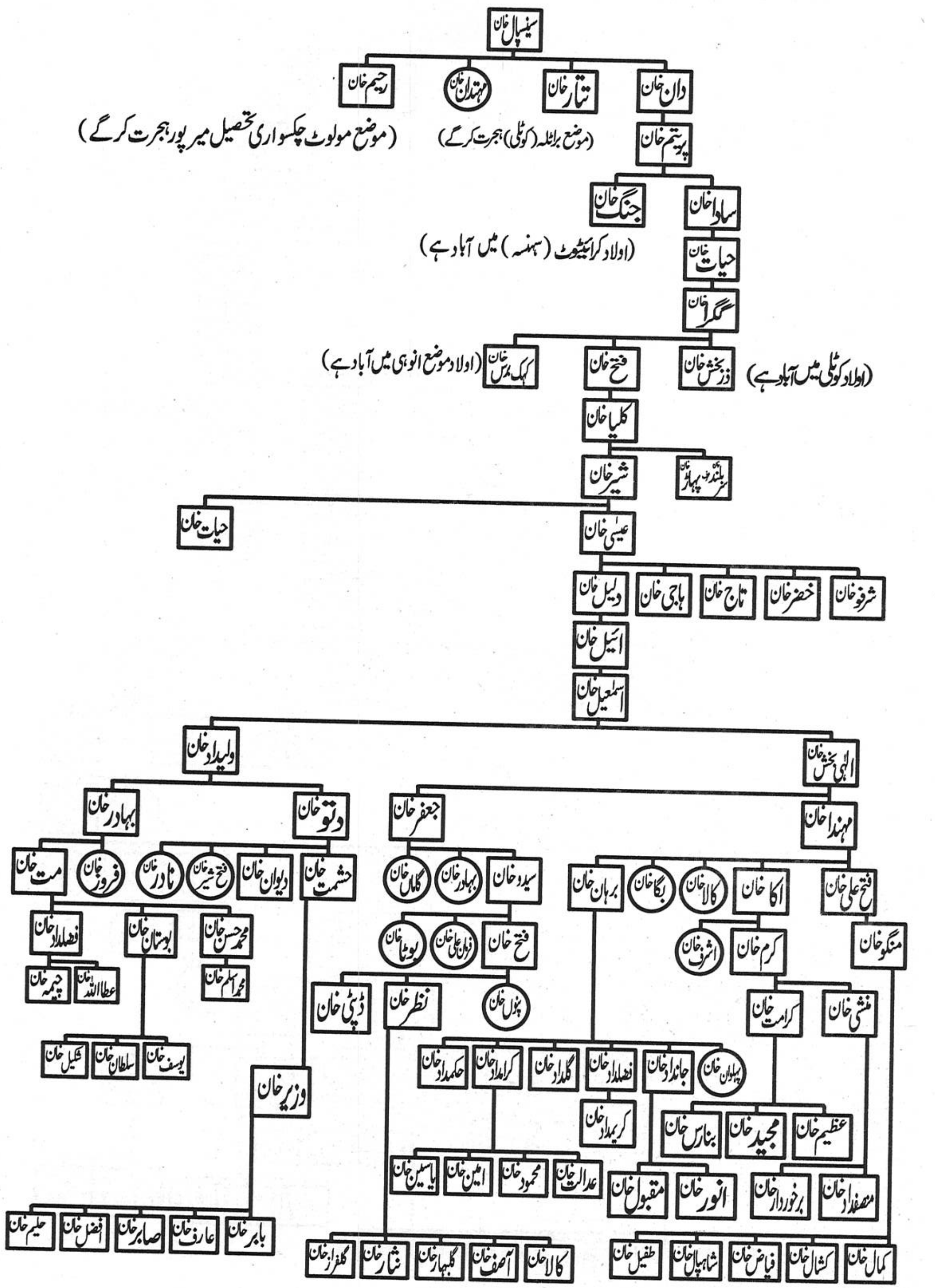
فلاح خان
بنگش خان
سیدو خان
بہادر خان
منور خان
مولا خان
باجو خان
خدابخش
مقیم خان
رحمت علی خان
سلیمان خان
سکندر خان
اکبر خان
لعل خان
مست خان
سردار خان
محمد خان
عباس خان
الف خان
صادق خان
کالا خان

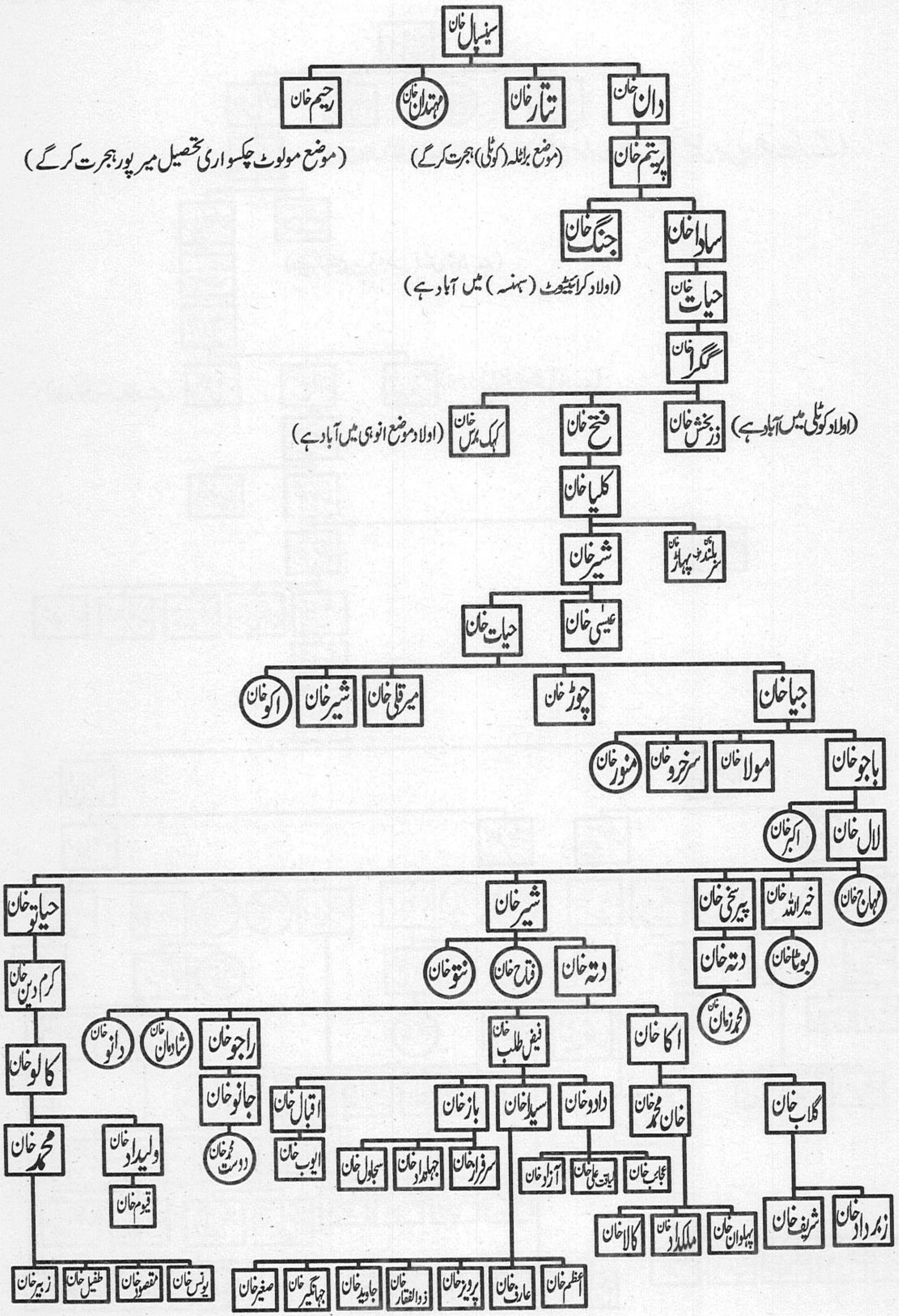

سینسپال خان
دان خان
تتار خان
مہتدان خان
رحیم خان
(موضع براٹلہ (کوٹلی) ہجرت کر گے)
(موضع مولوٹ چکسواری تحصیل میر پور ہجرت کر گے)
پوستم خان
سادا خان
جنگ خان
(اولاد کرائیٹوٹ (سہنسہ) میں آباد ہے)
حیات خان
گگرا خان
ذر بخش خان
(اولاد کوٹلی میں آباد ہے)
فتح خان
کہک برس خان
(اولاد موضع انوہی میں آباد ہے)
کلیا خان
شیر خان
حیات خان
عیسیٰ خان
شرفو خان
خضر خان
تاج خان
ہاجی خان
دلیل خان
مولا خان
محمد بخش خان
بکا خان
خیر محمد خان
بتا خان
باقر خان
باز خان
شیر علی خان
جعفر علی خان
امیر علی خان
فتح شیر خان
زمان علی خان
اکبر خان
سادا خان
شان خان
بہادر خان
حیات خان
رسمت علی خان
خان محمد خان
مصطفیٰ خان
حلمداد خان
محمد خان
احمد علی خان
روشن خان
نواز علی خان
جعفر خان
گلداد خان
اللہ دتہ خان
قیوم خان
زبیر خان
نادر خان
فیروز خان
سیفو خان
قاسم خان
کرمداد خان
عباس خان
روڑا خان
مصطفیٰ خان
رزاق خان
الطاف خان
اشفاق خان
اقبال خان
یاسین خان
امین خان
تعظیم خان
وزیر خان
ارشد اقبال
احمد اقبال
داؤد اقبال
ساجد اقبال

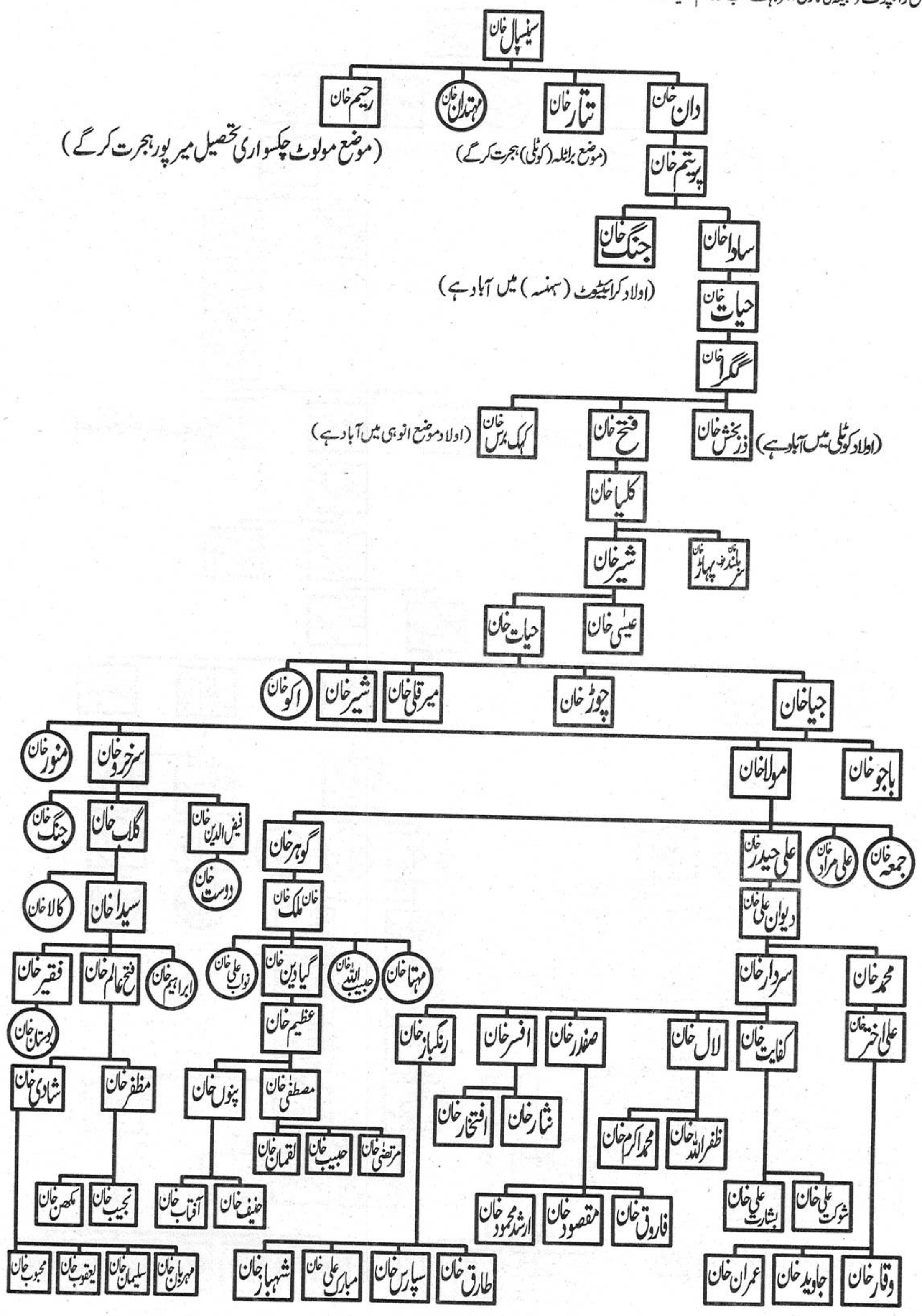

سینسپال خان
دان خان
تتار خان
مہتدان خان
رحیم خان
(موضع برالٹلہ (کوٹلی) ہجرت کر گے)
(موضع مولوٹ چکسواری تحصیل میر پور ہجرت کر گے)
پریتم خان
سادا خان
جنگ خان
(اولاد کرائیٹوٹ (سہنسہ) میں آباد ہے)
حیات خان
گگرا خان
ذر بخش خان
(اولاد کوٹلی میں آباد ہے)
فتح خان
کہک بدس خان
(اولاد موضع انوہی میں آباد ہے)
کلیا خان
شیر خان
سر بلند عرف پہاڑ خان
عیسیٰ خان
حیات خان
شرفو خان
خضر خان
تاج خان
حاجی خان
دلیل خان
احمد علی خان
محمد علی خان
زبردست خان
نور خان
فتا خان
حشمت علی خان
اسلم خان
محمد علی خان
علی شان خان
خانوں خان
عباس علی خان
نواب علی خان
سر بلند خان
فضل داد خان
مشری خان
ولائت خان
محری داد خان
شفائت خان
رشید خان
مقبول خان
شرف علی خان
ابراہیم خان
سرور خان
شیر باز خان
باغ خان
ٹکا خان
خطاب خان
روڈا خان
مست خان
لال خان
صحبت خان
محمد خان
عنائت خان
اشرف خان
ازرم خان
اکثر خان
مالک خان
غفور خان
محمد صدیق خان
عبدالکریم خان
محمد شبیر خان
یونس خان
تاج خان
الطاف خان
مشتاق خان
آفتاب خان


سینپال خان
دان خان
تتار خان
مہتدان خان
رحیم خان
(موضع مولوٹ چکسواری تحصیل میرپور ہجرت کر گے)
(موضع برالہ (کوٹلی) ہجرت کر گے)
پریتم خان
سادا خان
جنگ خان
(اولاد کرائیٹ (سہنسہ) میں آباد ہے)
حیات خان
گگرا خان
(اولاد کوٹلی میں آباد ہے)
زر بخش خان
فتح خان
کہک برس خان
(اولاد موضع انوہی میں آباد ہے)
کلیا خان
شیر خان
سربلند پہاڑ خان
عیسیٰ خان
حیات خان
شرفو خان
خضر خان
تاج خان
ہاجی خان
دلیل خان
مہندا خان
مندو خان
شہادر خان
سرانداز خان
ذوالفقار خان
احمد یار خان
نواب خان
رحیم خان
رفو خان
فقیر خان
حشمت خان
قائم خان
لال خان
بگا خان
فجو خان
روشن خان
باغ خان
رنگ خان
الفت خان
بوستان خان
ریاض خان
کرمداد خان
جلال خان
رفیق خان
لطیف خان
شفیق خان
عتیق خان
نصیر خان
باز خان
محمد ندیم
محمد وسیم
صادق خان
کرامت خان
عدالت خان
سالت خان
عزیز خان
انور خان
منشی خان
محمد اکبر خان
خلیل خان
آفتاب خان
ذوالفقار خان
شکیل خان
کمال خان
محمد خطیب
محمد حفیظ
محمد وصیق
محمد خلیق
جمیل خان
قابل خان
محمد شہزاد
محمد سعید
محمد داؤد
ظہور احمد
محمد جاوید
محمد شاہد
گلفراز احمد

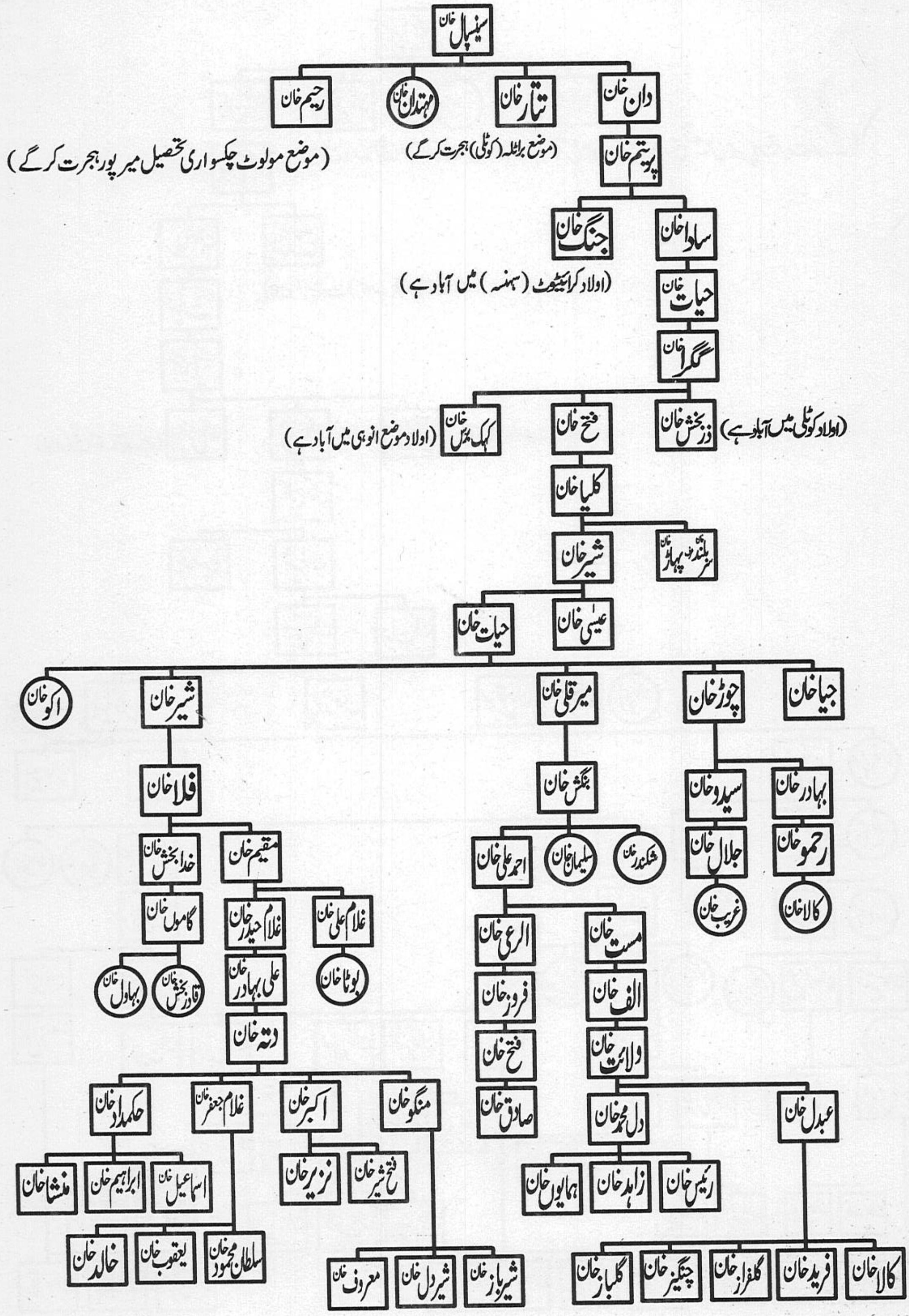

سینپال خان
دان خان
تتار خان
مہتدان خان
رحیم خان
(موضع برانلہ (کوٹلی) ہجرت کر گے)
(موضع مولوٹ چکسواری تحصیل میر پور ہجرت کر گے)
پریتم خان
سادا خان
جنگ خان
(اولاد کرالیٹ (سہنسہ) میں آباد ہے)
حیات خان
گگر خان
زر بخش خان
(اولاد کوٹلی میں آباد ہے)
فتح خان
کہک برس خان
(اولاد موضع انوہی میں آباد ہے)
کلیا خان
شیر خان
سربلند خان پہاڑ خان
عیسیٰ خان
حیات خان
دلیل خان
ہاجی خان
تاج خان
خضر خان
شرفو خان
ائیل خان
اسمٰعیل خان
الٰہی بخش خان
ولیداد خان
مہندا خان
جعفر خان
دتو خان
بہادر خان
فتح علی خان
اکا خان
کالا خان
بگا خان
برہان خان
سیدو خان
بہادر خان
کمال خان
حشمت خان
دیوان خان
فتح شیر خان
نادر خان
فیروز خان
مت خان
منگو خان
کرم خان
اشرف خان
فتح خان
فرمان علی خان
بوٹا خان
وزیر خان
محمد حسن خان
بوستان خان
فضلداد خان
عطاءاللہ خان
چیمہ خان
محمد اسلم خان
کرامت خان
منشی خان
پنوں خان
نظر خان
ڈپٹی خان
یوسف خان
سلطان خان
شکیل خان
پہلوان خان
جانداد خان
فضلداد خان
گلداد خان
کرامداد خان
حکمداد خان
اعظم خان
کریمداد خان
عظیم خان
مجید خان
بنارس خان
جیون خان
منشی خان
سیر علی خان
سیف علی خان
کرم علی خان
محمود خان
معروف خان
لیاقت خان
شاہ پال خان
سلیم خان
حنیف خان
مجید خان
یونس خان
اسمٰعیل خان
انور خان
مقبول خان
برخوردار خان
مصفداد خان
ایوب خان
یعقوب خان
صادق خان
سید محمد خان
شفاعت خان
کمال خان
کشال خان
فیاض خان
ساہیپال خان
طفیل خان


سینپال خان
دان خان
تتار خان
مہتدان خان
رحیم خان
(موضع براٹلہ (کوٹلی) ہجرت کرگے)
(موضع مولوٹ چکسواری تحصیل میر پور ہجرت کرگے)
پرتیم خان
ساوا خان
جنگ خان
(اولاد کرائیٹوٹ (سہنسہ) میں آباد ہے)
حیات خان
گگرا خان
وزبخش خان
(اولاد کوٹلی میں آباد ہے)
فتح خان
کہک برس خان
(اولاد موضع انوہی میں آباد ہے)
کلیا خان
شیر خان
سربلند پہلوان خان
عیسیٰ خان
حیات خان
شرفو خان
خضر خان
تاج خان
حاجی خان
ولیل خان
ایل خان
اسمٰعیل خان
الٰہی بخش خان
ولیداد خان
مہندا خان
جعفر خان
دتو خان
بہادر خان
فتح علی خان
اکا خان
کالا خان
بگا خان
برہان خان
سید خان
بہادر خان
گاماں خان
حشمت خان
دیوان خان
فتح شیر خان
نادر خان
فروز خان
مت خان
منگو خان
کرم خان
اشرف خان
فتح خان
فرمان علی خان
بوٹا خان
محمد حسن خان
بوستان خان
فضلداد خان
منشی خان
کرامت خان
پنوں خان
نظر خان
ڈپٹی خان
محمد اسلم خان
عطا اللہ خان
چیمہ خان
پہلوان خان
جاندا خان
فضلداد خان
گلداد خان
کراداد خان
حکمداد خان
یوسف خان
سلطان خان
شکیل خان
عظیم خان
مجید خان
بنارس خان
کریمداد خان
وزیر خان
مصفداد خان
برخوردار خان
انور خان
مقبول خان
عبدالرحمٰن خان
محمود خان
امین خان
یاسین خان
کمال خان
کشال خان
فیاض خان
شاہپال خان
طفیل خان
کالا خان
آصف خان
گلبہار خان
نثار خان
گلفراز خان
بابر خان
عارف خان
صابر خان
افضل خان
حلیم خان


سینپال خان
دان خان
تتار خان
مہندان خان
رحیم خان
(موضع بڑاٹلہ (کوٹلی) ہجرت کرگے)
(موضع مولوٹ چکسواری تحصیل میرپور ہجرت کرگے)
پرتھم خان
ساوا خان
جنگ خان
(اولاد کرائیٹیٹ (سہنسہ) میں آباد ہے)
حیات خان
گگرا خان
ذربخش خان
(اولاد کوٹلی میں آباد ہے)
فتح خان
کہک ہرس خان
(اولاد موضع انوہی میں آباد ہے)
کلیا خان
شیر خان
سربلند عرف پہاڑ خان
عیسیٰ خان
حیات خان
جیا خان
چوڑ خان
میرقلی خان
شیر خان
اکو خان
باجو خان
مولا خان
سرخرو خان
منور خان
لال خان
اکبر خان
مہاج خان
خیراللہ خان
پیرسخی خان
شیر خان
حیاتو خان
بوٹا خان
دتہ خان
محمد زمان خان
دتہ خان
فتاح خان
نتو خان
کرم دین خان
اکا خان
فیض طلب خان
راجو خان
شادمان خان
دانو خان
کالو خان
گلاب خان
خان محمد خان
دادو خان
سیدا خان
باز خان
اقبال خان
جانو خان
محمد خان
ولیداد خان
دوست محمد خان
ایوب خان
عجائب خان
لیاقت علی خان
آزاد خان
سرفراز خان
جہلدار خان
سجاول خان
قیوم خان
زبرداد خان
شریف خان
پہلوان خان
ملکداد خان
کالا خان
اعظم خان
عارف خان
پرویز خان
ذوالفقار خان
جاوید خان
جہانگیر خان
صغیر خان
یونس خان
مقصود خان
طفیل خان
زبیر خان



سینپال خان
دان خان
تتار خان
مہنداں خان
رحیم خان
(موضع مولوٹ چکسواری تحصیل میرپور ہجرت کر گے)
(موضع برالہ (کوٹلی) ہجرت کر گے)
پریتم خان
سادا خان
جنگ خان
(اولاد کراہیٹوٹ (سہنسہ) میں آباد ہے)
حیات خان
گگرا خان
زر بخش خان
(اولاد کوٹلی میں آباد ہے)
فتح خان
کہک برس خان
(اولاد موضع انوہی میں آباد ہے)
کلیا خان
شیر خان
سر بلند عرف پہاڑ خان
عیسیٰ خان
حیات خان
جیا خان
چوڑ خان
میر قلی خان
شیر خان
اکو خان
باجو خان
مولا خان
سرخرو خان
منور خان
جمعہ خان
علی مراد خان
علی حیدر خان
گوہر خان
فیض الدین خان
گلاب خان
جنگ خان
دیوان علی خان
ملک خان
دوست خان
سیدا خان
کالا خان
محمد خان
سردار خان
مہتا خان
حبیب اللہ خان
گیا دین خان
نواب علی خان
ابراہیم خان
فتح عالم خان
فقیر خان
بوستان خان
علی اختر خان
کفایت خان
لال خان
صفدر خان
افسر خان
رنگباز خان
عظیم خان
مصطفیٰ خان
پنوں خان
مظفر خان
شادی خان
ظفر اللہ خان
محمد اکرم خان
نثار خان
افتخار خان
مرتضیٰ خان
حبیب خان
لقمان خان
شوکت علی خان
بشارت علی خان
فاروق خان
مقصود خان
ارشد محمود خان
حنیف خان
آفتاب خان
نجیب خان
مکھن خان
وقار خان
جاوید خان
عمران خان
طارق خان
سپارس خان
مبارک علی خان
شہباز خان
مہربان خان
سلیمان خان
یعقوب خان
محبوب خان


سینپال خان
دان خان
تتار خان
مہتدان خان
رحیم خان
(موضع برالہ (کوٹلی) ہجرت کر گے)
(موضع مولوٹ چکسواری تحصیل میرپور ہجرت کر گے)
پرتیم خان
ساوا خان
جنگ خان
(اولاد کرائیٹوٹ (سہنسہ) میں آباد ہے)
حیات خان
گگرا خان
وزبخش خان
(اولاد کوٹلی میں آباد ہے)
فتح خان
کہک برس خان
(اولاد موضع انوہی میں آباد ہے)
کلیا خان
شیر خان
عیسیٰ خان
حیات خان
جیا خان
چوڑ خان
میر قلی خان
شیر خان
اکو خان
بہادر خان
سیدو خان
رحمو خان
جلال خان
کالا خان
غریب خان
بنگش خان
شکندر خان
سلیمان خان
احمد علی خان
مست خان
الرعی خان
الف خان
فروز خان
ولائت خان
فتح خان
صادق خان
دل محمد خان
عبدل خان
رئیس خان
زاہد خان
ہمایوں خان
کالا خان
فرید خان
گلفراز خان
چنگیز خان
گلباز خان
فلا خان
مقیم خان
خدابخش خان
غلام علی خان
غلام حیدر خان
گاموں خان
بوٹا خان
علی بہادر خان
قادر بخش خان
بہاول خان
دتہ خان
منگو خان
اکبر خان
غلام جعفر خان
حکمداد خان
فتح شیر خان
نزیر خان
اسماعیل خان
ابراہیم خان
منشا خان
سلطان محمود خان
یعقوب خان
خالد خان
شیر باز خان
شیر دل خان
معروف خان

راجہ محمد ایوب خان

اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے راجہ محمد ایوب خان نے محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن میں ملازمت اختیار کی۔ اور ترقی کرتے کرتے آپ اکاؤنٹس منیجر انکم ٹیکس اپیلنٹ ٹریبونل کے عہدہ جلیلہ پر پہنچے۔ دوران سروس آپ نے ایمان داری، محنت اور لگن سے کام کیا۔ اور ریاست بھر میں خوب نام کمایا۔

راجہ محمد ایوب خان، راجہ جیون خان کے گھر 6 جون 1940ء کو سہنسہ میں پیدا ہوئے۔ راجہ جیون خان نے علاقہ کے رسوم و رواج کے مطابق بیٹے کی خوشی بھرپور طریقے سے منائی۔ راجہ جیون خان علاقہ پٹیریاں میں درمیانے درجے کے زمیندار تھے۔ سہنسہ اور بالخصوص پیٹریاں میں اُنھیں ایک خاص مرتبہ حاصل تھا۔ راجہ جیون خان نے اپنے والد کے ہمراہ جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ آپ ایک پکے، سچے مسلمان تھے۔ لوگ آپ پر بھرپور اعتماد کرتے تھے۔

راجہ جیون خان 1947ء میں محکمہ ایکسائز و انکم ٹیکس میں بھرتی ہوگئے۔ دوران سروس آپ نے محنت اور لگن سے کام کیا۔ آپ بہت ایمان دار اور فرض شناس تھے۔ آپ نے ڈوگرہ دور بھی دیکھا ہوا تھا اور آزادی کے بعد کے حالات بھی آپ کے سامنے تھے۔ آپ کوئی خاص پڑھے لکھے نہ تھے، البتہ خواندہ ضرور تھے لیکن کسی کو اپنے تعلیم یافتہ نہ ہونے کا کبھی احساس نہ ہونے دیا۔ آپ ہمیشہ مستعد اور چاک و چوبند رہتے تھے۔ آپ محکمہ ایکسائز و انکم ٹیکس میں سب انسپکٹر کے عہدے سے 1960ء میں ریٹائر ہوئے۔

راجہ محمد ایوب خان کے والد نے آپ کی پرورش میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور آپ کی ہر ضرورت کو بخوبی پورا کیا۔ راجہ محمد ایوب خان نے ابتدائی تعلیم سہنسہ سے حاصل کی۔ دوران تعلیم آپ مختلف سکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم رہے۔ تعلیم میں آپ لائق طالبعلم کے طور پر جانے جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے پہلی بار ہی گریجوایشن کر لی۔

راجہ محمد ایوب خان 1961ء میں محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن میں بطور سب انسپکٹر بھرتی ہوئے۔ اس محکمے میں بھرتی کی بڑی وجہ آپ کے والد راجہ جیون خان کی سروس تھی، جنھوں نے حال ہی میں اس محکمہ کو خیر باد کہا تھا۔ آپ اپنے والد سے بڑے متاثر تھے۔ آپ اس محکمہ میں محنت اور لگن سے کام کرتے رہے اور کامیابی آپ کے قدم چومتی رہی۔ آپ کی کام میں دلچسپی، دل جمعی اور لگن کی وجہ سے آپ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتے رہے۔ آپ اکاؤنٹس منیجر انکم ٹیکس اپیلنٹ ٹریبونل کے عہدہ پر پہنچ گئے۔ آپ آزاد حکومت سے پہلے فرد تھے جو اس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے تھے۔ اس سے پہلے لینٹ آفیسران حکومت پاکستان کی طرف سے اس عہدہ پر تعینات کیے جاتے تھے۔ آپ 20 جون 2000ء میں ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے گوشہ نشینی کی زندگی کو پسند کیا۔ آپ بہت کم سیاست میں حصہ لیتے تھے، البتہ بعض اوقات

سیاست دانوں کو اچھا مشورہ ضرور دیتے رہتے تھے۔

راجہ محمد ایوب خان کے خاندانی پس منظر کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ منگرال فیملی میں بہت کم ایسے سپوت پیدا ہوئے جنھوں نے نہ صرف اپنا نام رہتی دنیا تک زندہ رکھا بلکہ اپنے آباؤ اجداد اور آنے والی نسلوں کا نام تاریخ میں جلی حروف میں لکھوایا۔

آپ کے دادا اور والد نے جنگِ آزادی میں حصہ لیا۔ آپ کے دادا مجاہدین کے ہراوّل دستہ میں شامل تھے۔ اُنھوں نے سہنسہ میں مجاہدین کے ساتھ مل کر ڈوگرہ راج کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی۔ آپ کے دادا نے جنگِ آزادی 1947ء میں جام شہادت نوش کیا۔

راجہ محمد ایوب خان کے چچا راجہ شبیر خان 1965ء کی جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ راجہ شبیر خان پاکستان آرمی میں حوالدار کے عہدے پر تھے۔ آپ نکیال سیکٹر میں دشمن سے صفِ معرکہ تھے کہ شہید ہوئے۔ آپ کا جسدِ خاکی آپ کے آبائی گاؤں پیڑیاں لایا گیا اور پورے فوجی اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا۔

راجہ محمد ایوب خان کے تین بیٹے ہیں۔ آپ کے بیٹے عرفان ایوب برطانیہ میں رہائش پذیر ہیں انہیں وطن کی محبت قدم قدم پرستاتی ہے۔ آپ برطانیہ میں اپنے والد اور آباؤ اجداد کے اوصاف سے متصف ہیں۔ عرفان ایوب اپنے علاقہ کے غریب طلباء کی تعلیم میں امداد کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں بڑا کام کرنے کا مزید حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین!

راجہ محمد لطیف خان

محکمہ لوکل گورنمنٹ میں ایک نمایاں مقام رکھنے والے راجہ محمد لطیف خان ایک سچے اور کھرے انسان ہیں۔ آپ نے عملی زندگی کا آغاز سیاست سے کیا۔ ممبر ضلع کونسل منتخب ہوئے۔ بعد ازاں گورنمنٹ سروس میں لوگوں کی خدمت کو شعار بنائے رکھا۔

راجہ محمد لطیف خان 8 نومبر 1958ء کو راجہ جلال خان کے ہاں سہنسہ کے ایک گاؤں پیڑیاں میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش پر گھر میں جشن منایا گیا۔ ہر طرف سے مبارک بادیں مل رہی تھیں۔ راجہ جلال خان تو کوئی بہت امیر آدمی نہ تھے البتہ اس وقت کے رسم و رواج کے مطابق آپ نے شایانِ شان طریقے سے بیٹے کی خوشی منائی۔

راجہ محمد لطیف خان نے ابتدائی تعلیم سہنسہ سے حاصل کی۔ آپ نے میٹرک گورنمنٹ کالج سہنسہ سے امتیازی نمبرات میں پاس کی۔ ایف۔اے پاس کرنے کے بعد آپ 82-1981ء میں گورنمنٹ اصغر مال کالج راولپنڈی میں داخل ہو گئے۔ تعلیمی میدان میں آپ کی راہ نمائی بڑے بھائی اور والد راجہ جلال خان نے کی۔ ان دونوں کی یہ خواہش تھی کہ راجہ محمد لطیف خان پڑھ لکھ کر بڑے آدمی بنیں۔ آپ نے دل لگا کر پڑھائی کی۔ جس کی وجہ سے آپ نے 1984ء میں گریجوایشن مکمل کی۔ دوران تعلیم آپ نے طلباء یونین کی سیاست میں بھی بڑھ چڑھ کا حصہ لیا۔ گورنمنٹ اصغر مال کالج کی مجلس طلباء کے انتخابات میں حصہ لیا، جنرل سیکرٹری کی نشست کے لیے اُمیدوار تھے اور آپ نے 500 ووٹ حاصل کیے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی مشکلات میں بھی ان کے معاون رہے۔

گریجوایشن کے بعد والد صاحب کی شدید خواہش پر آپ کراچی تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے 1985ء میں ایس۔ایم لاء کالج میں داخلہ لیا۔ وکالت کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ واپس سہنسہ آئے۔ وکالت کا لائسنس حاصل کر کے اسی پیشہ کو باقاعدہ اختیار کیا۔ وکالت کے دوران میں آپ نے لوگوں کی خدمت بھی جاری رکھی۔ اس دوران میں آپ نے عملی سیاست میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا کیونکہ آپ سیاست کو عبادت سمجھتے ہیں۔

یوں 1987ء میں آپ نے ضلع کونسل کا الیکشن لڑا اور کامیاب قرار پائے۔ انتخاب جیتنے کے بعد آپ سماجی کاموں میں جُت گئے۔ آپ کو مخالف امیدوار چوہدری محمد حسین آف بھرنڈ بھٹہ والوں سے 700 ووٹ زیادہ ملے۔ یوں آپ لوگوں کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ان کے ہر مشکل وقت میں اپنے آپ کو خدمت کے لئے تیار رکھتے۔ پھر کایا پلٹی اور آپ نے سیاست سے کنارہ کشی کا فیصلہ کر لیا۔

1989ء میں آپ نے بحیثیت چیف آفیسر میونسپل کارپوریشن میرپور سروس کا آغاز کیا۔ تب سے اب تک آپ گورنمنٹ ملازمت میں مختلف علاقوں میں تعینات رہے۔ آپ میونسپل ایڈمنسٹریٹر اسلام گڑھ، ڈڈیال اور میرپور فرائض دیتے رہے اور لوگوں کی خدمت جو آپ نے

بحثیت ایک سیاسی کارکن کے شروع کی تھی، اس کی تکمیل دوران سروس کی۔ آپ لوگوں کے جو کام بحثیت ممبر ضلع کونسل نہ کر سکے وہ آپ نے ملازمت کے دوران کیے اور یوں آپ نے قلبی سکون محسوس کیا۔

راجہ محمد لطیف خان محکمہ لوکل گورنمنٹ و بلدیات میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں اور آپ نے دوران سروس کبھی کسی ملازم کو تنگ نہ کیا۔

آپ فارغ وقت میں اخبار پڑھنا اور حالاتِ حاضرہ میں خاصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ کی خواہش ہے کہ ریٹائرمنٹ لے کر دوبارہ سیاست کے میدان میں قدم رکھا جائے اور عوام کی خدمت عوام کا خادم بن کر کی جائے۔

راجہ علی اختر

سیاسی وسماجی کارکن راجہ علی اختر ایک شریف النفس اور اعلیٰ قدروں کے حامل انسان ہیں۔ ان کی زندگی محنت اور جہدِ مسلسل سے عبارت ہے۔ دُکھ درد میں لوگوں کے کام آنا ان کی زندگی کا شعار ہے۔ سیاست ہو یا کاروبار زندگی میں ہر جگہ آپ نے صداقت اور ایمان داری سے کام لیا۔ اُنھی صفات کی وجہ سے آپ علاقہ میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

راجہ علی اختر 15 جون 1936ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام راجہ محمد خان تھا جو ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ راجہ علی اختر کا شجرہ نسب ساتویں پشت میں راجہ شیر خان سے اور چودھویں پشت میں راجہ دان خان سے جا ملتا ہے۔ راجہ دان خان، راجہ سینس پال خان کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ راجہ سینس پال علاقہ سہنسہ، انوہی سرہوٹہ اور سرساوہ، پنجیڑہ میں آباد منگرال راجپوت قبیلے کے جدِاعلیٰ ہیں۔

راجہ علی اختر نے ابتدائی تعلیم کٹھاڑ سہنسہ سے حاصل کی، بعد میں آپ ڈڈیال میں داخل ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کے والد صاحب نے آپ کو کوٹلی میں داخل کروا دیا جہاں سے آپ نے ساتویں جماعت کا امتحان پاس کیا لیکن ایک دن استاد کی مار سے دل برداشتہ ہوگئے اور اسکول چھوڑ دیا۔ اسکول چھوڑنے کی صرف یہی ایک وجہ نہ تھی بلکہ غربت نے بھی اپنا کردار ادا کیا تھا۔

اسکول چھوڑنے کے بعد آپ نے گاؤں میں ایک چھوٹی سی دکان رکھ لی اور والد صاحب کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ دکانداری کرنے کے بعد آپ 1963ء میں ووچر سسٹم کے تحت انگلینڈ چلے گئے جہاں آپ نے خوب محنت کی اور بہت سا روپیہ کمایا۔ انگلینڈ سے واپسی پر آپ نے رزم بروزر (جیغن) کی ٹھیکیداری شروع کر دی جہاں نہ صرف آپ نے پیسہ کمایا بلکہ اپنا ایک مقام بھی بنا لیا۔ آپ ایمانداری کی وجہ سے لوگوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے۔

آپ نے عملی سیاست میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تو لوگوں نے آپ کی حوصلہ افزائی کی۔ آپ نے 1979ء میں ڈسٹرکٹ کونسلر کے انتخاب میں حصہ لیا اور بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ آپ نے اس الیکشن میں بحثیت آزاد امیدوار حصہ لیا لیکن بعد میں ووٹ مسلم کانفرنس کو دیا۔ آپ نے اس الیکشن میں بہت بڑے بڑے بُرج گرائے جن میں چودھری حبیب، چودھری محمد حسین آف بھرنڈ، ذیلدار دلیر خان آف تڑالہ، سردار میجر رویل خان، سردار عارف خان، راجہ مطلوب ایڈووکیٹ اور راجہ رزاق خان آف پیاہی جیسے بڑے بڑوں کو شکست فاش دی۔

آپ نے سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور لوگوں کے دکھ درد میں شریک رہے۔ آج بھی لوگ آپ کو کسی بڑے فیصلے کے لیے شامل مشورہ رکھتے ہیں۔ آپ تقریباً ہر سال انگلینڈ جاتے ہیں لیکن وہاں کی زندگی کو پسند نہیں کرتے۔

آپ کی اولاد میں دو بیٹے انگلینڈ میں رہائش پذیر ہیں جب کہ ایک بیٹا راجہ وقار احمد یہاں عملی سیاست میں ہیں جو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سماجی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔ راجہ علی اختر نہایت ہی شریف النفس آدمی ہیں۔ انہوں نے پوری زندگی لوگوں کی خدمت کو اپنا شعار بنایا اور ہر مشکل میں لوگوں کے کام آئے۔ آپ ایک بھرپور زندگی گزار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین!

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

راجہ محمد زبیر خان ایڈووکیٹ

راجہ محمد زبیر خان نے ابتدائی تعلیم سہنسہ سے حاصل کی۔ ڈگری سطح کی تعلیم گورنمنٹ کالج کوٹلی سے حاصل کرنے کے بعد کراچی سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ سہنسہ، کوٹلی اور میر پور میں وکالت کرتے رہے۔ آج کل میر پور بار میں وکالت کر رہے ہیں۔

راجہ محمد زبیر خان ایڈووکیٹ 6 جنوری 1965ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد راجہ حکم داد خان ایک خوشحال گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور علاقے میں ایک کاروباری شخصیت کے طور پر جانے جاتے تھے۔ آپ کی پیدائش پر انھوں نے گھر میں خوشی منائی۔

راجہ محمد زبیر خان نے پرائمری تعلیم راجہ بازار سہنسہ سے حاصل کی۔ آپ میٹرک کے بعد انٹر میڈیٹ میں داخل ہوئے اور گورنمنٹ ڈگری کالج سہنسہ میں ایک ذہین طالبعلم کے طور پر جانے جاتے تھے۔ انٹر میڈیٹ پاس کرنے کے بعد آپ گرایجوایشن کے لیے کوٹلی چلے گئے جہاں سے آپ نے ضلع کوٹلی کی مشہور درسگاہ گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج سے گریجوایشن 88-1987ء میں کی۔ دوران تعلیم آپ نے سیاست میں بھی حصہ لیا اور کالج سطح پر کشمیر فریڈم موومنٹ کے نام سے بننے والی تنظیم کے بانی کارکنان میں شمار ہوتے تھے۔

وکالت کے پیشے کو آپ پسند کرتے تھے اس لیے گرایجوایشن کے بعد آپ حصول علم کے لیے کراچی چلے گئے جہاں آپ نے ایس۔ ایم لاء کالج میں داخلہ لیا۔ آپ نے 1991ء میں لاء کی ڈگری لی اور اُسی سال آپ نے لائسنس حاصل کیا۔ لاء کی تعلیم کے دوران میں آپ نے متعدد بین الاقوامی کتابوں کا مطالعہ کیا اور ایک بھرپور جذبہ سے عملی پریکٹس کا آغاز کیا۔ آپ کی تربیت میں آپ کے سبھی اساتذہ نے اپنا کردار ادا کیا لیکن پروفیسر راجہ عبداللطیف اور پروفیسر عمر فاروق سب سے نمایاں ہیں۔

1992ء میں آپ سہنسہ بار میں بحثیت جونیئر وکیل جسٹس راجہ رفیع اللہ سلطانی ایڈووکیٹ کے چیمبر میں شامل ہوئے۔ اُسی سال آپ نے شادی کی اور باقاعدہ عملی زندگی کا آغاز ہوا۔ کامیابیوں کے حوالے سے 1992ء کا سال آپ کے لیے بہت اچھا ثابت ہوا۔ کچھ عرصہ سہنسہ میں پریکٹس کرنے کے بعد آپ میر پور چلے گئے جہاں پہلے آپ نے جسٹس چوہدری محمد تاج کے چیمبر کو جوائن کیا لیکن جلد ہی آپ نے اپنا چیمبر قائم کر کے کام شروع کر دیا۔ 2000ء میں آپ نے میر پور بار کے الیکشن میں حصہ لیا اور جنرل سیکرٹری منتخب ہو گئے۔ آپ نے وکالت کے پیشے میں جدوجہد جاری رکھی اور 2008ء میں سپریم کورٹ کا لائسنس حاصل کیا اور ابھی تک بحثیت سپریم کورٹ لائر کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کی ہر خواہش پوری کی اور آپ ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آپ سماجی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ نوجوان نسل کے لیے آپ کا یہ پیغام ہے کہ ”حقائق کو مدِنظر رکھ کر مستقبل کی منصوبہ بندی کریں۔“

راجہ کرامت خان

علاقہ سہنسہ میں ایک منفرد مقام رکھنے والے ہنس مکھ اور ہر دلعزیز راجہ کرامت خان، ایک وضع دار اور بااُصول شخص تھے۔آپ امن وآتشی کے علمبردار تھے۔ مستقل مزاج سیاسی کارکن ہونے کے ناطے زندگی بھر مسلم کانفرنس سے وابستہ رہے۔قومی مفاد کو ہمیشہ ترجیح دیتے رہے۔یہی وجہ ہے کہ لوگ آج بھی آپ کو یاد کرتے ہیں اور آپ کے کردار کو قابل تقلید گردانتے ہیں۔

راجہ کرامت خان، راجہ رنگ خان کے گھر میں پیدا ہوئے۔آپ کا شجرہ نسب آٹھویں نسل میں راجہ شیر خان سے جاملتا ہے۔راجہ شیر خان کی اولاد پیڑیاں، دگالہ اور چڑلاڑ میں آباد ہے۔راجہ کرامت خان کا پندرھویں پشت میں راجہ دان خان سے نسب ملتا ہے۔دان خان، راجہ سینس پال خان کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔سہنسہ، سرساوہ، پنجیڑہ اور انوہی سرہوٹہ میں ان کی اولاد میں سے لوگ آکر آباد ہوئے۔

راجہ کرامت خان بڑے ہنس مکھ شخصیت تھے۔وہ بڑے وضع دار شخص تھے، کبھی کسی کو تنگ نہ کیا بلکہ اُنھوں نے اپنی زندگی میں تھانہ کلچر کا خاتمہ کیا، لوگوں کا بڑے سے بڑا فیصلہ راجہ کرامت خان کیا کرتے تھے۔اُنھوں نے اپنا بچپن اور جوانی نہایت شرافت سے گزارے، وہ عوام علاقہ میں بڑا اثر ورسوخ رکھتے تھے۔آپ نے لوگوں کے اصرار پر دوبار BD کا الیکشن لڑا اور دونوں مرتبہ جیت گئے۔یہ لوگوں کا ان سے محبت اور پیار کا واضح ثبوت ہے۔جب وہ BD کے ممبر بنے تو اس وقت پورے آزاد کشمیر میں پیپلز پارٹی کا طوطی بولتا تھا۔لیکن آپ کی ساری سیاسی وابستگی مسلم کانفرنس کے ساتھ تھی۔آپ بہت دلیر اور نڈر آدمی تھے۔1947ء میں کوٹلی کے مقام پر جب سردار عبدالقیوم خان کو روکا گیا تو آپ سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو گئے، لوگوں نے جب راجہ کرامت خان کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے اور سردار عبدالقیوم خان کو جانے دیا۔

راجہ کرامت خان کے قابل اعتبار ساتھی، دوست اور ہمدرد لوگوں میں ایک نام راجہ محبت خان آف چھوچھ کا بھی ہے جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے۔آپ کے بیٹوں میں ظہور احمد خان بھی سیاست کے میدان میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں، وہ حلقہ سہنسہ میں مسلم کانفرنس کے تحصیل صدر بھی ہیں اور اپنے باپ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

آج راجہ کرامت خان ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ان کا فلسفہ زندگی، عوام دوستی اور مخلصانہ پن ہمارے درمیان رہے گا۔خدا ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔آمین!

راجہ سینس پال کے دوسرے بیٹے

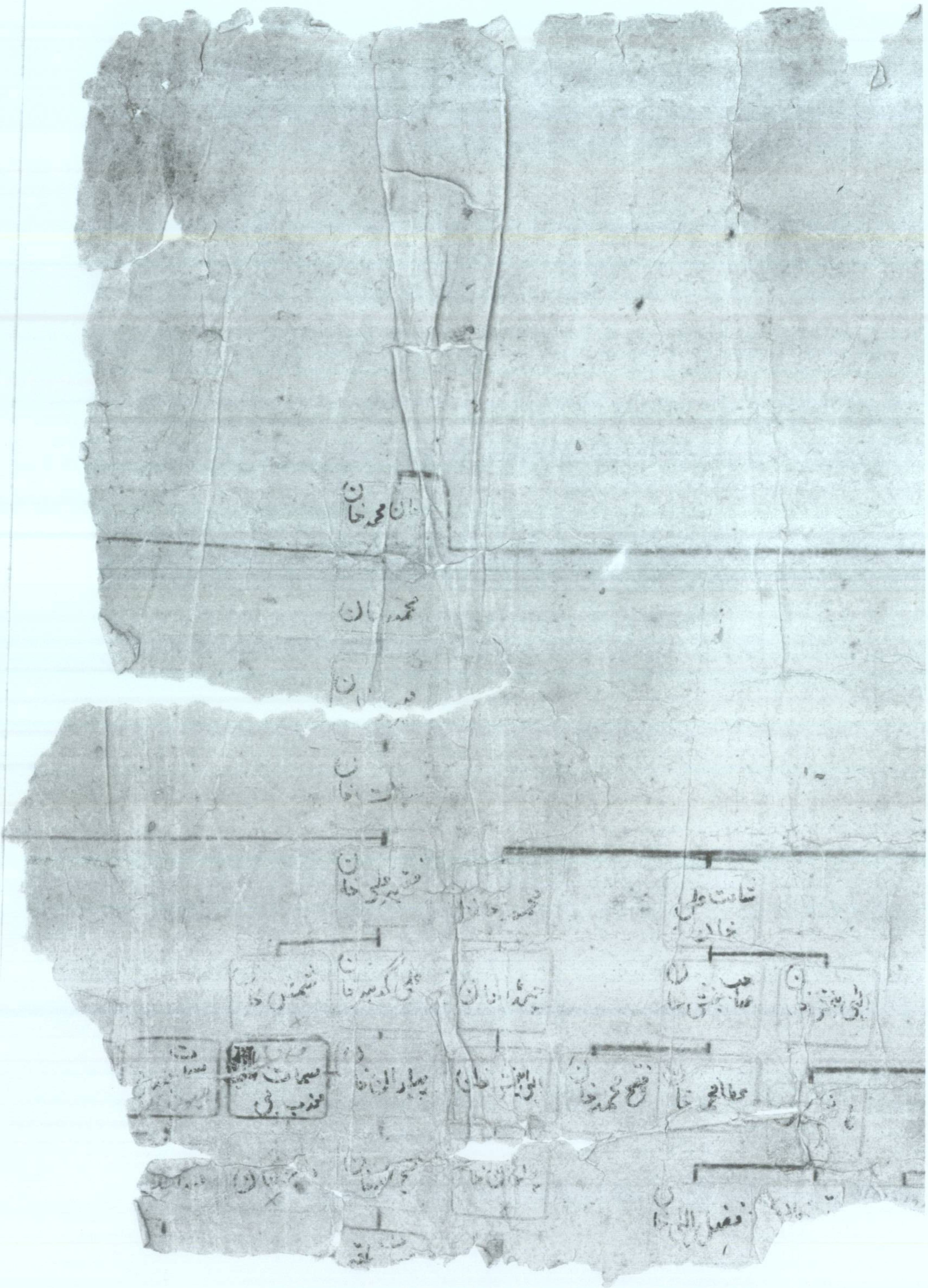
راجہ تتار خان کی اولاد

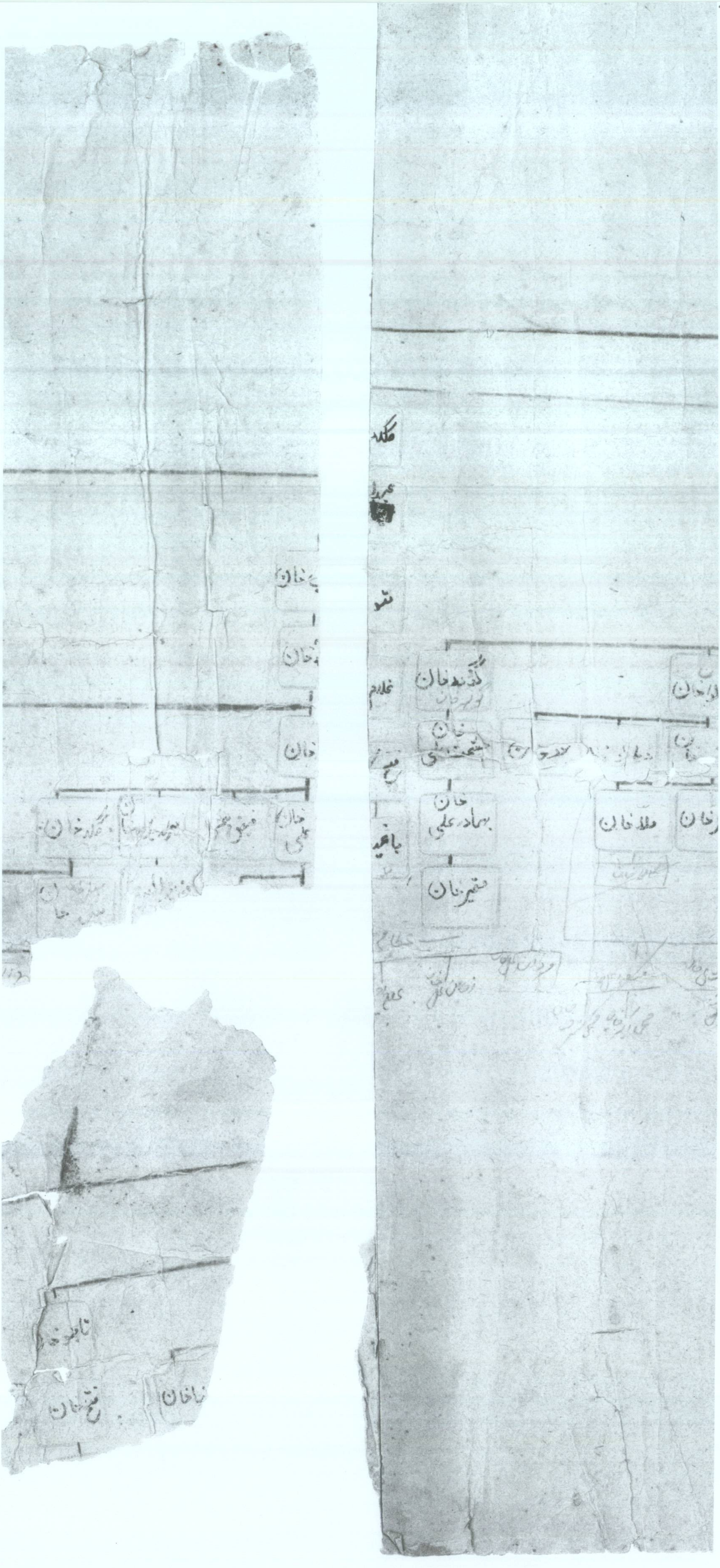
جو

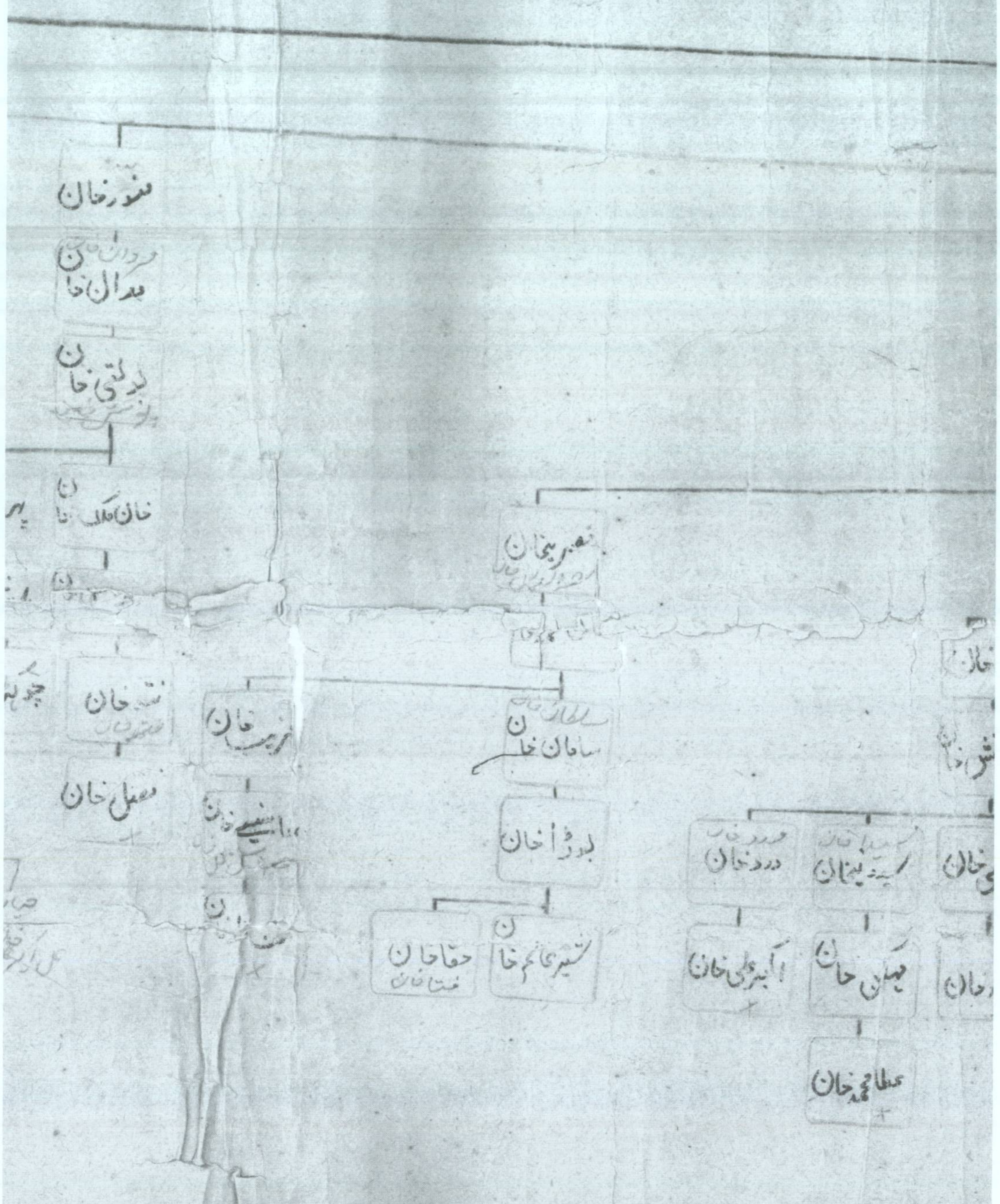
بڑالی ،فگوش ،تھروچی ،گل پور ، براٹلہ

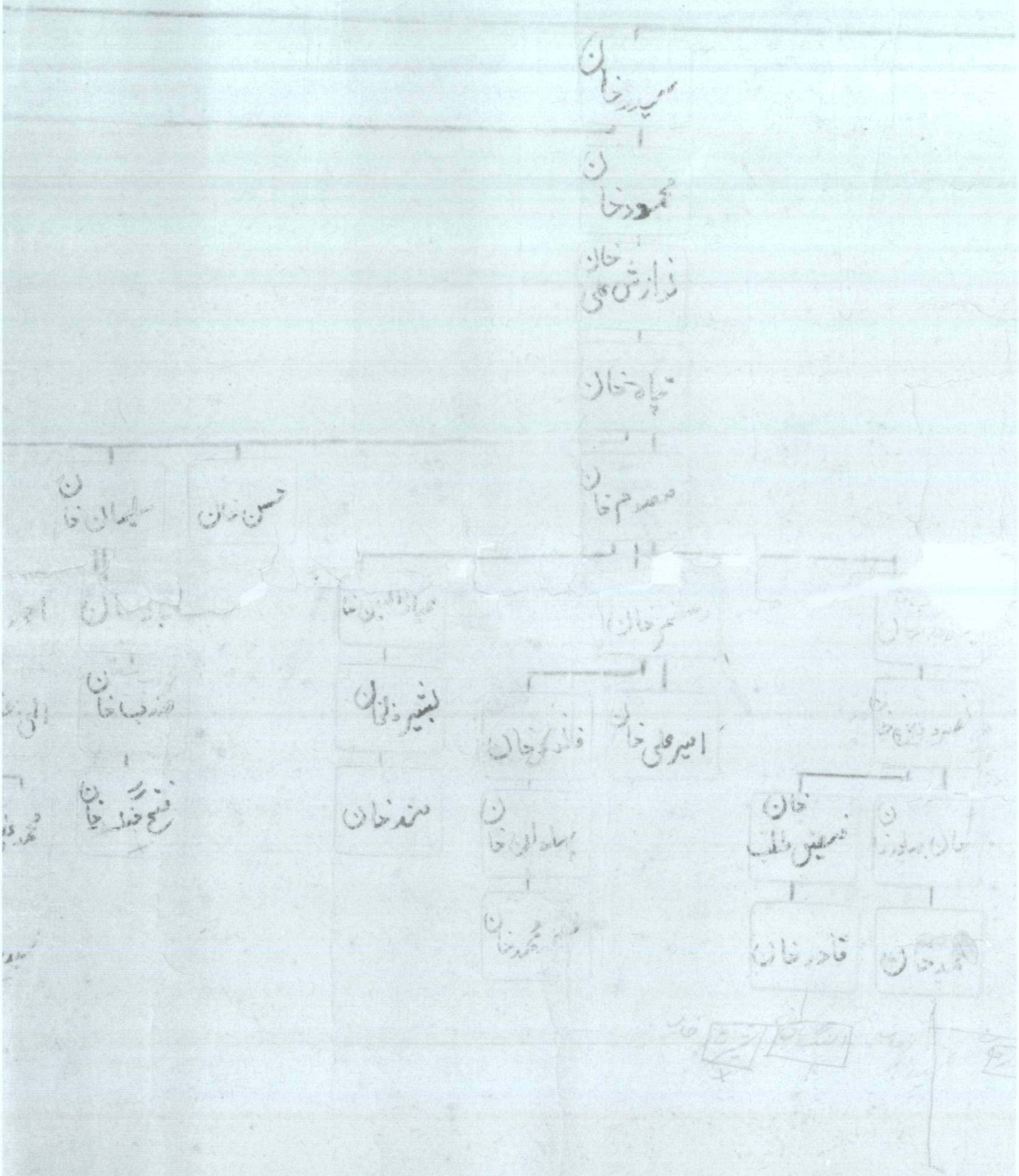
اور کجلانی میں آباد ہے۔

(شجرہ ہائے نسب و اہم شخصیات کا تعارف)


فتح محمد خان
فضل الہی خان

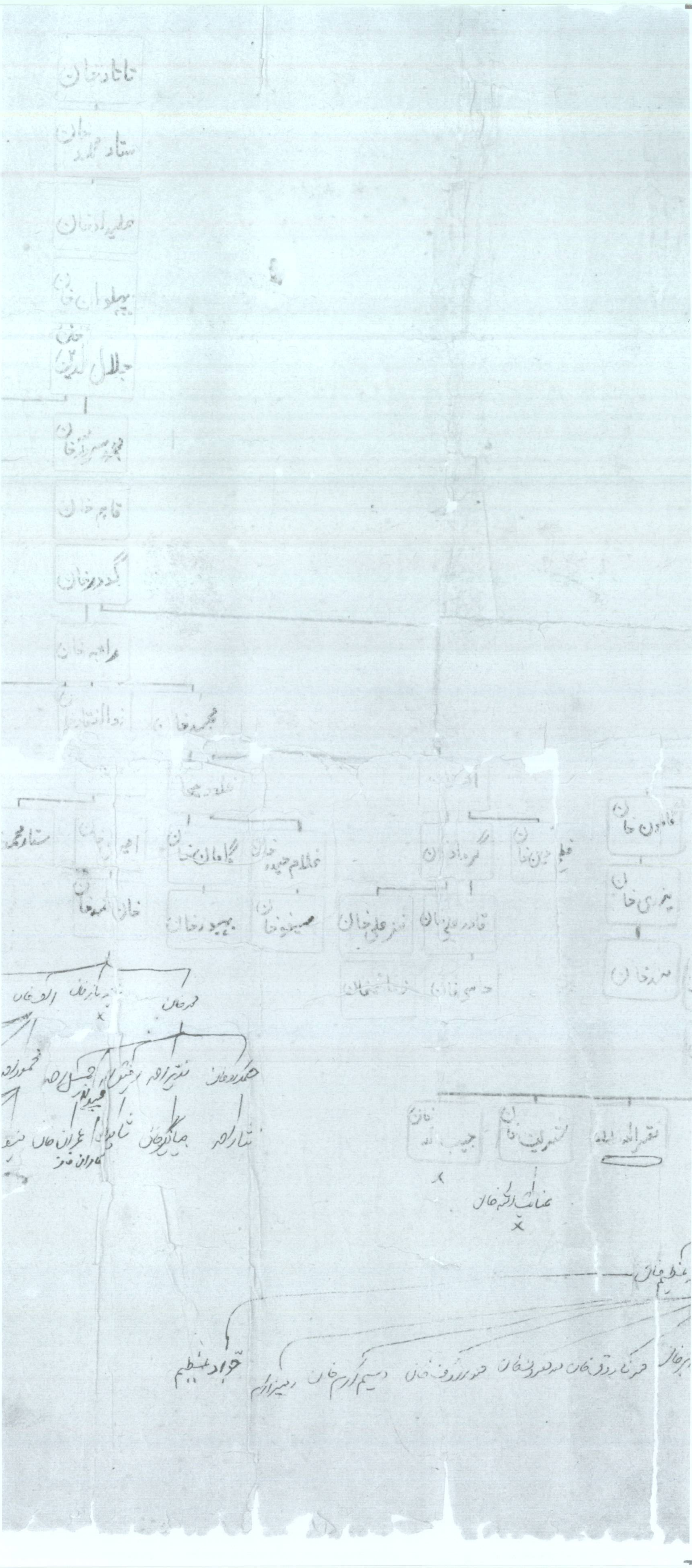

خان بهادر علی
ملا خان


منور خان
مصطفی خان
سامان خان
اکبر علی خان
عطا محمد خان

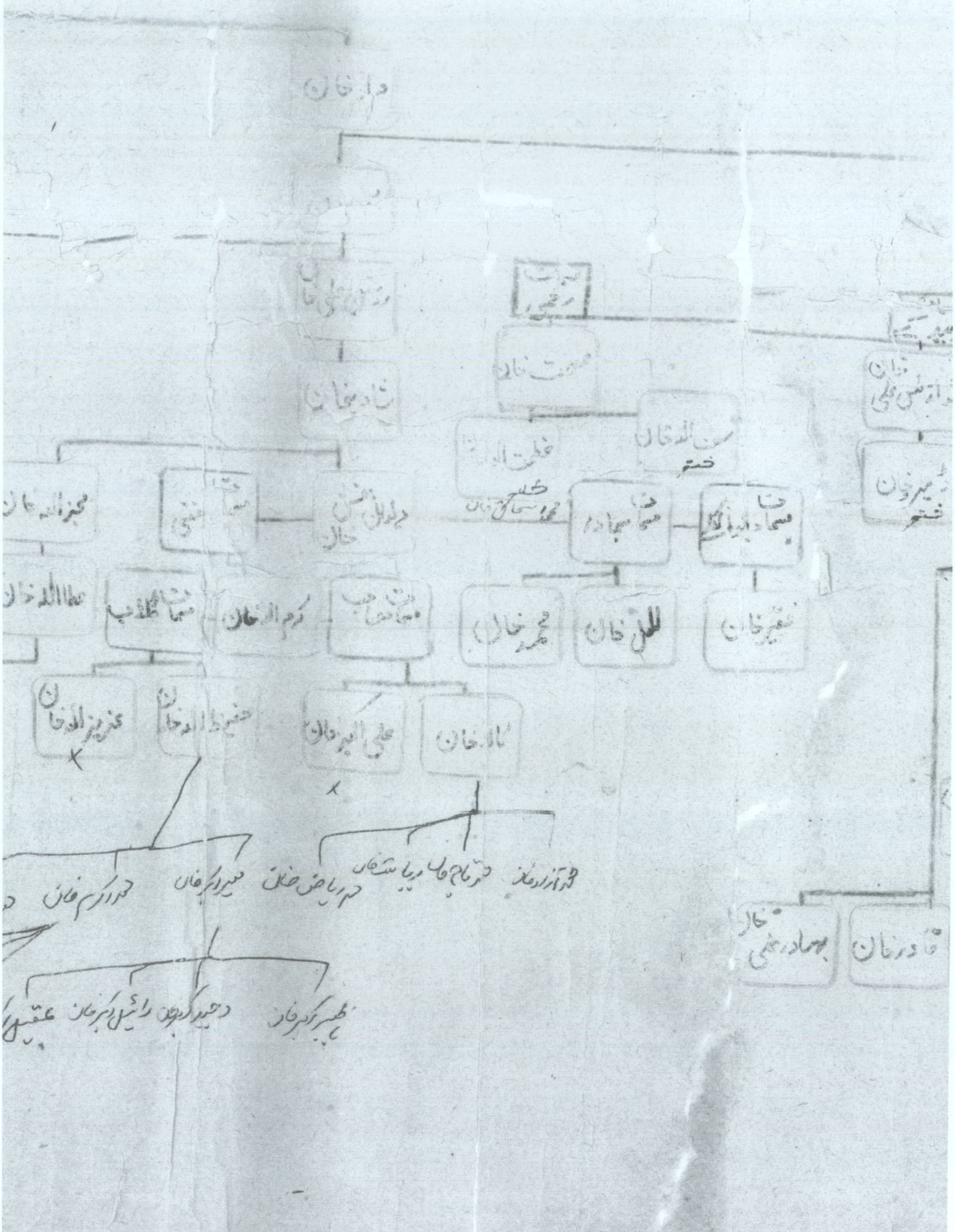


محمود خان
حسن خان
سلیمان خان
امیر علی خان
قادر خان

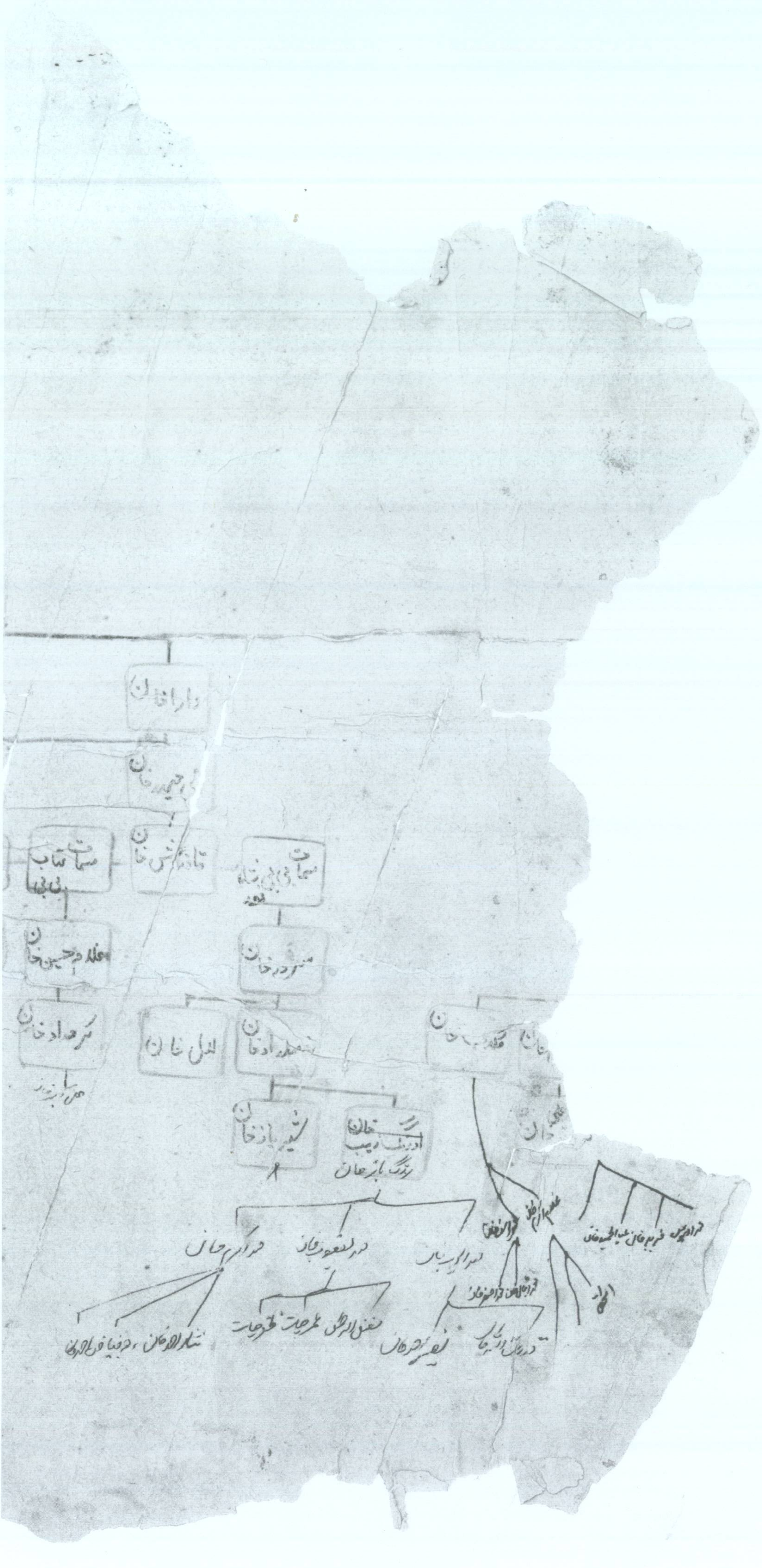

صفدر علی خان
حشمت علی خان

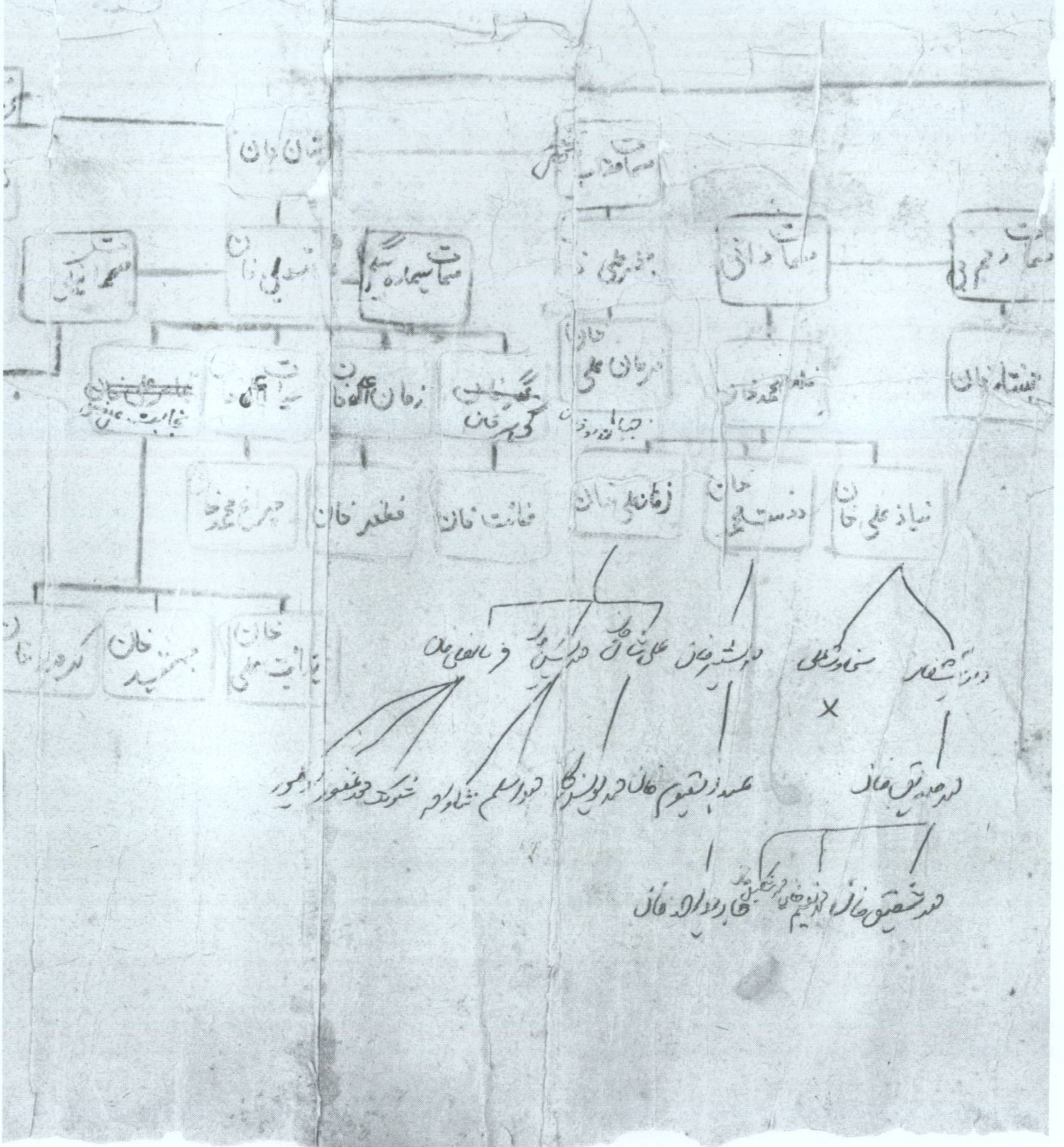


پهلوان خان
جلال الدین
قاسم خان
حبیب الله



لعل خان
محمد خان
کرم اللہ خان
عطا اللہ خان
قادر خان



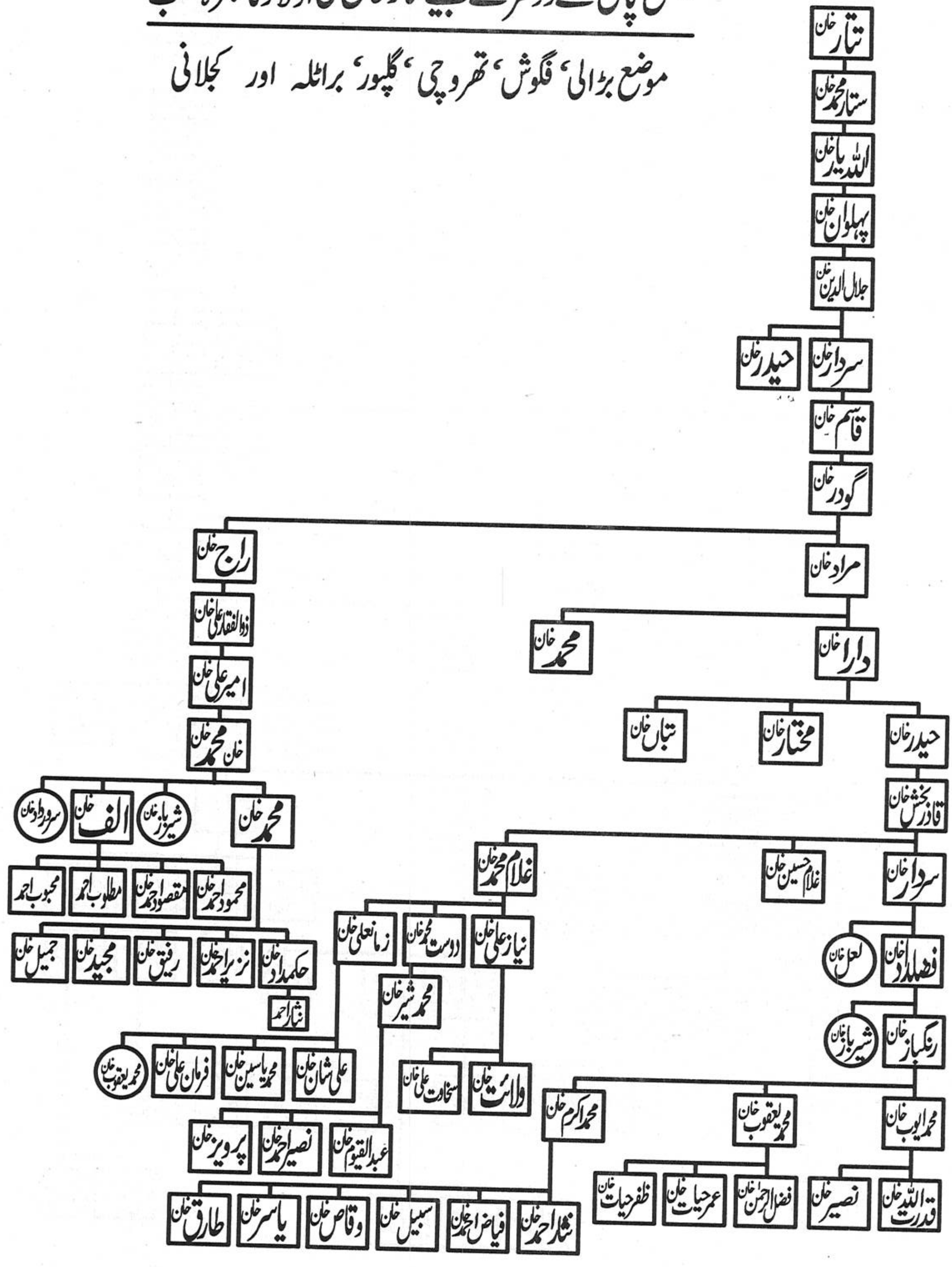


نیاز علی خان
زمان علی خان
قناعت خان
مظفر خان
جمشید خان
عبدالقیوم خان

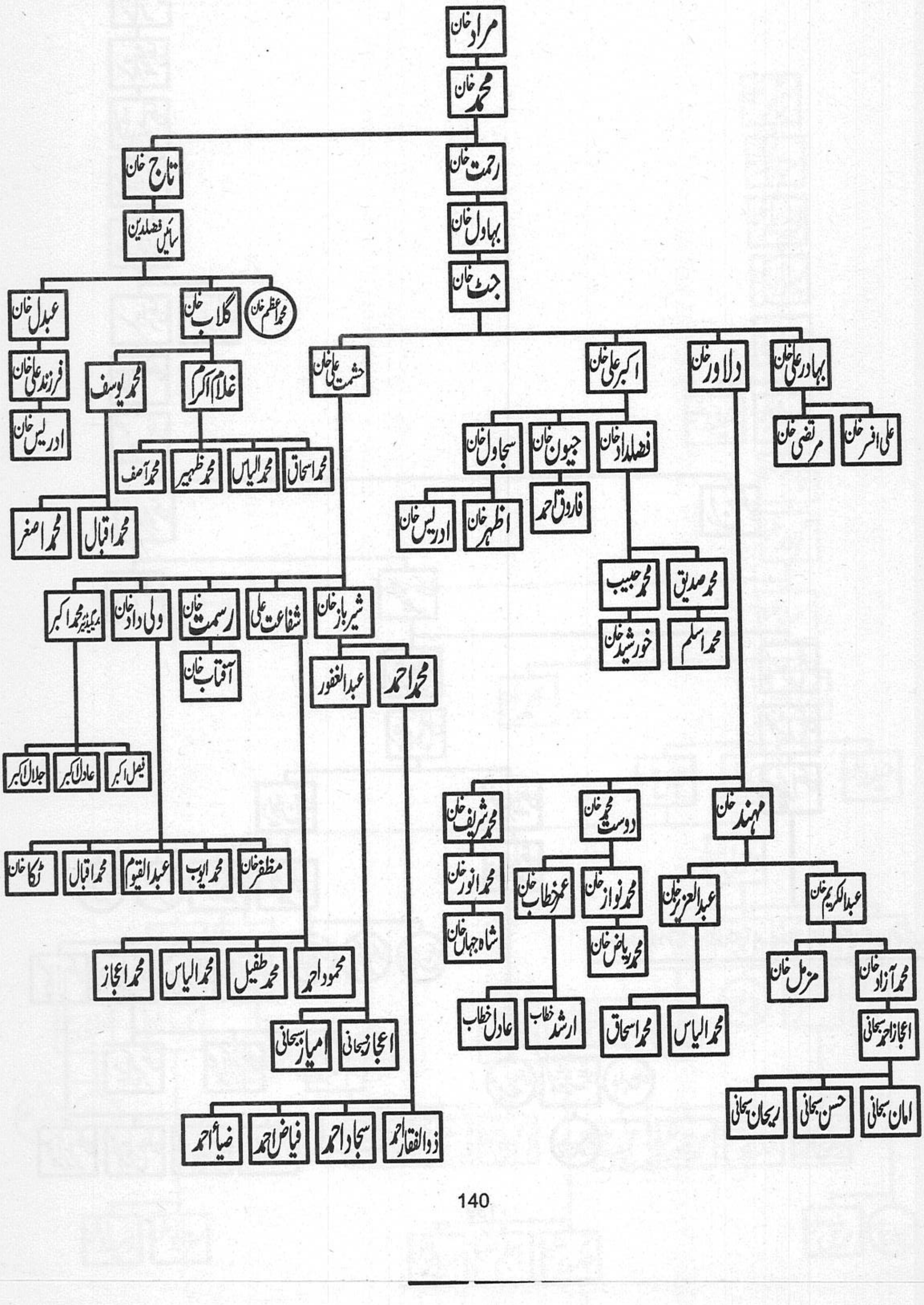
منگرال راجپوت (قبیلہ کی تاریخ،شجرہ ہائے نسب اور اہم شخصیات کا تعارف)

سینس پال کے دوسرے بیٹے تتار خان کی اولاد کا شجرہ نسب

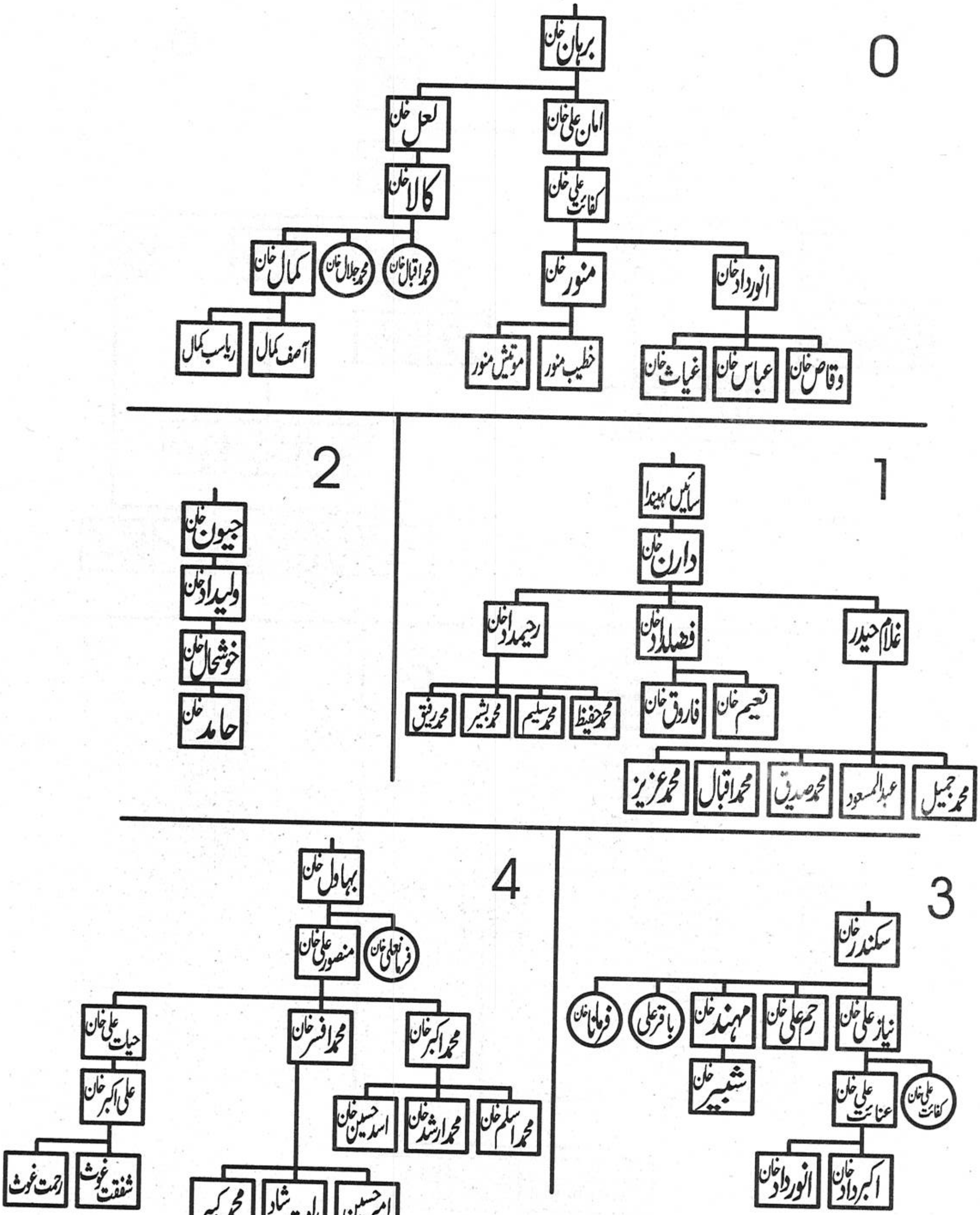
موضع بڑالی، فگوش، تھروچی، گلپور، براٹلہ اور کجلانی



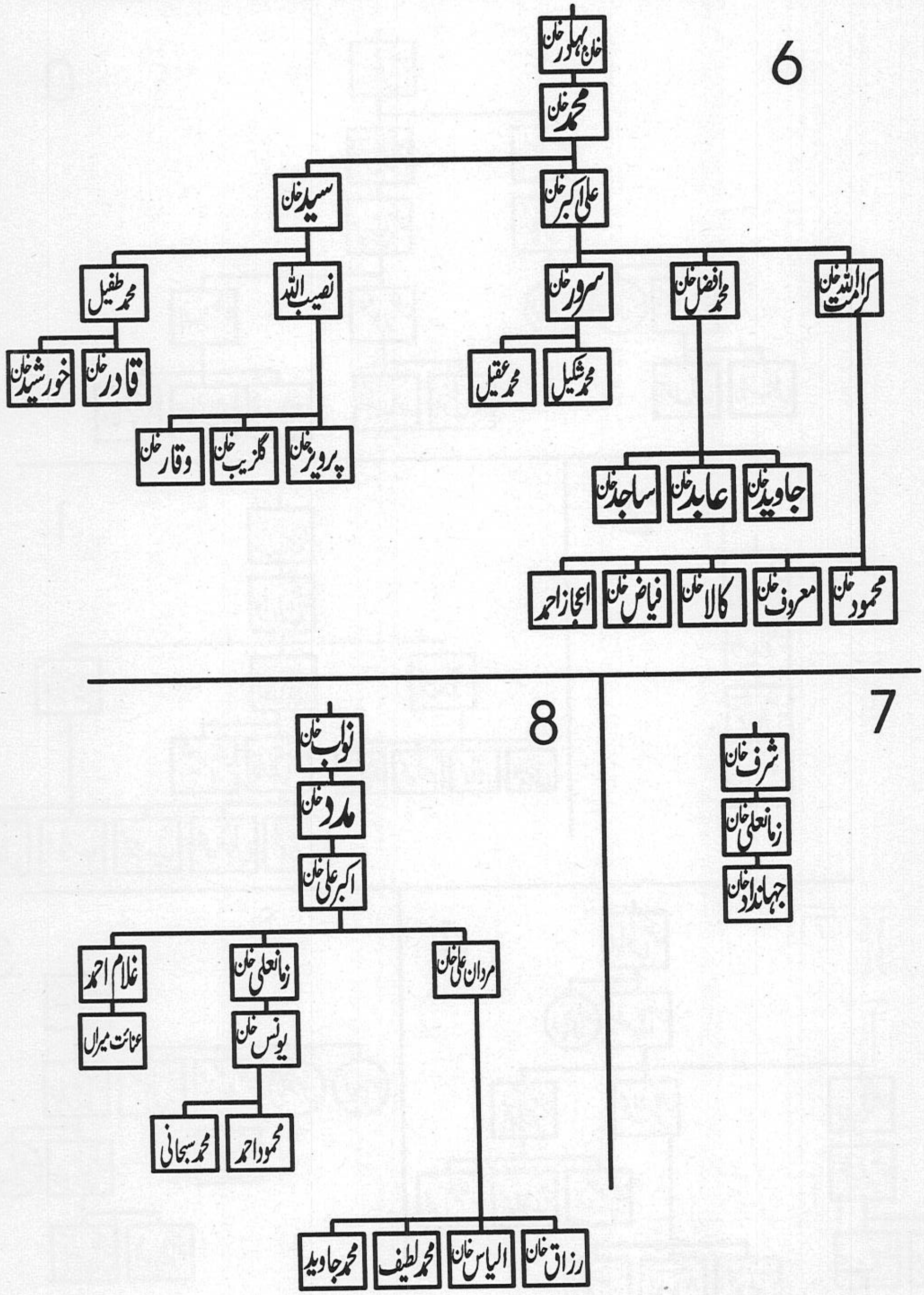
شجرہ بوسیدہ ہونے کی وجہ سے بعض نام نہیں پڑھے جا رہے اس لیے تسلسل برقرار نہ ہے



شجرہ بوسیدہ ہونے کی وجہ سے بعض نام نہیں پڑھے جارہے اس لیے تسلسل برقرار نہ ہے



شجرہ بوسیدہ ہونے کی وجہ سے بعض نام نہیں پڑھے جا رہے اس لیے تسلسل برقرار نہ ہے



راجہ سینس پال کے دوسرے بیٹے

راجہ تتار خان کی اولاد

جو

سہر منڈی اور اس کے نواح میں آباد

ہے۔

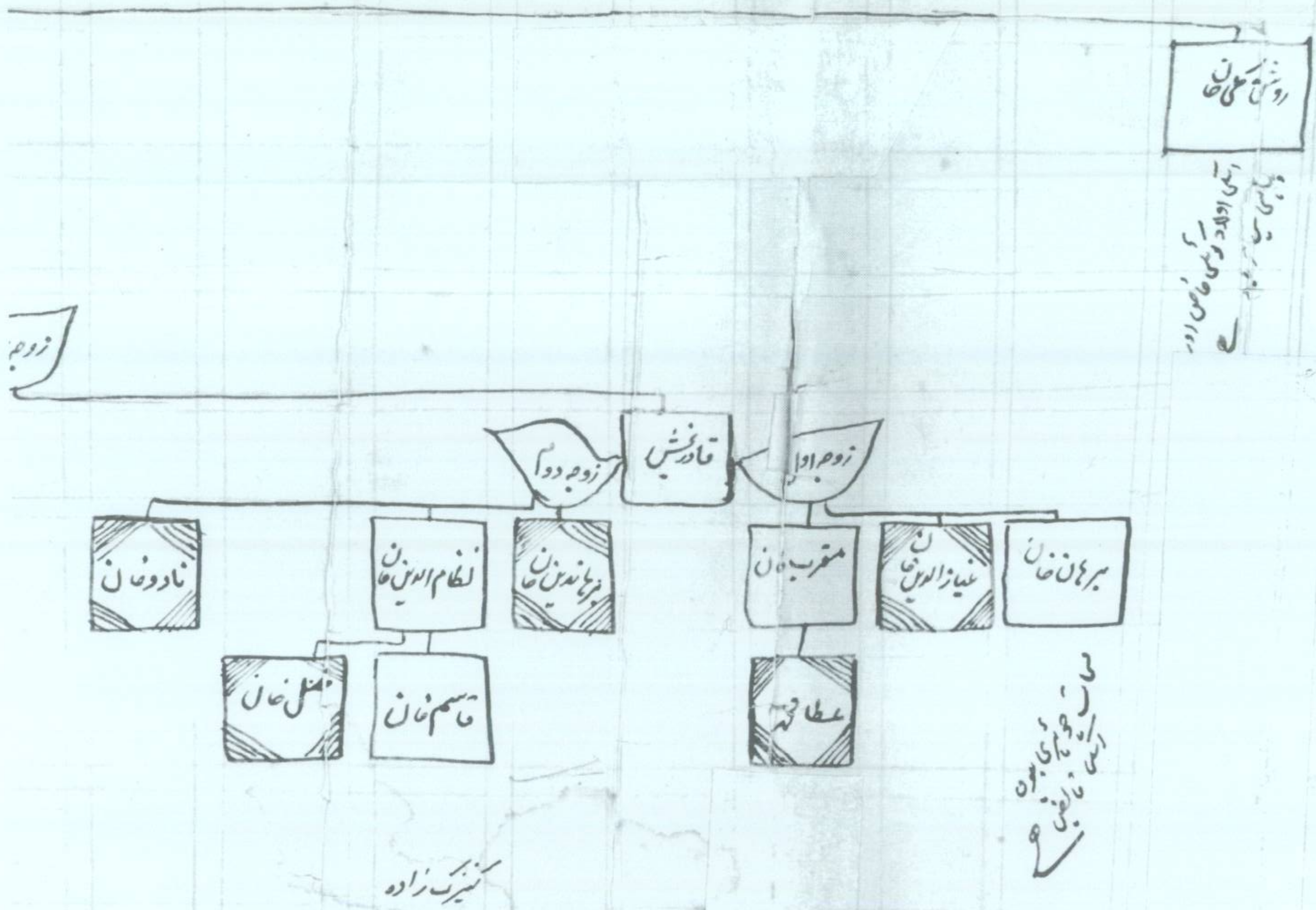
(شجرہ ہائے نسب و اہم شخصیات کا تعارف)

اسمائے مالکان

مالکان

نقل

دند کرم اللہ خان



نمبر کھیوٹ	1	۲
پیمانہ حقیت	حصہ	حصہ
تعداد دروئی	۹	۵ ۲
جمع		

(الف) حصول حقیت و حال تقسیم اراضی بمعیاد — یہ دند سابق کرم اللہ خان نمبردار سے کل دیہ ہیں اپنا حصہ کی مالکیت اندر دند کے ... مورث اعلیٰ ہم مالکان سعید اخان موضع کوٹ سے آکر بعہد ... آباد

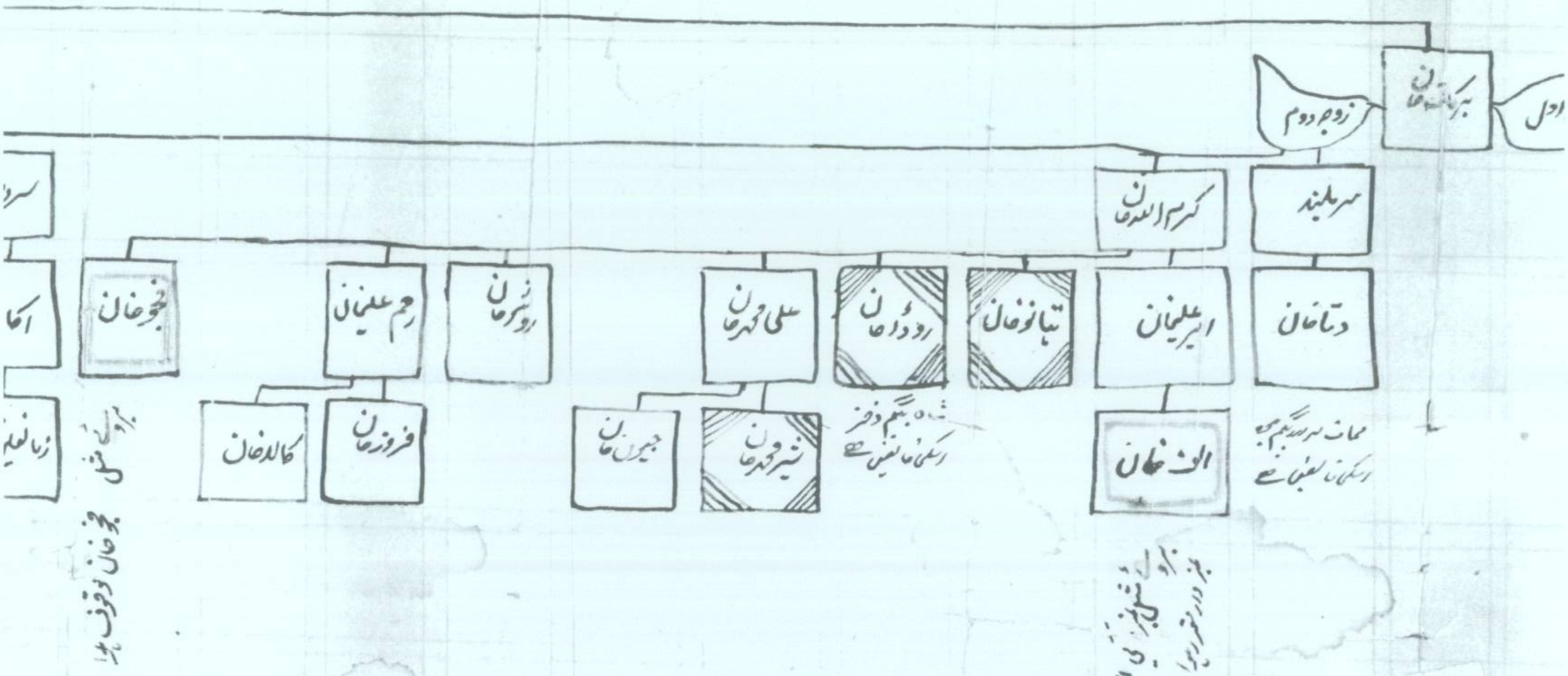
(ب) بنائی دیہ و وجہ تسمیہ — چونکہ مالکان کے مورث اعلیٰ کا نام سعید اخان تھا اسکے اپنے نام پر دیہ

(ج) دستور ... مالیہ و ایام حاکمان سلف دیہ ایام سرکار — بیجمب کہ کوئی یاد نہیں جب مہاراجہ صاحب بہادر سری گلاب سنگھ جی کی عملداری ...

مالکان

تحصیل کوٹلی

موضع سہرمنڈی



۳ قسمہ ۱۵

۲ قسمہ

۱۰

قسمہ

بروئے رواج قبضہ کا ہی

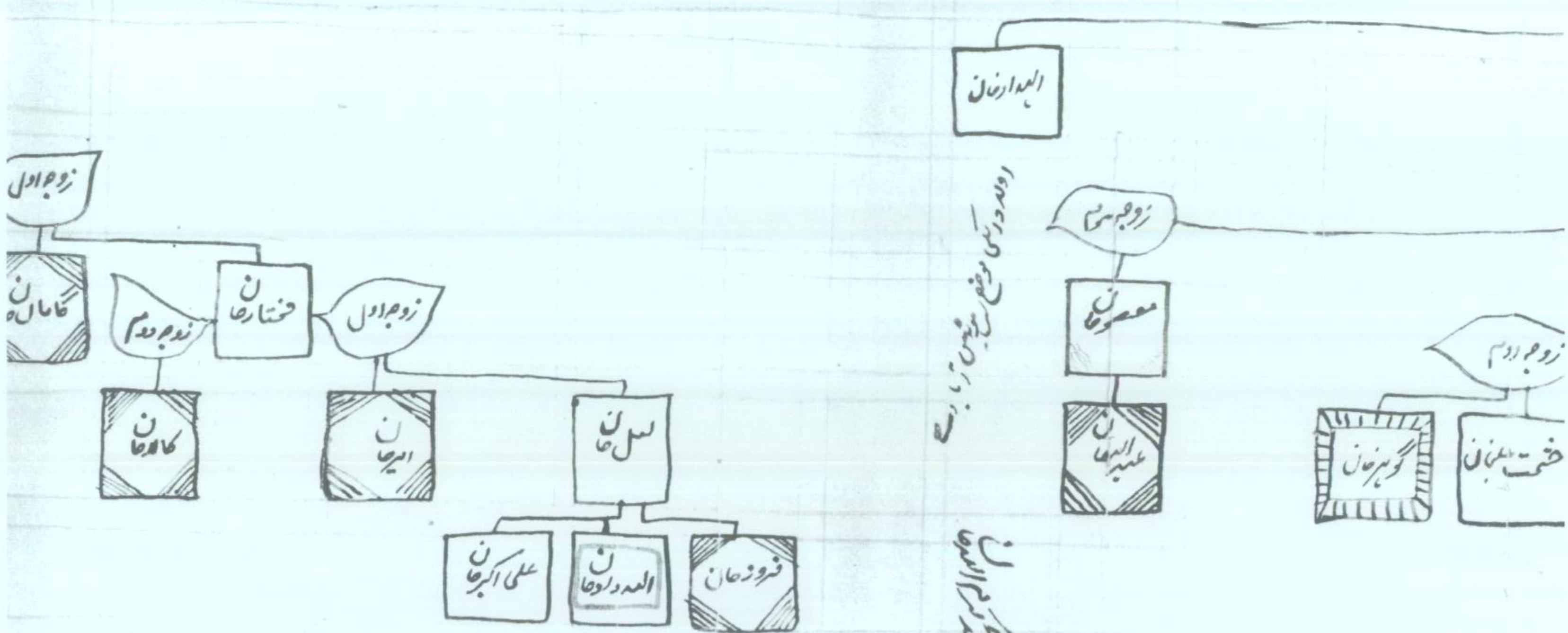
رقبہ دیہہ ہذا جنگل ویران تھا قابض ہوا اور کچھ زمین توڑ کی بہر ادلہ دورست میں ہر واحد بقدر قبضہ زمین توڑ کر کے قابض ہو تا رہا چنانچہ دو

دیہہ ہذا کا نام سہر منڈی رکھا اس وقت سے یہی نام مشہور چلا آتا ہے روز آبادی سے برابر آباد ہے کبھی ویران نہیں ہوا +

تو چار سو روپیہ جزب جمع قائم ہوا بہر سمت ۱۹۱۵ میں الف روپیہ جزب جمع قائم ہوا سمت ۱۹۲۲ میں الف روپیہ جزب ڈبل قائم ہوئے

صورت موضع   پتی وندی   معیا جات   غیر مکمل

ونڈ ہدو خان

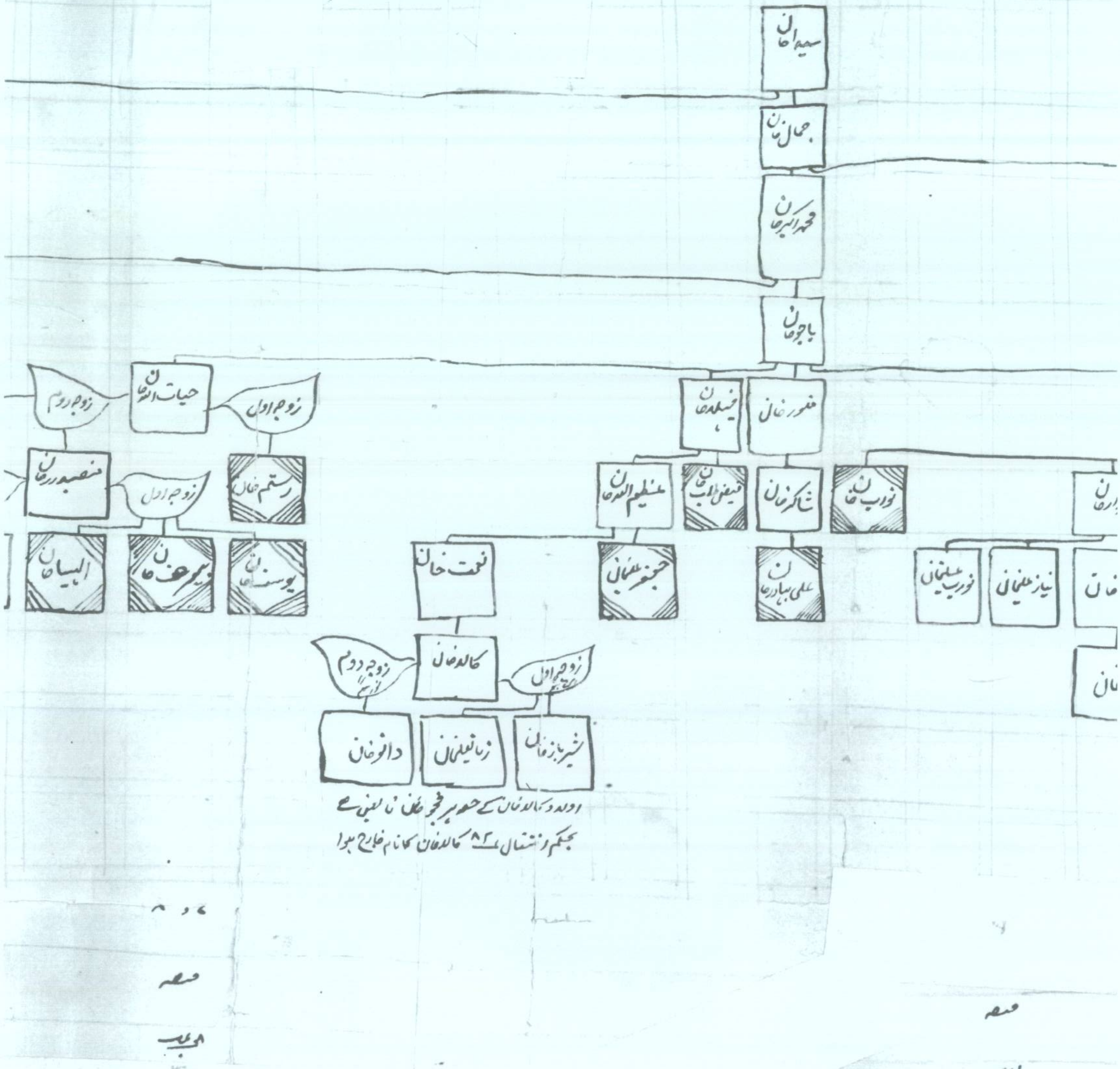


یہ ونڈ بنام ہدو خان نافرد ... کل دیہ سے اپنی قبضہ کی مالک

جو اسبار والد سے ... ناصیاد بندوبست ... +

۱۹۶۳

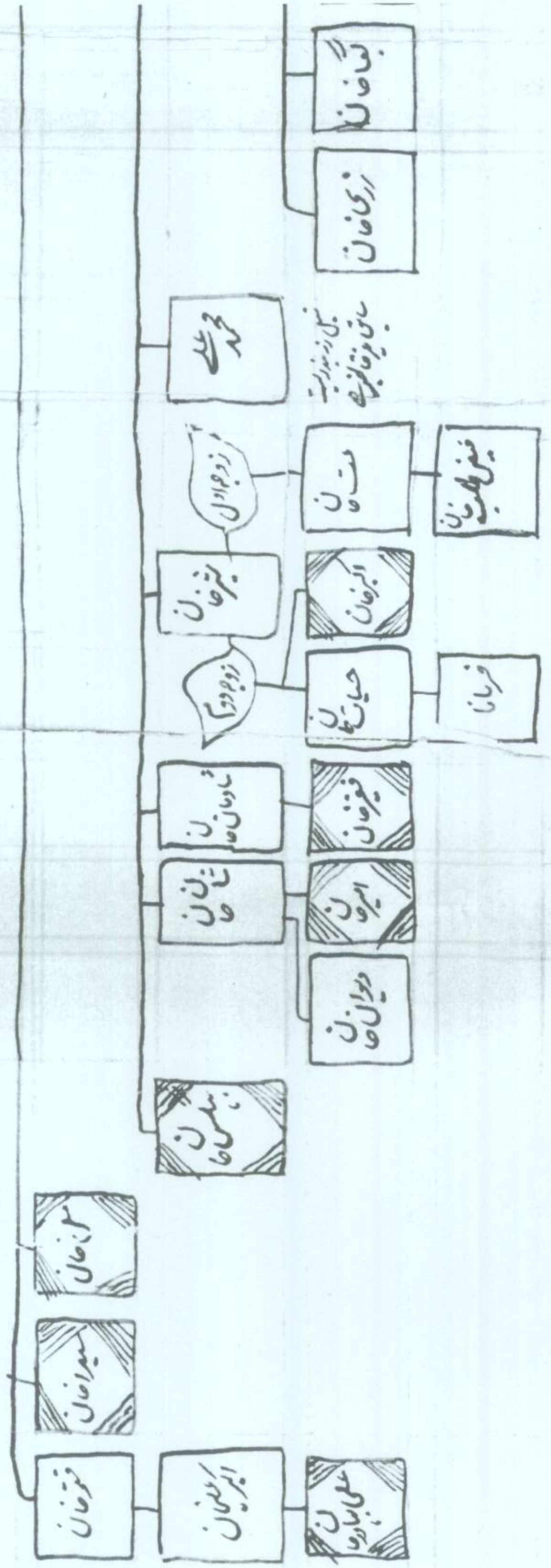
ضلع میرپور

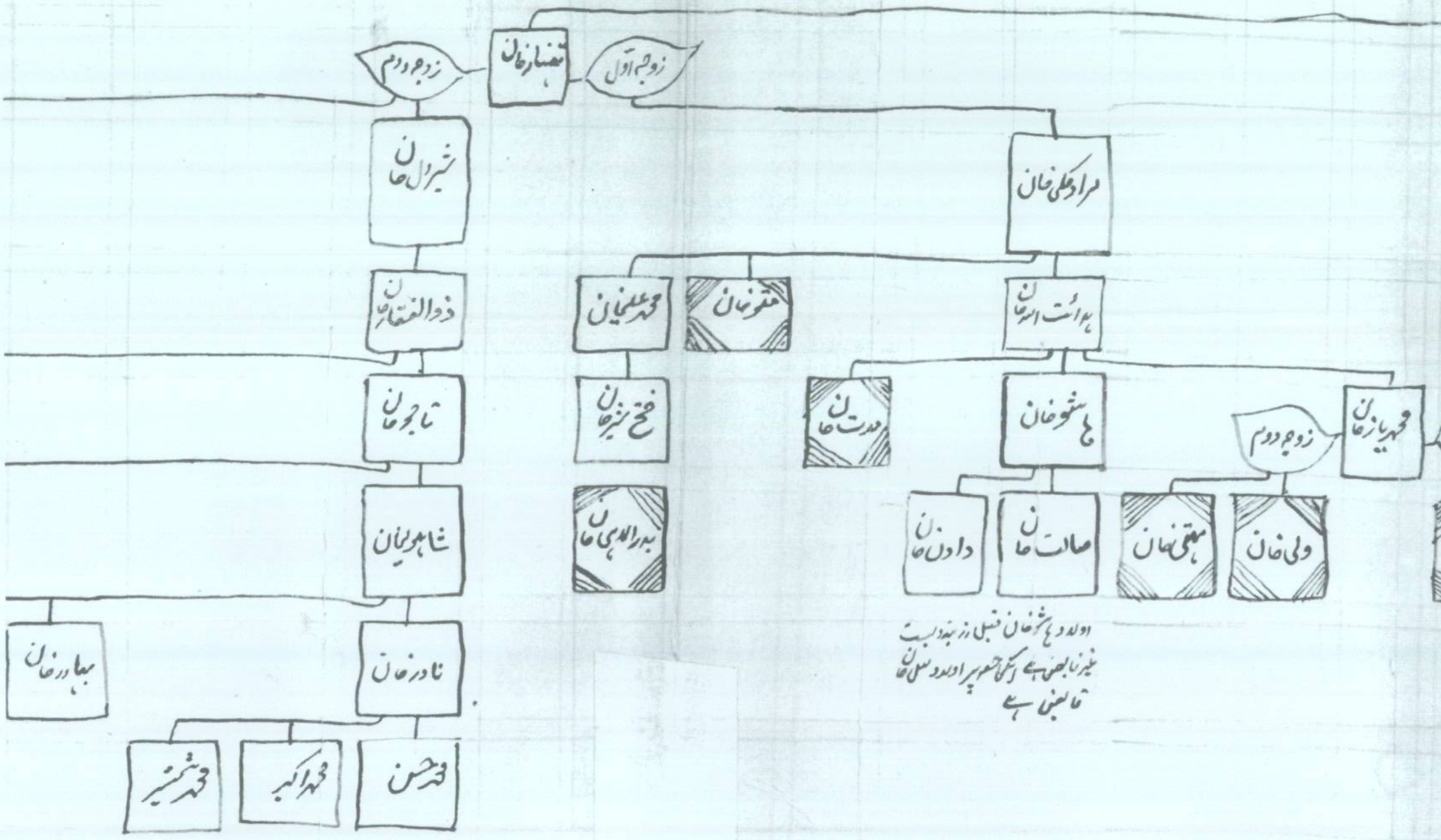


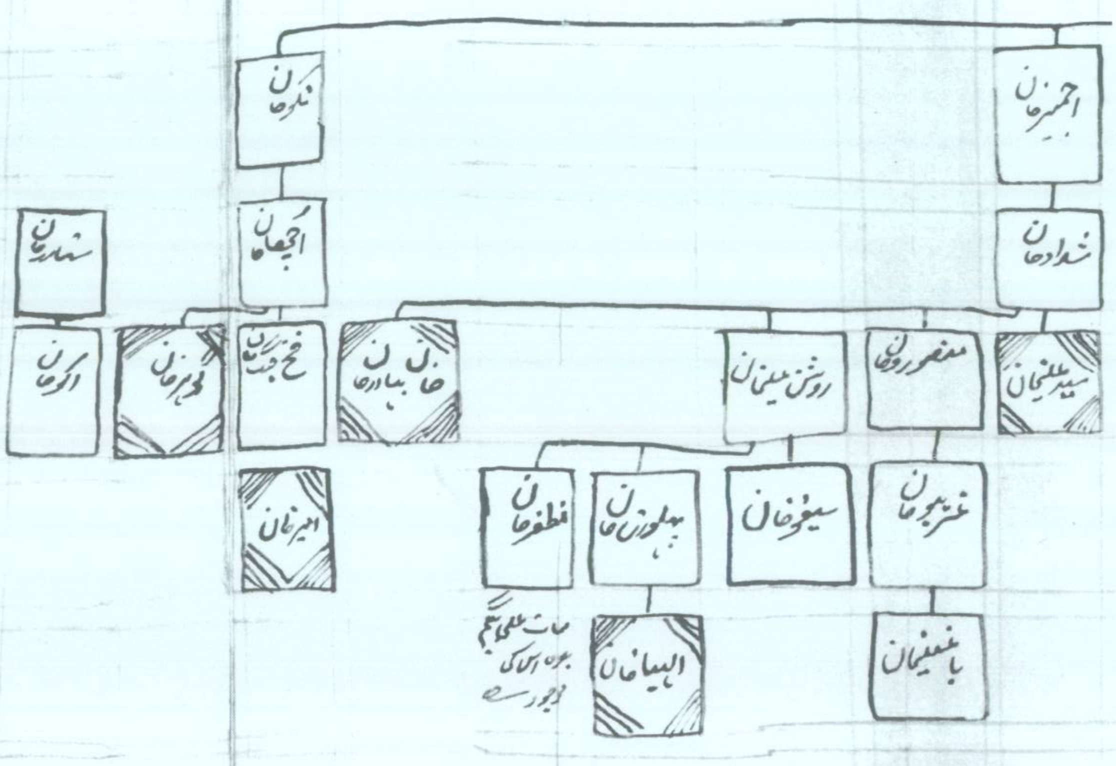
اولاد کالو خان کے حصہ بر محمد خان ... سے
بحکم انتقال ... کالو خان کا نام خارج ہوا

... ذیل ونڈ ... ونڈ ... ونڈ ... کا مال ... ونڈ ... ہے ... صورت ... سے

... ۱۹۲۸ میں ... ۱۹۲۹ میں ... آج تک ادا کرتے ہیں اور اب ...




زوجہ دوم
زوجہ اول
مراد علی خان
شیر دل خان
تاجو خان
شاہو خان
نادر خان
بہادر خان
محمد حسن
محمد اکبر
فتح خان
ولی خان
زوجہ دوم



میزان وند امورخان

میزان هر دو وند

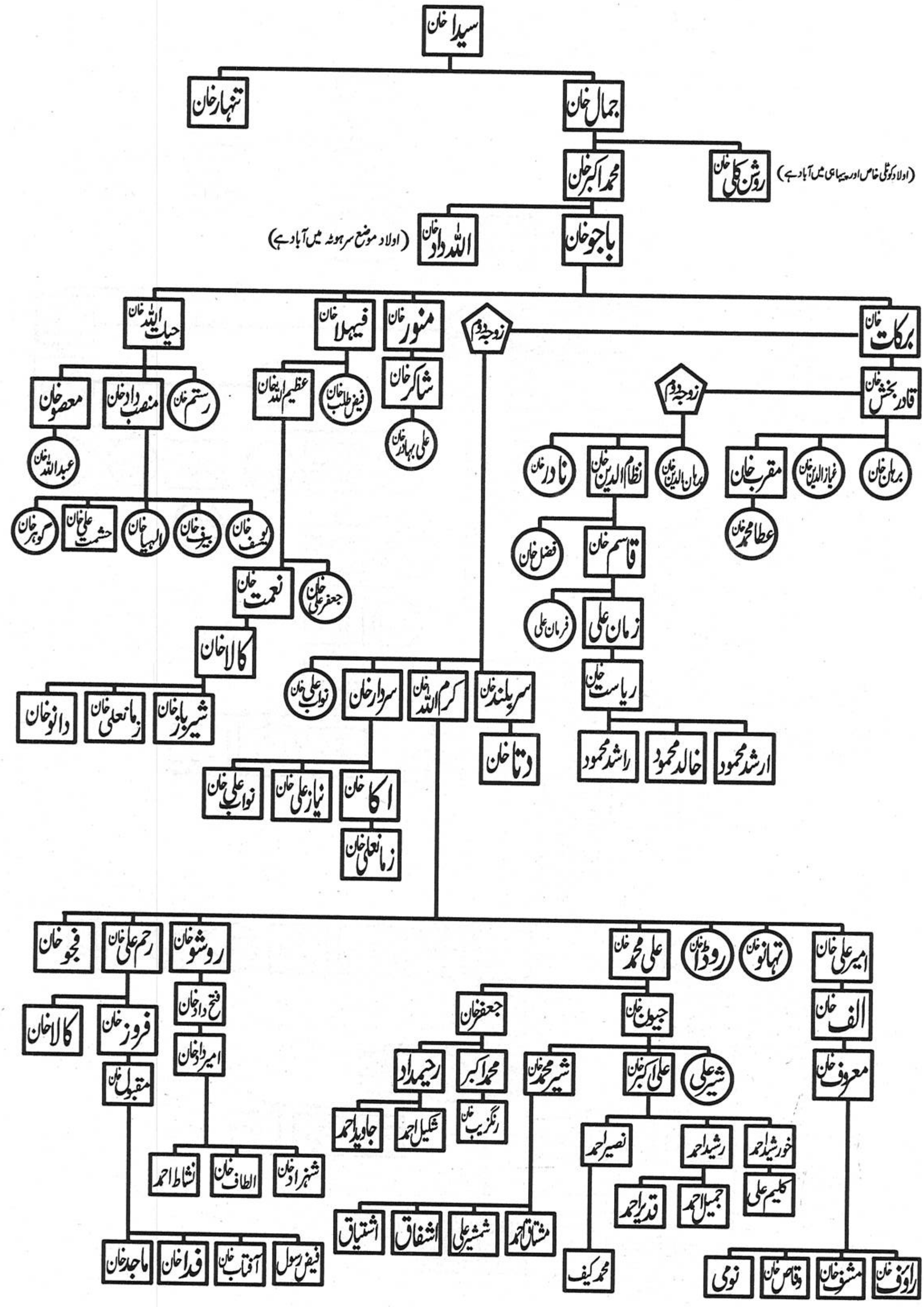
شاهدت

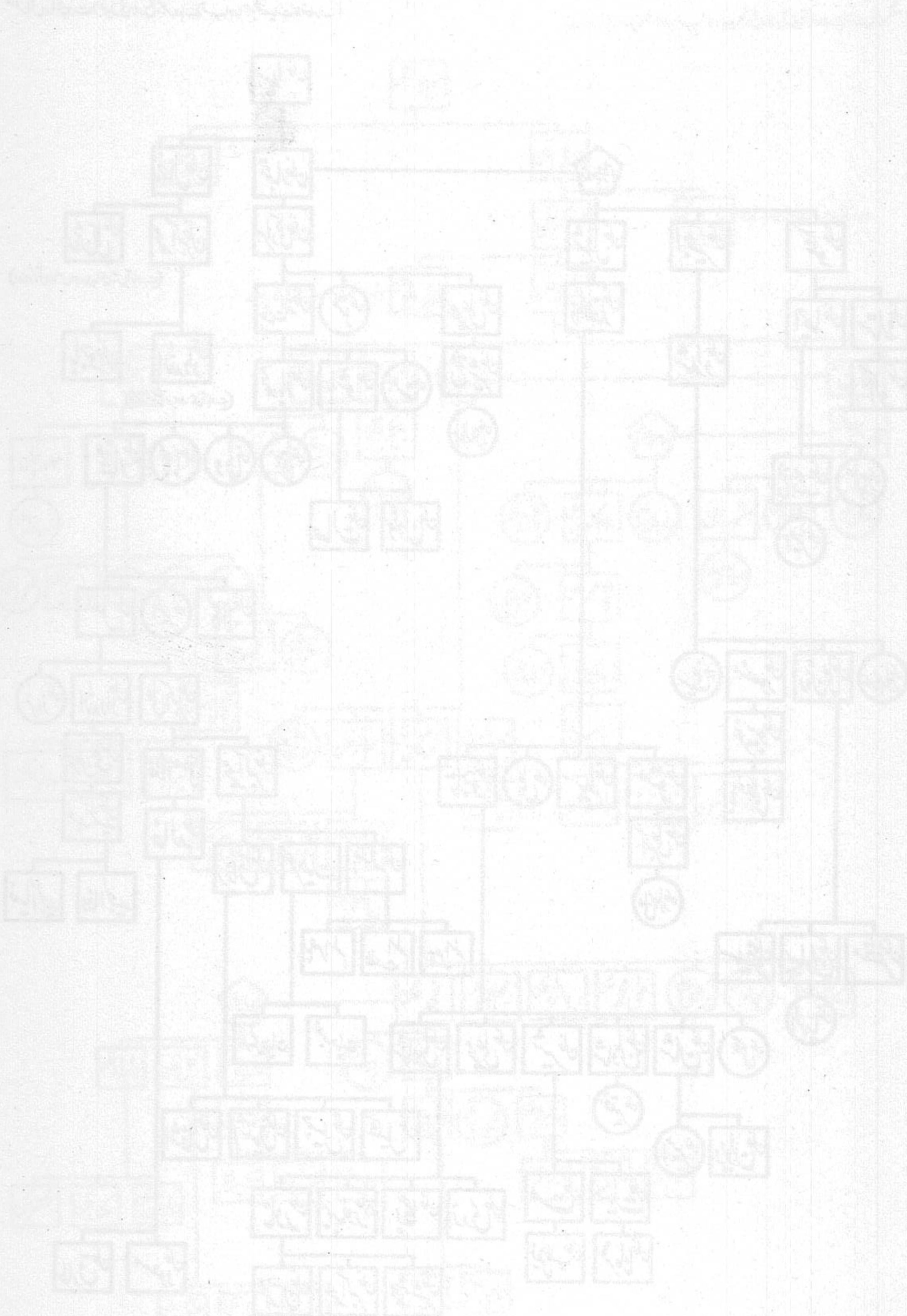
متبرعه مالکان	[illegible]		[illegible]
آبادی	۳		[illegible]
سری سرکار	۲۵		[illegible]
منیر العمل دهکده	[illegible]		[illegible]

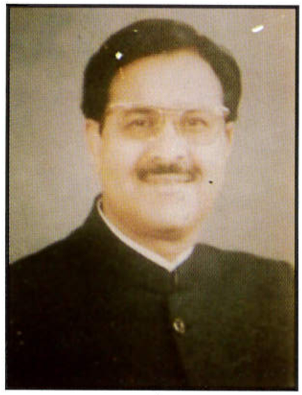
[illegible]



[illegible]	مقبره	۲
[illegible]	قهوه‌خانه	۲
[illegible]	عورت	۱
[illegible]	دوده	۱
[illegible]	[illegible]	[illegible]


سیدا خان
تنہار خان
جمال خان
محمد اکبر خان
روشن کلی خان
(اولاد کوٹلی خاص اور پیسہاہی میں آباد ہے)
باجو خان
اللہ داد خان
(اولاد موضع سرہوٹہ میں آباد ہے)
برکات خان
زوجہ دوم
منور خان
فیہلا خان
حیات اللہ خان
قادر بخش خان
شاکر خان
عظیم اللہ خان
فیض طلب خان
معصو خان
منصب داد خان
رستم خان
عبداللہ خان
علی بہادر خان
برہان خان
غیاز الدین خان
مقرب خان
عطا محمد خان
برہان الدین خان
نظام الدین خان
نادر خان
قاسم خان
فضل خان
زمان علی
فرمان علی
ریاست خان
ارشد محمود
خالد محمود
راشد محمود
یوسف خان
سیف خان
الہیا خان
حشمت علی خان
گوہر خان
نعمت خان
جعفر علی خان
کالا خان
شیر باز خان
زمان علی خان
دانو خان
سربلند خان
کرم اللہ خان
سردار خان
نواب علی خان
دتا خان
اکا خان
نیاز علی خان
نواب علی خان
زمان علی خان
امیر علی خان
تھانو خان
روڈا خان
علی محمد خان
روشو خان
رحم علی خان
فجو خان
الف خان
معروف خان
جیون خان
جعفر خان
فتح داد خان
امیر داد خان
فروز خان
کالا خان
مقبول خان
شیر علی
علی اکبر خان
شیر محمد خان
محمد اکبر
رحیم داد
زنگزیب خان
شکیل احمد
جاوید احمد
خورشید احمد
رشید احمد
نصیر احمد
کلیم علی
جمیل احمد
قدیر احمد
محمد کیف
مشتاق احمد
شمشیر علی
اشفاق
اشتیاق
شہزاد خان
الطاف خان
نشاط احمد
فیض رسول
آفتاب خان
فدا خان
ماجد خان
رؤف خان
مشوف خان
وقاص خان
نومی





راجہ عبدالمجید خان



راجہ محمد عظیم خان



چیئرمین راجہ محمود داد خان



راجہ محمد لطیف خان (چیف آفیسر بلدیہ)



راجہ محمد سلیم خان



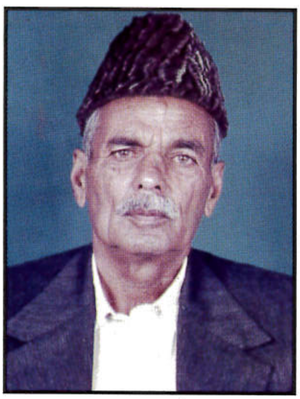
بریگیڈیئر راجہ محمد اکبر خان



راجہ محمد زبیر خان ایڈووکیٹ



میجر راجہ ابرار انور خان



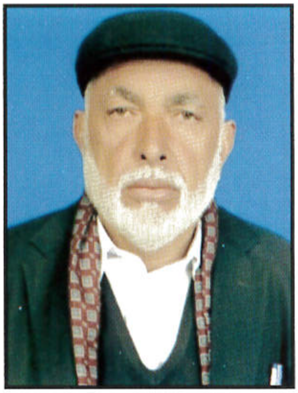
راجہ علی اختر خان



بریگیڈیئر راجہ ضیاء الحسنین



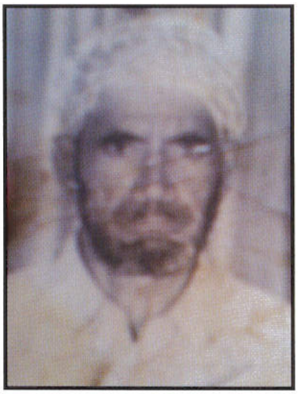
راجہ مطلوب خان ایڈووکیٹ



راجہ محمد الیاس خان



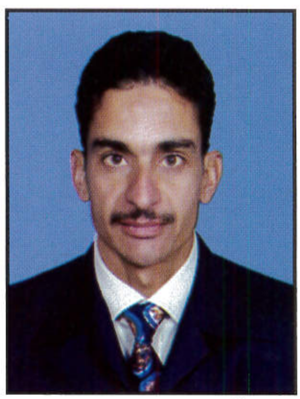
راجہ کرامت خان



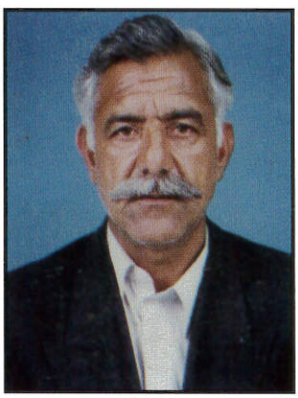
راجہ حکمداد خان



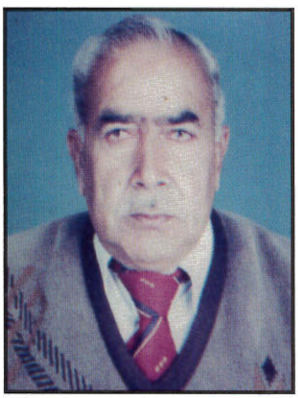
راجہ محمد بشارت خان



راجہ شکیل احمد ایڈووکیٹ



حوالدار راجہ محمد آزاد خان



راجہ محمد لال خان

ذیلدار راجہ کرم داد خان

ذیلدار راجہ کرم داد خان، راجہ فجو خان کے گھر پیدا ہوئے۔ راجہ فجو خان علاقہ سہنسہ میں ذیلدار نمبردار تھے۔نمبرداراور ذیلدار ہونے کی وجہ سے اہلِ علاقہ آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ راجہ کرم داد خان کی پیدائش پر آپ کے والد نے منوں مٹھائی تقسیم کی۔

راجہ کرم داد خان نے تیسری جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ جب آپ جوان ہوئے تو آپ نے والد کے کام کو سمجھنا اور توجہ دینی شروع کی۔ آپ کے والد بڑے نامی گرامی ذیلدار نمبردار تھے۔ اس لیے مہاراجہ سے اچھی خاصی علیک سلیک تھی۔ راجہ فجو خان نے اس وقت جموں کے گورنر راجہ افضل خان (والد راجہ ذوالقرنین خان سابق وزیرِ حکومت وصدرِ ریاست جموں وکشمیر) سے ملاقات کر کے اپنے بیٹے کی ایڈجسٹ منٹ کی بات کی۔

راجہ کرم داد خان ''پرجاسبھا'' کے تحصیل کوٹلی سے پہلے ممبر تھے۔ 1942ء میں آپ کو براہِ راست منتخب کیا گیا تھا۔ راجہ کرم داد خان نے اپنے علاقہ کا مقدمہ مہاراجہ کی اسمبلی میں بھرپور طریقے سے لڑا۔ آپ نے لوگوں کی جان ومال کا تحفظ یقینی بنایا۔

1947ء کی جنگِ آزادی کے وقت آپ سری نگر میں کسی کام سے گئے ہوئے تھے۔ جب حالات بہت خراب ہوئے تو آپ نے بلدیو سنگھ پٹھانیاں سے بات کی جس نے انتہائی کم وقت میں آپ کی واپسی کا بندوبست کر کے آپ کو کوٹلی روانہ کیا۔ آپ گھر واپس نہ آئے کیوں کہ حالات انتہائی خراب تھے اور لوگوں میں مہاراجہ کے خلاف شدید نفرت پائی جاتی تھی اور آپ مہاراجہ کے معتمد ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے۔ اس دوران میں کرنل راجہ محمود خان کے زیرِ کمان سہنسہ میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں کیپٹن نتھا خان (والد چودھری محمد یعقوب سابق ممبر کشمیر کونسل)، لیفٹیننٹ راجہ کرم داد خان، صوبیدار سردار باروخان کے علاوہ کہنی کے سادات قبیلہ کے لوگ بھی شامل تھے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ مہاراجہ کی فوج کے خلاف بھرپور حملہ کر کے اس کو بھگایا جائے گا اور اس کے کسی ساتھی کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

صوبیدار سردار باروخان (سُدھن قبیلہ سے تھے اور وہ سہنسہ میں تحریکِ آزادیِ کشمیر کی مسلح جدوجہد کے دوران مہاراجہ کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے) نے راجہ کرم داد خان اور ان کی فیملی کی حفاظت کی اور شہادت کے وقت اپنے بھتیجے (جو داماد بھی تھا) کو نصیحت کی کہ آپ نے ہر قیمت پر ذیلدار راجہ کرم داد خان اور ان کی فیملی کی حفاظت کرنی ہے، جو اُنھوں نے بطریقِ احسن سرانجام دی۔

ذیلدار راجہ کرم داد خان نے بصیرت سے کام لیتے ہوئے علاقہ کے عمائدین سے مل کر مجاہدین سے صُلح صفائی کر لی اور ہنسی خوشی رہنے لگے۔ ذیلدار راجہ کرم داد خان تادمِ مرگ فرمایا کرتے تھے کہ ان پر سُدھن قبیلے کا بہت بڑا احسان ہے، خاص طور پر وہ شہید صوبیدار سردار باروخان کے بہت ممنون تھے۔

ذیلدار راجہ کرم داد خان بحیثیت ذیلدار نمبردار کئی مرتبہ مہاراجہ وقت سے ملے۔ جب بھی کوئی معاملہ درپیش ہوتا، آپ ٹائم لیے بغیر مہاراجہ کے دربار میں چلے جاتے اور مسئلے کا حل کروا لاتے تھے۔ مہاراجہ بھی آپ کی بڑی قدر کرتا تھا۔ ایک دفعہ مہاراجہ کوٹلی دورہ پر آیا تو سب

ذیلدار سفید ''صافا'' باندھ کر گئے لیکن ذیلدار راجہ کرم داد خان نے قیصری رنگ کا ''صافا'' باندھا ہوا تھا۔مہاراجہ کے استفسار پر آپ نے برجستہ جواب دیا کہ ''مہاراجہ کے بعد میں ہی ہوں''۔

ذیلدار راجہ کرم داد خان طبیعت میں بہت سخت لیکن با اُصول شخص تھے۔آپ نے کبھی کسی کو اپنے گھر سے خالی واپس نہ کیا۔آپ کی شدید خواہش تھی کہ آپ کے بیٹے راجہ اکبر داد خان کے ہاں بیٹا پیدا ہو لیکن آپ کی زندگی میں یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔آپ نے 18 جنوری 1962ء کو وفات پائی۔اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔آمین!

راجہ اکبر داد خان

آزاد کشمیر کے اولین کلکٹر ٹیکسیشن راجہ اکبر داد خان ضلع کوٹلی کے پہلے مسلم گریجوایٹ تھے۔ اُنھوں نے پرنس آف ویلز کالج جموں سے 1938ء میں بی۔ اے کیا۔ انگریزی پر آپ کو مکمل عبور تھا۔ محکمہ ٹیکسیشن میں طویل عرصہ خدمات سرانجام دینے کے بعد آپ کمشنر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ایک لائق، فرض شناس اور مستعد آفیسر کے طور پر آپ نے پوری ریاست میں نام کمایا۔

راجہ اکبر داد خان 1919ء میں پیدا ہوئے۔ آپ ذیلدار راجہ کرم داد خان کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ آپ کی پیدائش پر آپ کے والد نے عوام علاقہ کو دعوتِ عام دی۔ اپنے والد کے چہیتے ہونے کی وجہ سے گھر میں خاص مقام رکھتے تھے۔ آپ کے دادا راجہ فجو خان اور والد راجہ کرم داد خان دونوں ذیلدار نمبردار تھے۔ آپ میں اپنے آباؤاجداد کی تمام خوبیاں پائی جاتی تھیں۔

راجہ اکبر داد خان نے پرائمری تعلیم سہر منڈی سے حاصل کی۔ چھٹی جماعت میں آپ کو کوٹلی ہائی سکول داخل کروایا گیا۔ آپ بَلا کے ذہین تھے۔ آپ کی طبیعت نہایت سادہ تھی۔ آپ اپنے دور کے لائق طلباء میں شمار کیے جاتے تھے۔ آپ کے والد آپ کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دیا کرتے تھے۔ ان کی یہ خواہش تھی کہ آپ پڑھ لکھ کر بڑے آدمی بنیں اور عوام کی فلاح و بہبود میں کردار ادا کریں۔ آپ نے میٹرک امتیازی نمبرات میں پاس کی۔ میٹرک کے بعد آپ کو ''پرنس آف ویلز کالج'' جموں میں داخل کروایا گیا جہاں سے ایف۔ اے کے بعد آپ نے 1938ء میں گرایجوایشن کی ڈگری حاصل کی اور اس وقت کی تحصیل کوٹلی اور آج کے ضلع کوٹلی سے پہلے مسلم گریجوایٹ ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ کے والد ذیلدار تھے اس لیے گھر میں آسودگی تھی اور آپ کو تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔

گرایجوایشن کے فوری بعد بلدیو سنگھ پٹھانیاں نے آپ کو نائب تحصیلدار لگایا لیکن آپ کے والد نے بلدیو سنگھ پٹھانیاں کو وہ آرڈر بصد شکریہ واپس کر دیا کہ ''میرا بیٹا اتنا پڑھنے لکھنے کے بعد نائب تحصیلدار لگے۔'' آپ کے والد کا خیال تھا کہ بلدیو سنگھ پٹھانیاں کو آپ کا تحصیلدار کا آرڈر کرنا چاہیے تھا۔

1939-40ء میں تحصیل کوٹلی کے ڈی۔ ایف۔ او نے آپ کی ذہانت کو دیکھتے ہوئے آپ کے والد سے خصوصی اجازت طلب کر کے آپ کو کوٹلی میں کیمپ کلرک بھرتی کیا۔ اس وقت آپ کی تنخواہ 24 روپے ماہانہ مقرر ہوئی۔ آپ چونکہ ایک ایسے ادارے سے گرایجوایشن کر کے آئے تھے، جہاں ہر کام وقت پر کیا جاتا تھا۔ آپ نے دفتر میں روز کا کام روز کرنے کی عادت اپنائی۔ یوں آپ کی شہرت تھوڑے عرصہ میں پوری ریاست میں پھیل گئی۔ آپ کی شہرت سن کر ایک انگریز افسر جو چیف کنزرویٹر کے عہدے پر فائز تھا، کوٹلی آیا۔ اس نے آپ سے کہا کہ میں بولتا جاؤں گا اور آپ ٹائپ کرتے جائیں گے، وہ لگاتار ایک گھنٹہ بولتا رہا اور آپ بڑی مستعدی سے لکھتے رہے۔ اس دوران میں آپ نے اس سے کسی بات کو دہرانے کے لیے نہیں کہا۔ جب اس نے آپ کی ڈرافٹنگ کو دیکھا تو اس میں صرف ایک سکتہ (Comma) کی غلطی تھی۔ وہ

آپ کی قابلیت سے بہت متاثر ہوا۔آپ کے والد سے مل کر آپ کو ساتھ رکھنے کی اجازت چاہی۔آپ کے والد نے انکار کر دیا۔آپ اس دور کے بہترین ٹائپسٹ تھے۔آپ کے پاس الفاظ کا ذخیرہ تھا۔آپ انگریزی کے ماہر ڈرافٹ مین تصور کیے جاتے تھے۔

1941-42ء میں آپ انکم ٹیکس میں بھرتی ہوگئے۔آپ کی پہلی تعیناتی جموں میں ہوئی۔آپ بڑے چست اور چاک و چوبند تھے۔ایک دفعہ مہاراجہ کے کچھ رشتہ دار جو تمبا کو کا کاروبار کیا کرتے تھے،وہ خضرو سے تمبا کو لے کر جا رہے تھے۔راجہ اکبر داد خان کو اطلاع ملی کہ وہ مہاراجہ کے رشتہ دار ہونے کے ناطے پرمٹ نہیں کٹواتے۔ایک روز آپ خود ڈیوٹی پر موجود تھے،وہ تمبا کو سے بھرا ٹرک لائے،آپ نے رُکنے کا اشارہ کیا لیکن وہ نہ رُکے۔آپ نے فائر کر کے ٹرک کا ٹائر نا کارہ کر دیا،انھیں نیچے اُتارا اور کہا کہ پہلے پرمٹ کٹواؤ،پھر اجازت ہوگی۔جب وہ دفتر پرمٹ کٹوانے گئے تو اُنھوں نے وزن کم بتایا۔اُنھوں نے پرمٹ آپ کو دکھایا تو آپ کو شک ہوا کہ وزن زیادہ ہے اور اُنھوں نے کم وزن بتایا ہے۔چنانچہ آپ نے ٹرک کا دوبارہ وزن کروایا تو 25 کلو تمبا کو زیادہ نکلا جس پر آپ نے ان کا چالان کر دیا۔اس وقت ڈپٹی بھی ڈوگرہ تھا جو اُن کا قریبی رشتہ دار تھا،اس نے بھی جرمانہ کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی اور کسی رشتہ داری کا لحاظ نہ کیا۔ڈپٹی نے آپ کو بُلا کر کہا کہ آپ نوکری میں نئے نئے آئے ہیں،اتنے جذبات اچھے نہیں،جتنے معتدل ہوں گے،کامیاب رہیں گے۔

آپ کچھ عرصہ بعد تبدیل ہو کر اُدھم پور چلے گئے پھر وہاں سے سری نگر تعینات ہوئے۔سری نگر تعیناتی کے دوران میں آپ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا کہ آپ کا خانساماں،ڈبل ایم۔اے تھا۔ایک دن شام کا کھانا کھانے کے بعد آپ نے اس کو اپنے پاس بلایا۔آپ کے پاس آ کر وہ زمین پر بیٹھنے لگا تو آپ نے اس کو کرسی پر بیٹھنے کا کہا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ ''یہ صاحب لوگوں کے لیے ہے،ہمارے لیے نہیں۔'' جب آپ نے اس کو بتایا کہ مجھے تمہارے بارے میں سب پتہ ہے تو اس نے کھل کر بتایا کہ میں علی گڑھ یونیورسٹی سے ڈبل ایم۔اے ہوں،میں عارضی طور پر یہاں نوکری کر رہا ہوں۔دو ماہ بعد انکم ٹیکس میں ڈپٹی کی پوسٹیں آنے والی ہیں،میں مقابلے کے امتحان میں شامل ہو کر امتحان پاس کرلوں گا اور ڈپٹی بن جاؤں گا۔آپ ادھر انسپکٹر ہی ہوں گے اور میں ڈپٹی۔کہتے ہیں کہ جب پوسٹیں آئیں تو اس نے امتحان ٹاپ کیا اور ڈپٹی بن گیا۔

1947ء میں آزادی کے بعد آپ بحیثیت انسپکٹر کام کرتے رہے۔آپ ترقی کرتے کرتے آزاد کشمیر کے پہلے کلکٹر ٹیکسیشن بنے۔آپ نے دوران سروس کبھی کسی ملازم کو تنگ نہ کیا۔ملازمین کی عزتِ نفس کا ہر ممکن تحفظ کیا۔بالآخر 1972-73ء میں آپ کمشنر انکم ٹیکس کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

راجہ اکبر داد خان نے تین شادیاں کیں۔پہلی بیوی جموں سے کشمیری النسل تھی،یہ آپ کی پسند کی شادی تھی۔دوسری شادی آپ نے ناڑ سے کی جب کہ تیسری شادی فلگوش کوٹلی سے کی تھی۔آپ کے تین بیٹے ہیں۔آپ دل کے عارضہ میں مبتلا تھے اور آپ نے مارچ 1982ء میں وفات پائی۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

راجہ عبدالمجید خان

نامور قانون دان راجہ عبدالمجید خان کا تعلق سہنسہ کے نواحی گاؤں سہر منڈی سے ہے۔آپ کچھ عرصہ کسٹوڈین جائیداد متروکہ رہے۔ سیاست میں بہت متحرک اور فعال رہے۔ضلع کونسل کوٹلی کے چیئرمین رہے اور اپنے حلقہ میں ترقیاتی کام کروائے۔علاقہ سہنسہ میں نہایت عقیدت اور احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

راجہ عبدالمجید خان 1948ء میں راجہ فرمان علی خان کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ کی پیدائش علاقہ سہنسہ کے ایک گاؤں سہر منڈی میں ہوئی۔آپ کے والد راجہ فرمان علی خان علاقہ کے بڑے جاگیرداروں میں شمار ہوتے تھے اور علاقہ میں آپ کا بڑا اثر ورسوخ تھا۔راجہ فرمان علی خان بہت ذہین اور معاملہ فہم شخصیت تھے۔آپ نے اپنے اکلوتے بیٹے راجہ عبدالمجید خان کی شخصیت نکھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ راجہ فرمان علی خان نے اپنے بیٹے کی تربیت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔

راجہ عبدالمجید خان نے ابتدائی تعلیم کٹھار سہنسہ سے حاصل کی۔آپ نے میٹرک کے لیے کوٹلی کا رخ کیا اور میٹرک گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول سے اعلیٰ نمبرات میں پاس کی۔آپ کی تعلیمی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے فیصلہ ہوا کہ آپ کو تعلیم کے لیے میرپور بھیجا جائے۔آپ نے ایف۔اے اور گرایجوایشن گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج میرپور سے امتیازی نمبرات میں پاس کیں۔آپ دورانِ طالب علمی طلباء کی سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔آپ نے کئی بار بہترین مقرر کا ایوارڈ حاصل کیا۔آپ کے اساتذہ آپ کی انہی صلاحیتوں کو دیکھ کر اکثر نجی محفلوں میں کہا کرتے تھے کہ ایسے طالب علم صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔آپ اپنے اساتذہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔

گرایجوایشن کے بعد آپ قانون کی تعلیم کے لیے کراچی چلے گئے جہاں آپ نے مشہور درس گاہ ایس۔ایم۔لاء کالج میں داخلہ لیا۔آپ نے قانون کی ڈگری امتیازی نمبرات میں حاصل کی۔تعلیم کے بعد آپ واپس تشریف لائے اور پیشہ وکالت سے منسلک ہوئے۔ آپ نے کوٹلی میں وکالت کی ابتداء کی۔جب سہنسہ کو تحصیل کا درجہ ملا، آپ یہاں آگئے۔بہت کم عرصہ میں آپ نے علاقہ میں اپنا مقام بنالیا۔ آپ ہمیشہ غریب اور بے سہارا لوگوں کے کیس مفت لڑا کرتے تھے۔آپ وکالت کے شعبہ سے 1972ء سے 1983ء تک منسلک رہے۔

1983ء میں عوام کے پُرزور احتجاج پر عملی سیاست میں داخل ہوئے۔آپ نے بلدیاتی الیکشن میں حصہ لیا اور بہت کوشش اور محنت سے چیئرمین ضلع کونسل منتخب ہوئے۔آپ کو ضلع کونسل کا چیئرمین منتخب کروانے میں جہاں سالارِ جمہوریت سردار سکندر حیات خان کا اہم کردار تھا وہاں سابق سنئیر وزیر راجہ محمد اکرم خان کی کوششیں بھی شامل تھیں۔آپ کے خلاف مختلف دھڑوں کا اتحاد قائم کیا گیا تھا لیکن آپ کی سیاسی بصیرت اور دُور اندیشی نے آپ کو کامیابی سے ہم کنار کیا۔آپ کے بارے میں مشہور تھا کہ آپ صحیح وقت پر صحیح فیصلے کرنے کا ہنر جانتے تھے۔

1987ء میں آپ نے دوسری مرتبہ الیکشن میں حصہ لیا اور کامیابی نے آپ کے دروازے پر دستک دی۔آپ چیئرمین ضلع کونسل کا

الیکشن لڑے لیکن اس وقت کے وزیر اعظم سردار سکندر حیات خان کی مخالفت کی وجہ سے آپ کو ناکامی ہوئی۔اس ناکامی کی وجہ آپ کے پانچ سالہ چیئرمینی کے دور میں تعمیر وترقی کے منصوبہ جات تھے جو سردار سکندر حیات خان کو پسند نہ تھے۔ایک اور بات جس نے جلتی پر تیل کا کام کیا وہ صدرِ پاکستان اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل ضیاء الحق کا دورہ کوٹلی تھا جس میں آپ نے کچھ اس انداز سے سٹیج سیکرٹری کے منصب کو سنبھالا کہ جنرل ضیاء الحق نے اپنی تقریر میں کہا کہ "مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہاں راجہ عبدالمجید خان جیسے لوگ موجود ہیں ورنہ مجھے آنے کی ضرورت نہ تھی" بس یہ بات وزیر اعظم سردار سکندر حیات خان کو شاید پسند نہ آئی۔راجہ عبدالمجید خان نے 1990ء کے قانون ساز اسمبلی کے الیکشن میں بطور آزاد امیدوار حصہ لیا لیکن اپنوں کی کج ادائی اور غیروں کی مخالفت سے آپ یہ الیکشن نہ جیت سکے۔

آپ 1991ء میں عارضہ قلب میں مبتلا ہوئے اور علاج کے سلسلہ میں انگلینڈ چلے گئے۔جب آپ واپس وطن آئے تو آپ کی صحت نے سیاست کرنے کے لیے آپ کا ساتھ نہ دیا۔چنانچہ آپ نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔آپ کو کسٹوڈین جائیداد متروکہ کے عہدہ پر تعینات کیا گیا۔اس دوران میں آپ نے احاطہ کچہری میں ایک ریسٹ ہاؤس بھی تعمیر کروایا جو ہمیشہ آپ کی یادوں کو تازہ کرتا رہے گا۔بعد میں آپ لاء سیکرٹری بھی رہے اور کچھ عرصہ چیئرمین سروسز ٹربیونل کے عہدہ پر بھی فرائض سرانجام دیتے رہے۔

راجہ عبدالمجید خان نے 1995ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔آپ کو دوسری بار دل کا دورہ پڑا اور 7 جون 1997ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔آپ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے اور عوامِ علاقہ ایک بہترین وکیل، صلح جو سیاست دان، منصف جج اور ایک ہمدرد انسان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محروم ہوگئے۔

آپ کے بڑے بیٹے راجہ ضیاء المجید ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی تعینات ہیں۔وہ ایک بہترین بیوروکریٹ اور لائق آفیسر ہیں۔راجہ ضیاء المجید ہر مسئلے پر ایک مدبّر کی طرح سوچتے ہیں اور آئین وقانون کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔آپ میں اپنے والد کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔

راجہ عبدالمجید خان کے چھوٹے بیٹے راجہ وفا المجید شعبہ وکالت سے منسلک ہیں۔آپ نے یہ شعبہ اپنے والد سے متاثر ہوکر اختیار کیا۔آپ سیاست میں بھی متحرک ہیں اور لوگوں کی خوشی غمی میں بھی شریک ہوتے ہیں۔مستقبل میں آپ انتخابی سیاست کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنے والد محترم کے مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں۔

چیئرمین راجہ محمود داد خان

چیئرمین راجہ محمود داد خان کا تعلق سہر منڈی سے ہے۔ وہ آزادی سے قبل بھی اپنے علاقہ کی اہم شخصیت شمار ہوتے ہیں۔ آزادی کے بعد کچھ عرصہ بیرون ملک (انگلینڈ) مقیم رہے۔ 1962ء میں واپس آکر انتخابات میں حصہ لیا اور اپنی یونین کونسل کے چیئرمین بنے۔ اور اپنے علاقہ میں تعمیر و ترقی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔

راجہ محمود داد خان، ذیلدار راجہ کرم داد خان کے ہاں 28 ساون 1993 بکرمی کو پیدا ہوئے۔ آپ کی جائے پیدائش علاقہ سہنسہ کے موضع سہر منڈی ہے۔ ذیلدار ہونے کے ناطے آپ کے والد نے آپ کی پیدائش پر دعوتِ عام کی۔ برادری اور غیر برادری سے بہت سے لوگ شاملِ دعوت ہوئے۔ جب آپ کی عمر تین سال ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ کی سوتیلی ماں نے آپ کی پرورش میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ اُنھوں نے ہر طرح سے آپ کا خیال رکھا۔ وہ مرتے دم تک آپ سے بے انتہا پیار کرتی رہیں۔

راجہ محمود داد خان نے پرائمری سکول سہر منڈی سے پرائمری تعلیم حاصل کی۔ جب آپ سکول میں داخل ہوئے تو آپ کی عمر آٹھ سال تھی۔ پانچویں جماعت پاس کرنے کے بعد چھٹی جماعت میں کوٹلی داخل ہوئے لیکن جلد ہی آپ اپنے بڑے بھائی راجہ اکبر داد خان کے پاس نوشہرہ (مقبوضہ کشمیر) چلے گئے۔ آپ کے بھائی وہاں محکمہ انکم ٹیکس میں انسپکٹر کے عہدہ پر تعینات تھے۔ آپ چھٹی جماعت میں ہی تھے کہ 46-1945ء میں اپنی بھابھی کے ساتھ جموں چلے گئے۔ آپ کی تعلیم ابھی جاری تھی کہ بھائی کا تبادلہ ہل بھگام (تحصیل ڈڈیال) ہوگیا اور آپ بھی ان کے ساتھ آگئے۔

1947ء کے شورش کی وجہ سے آپ واپس گاؤں آگئے۔ آزادی کے بعد آپ پھر ڈڈیال میں داخل ہوئے اور تعلیم جاری رکھی۔ دورانِ تعلیم آپ میرپور میں بھی رہے۔ آپ نے 52-1951ء میں میٹرک کا امتحان دیا لیکن بوجوہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کے بعد جلد ہی آپ نے تعلیم کو خیر باد کہہ دیا۔

آپ 1958ء میں انگلینڈ چلے گئے۔ اس وقت کراچی سے 1700 روپے کرایہ تھا جب کہ سکیورٹی -/1100 روپے تھی۔ آپ انگلینڈ میں ڈیوز بری، شفیلڈ، ھالٹن کیمپ اور بریڈفورڈ میں رہے اور وہاں مختلف فیکٹریوں میں کام کیا۔ آپ اس ملک کو بہت اچھا گردانتے ہیں جہاں مساوات ہے اور انسانی حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے۔

آپ کے والد کی وفات کے بعد 1962ء میں آپ وطن تشریف لائے۔ راجہ محمود داد خان نے 1962ء میں BD (Basic Democracy) کے الیکشن میں حصہ لیا اور ممبر منتخب ہوئے۔ بعد میں آپ چیئرمین بن گئے پھر لگا تار آپ 25 سال تک چیئرمین یونین کونسل رہے۔ آپ نے چھٹی مرتبہ راجہ عبدالمجید خان کو موقع دیا کہ وہ الیکشن لڑیں۔ راجہ محمود داد خان کی کوششوں سے وہ بھی الیکشن جیت گئے۔ چیئرمین راجہ محمود داد خان نے 1991ء میں آخری بار ممبر یونین کونسل کا الیکشن لڑا اور اس میں بھی کامیابی نے آپ کے قدم

چُومے۔ آپ پورے علاقے میں چیئرمین راجہ محمود داد خان کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

آپ نے زندگی کے جس شعبے میں بھی قدم رکھا اس میں کامیابی کے جھنڈے گاڑے۔ آپ نے اپنے دورِ اقتدار میں لوگوں کے لیے ترقیاتی کام کیے۔ آپ نے سہرمنڈی شفاخانہ حیوانات کے ساتھ ساتھ رورل ہیلتھ سنٹر اور بوائز و گرلز ہائی سکولز بھی اَپ گریڈ کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔

چیئرمین راجہ محمود داد خان نے 1946ء میں مہاراجہ کشمیر ہری سنگھ سے بھی ملاقات کی۔ یہ ملاقات کوٹلی میں مہاراجہ کی آمد کے وقت ہوئی۔ 1946ء میں مہاراجہ نے کشمیر میں بغاوت کی بُو کو محسوس کرتے ہوئے کوٹلی کا دورہ کیا۔ اس دورے میں اس کی ملاقات علاقے کے تمام ذیلداروں سے تھی۔ آپ اپنے والد کے ساتھ اس ملاقات میں موجود تھے۔ اس وقت کوئی عام شخص مہاراجہ سے ملاقات کا صرف خیال ہی کر سکتا تھا۔

چیئرمین راجہ محمود داد خان اپنے گھر میں ہی ہیں اور پیرانہ سالی کی وجہ سے ان کے سماجی رابطے کم ہو چکے ہیں۔ آپ کی زندگی میں چند افسوس ناک لمحات بھی آئے جن میں آپ کے بھائی راجہ اکبر داد خان، راجہ مطلوب خان ایڈووکیٹ اور راجہ عبدالمجید خان کی وفات شامل ہیں۔

آپ نوجوانوں کے لیے پُر امید ہیں کہ وہ معاشرے میں مثبت کردار ادا کریں گے۔ آپ کا کہنا ہے کہ نوجوانوں کو ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے اور خاص طور پر تعلیم میں نام کمانا چاہیے۔

بریگیڈئر راجہ محمد اکبر خان

ضلع کوٹلی کے علاقہ منیل سے تعلق رکھنے والے بریگیڈئر محمد اکبر خان ایک محنتی، فرض شناس اور بے باک انسان تھے۔ اپنے طویل فوجی کیریئر میں اُنھوں نے ہر جگہ اور ہر منصب پر اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اور نام کمایا۔ 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں حصہ لیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد قومی اداروں میں اپنے فرائض سرانجام دیئے۔

راجہ محمد اکبر خان، راجہ حشمت خان کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ پانچ بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ علاقہ منیل بجا طور پر فخر کر سکتا ہے کہ آپ جیسے عظیم شخص نے اس علاقہ میں آنکھ کھولی۔ آپ کا نسب راجہ سینس پال کے دوسرے بیٹے تتار خان سے ہے۔ راجہ محمد اکبر خان کا بچپن علاقہ منیل میں گزرا۔ آپ بچپن ہی سے بلا کے ذہین، دلیر اور بے باک تھے۔ آپ کے والد راجہ حشمت خان نے آپ کی پرورش میں خصوصی دلچسپی لی۔ اُنھیں بیٹے کی چُھپی ہوئی صلاحیتوں کا اِدراک تھا۔ ان صلاحیتوں کو سنوارنے اور نکھارنے کے لیے آپ کو ابتدائی تعلیم کے لیے گُرتی (کوٹلی) کے پرائمری سکول میں داخل کرادیا گیا۔ پرائمری پاس کرنے کے بعد آپ کو کوٹلی ہائی سکول میں داخل کروایا گیا۔ آپ بلا کے ذہین تھے۔ آپ کی ذہانت اور محنت کو دیکھتے ہوئے آپ کے اساتذہ نے آپ کے والد راجہ حشمت خان کو کسی بڑے سکول میں داخلے کے لیے مشورہ دیا۔

راجہ حشمت خان ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اس لیے انھوں نے اساتذہ کے مشورہ پر عمل کرنے میں تامّل نہ کیا اور فوراً ہی اپنے بیٹے کو جہلم کے ایک K.G سکول میں داخل کردیا۔ K.G سکول میں اُس وقت بہت کم لوگوں کے بچے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ چنانچہ راجہ محمد اکبر خان نے وہاں محنت، لگن اور دل جمعی سے اپنی پڑھائی جاری رکھی اور تھوڑے ہی عرصے میں اپنے سکول میں ایک خاص مقام حاصل کرلیا۔ شفیق اساتذہ نے آپ کی صلاحیتوں کو نکھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اُن تھک محنت ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ وہاں سے بطور کیڈٹ نامزد ہوئے۔

بے محنت پیہم کوئی جوہر نہیں کھلتا
روشن شرر تیشہ سے ہے خانہ فرھاد

راجہ محمد اکبر خان کی بطور کیڈٹ نامزدگی، سکول اور اہلِ علاقہ اور بالخصوص مسلمانوں کے لیے بہت بڑی کامیابی تھی۔ چونکہ پاکستان بننے سے پہلے بہت کم مسلمانوں کو ملازمتوں میں رکھا جاتا تھا اور کسی بڑے عہدے پر تو مسلمان صرف سوچ ہی سکتے تھے۔

چنانچہ آپ کو ٹریننگ کے لیے ہندوستان کے علاقہ ڈھیرہ دوئی بھیج دیا گیا جہاں آپ نے دو سال کی ٹریننگ مکمل کی۔ جب آپ 1947ء میں پاس آؤٹ ہوئے تو پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ چنانچہ آپ نے بھی دوسرے کیڈٹس کے ساتھ پاکستان آنے کا فیصلہ کیا۔ تمام کیڈٹس کو ایک طیارے کے ذریعے کراچی ایئر پورٹ لایا گیا۔ کراچی میں جن کیڈٹس کا استقبال قائداعظم محمد علی جناح نے کیا ان میں راجہ محمد اکبر خان بھی شامل تھے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے ان کیڈٹس سے ایئر پورٹ پر مختصر خطاب بھی کیا۔

راجہ محمد اکبر خان نے پاکستان آرمی میں دل جمعی سے کام کیا اور یہاں بھی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ آپ کے کارہائے نمایاں کی بناء پر پاک آرمی میں آج بھی ان کا نام بڑی قدر و منزلت سے لیا جاتا ہے۔ آپ نے دوران سروس جہاں بھی کام کیا وہاں ایمانداری اور لگن سے اپنے فرائض ادا کیے۔

راجہ محمد اکبر خان 1961ء تا 1964ء کوٹلی میں بطور D-Q_B-M تعینات رہے۔ یہاں انھوں نے نہ صرف آرمی کے مورال کو بلند رکھنے میں اہم کردار ادا کیا بلکہ بعض دفعہ بغیر اطلاع کے آپ اگلے مورچوں پر بھی تشریف لے جاتے رہے۔ 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں راجہ محمد اکبر خان بطور سٹیشن کمانڈر مظفر آباد تعینات تھے۔ جہاں انھوں نے اپنی جنگی حکمت عملی سے دشمن کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

راجہ محمد اکبر خان مشرقی پاکستان میں بھی تعینات رہے جہاں انھوں نے بنگالیوں اور مغربی پاکستان کے لوگوں کے درمیان خلیج کم کرنے میں بہت کام کیا اور آپ کا عرصہ تعیناتی انتہائی پُر امن رہا۔ مغربی پاکستان میں آپ اوکاڑہ اور پشاور میں بھی تعینات رہے اور اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے سرانجام دیتے رہے۔ پورے پاکستان میں مختلف جگہوں پر ذمہ داریاں انجام دینے کے بعد آپ بالآخر 1976ء میں پشاور سے ریٹائر ہوئے۔

آپ کو 1978ء میں بطور چیئر مین ادارہ ترقیات میر پور تعینات کیا گیا جہاں آپ نے ایک بہتر کمانڈر کی طرح اس ادارے کی کرپشن کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے حق دار کو حق دلوانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ سات سالہ خدمات کے بعد 1985ء میں آپ اس عہدے سے سبکدوش ہو گئے اور لالہ زار کالونی راولپنڈی میں رہائش اختیار کر لی۔

راجہ محمد اکبر خان کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہوئے اور 2000ء میں اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کو ریس کورس گراؤنڈ راولپنڈی میں دفن کیا گیا۔ ان کی وفات سے جہاں علاقہ منیل (کوٹلی) محروم ہوا وہاں پاکستان آرمی بھی اپنے ایک عظیم سابق جرنیل سے محروم ہوئی۔ آپ کے قبیلے کا ناقابل تلافی نقصان ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ نے سوگواران میں بیوہ، تین بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑے ہیں۔

عجب آزاد مرد تھا نہ رہا

راجہ محمد عظیم خان

کوٹلی کے نامور قانون دان جناب راجہ محمد عظیم خان سماجی خدمت کے جذبے سے سرشار دردِ دل رکھنے والے آفیسر کے طور پر جانے جاتے تھے۔لوئر گریڈ کی ملازمت سے اپنے کیریئر کا آغاز کیا اور جُہدِ مسلسل سے اسسٹنٹ کمشنر کے عہدے پر پہنچے۔ریٹائرمنٹ کے بعد قانون کے پیشے سے منسلک ہوئے۔سماجی خدمت کا یہ سفر جاری ہے۔

راجہ محمد عظیم خان 1942ء میں راجہ حفیظ اللہ خان آف فلگوش (کوٹلی) کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔آپ کا نسب راجہ سینس پال کے دوسرے بیٹے راجہ تتار خان سے جاملتا ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم گُرتی کے پرائمری سکول سے حاصل کی ،مڈل کلاس کے لئے آپ کو کوٹلی کے ہائی سکول میں داخل کروایا گیا جہاں آپ نے محنت اور لگن سے تعلیم پر توجہ دی اور 1960ء میں میٹرک امتیازی نمبرات سے پاس کی۔چونکہ گھرانے کے مالی حالات کچھ زیادہ اچھے نہ تھے اس لیے آپ نے تعلیم کو خیر باد کہہ دیا۔تعلیم کو ادھورا چھوڑنے کا بہت دکھ تھا لیکن حالات آپ کے بس میں نہیں تھے۔

راجہ محمد عظیم خان نے تعلیم کو چھوڑتے ہی 1962ء میں محکمہ مال میں بطور جونیئر کلرک ملازمت اختیار کر لی۔دوران سروس آپ نے ہیڈ کلرک ،اکاؤنٹنٹ ،ریڈر اور ناظر کے عہدوں پر 1977ء تک کام کیا۔آپ کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے 1977ء میں آپ کو بطور نائب تحصیلدار ترقیاب کیا گیا۔آپ نے بحیثیت نائب تحصیلدار ڈڈیال،کوٹلی،چڑہوئی کے علاوہ ریاست کے دیگر مقامات پر خدمات سرانجام دیں۔سروس کے دوران آپ اپنے ماتحت عملہ سے ہمیشہ شفقت سے پیش آتے رہے اور لوگوں کے تمام مسائل کو اپنی اوّلین ترجیح سمجھا۔

راجہ محمد عظیم خان 1988ء میں تحصیلدار کے عہدے پر ترقیاب ہوئے۔آپ نے بحیثیت تحصیلدار فتح پور تھکیالہ (نکیال) میں خدمات سرانجام دیں۔پھر آپ کچھ عرصہ کے لیے تحصیلدار کسٹوڈین اور تحصیلدار کوٹلی بھی کام کرتے رہے۔آپ دوران سروس ترقی کی منازل طے کرتے رہے اور کامیابی آپ کے قدم چومتی رہی۔محکمہ مال میں پیشہ ورسپاہی کی طرح خدمات سرانجام دینے والے راجہ محمد عظیم خان کو 1999ء میں اسسٹنٹ کمشنر (AC) ضلع جھنگ آبادکاری لگا دیا گیا۔وہاں آپ نے مہاجرین کی آبادکاری میں بڑا اہم کردار ادا کیا اور مہاجرین کے مسائل مقامی عمائدین سے مل کر حل کیے۔یہ دور آپ کی سروس کا سب سے بہترین دور تھا کیوں کہ آپ نے بہت سے بے گھر افراد کو بسانے میں اہم کردار ادا کیا اور لوگوں کے دکھ درد میں شریک رہے۔

آپ کی صلاحیتوں اور محنت اور لگن سے متاثر ہو کر آپ کو بعد میں A.C‘SDM فتح پور تھکیالہ (نکیال) تعینات کیا گیا۔جہاں آپ نے اپنے فرائض منصبی بطریق احسن سرانجام دیئے۔اس وقت فتح پور تھکیالہ ایک مشکل اسٹیشن تصور کیا جاتا تھا کیوں کہ نئی نئی سب ڈویژن

عمل میں لائی گئی تھی۔

بالآخر 2002ء میں آپ وہاں سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کی تمام ملازمت کے دوران کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش نہ آیا۔ جس کی وجہ آپ کی ایمانداری اور انتظامی بصیرت تھی۔ راجہ محمد عظیم خان کو تعلیم ادھوری چھوڑنے کا بہت غم تھا۔ چنانچہ آپ نے دوران ملازمت علم کی پیاس بجھانے کا عہد کیا۔ دوران سروس آپ نے ایف۔ اے اور بی۔ اے کیا۔ چونکہ آپ کا قانون سے روز ہی واسطہ پڑتا تھا اس لیے آپ نے 1980ء میں ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگری حاصل کی۔ وکالت کی ڈگری نے نہ صرف آپ کو دوران ملازمت فائدہ دیا بلکہ بعض پیچیدہ معاملات کو آپ نے قانون کی مدد سے حل کیا۔ آپ ریٹائرمنٹ کے بعد بجائے سہل پسندی اختیار کرتے ہوئے گھر میں بیٹھے رہتے، آپ نے پیشہ وکالت کو اختیار کیا۔ آج آپ کا شمار کوٹلی کے مشہور وکلاء میں ہوتا ہے۔

مئی 2010ء سے آپ کو ضلع کوٹلی میں چیئرمین زکوٰۃ وعشر تعینات کیا گیا ہے۔ آپ اس ذمہ داری کو بھی بطریق احسن سرانجام دے رہے ہیں، ساتھ ساتھ اپنے پیشہ وکالت کو بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ اکثر محفلوں میں اپنی سول سروس کی یاد تازہ کرتے ہوئے 1965ء اور 1971ء کی جنگوں کا آنکھوں دیکھا حال بھی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین)

راجہ محمد ریاست خان ایڈووکیٹ

سہنسہ کے نواحی گاؤں سہر منڈی سے تعلق رکھنے والے راجہ محمد ریاست خان نے نامساعد گھریلو حالات کے باوجود اپنی تعلیم کراچی سے مکمل کی۔ کشمیر کی آزادی کی تڑپ رکھتے ہیں۔ جہادِ کشمیر میں آپ نے گراں قدر قربانیاں دیں۔ آپ کے بیٹے راجہ ارشد نے بھی تحریکِ آزادی کشمیر کے لیے شہادت پائی۔

راجہ محمد ریاست خان ایڈووکیٹ 31 دسمبر 1948ء کو سہر منڈی سہنسہ میں راجہ زمان علی خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم پرائمری سکول سہر منڈی سے حاصل کی۔ مڈل جماعت ،لوہر مڈل سکول کٹھاڑ سے پاس کرنے کے بعد 1965ء میں میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول کوٹلی سے پاس کی۔

گھر کے مالی حالات ٹھیک نہ تھے اس لیے تھوڑے عرصے کے لیے تعلیم کو منقطع کرنا پڑا۔ آپ کو تعلیم حاصل کرنے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ چنانچہ آپ نے حصولِ تعلیم کے لیے کراچی کا رخ کیا۔ کراچی اس وقت غریبوں کو روٹی کے ساتھ ساتھ تعلیم کے حصول کا شہر مشہور تھا۔ وہاں بے شمار کالجز نائٹ کلاسز بھی چلاتے تھے۔ آپ نے کراچی میں چھوٹا موٹا کام شروع کر دیا۔ 1972ء میں ایف۔اے اور 1976ء میں بی۔اے امتیازی نمبرات میں پاس کی۔ گریجوایشن آپ کی منزل نہ تھی، آپ کا مقصد ایسی تعلیم کا حصول تھا جس سے غریب اور بے سہارا لوگوں کو سہارا دیا جا سکے۔ چنانچہ 1979ء میں آپ نے ایس۔ایم لاء کالج سے وکالت کی ڈگری حاصل کی۔

آپ کا حصولِ علم بجا طور پر سامراج کے خلاف جہاد تھا۔ جہاں آپ نے راتوں کو جاگ کر تعلیم مکمل کی وہاں دن کو آپ جسم اور رُوح کے رشتہ کو برقرار رکھنے کے لیے مختلف ملازمتیں بھی کرتے رہے۔ آپ نے 1967ء سے 1969ء تک نیوی پولیس میں خدمات سرانجام دیں۔ اس عرصہ میں آپ نے الیکٹرونکس میں ڈپلومہ بھی حاصل کیا۔ 1969ء میں آپ نے الیکٹرونکس ورکشاپ میں بحیثیت سپروائزر بھی کام کیا۔ یوں آپ کی ساری زندگی جہدِ مسلسل کا عملی نمونہ ہے۔ ایک طرف آپ نے تعلیم مکمل کی تو دوسری طرف اپنی پڑھائی کے تمام اخراجات خود پورے کیے۔

آپ دورانِ تعلیم اسلامی جمعیت طلباء سے بے حد متاثر ہوئے۔ آپ کی وابستگی اسلامی جمعیت طلباء کے ساتھ رہی۔ آپ نے اس پلیٹ فارم کو طلباء کی بہتری کے لیے استعمال کیا۔

وکالت کی تعلیم کے بعد آپ نے اس پیشہ کو اختیار کیا۔ آپ نے 80-1979ء میں سندھ بار کونسل سے لائسنس حاصل کیا۔ آپ مئی 1980ء میں سہنسہ واپس تشریف لائے اور اپنے علاقہ میں لوگوں کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ آپ راجہ مطلوب خان ایڈووکیٹ کے چیمبر سے منسلک ہو گئے۔ آپ نے وکالت کو لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے اختیار کیا اور خدمتِ خلق کے طور پر مظلوم لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ آپ کسی بھی کیس کی فیس نہیں لیتے اور نہ ہی کسی ظالم کا کیس لیتے ہیں۔

راجہ محمد ریاست خان ایڈووکیٹ نے 1982ء میں جماعتِ اسلامی کے پلیٹ فارم سے عملی سیاست کا آغاز کیا۔ آپ جماعت اسلامی کے نائب صدر بھی رہے۔ 2001ء کے قانون ساز اسمبلی کے عام انتخابات میں آپ نے جماعت کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔

تحریکِ آزادی کشمیر میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ 1989ء میں حزبُ المجاہدین سے وابستہ ہو گئے۔ آپ نے مجاہدین کی مالی معاونت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ آپ مجاہدینِ کشمیر کی تربیت میں بھی اہم کردار ادا کرتے رہے۔ آپ حزبُ المجاہدین کے کوٹلی کیمپ کے انچارج بھی رہے۔

1992ء میں پہلی بار اپنے لختِ جگر راجہ ارشد کو عملی جہاد میں اُتارا۔ مقبوضہ کشمیر جہاد پر بھیج کر آپ نے لوگوں کے لیے مثال قائم کی کہ کشمیر کی آزادی کے لیے آپ اپنی اولاد کی قربانی دے سکتے ہیں۔

راجہ ارشد دوسری مرتبہ مقبوضہ کشمیر (سوپور) 1995ء میں گئے۔ آپ دشمن کے ساتھ ایک معرکہ میں شہید ہو گئے۔ جب بیٹے کی شہادت کی خبر راجہ محمد ریاست خان ایڈووکیٹ کو ملی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ آپ کا خون اللہ کی راہ میں قربان ہوا۔

آپ شہید کے والد کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ جماعتِ اسلامی سے وابستگی، تحریکِ آزادیِ کشمیر سے لگاؤ، مجاہدینِ کشمیر کی معاونت آپ کی زندگی کا مشن ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔ آمین!

راجہ سلیم اختر

راجہ سلیم اختر 27 جون 1968ء کو سہنسہ کے گاؤں سہر منڈی کی ڈھوک محلہ راجگان میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام راجہ اکبر داد خان ہے۔راجہ اکبر داد خان آزاد کشمیر کے پہلے انکم ٹیکس کمشنر تھے۔

راجہ سلیم اختر نے ابتدائی تعلیم لارنس کالج مری سے حاصل کی۔ پرائمری پاس کرنے کے بعد آپ سہر منڈی واپس آ گئے۔ یہاں سے آپ نے آٹھویں تک تعلیم حاصل کی۔آپ نے 1984ء میں میٹرک کا امتحان امتیازی نمبرات سے پاس کیا۔آپ ایف۔ اے میں گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی چلے گئے جہاں سے آپ نے 1986ء میں ایف۔اے پاس کی۔1989ء میں آپ نے بی۔اے گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی سے امتیازی نمبرات میں پاس کی۔دوران تعلیم آپ ہم نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ آپ کالج کے بہترین ڈبیٹر (Debator) کے طور پر مشہور ہوئے۔آپ کا خاصا تھا کہ کوئی تقریری مقابلہ آپ کے انعام لیے بغیر اختتام پذیر نہ ہوتا تھا۔

آپ کھیلوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔آپ کے پسندیدہ کھیلوں میں والی بال اور کرکٹ شامل تھے۔آپ نہ صرف اچھے مقرر تھے بلکہ ایک بہترین سپورٹس مین بھی تھے۔دوران کھیل آپ نے ہمیشہ سپورٹس مین سپیرٹ کا مظاہرہ کیا۔آپ میدان میں جرات، ہمت اور حوصلے سے مقابلہ کرتے اور اپنی قابلیت سے ہمیشہ کامیابی حاصل کرتے تھے۔

آپ 1996ء میں محکمہ انکم ٹیکس میں بحثیت انسپکٹر بھرتی ہوئے۔آپ کی پہلی تعیناتی راولاکوٹ میں ہوئی۔آپ کے والد نے اس محکمہ میں خوب نام کمایا تھا۔آپ نے ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے محنت کو اپنا شعار بنایا۔آپ کے والد صاحب نے نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''ہمیشہ دوسروں کے کام آئیں، جھوٹ سے نفرت کریں، ہمیشہ سچ بولیں اور ہر کام اپنے وقت پر کریں۔'' آپ والد صاحب کی اسی نصیحت پر کاربند ہیں۔2003ء میں آپ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر ترقیاب ہوئے۔آپ نے خوب دل لگا کر کام کیا،محکمانہ امتحان میں کامیابی حاصل کی۔آپ 2007ء میں انکم ٹیکس آفیسر بنا دیئے گئے۔آپ بحثیت انکم ٹیکس آفیسر مظفرآباد، پلندری اور پھر کوٹلی میں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔آپ اکتوبر 2008ء سے اب تک بحثیت انکم ٹیکس آفیسر کوٹلی تعینات ہیں۔

1992ء میں آپ نے شادی کی۔آپ کی زندگی کا سب سے مشکل لمحہ آپ کے والد کی وفات تھا۔آپ اپنے والد صاحب سے بہت متاثر تھے۔وہ ہمیشہ آپ کو زندگی کی مشکلات سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔راجہ سلیم اختر اپنی پیشہ وارانہ زندگی میں اپنے والد کو مشعل راہ گردانتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اُنھیں مزید کامیابیاں عطا فرمائے۔آمین!

منگرال راجپوت قبیلہ

جو

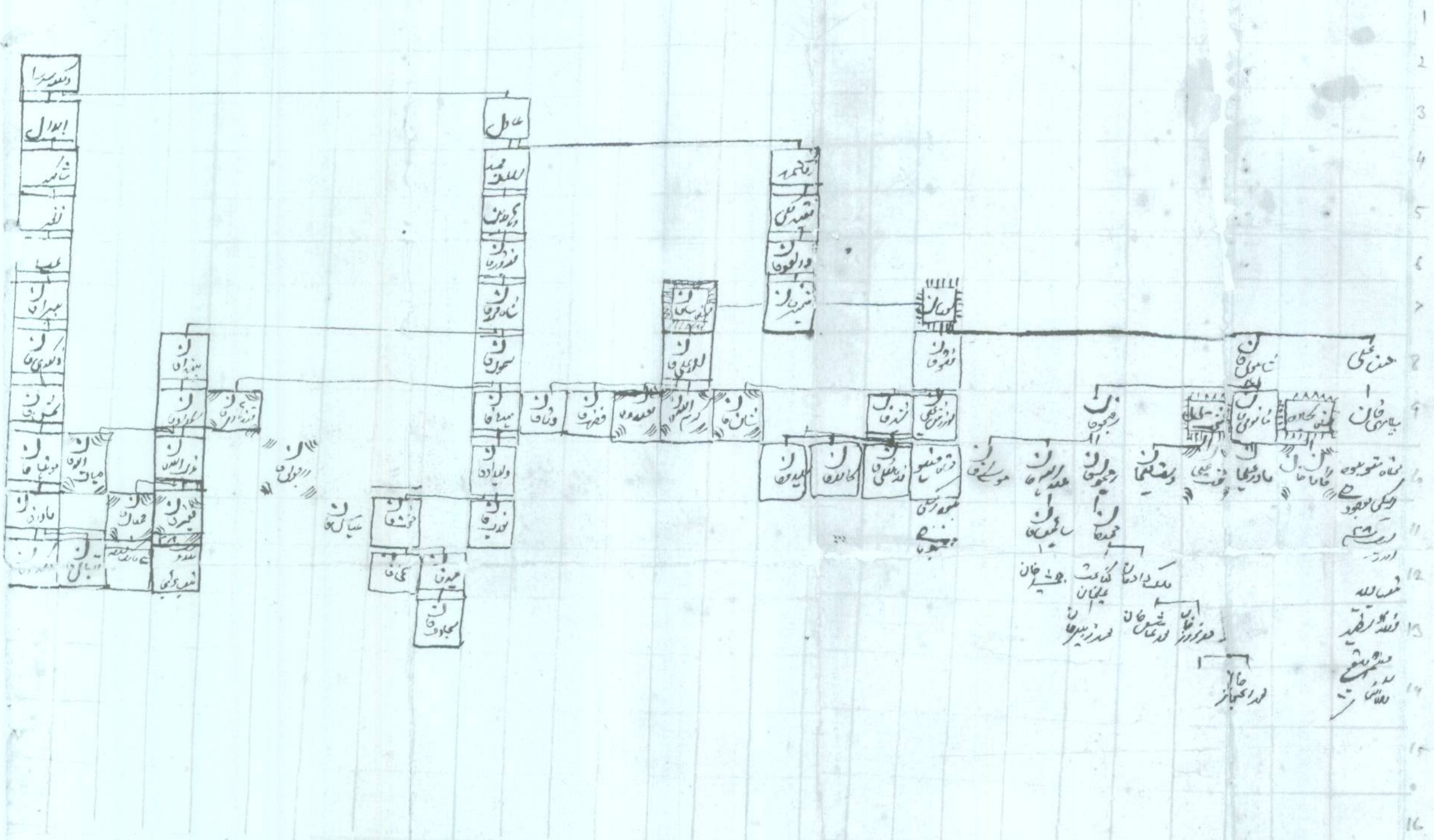
سہنسہ کے مضافات اور عباس پور میں آباد

ہے۔

(شجرہ ہائے نسب)

١

[illegible] الوی [illegible] شیخ [illegible]

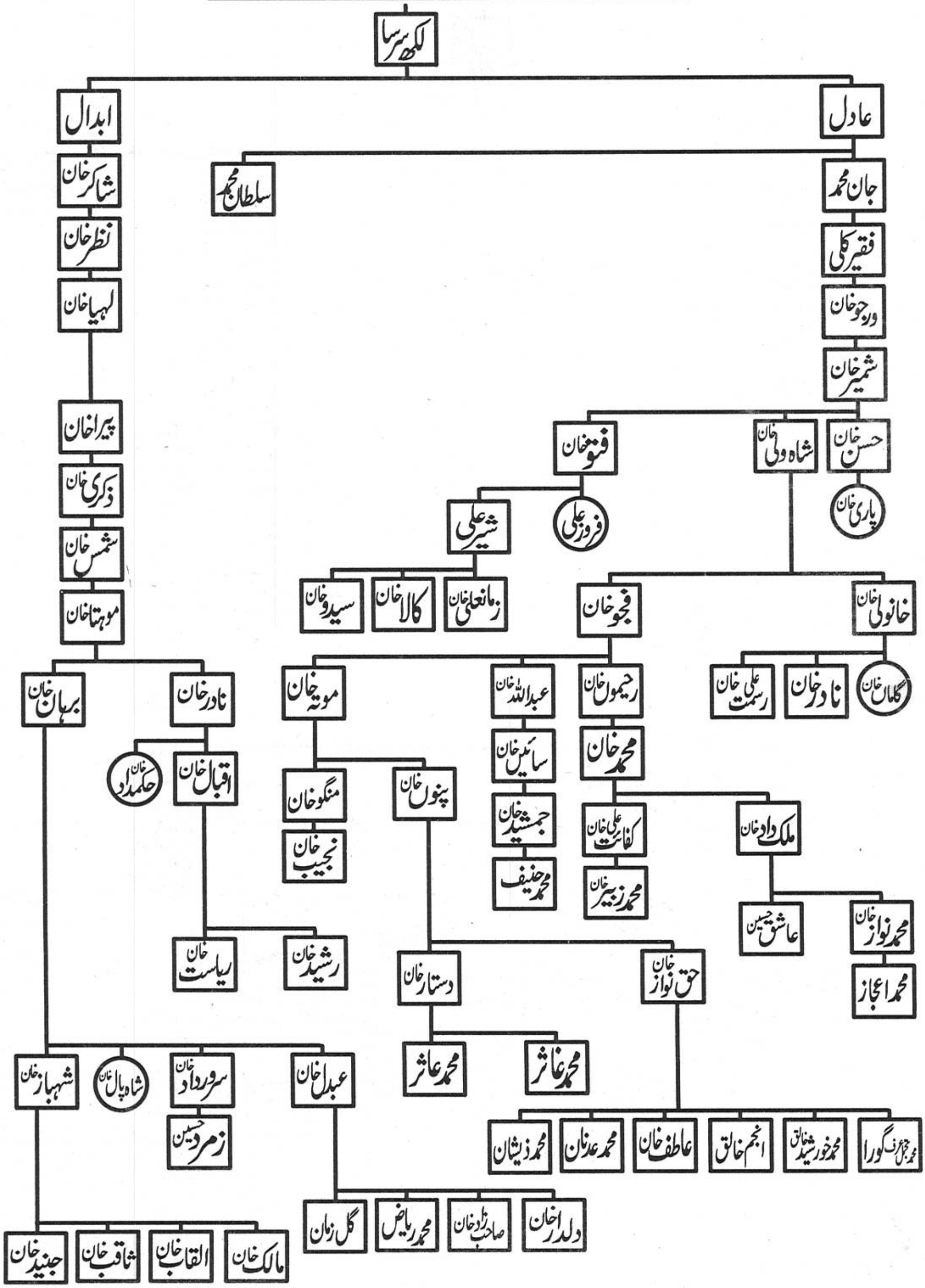


[illegible]

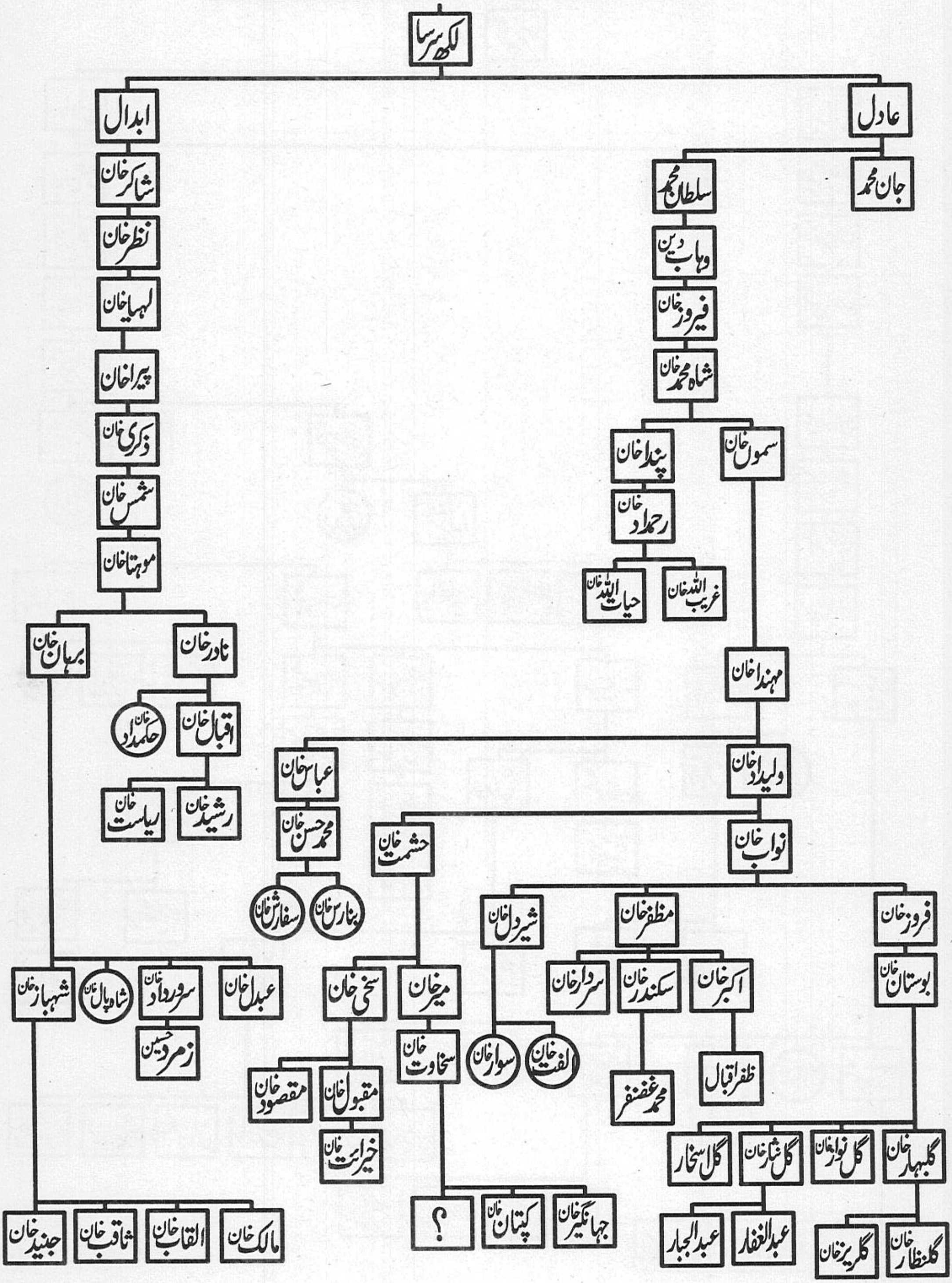
[illegible]

[illegible]

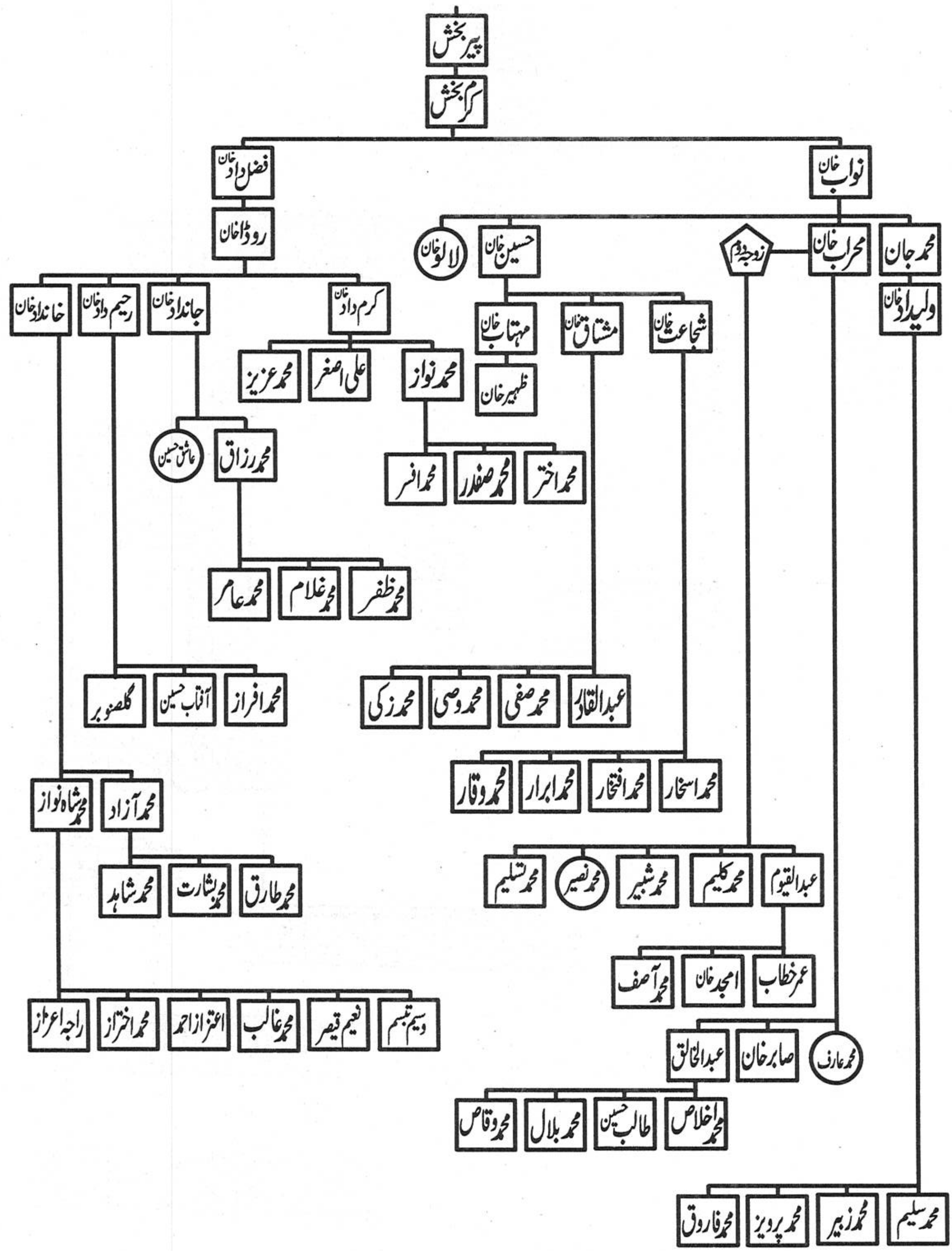
شجرہ نسب راجہ محمد نواز خان نائب تحصیل دار انوہی سرہوٹہ



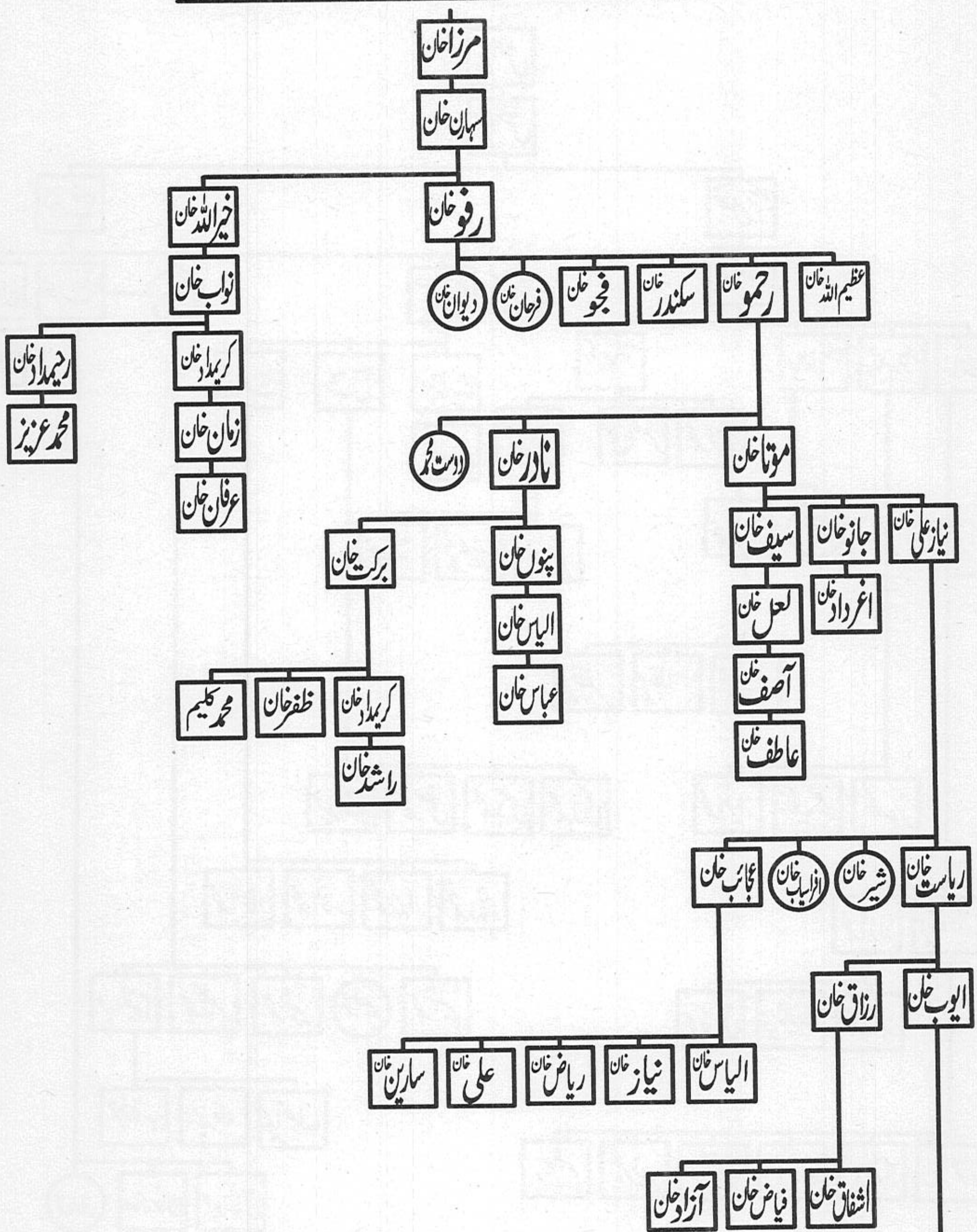
شجرہ نسب راجہ محمد نواز خان نائب تحصیل دار انوہی سرہوٹہ



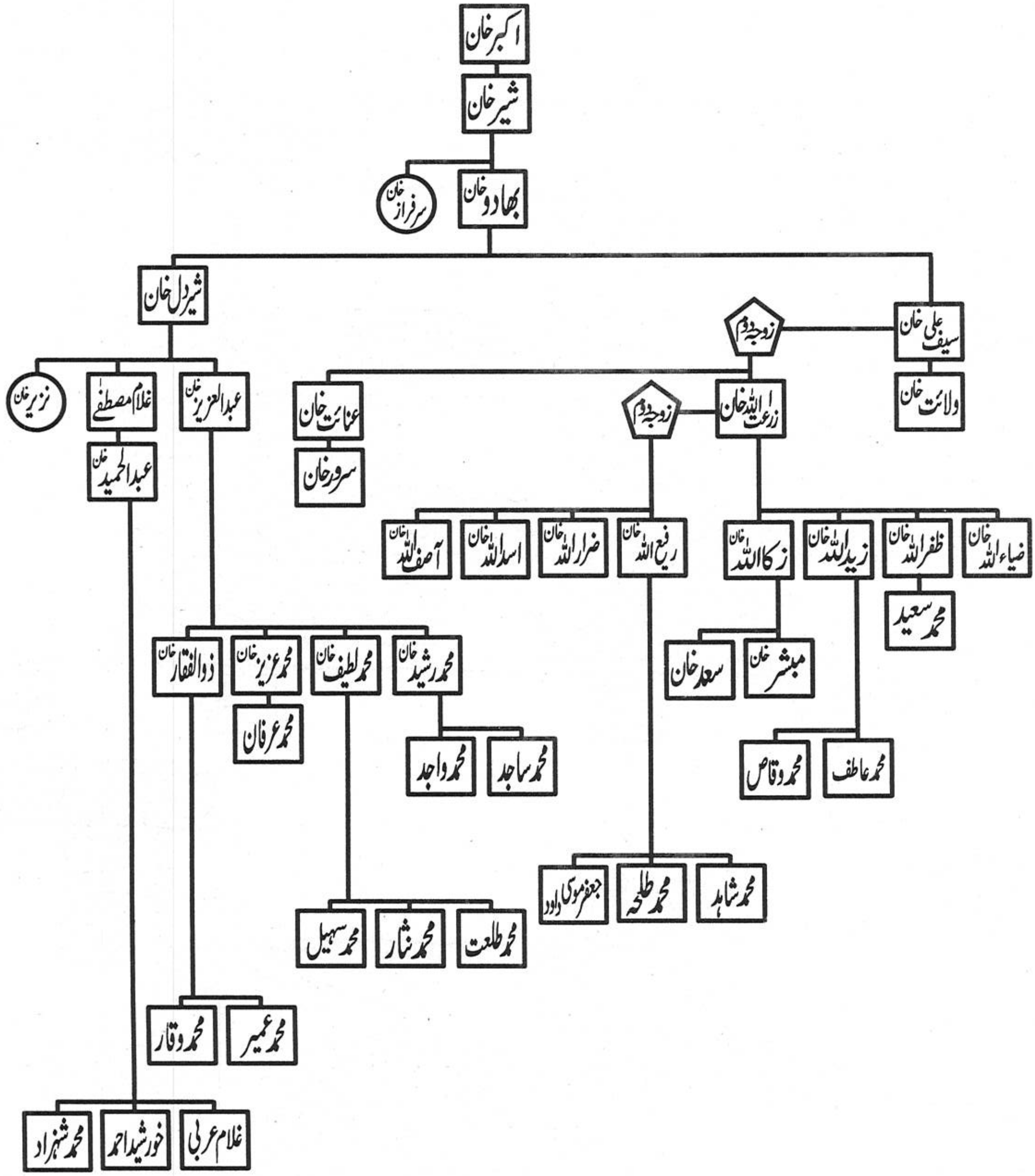
شجرہ نسب راجہ نصیر احمد خان سابق وزیر بلدیات و MLA انوہی سرہوٹہ



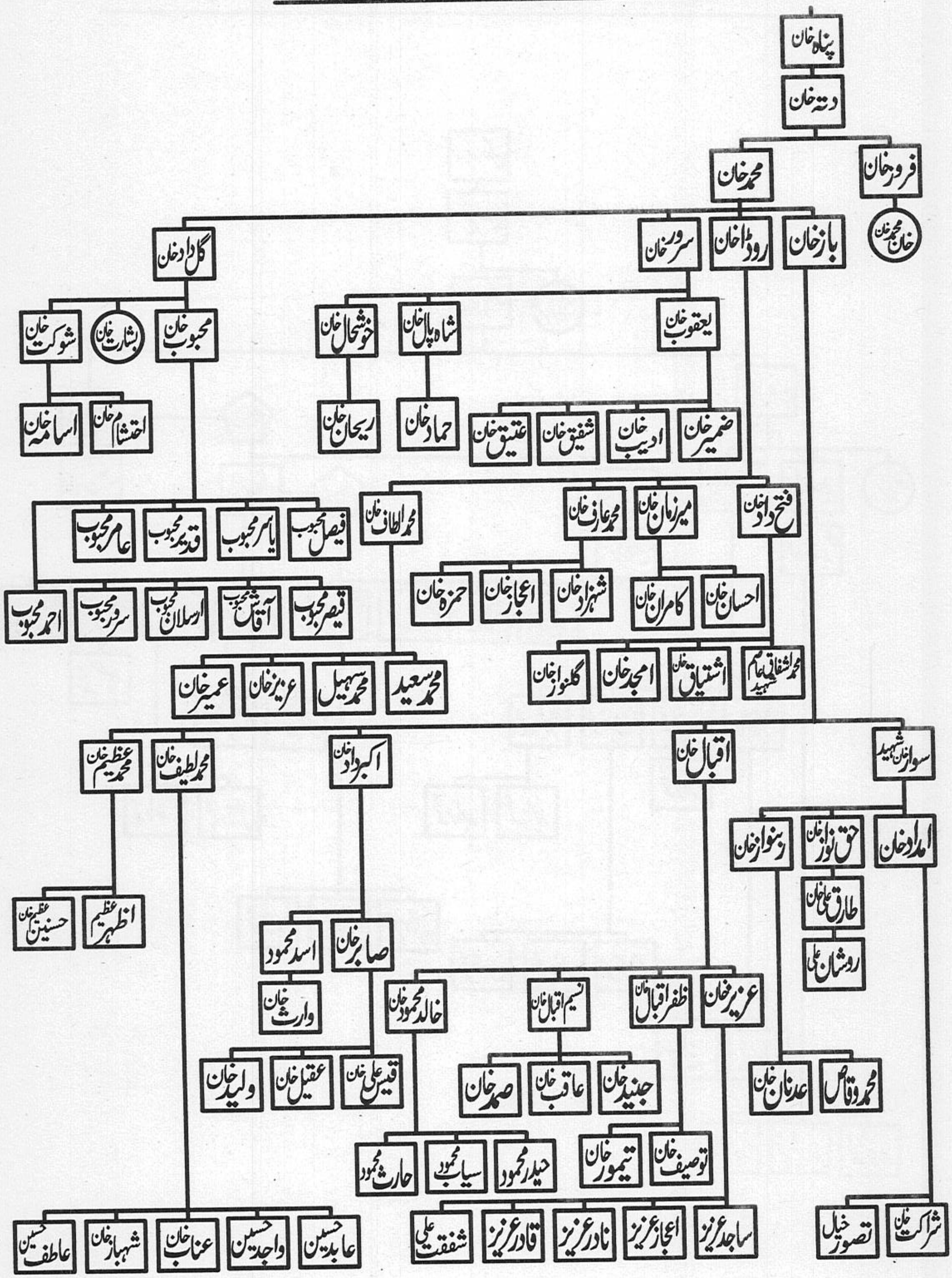
شجرہ نسب راجہ کریم داد خان المعروف راجہ کیماں خان پنجیڑہ



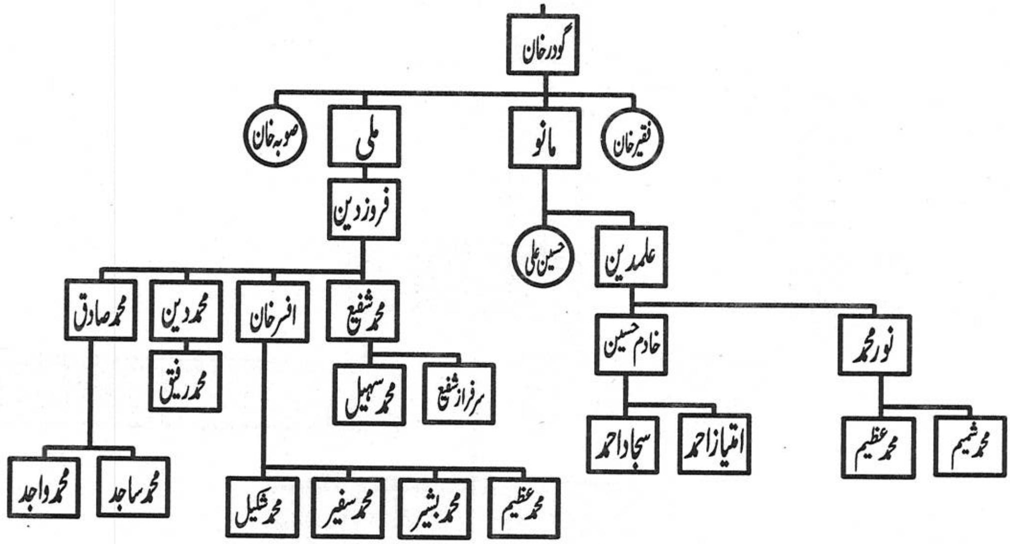
شجرہ نسب ذیلدار راجہ سیف علی خان (دادا جسٹس راجہ رفیع اللہ سلطانی) گنگناڑہ سرساوہ



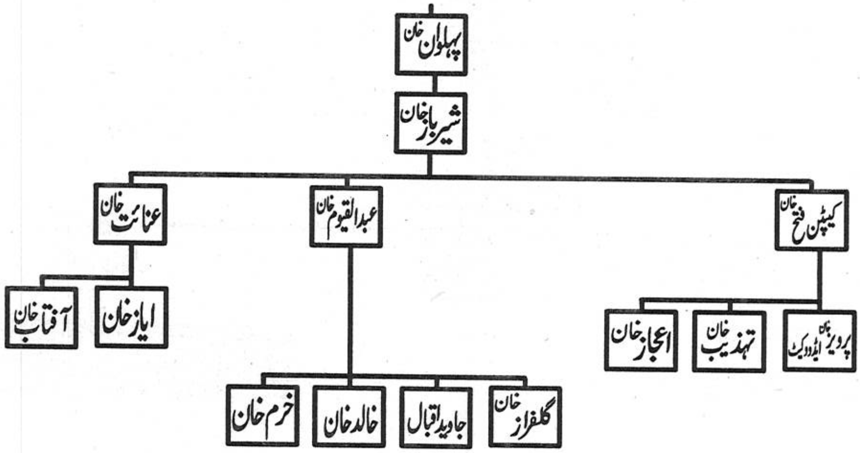
شجرہ نسب راجہ حق نواز خان کمانڈر موضع گلوٹیاں سہنسہ



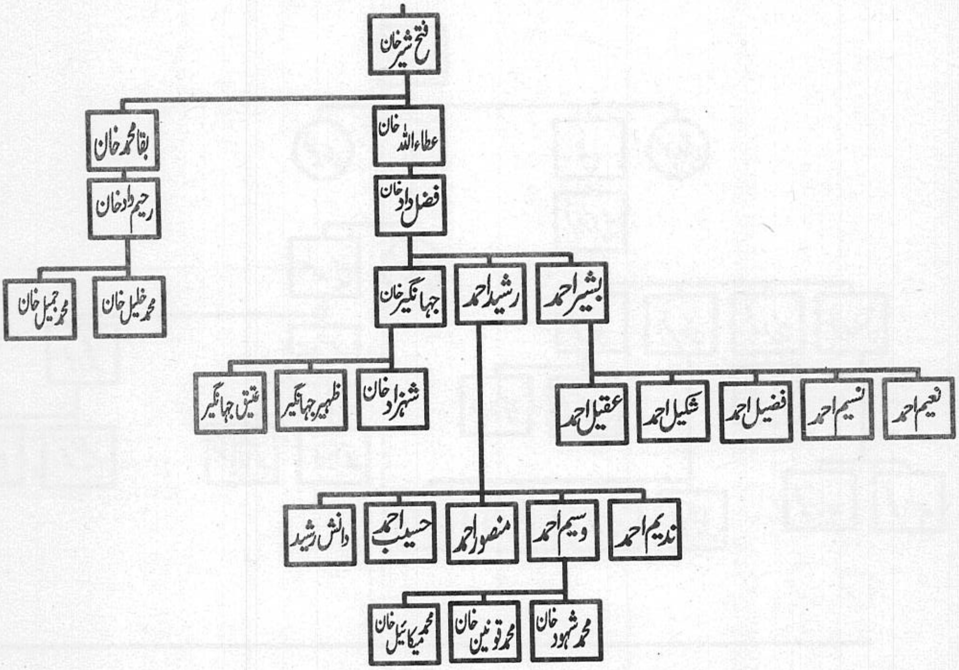
شجرہ نسب راجہ سجاد احمد (ٹھیکیدار) عباس پور تحصیل و ضلع حویلی



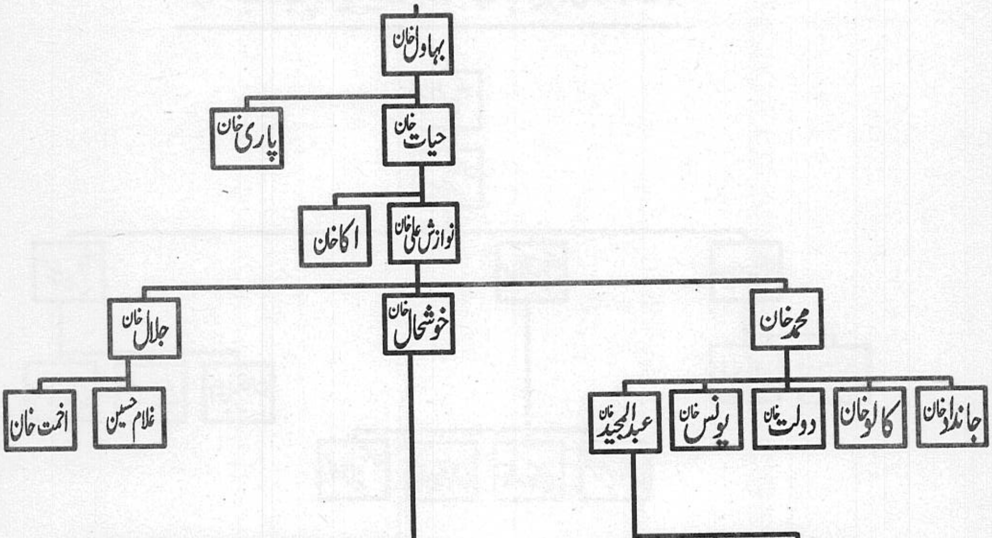
شجرہ نسب راجہ پرویز ایڈووکیٹ نمب جاگیر کوٹلی (سہنسہ)



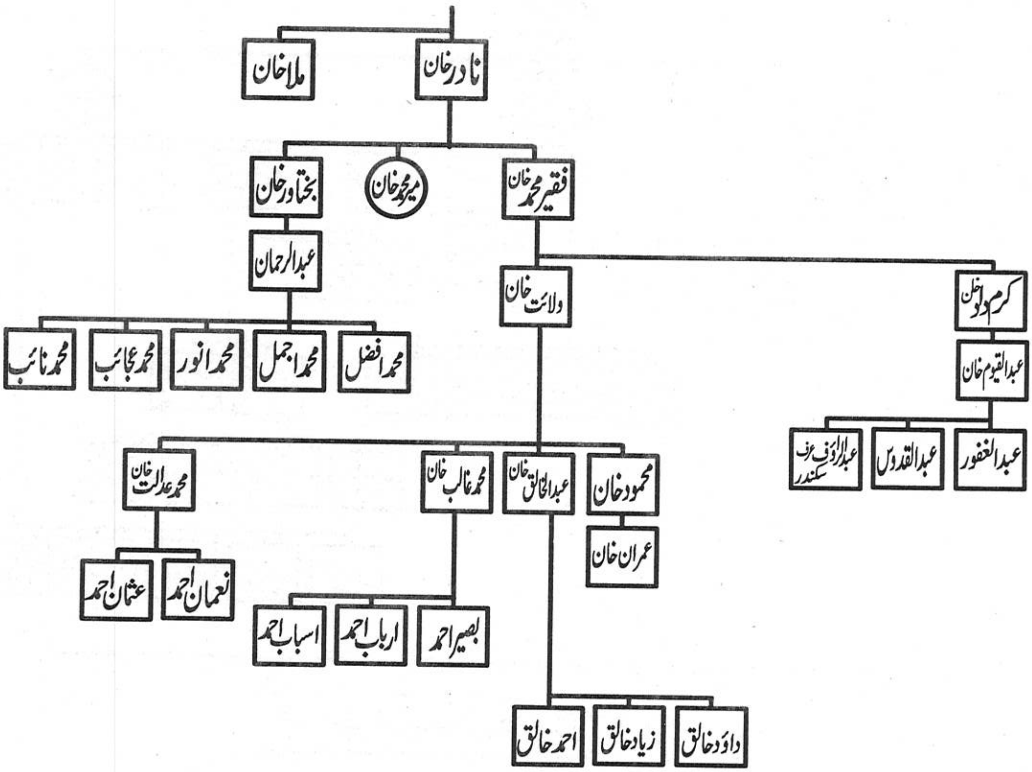
شجرہ نسب راجہ رشید احمد موضع نگہال کوٹلی



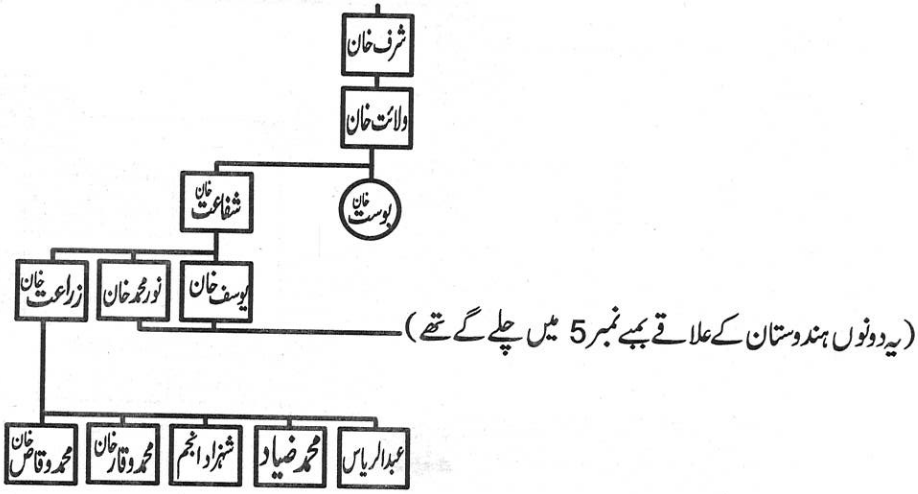
شجرہ نسب راجہ عبدالمجید خان سروعہ (سرساوہ)



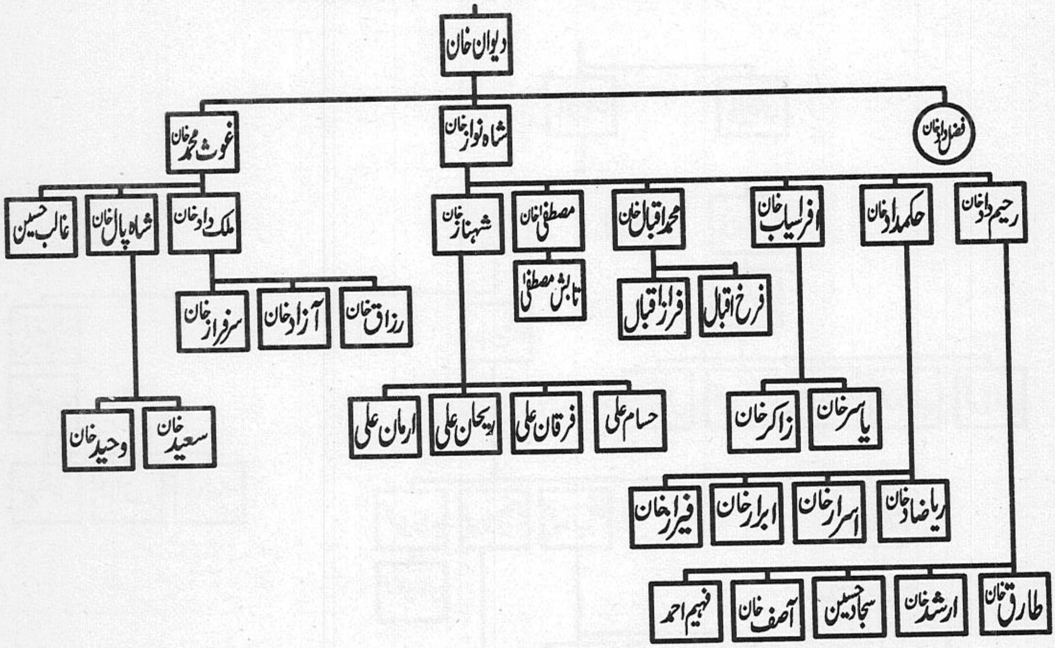
شجرہ نسب راجہ محمد خالق خان سابق صدر انجمن تاجراں کوٹلی (کلاہ)



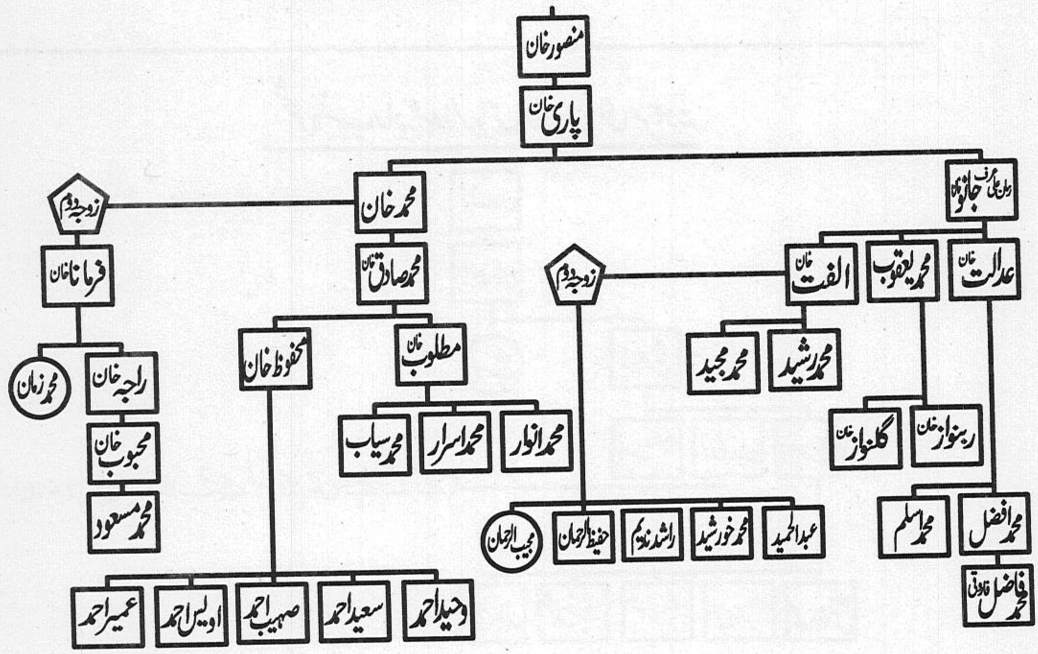
شجرہ نسب راجہ عبدالریاس خان انوہی سرہوٹہ



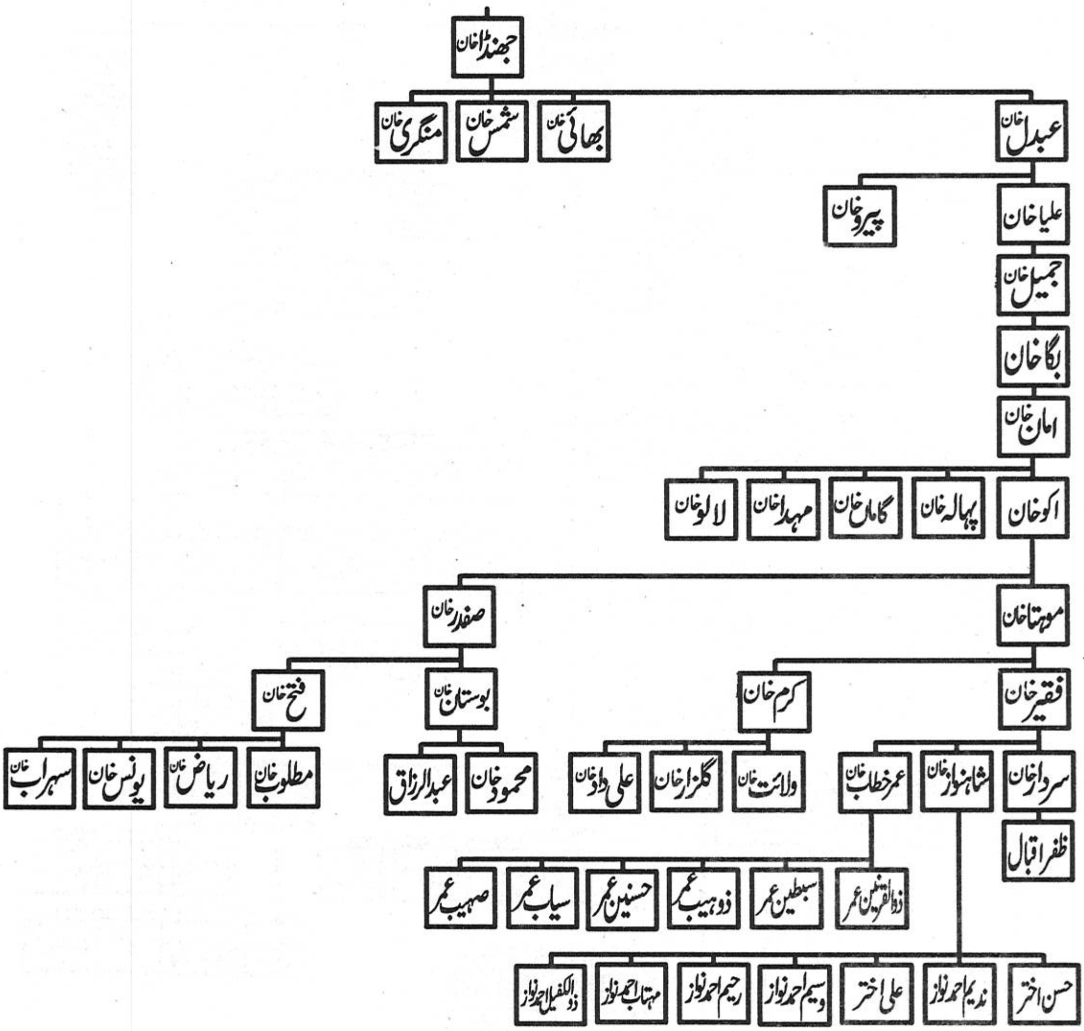
شجرہ نسب راجہ شہناز خان ایڈووکیٹ چوکی منگ کوٹلی



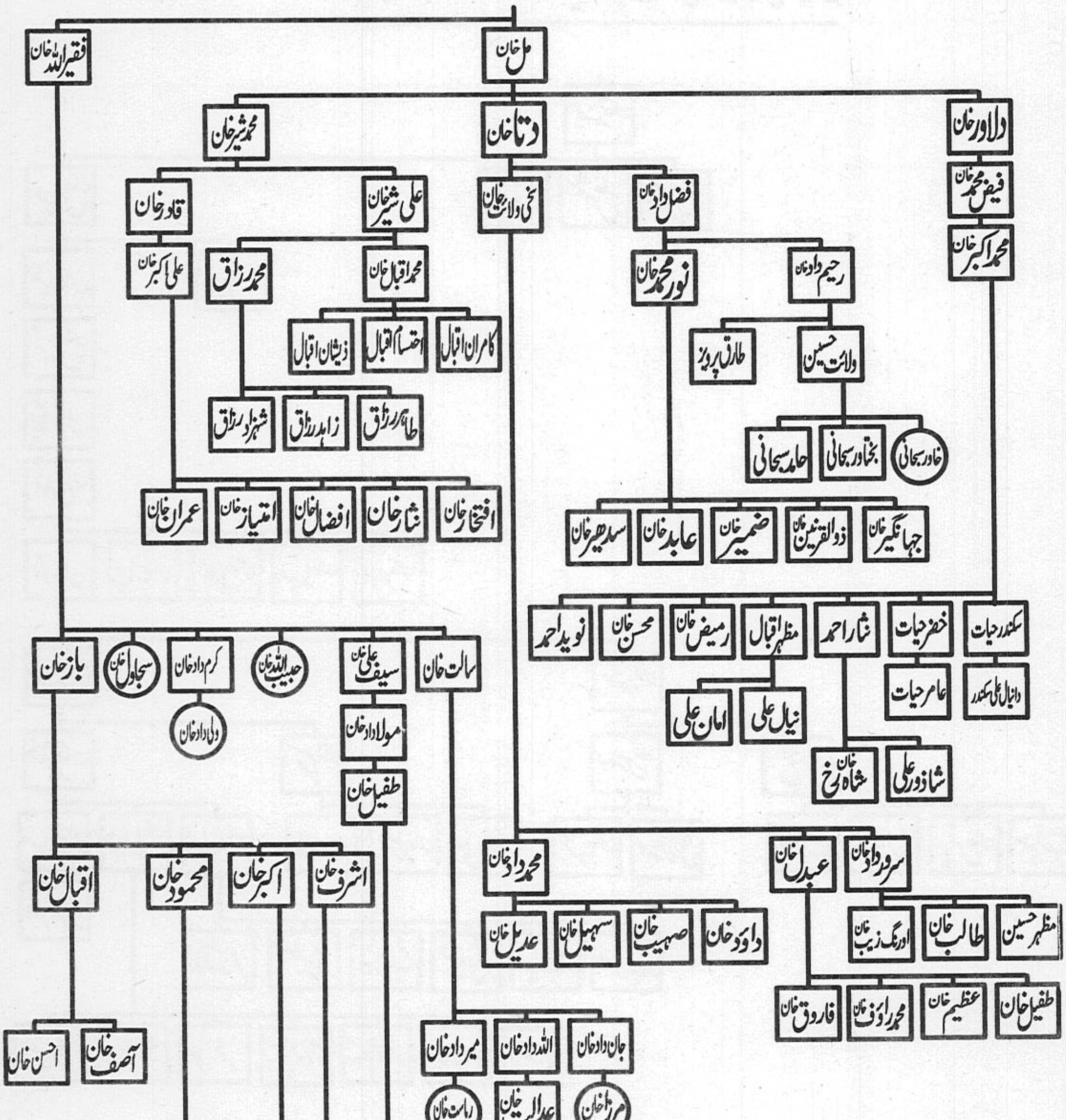
شجرہ نسب راجہ محمد صادق خان بنی انوہی سرہوٹہ



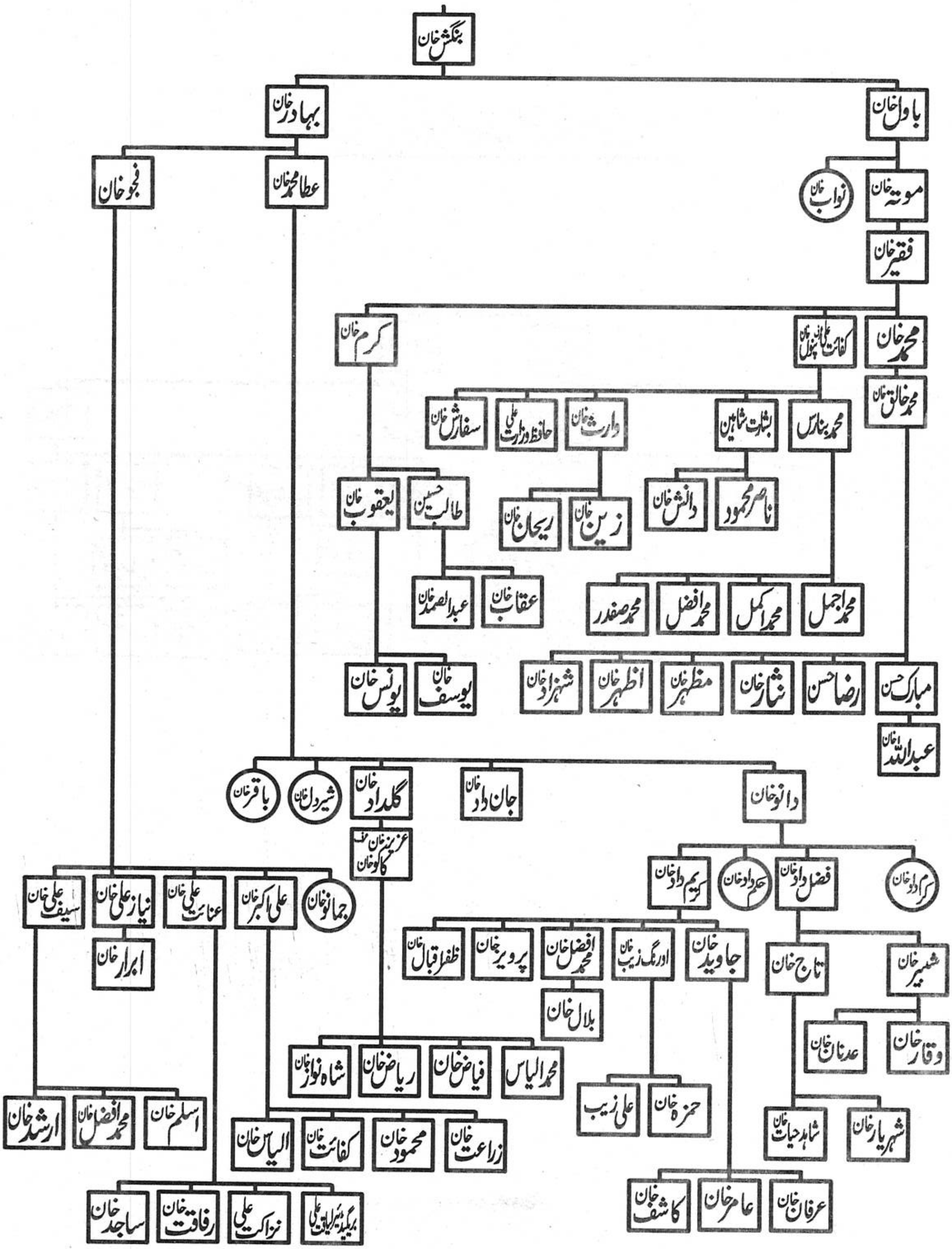
شجرہ نسب راجہ ندیم احمد نواز ایڈووکیٹ اینٹی منگرالاں سہنسہ



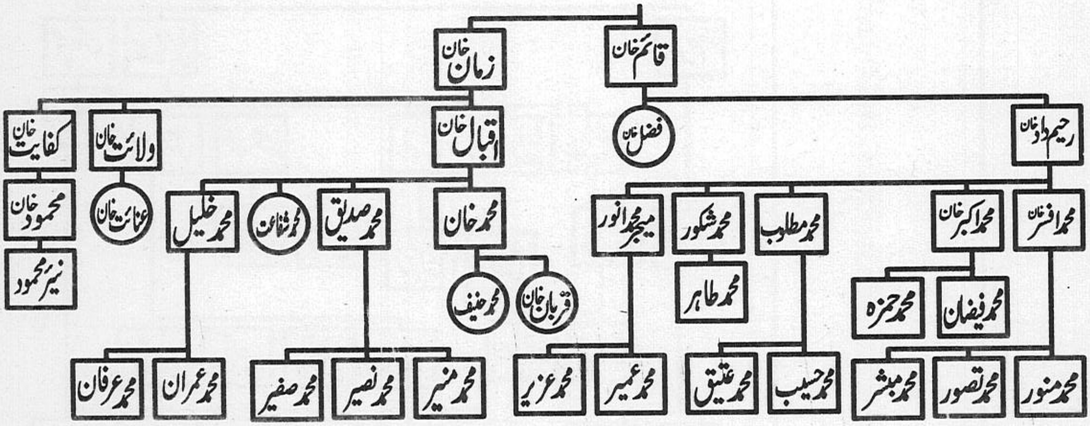
شجرہ نسب راجہ سکندر حیات پہلوان کرتوت کوٹلی



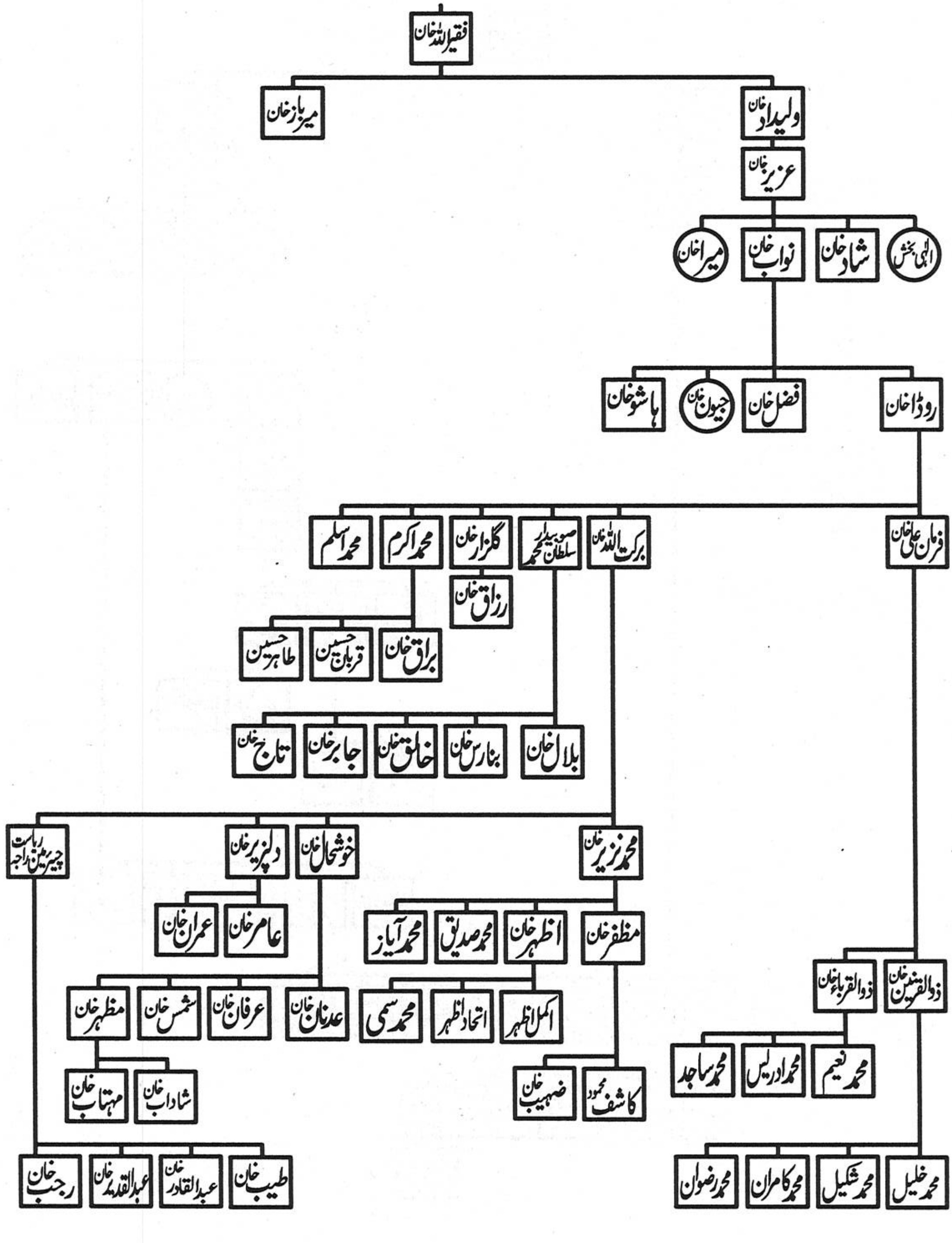
شجرہ نسب بریگیڈیئر راجہ لیاقت علی سہنسہ



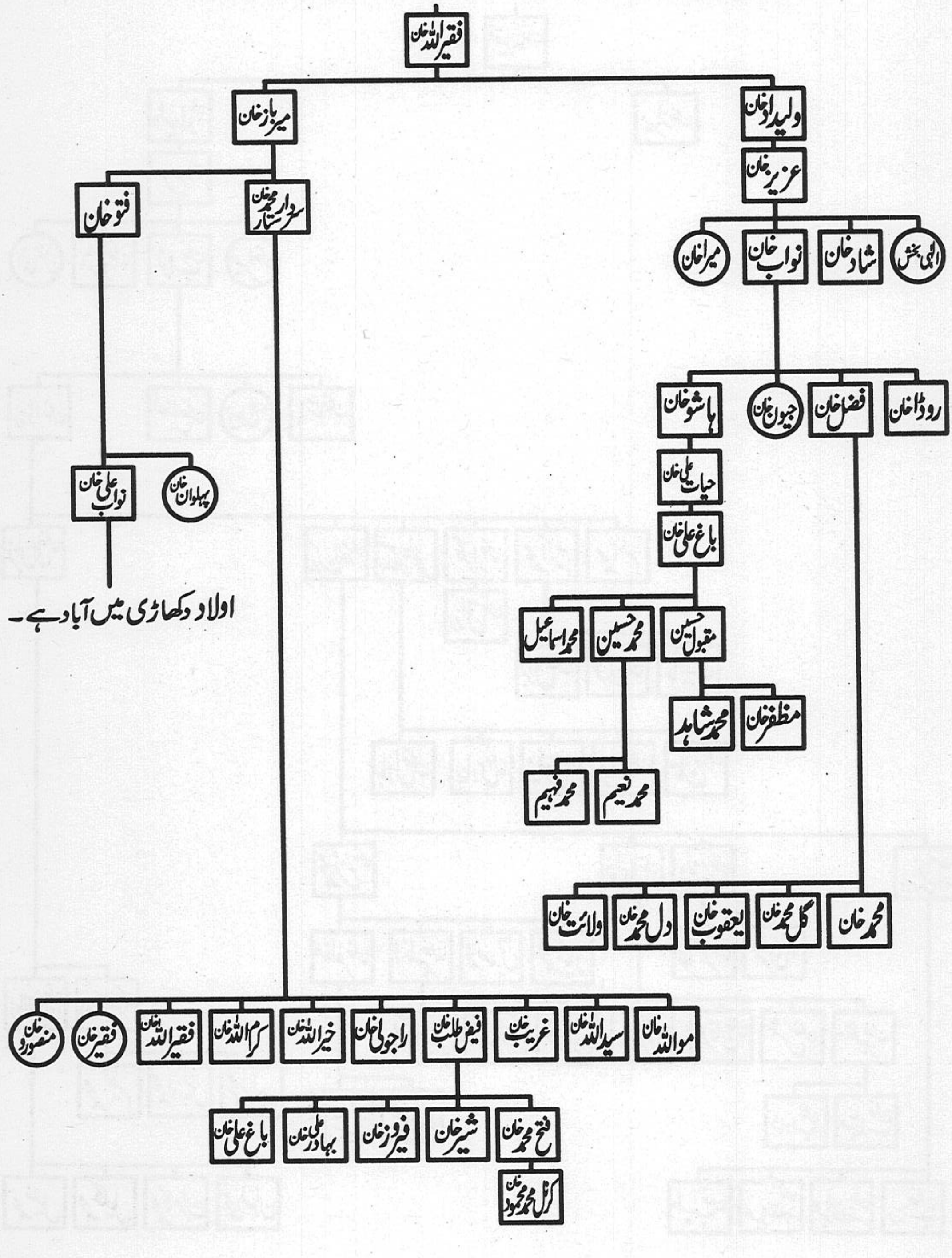
شجرہ نسب میجر راجہ محمد انور خان بھنیرہ (ڈھیری نالہ)

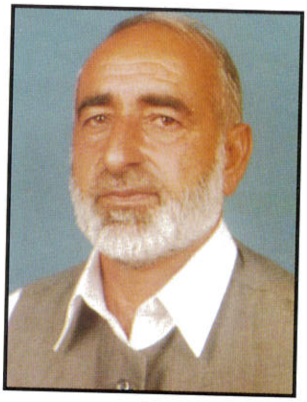


شجرہ نسب کرنل راجہ محمد محمود خان / راجہ ریاست خان آف تھروچی (گل پور)

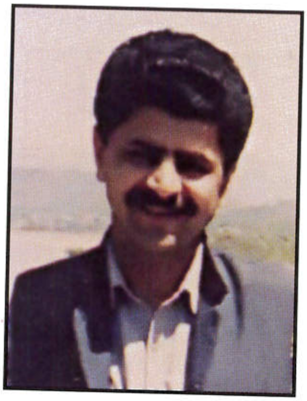


شجرہ نسب کرنل راجہ محمد محمود خان / راجہ ریاست خان آف تھروچی (گل پور)





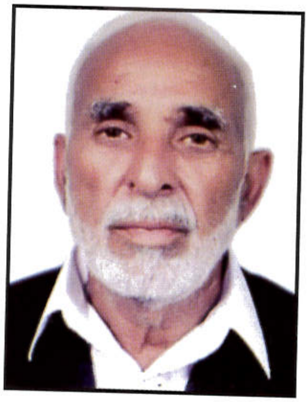
راجہ ضیاء الحمید خان



ڈاکٹر راجہ محمد شبیر



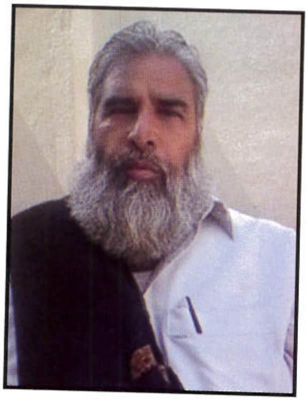
لیفٹیننٹ راجہ کرم داد خان



راجہ محمد نواز خان (اینٹی)



راجہ پرویز خان ایڈووکیٹ



راجہ حق نواز خان کمانڈر



راجہ شاہ نواز خان (اینٹی)



راجہ محمد افتخار خان



پروفیسر راجہ محمد رفیق خان

راجہ نصیر احمد خان

گہری سیاسی بصیرت کے حامل نامور سیاست دان راجہ نصیر احمد خان آزاد کشمیر میں اپنا ایک الگ اور منفرد مقام رکھتے ہیں۔ حلقہ کے عوام کے دلوں پر راج کرنے والے "مردِ آہن" 1996ء سے مسلسل حلقہ سہنسہ کے عوام کی نمائندگی کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اپنے سیاسی کیریئر میں اُنھوں نے آٹھ الیکشن لڑے اور ہر بار کامیاب رہے۔ آپ کافی عرصہ آزاد کشمیر حکومت میں وزیر بلدیات رہے۔ اُنھوں نے نہ صرف اپنے حلقہ میں ریکارڈ ترقیاتی کام کروائے بلکہ دیگر علاقوں میں تعمیر و ترقی کے حوالے سے ان کی خدمات یاد رکھی جائیں گی۔

راجہ نصیر احمد خان 17 مارچ 1953ء کو راجہ محراب خان کے گھر انو ہی سر ہوٹہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد امیر کبیر آدمی نہ تھے لیکن دل کے سخی تھے اور اپنے گھر سے کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہ بھیجتے تھے۔ آپ کی پیدائش پر خوشی کی رسم خوب نبھائی گئی تھی۔ کون جانتا تھا کہ آج پیدا ہونے والا بچہ آنے والے کل میں ایسی تاریخ رقم کر جائے گا جو نہ صرف علاقہ اور منگرال قبیلہ کے لیے باعثِ فخر ہوگی بلکہ پوری آزاد ریاست میں آنے والی صدیوں تک یاد رکھا جائے گا۔

راجہ نصیر احمد خان نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں کے پرائمری سکول سے حاصل کی۔ آٹھویں جماعت آپ نے لوہر مڈل سکول پنجیڑہ سے پاس کی۔ 71-1970ء میں میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول کوٹلی سے پاس کی۔ آپ تعلیم میں زیادہ دلچسپی نہ لیتے تھے البتہ آپ نے اپنے والد کی خواہش کے احترام میں اپنا سلسلہ تعلیم جاری رکھا اور 1973ء میں ایف۔ اے امتیازی نمبرات سے پاس کی جب کہ 1974ء میں بی۔ اے میں گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی میں داخل ہوگئے اور گریجوایشن پنجاب یونیورسٹی کے تحت امتیازی نمبرات سے پاس کی۔ آپ گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی کے باقاعدہ طالب علم رہے۔ دوران تعلیم آپ طلباء سیاست میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ شروع شروع میں آپ نیشنل سٹوڈنٹس فیڈریشن (NSF) میں رہے، پھر آپ نے پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن (PSF) میں شمولیت اختیار کی۔ آپ ان تنظیموں میں مختلف عہدوں پر بھی فائز رہے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ عملی زندگی میں آئے تو دیکھا کہ یہ دنیا آپ کی دورِ طالب علمی سے بہت مختلف تھی۔ آپ کاروبار کے سلسلے میں کراچی چلے گئے، اس وقت کراچی کام یا کاروباری لحاظ سے بہترین شہر گردانا جاتا تھا۔ 78-1977ء میں آپ نے لوگوں کو بیرون ملک بھجوانے کی غرض سے ریکروٹنگ ایجنسی قائم کی۔ آپ کا دفتر طارق روڈ کراچی میں تھا۔ طارق روڈ کراچی شہر میں سب سے بڑا تجارتی مرکز تھا۔ آپ نے اہلِ علاقہ کے علاوہ بہت سے جاننے والے لوگوں کو بیرون ملک بسلسلہ روزگار بھجوایا۔ آپ نے اس کاروبار میں خوب روپیہ کمایا۔ 1979ء میں آپ نے اپنا دفتر لاہور میں بیڈن روڈ پر منتقل کر لیا اور یہاں دوبارہ نئے سرے سے کام کا آغاز کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے بڑا نام کما لیا۔ آپ نے کراچی اور لاہور کا سفر ہمیشہ ہوائی جہاز سے کیا۔

آپ اپنے کاروبار اور کام سے بہت حد تک مطمئن تھے۔1979ء میں آزاد کشمیر میں بلدیاتی انتخابات ہوئے تو علاقہ کے معززین جن میں راجہ محمد افضل خان اور راجہ امداد خان نمایاں تھے، کے اصرار پر آپ نے انتخابات میں حصہ لیا۔آپ یونین کونسل بھنیر کے موضع انوہی سرہوٹہ سے بطور بی۔ڈی ممبر انتخابات میں حصہ لے رہے تھے۔راجہ نصیر احمد خان اس انتخاب میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے اور یونین کونسل بھنیر کے وائس چیئر مین بن گئے۔یہ آپ کا پہلا انتخاب تھا لیکن آپ نے سیاست کو عبادت سمجھ کر اختیار کیا تھا۔لوگوں کی خدمت آپ نے اپنا شعار بنالیا۔دیکھتے ہی دیکھتے آپ سیاست میں اتنے مشہور ہوگئے کہ ضلع کوٹلی کے بڑے سیاستدانوں میں شمار کیے جانے لگے۔آپ نے سیاست میں ایک نئی جہت متعارف کروائی کہ کارکن کا کام پہلے، باقی سب کام بعد میں۔

1983ء میں آپ نے ضلع کونسل کا الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا۔آپ کے مخالف امیدوار چودھری زمان علی خان تھے۔الیکشن ایک بار پھر غیر جماعتی بنیادوں پر لڑے جا رہے تھے۔قسمت نے ایک بار پھر قرعہ فال آپ کے حق میں ڈالا اور آپ ڈسٹرکٹ کونسلر منتخب ہوگئے۔آپ نے والد محترم کی منشاء کے مطابق عوام کی خدمت کو اپنا شعار بنایا اور ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی، اس بناء پر آپ عوام میں بے حد مقبول ہوگئے۔آپ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے 1987ء کے الیکشن میں ایک بار پھر میدان مار لیا۔آپ مسلم کانفرنس میں شامل ہوگئے، تعمیر و ترقی کو جاری رکھا اور عوام کی خدمت میں دن رات ایک کر دیئے۔1991ء میں آپ ایک بار پھر ڈسٹرکٹ کونسلر کا الیکشن لڑے اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ایسا لگتا تھا کہ الیکشن میں کامیابی نے آپ کا گھر دیکھ لیا تھا۔

راجہ نصیر احمد خان، مسلم کانفرنس کے حلقہ 3 سہنسہ، سرساوہ اور پنجیڑہ کے صدر رہے اور آپ کے پاس یہ عہدہ دس سال تک رہا۔آپ ضلع کوٹلی کے مسلم کانفرنس کے صدر کے ساتھ ساتھ مرکزی مجلس عاملہ کے ممبر بھی رہے۔آپ مسلم کانفرنس کے مرکزی نائب صدر بھی رہے۔

راجہ نصیر احمد خان نے مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم سے قانون ساز اسمبلی کا الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا اور 1993ء کے ضمنی الیکشن میں کاغذات نامزدگی بھی جمع کروائے۔جماعتی قائدین کی مشاورت سے آپ مسلم کانفرنس کے امیدوار راجہ منشی خان کے حق میں دستبردار ہوگئے۔راجہ منشی خان کا تعلق منگرال راجپوت قبیلہ سے ہے اور وہ چھوچھ کے رہائشی ہیں۔آپ یہ الیکشن چھ ہزار ووٹوں سے ہار گئے جب کہ پیپلز پارٹی کے امیدوار چودھری مظہر حسین کامیاب ہوئے۔مسلم کانفرنس کی حکومت میں راجہ فضل داد خان (مرحوم) سابق وزیر بلدیات اور وزیرِ اُمورِ نوجوانان بھی رہ چکے تھے، نے تین بار قانون ساز اسمبلی کا الیکشن لڑا اور تینوں بار کامیاب ہوئے تھے۔یوں یہ سیٹ مسلم کانفرنس کی وراثت سمجھی جاتی تھی۔

1996ء میں آزاد ریاست میں قانون ساز اسمبلی کے جنرل الیکشن منعقد ہوئے۔سہنسہ کے حلقہ سے راجہ نصیر احمد خان مسلم کانفرنس کے مضبوط امیدوار کے طور پر سامنے آئے۔آپ مسلم کانفرنس کے ٹکٹ پر الیکشن لڑے اور اپنے مخالف امیدوار چودھری مظہر حسین جو حلقہ کے ایم۔ایل۔اے رہ چکے تھے، کو چھ ہزار ووٹوں سے شکست دی تھی۔جو سفر آپ نے 1979ء میں بحیثیت ممبر یونین کونسل شروع کیا تھا وہ ممبر قانون ساز اسمبلی تک پہنچا تھا۔آپ عوام کی خدمت کا عزم لے کر میدان سیاست میں اُترے اور ثابت قدمی سے اس عزم پر قائم و دائم تھے۔آپ علاقہ سرساوہ، پنجیڑہ سے پہلے شخص تھے جنھوں نے قانون ساز اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لیا اور کامیاب

ہوئے۔(آپ لگاتار چار مرتبہ ممبر اسمبلی منتخب ہوئے۔) آپ ایم۔ ایل۔ اے تو بن گئے لیکن پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ ہونے کی وجہ سے آپ اپوزیشن میں پانچ سال رہے۔آپ اسمبلی کے فلور پر لوگوں کے حقوق کی بات کرتے رہے۔آپ نے سیاست میں ایک نئی بات یہ ڈالی کہ عوام سے براہِ راست رابطہ رکھا اور کھڑپینچوں کو نکال باہر کیا۔آپ کا یہ اندازِ سیاست عام لوگوں میں بے حد مقبول ہوا اور لوگ آپ کو دل و جان سے چاہنے لگے۔آپ نے اپوزیشن میں رہ کر حلقہ کی بھر پور نمائندگی کی اور اپنے حلقہ کے فنڈز لا کر ترقیاتی کام کیے۔

آپ نے برادری ازم کا خاتمہ کیا اور لوگوں میں یہ شعور بیدار کیا کہ جب تک آپ برادری ازم کی لعنت سے باہر نہ نکلیں گے تب تک آپ تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا نہ کر سکیں گے۔اور آپ ہمیشہ کے لیے اس دوڑ سے باہر ہو جائیں گے جو آپ کی قسمت بدل سکتی ہے۔

2001ء میں آپ دوسری بار قانون ساز اسمبلی کے لیے مسلم کانفرنس کے امیدوار کے طور پر سامنے آئے۔اس مرتبہ آپ کا مقابلہ پیپلز پارٹی کے چودھری مظہر حسین کے علاوہ جماعت اسلامی کے امیدوار راجہ محمد ریاست خان کے ساتھ ساتھ آزاد امیدوار راجہ ضیاء الحمید خان سے بھی تھا۔لوگوں کا خیال تھا کہ تین افراد منگرال قبیلہ سے الیکشن لڑ رہے ہیں جب کہ باقی سب قبیلوں کے مشترکہ امیدوار ایک ہی ہیں لہٰذا راجہ نصیر احمد خان ہار جائیں گے لیکن یہ ناعاقبت اندیش یہ نہیں جانتے تھے کہ راجہ نصیر احمد خان لوگوں کے دلوں پر راج کرتے ہیں اور اُنھیں ہرانا ناممکن ہے۔آپ یہ الیکشن بھی 5500 ووٹوں کی اکثریت سے جیت گئے۔2003ء میں پہلی بار آپ کو وزیر بلدیات و لوکل گورنمنٹ کی وزارت ملی۔آپ نے پورے آزاد کشمیر میں تعمیر و ترقی کا انقلاب برپا کر دیا۔اب آپ کی شہرت صرف اپنے حلقہ انتخاب تک محدود نہ رہی بلکہ پورے آزاد کشمیر میں ترقیاتی منصوبہ جات کی وجہ سے آپ کی شہرت کا ڈنکا بجنے لگا۔

2006ء میں آپ ایک بار پھر الیکشن کے میدان میں اُترے،لوگ آپ کو تعمیر و ترقی کا ہیرو مانتے تھے اس لیے آپ کو اب کی بار قانون ساز اسمبلی کا الیکشن جیتنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔آپ کے مدِ مقابل ہمیشہ کی طرح پیپلز پارٹی کے امیدوار چودھری مظہر حسین جب کہ پیپلز مسلم لیگ کے سردار بشیر پہلوان تھے۔آپ مخالف اُمیدواروں سے 19000 ووٹوں کی لیڈ سے کامیاب ہوئے جو ایک ریکارڈ ہے۔اس سے پہلے حلقہ کے اندر اتنی بڑی لیڈ سے کوئی امیدوار کامیاب نہ ہوا تھا۔مسلم کانفرنس کی حکومت قائم ہوئی اور آپ وزیر بلدیات و دیہی ترقی بنے۔ڈھائی سال آپ بطور وزیر بلدیات و دیہی ترقی رہے۔پورے آزاد کشمیر میں نئے منصوبہ جات شروع کیے جن میں سڑکوں کی تعمیر، سکولوں کی تعمیر اور پلوں کی تعمیر کے علاوہ بے شمار واٹر سپلائی کے منصوبہ جات شامل تھے۔آپ کا یہ دور آزاد کشمیر میں تعمیری کاموں کا سنہری دور شمار کیا جاتا ہے۔

آپ کی حکومت کے خلاف تحریکِ عدم اعتماد لائی گئی لیکن وزیر اعظم سردار عتیق احمد خان نے استعفیٰ دے دیا۔یوں آپ کی وزارت بھی چلی گئی۔مسلم کانفرنس میں فارورڈ بلاک بنا لیا گیا جو آپ کی کوششوں سے ختم ہوا اور مسلم کانفرنس دوبارہ متحد ہو گئی۔اتحاد کے بعد پھر عدم اعتماد کی تحریک لائی گئی اور اس بار یہ تحریک مسلم کانفرنس لائی تھی اور وزیر اعظم سردار محمد یعقوب خان (موجودہ صدرِ آزاد کشمیر) نے استعفیٰ دے دیا۔راجہ فاروق حیدر خان وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ایک معاہدہ طے پایا جس کی رُو سے سردار عتیق احمد خان مسلم کانفرنس کے صدر اور راجہ فاروق حیدر خان وزیر اعظم آزاد کشمیر ہوں گے۔راجہ فاروق حیدر خان نے بحیثیت وزیر اعظم نو ماہ میں

آئین وقانون کی مکمل پاسداری کی اور آئین وقانون کی پاسداری میں آپ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ راجہ فاروق حیدر خان کا یہ دور سب وزراء اعظم کے دورِ حکومت سے بہترین تھا کیوں کہ اس دور میں آپ نے بہت سے انقلابی اقدامات کیے تھے۔ سردار عتیق احمد خان اور وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر خان کے درمیان اختلافات ہو گئے۔ راجہ نصیر احمد خان اور دیگر زعماء نے اختلافات کو دُور کرانے کی بہت کوشش کی۔ اتحاد کی کوششیں بار آور ثابت نہ ہوئیں اور وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر خان نے استعفیٰ دے دیا۔ سردار عتیق احمد خان ایک بار پھر وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ راجہ نصیر احمد خان نے وزیر اعظم سردار عتیق احمد خان کی کابینہ میں شمولیت اختیار نہ کی۔ آپ پر بہت دباؤ تھا اور بہت سے خفیہ ہاتھوں کے چاہنے کے باوجود آپ حکومت میں شامل نہ ہوئے اور اپنے کردار سے ایک مثال قائم کی۔ یہ ایسا دور تھا جس میں پانچ سالوں میں چار وزراء اعظم تبدیل ہوئے اور چاروں وزراء اعظم مسلم کانفرنس سے تھے۔

راجہ نصیر احمد خان نے ہمیشہ اُصولوں کی سیاست کی اور کبھی بھی اپنے اصولوں کو مفادات کی بھینٹ نہ چڑھایا۔ 1991ء میں جب آپ ڈسٹرکٹ کونسلر تھے تو سردار عتیق احمد خان نے آپ کو سردار سکندر حیات خان کا ساتھ چھوڑنے کے لیے آپ کو مشیر حکومت بنانے کی پیش کش کی لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ 1996ء میں جب آپ ایم۔ ایل۔ اے تھے تو اس وقت مسلم کانفرنس دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ ایک گروپ سردار سکندر حیات خان کا تھا جس کے 4 ممبران اسمبلی تھے۔ دوسرا گروپ سردار عبدالقیوم خان کا تھا۔ اس وقت راجہ ممتاز حسین راٹھور سپیکر اسمبلی، جب کہ بیرسٹر چودھری سلطان محمود ریاست کے وزیر اعظم تھے۔ اسپیکر نے وزیر اعظم کے خلاف تحریکِ عدم اعتماد لائی، جو ناکام رہی۔ سردار سکندر حیات خان نے اپنے چار ممبران جن میں راجہ نصیر احمد خان بھی تھے، کہا کہ آپ حکومت میں شامل ہو جائیں لیکن آپ نے اُصولوں پر سمجھوتہ نہ کیا اور پیپلز پارٹی کی حکومت کا حصہ بننے سے انکار کر دیا تھا۔

اس طرح جب 2010ء میں راجہ فاروق حیدر خان کے استعفیٰ کے بعد سردار عتیق احمد خان وزیر اعظم بنے تو راجہ نصیر احمد خان نے فیصلہ کیا کہ اب ہم مسلم کانفرنس کے ساتھ نہیں چل سکتے کیوں کہ جس جماعت کا صدر ہی اپنے ذاتی مفادات کے لیے جماعت کا استحصال کرے اور اپنے اقتدار کے لیے اوروں کی قربانی دے تو ایسے شخص کے ساتھ کون چل سکتا ہے۔ آپ نے طارق فاروق چودھری آف بھمبر (یہ اس وقت ایم۔ ایل۔ اے نہ تھے) کے ساتھ مل کر مسلم لیگ (نواز شریف) کے قیام کا فیصلہ کیا اور راجہ فاروق حیدر خان سے ملاقات کر کے تمام معاملات طے کیے۔ بعد میں دوسرے لوگ بھی شامل ہوئے اور یہ سفر قافلے کی شکل اختیار کر گیا۔ بقول شاعر؛

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل
لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

آخر کار آپ کی محنت رنگ لائی اور دسمبر 2010ء میں میاں محمد نواز شریف نے ایک بڑے عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مسلم لیگ (ن) کی آزاد کشمیر میں بنیاد رکھی۔ ایک نئی جماعت کا قیام اور پھر پہلے الیکشن میں اس جماعت کے پلیٹ فارم سے تیرہ

سیٹوں کا حصول آپ کی سیاسی بصیرت کی عکاسی کرتا ہے۔ آپ اکثر اپنے سیاسی جلسوں میں ایک بات کہتے رہتے ہیں کہ ''میں سیاسی پیر ہوں اور میں نے سیاست میں پی۔ایچ۔ڈی کی ہوئی ہے۔''

2011ء کے الیکشن میں آپ نئی جماعت مسلم لیگ (ن) کے امیدوار کے طور پر سامنے آئے۔ آپ کے مخالف امیدواروں میں مسلم کانفرنس کے راجہ ضیاء الحمید خان جب کہ پیپلز پارٹی کے سردار بشیر پہلوان تھے۔ آپ یہ الیکشن 2300 ووٹوں کی لیڈ سے جیتے۔ لوگوں کا بھرپور اعتماد آپ کے کردار اور سیاسی فیصلوں کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ آپ نے جہاں سیاست میں اتنا نام کمایا وہاں آپ کو اپنے خاندان کا بھی بھرپور تعاون حاصل رہا۔ آپ کی زوجہ نے ہر کام میں آپ کی معاونت کی۔ راجہ نصیر احمد خان کی کامیابی کے پیچھے جہاں ان کی اپنی محنت ہے وہاں ان کی بیوی کا بہت بڑا کردار ہے۔ اُنھوں نے اپنے گھر سے آج تک کسی کو کھانا کھائے بغیر واپس نہ بھیجا اور ہر ضرورت مند کی حاجت روائی کی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پورے علاقے میں ''باجی'' کے نام سے مشہور ہیں۔

راجہ نصیر احمد خان کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ''وہ آیا، اس نے دیکھا اور فتح کر لیا۔'' آپ نے سیاست میں آٹھ الیکشن لڑے اور ان سب میں کامیاب ہوئے۔ آپ کی کامیابی کا راز عوام کی بے لوث خدمت اور غریبوں سے سچا پیار، آپ کی محنت، لگن اور جرات مندی کا عمل دخل تھا، وہاں حلقہ کے بے شمار دوستوں کے ساتھ ساتھ آپ کے عزیزوں جن میں پروفیسر راجہ غضنفر علی خان، ماسٹر راجہ محمد ذاکر خان اور راجہ محمد طالب خان ایڈووکیٹ کی کاوشیں بھی شامل تھیں جو ہمیشہ آپ کے دستِ راست کے طور پر کام کرتے رہے۔ آج یہ شخصیات بھی حلقہ میں راجہ نصیر احمد خان کی وجہ سے ایک اہم سیاسی مقام رکھتی ہیں۔ آپ کے ترقیاتی کاموں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن چند ایک کاموں کا احوال کچھ یوں ہے؛

☆ سہنسہ شہر کی تعمیر و ترقی:

سہنسہ حلقہ تحصیل کا صدر مقام ہے۔ آپ نے یہاں شہری سہولیات بہم رسانی کے لیے شبانہ روز محنت کی۔ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال، گرِیڈ اسٹیشن برقیات، گریٹر واٹر سپلائی، ایڈیشن سیشن جج کی عدالت کا قیام، گرلز ڈگری کالج کا قیام اور بوائز ڈگری کالج میں سائنس کلاسز کا اجراء آپ کے کارہائے نمایاں ہیں۔

☆ شعبہ تعلیم:

اپنے دورِ اقتدار میں آپ نے حلقہ میں پرائمری، مڈل اور ہائی اسکولوں کا جال بچھایا اور حلقہ کے عوام کو ان کی دہلیز پر تعلیمی سہولیات بہم پہنچائیں۔ اپنے حلقہ میں اعلیٰ تعلیم کے لیے گرلز ڈگری کالج سہنسہ، گرلز انٹر کالج سرساوہ اور گرلز انٹر سائنس کالج تریڑھ قائم کیے۔ فروغِ تعلیم کے لیے آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

☆ رسل و رسائل:

سہنسہ کا حلقہ ایک وسیع حلقہ ہے۔ اس حلقہ کے دُور افتادہ دیہات تک رسائی کو ممکن بنانے کے لیے آپ کے دورِ اقتدار میں 400 کلومیٹر پختہ سڑکیں تعمیر کروائی گئیں اور لوگوں کو سفری صعوبتوں سے نجات دلوائی۔ ان سڑکوں کے علاوہ مختلف جگہوں پر درجنوں پُل تعمیر کروائے، جن میں چھنی پنتھل، اودھے چک نور، شاہ پُور، کینی، سیاہ، پیرہن، جرائی سیداں، کھجُر والا، منڈی پتن، ڈُنگی سنوٹ، چھنی سہنسہ، بھرنڈ بھٹہ، داروناں ناڑ، پتن سالگراں اور نالہ رنگڑ سرساوہ (چوہاڑا) شامل ہیں۔

☆ روزگار کے مواقع:

اپنے حلقہ کے عوام کو روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے لیے آپ نے تین ہزار کے لگ بھگ اسامیاں تخلیق کروائیں۔ ان اسامیوں میں جریدہ وغیر جریدہ پوسٹیں شامل ہیں اور میرٹ پر نوجوانوں کو بھرتی کروایا۔

☆ طبی سہولیات:

اپنے حلقہ میں لوگوں کو طبی سہولیات بہم پہنچانے کے لیے آپ نے سہنسہ میں تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کو جدید سہولیات سے آراستہ کیا۔ آپ نے سرساوہ میں پچاس بیڈ کا بیسک ہیلتھ یونٹ کا PC-1 منظور کروایا اور حلقہ میں متعدد ڈسپنسریوں کو عملہ فراہم کیا۔

☆ ریسٹ ہاؤس:

اپنے حلقہ میں سرساوہ کے مقام پر ریسٹ ہاؤس تعمیر کروایا۔ وادی نیلم میں آپ نے سیاحت کے فروغ کے لیے تین ریسٹ ہاؤسز تعمیر کروائے۔ اس بات سے آپ کا سیاحت سے لگاؤ کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

راجہ فضل داد خان

ممتاز قانون دان راجہ فضل داد خان تین بار حلقہ سہنسہ سے ممبر قانون ساز اسمبلی منتخب ہوئے۔آپ اخلاق، متانت اور وضع داری کا مجسم نمونہ تھے۔آپ کا تعلق سہنسہ کے منگرال راجپوت خاندان سے ہے۔آپ شرافت اور خدمتِ خلق کی وجہ سے شہرت رکھتے ہیں۔حکومتِ آزاد کشمیر میں کافی عرصہ وزیر بھی رہے۔

راجہ فضل داد خان 1946ء میں سہنسہ کے ایک گاؤں کلوڑ میں پیدا ہوئے۔ یہ خاندان اپنی شرافت کی وجہ سے معتبر جانا جاتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول جبری مہوری سے حاصل کی۔مڈل کلاس آپ نے گورنمنٹ مڈل اسکول انکورہ سے پاس کی۔میٹرک آپ نے گورنمنٹ پائلٹ ہائی اسکول کوٹلی سے امتیازی نمبرات میں پاس کی۔جب میٹرک پاس کی تو متوسط طبقہ سے تعلق کی بناء پر مزید تعلیم جاری رکھنا محال ہوگیا۔ چنانچہ آپ نے معاش کے سلسلہ میں کراچی کا رخ کیا جہاں آپ نے ریلوے میں ملازمت اختیار کی۔آپ کو تعلیم سے بے حد لگاؤ تھا اور تعلیم اُدھوری چھوڑنے کا دُکھ بھی تھا۔اس لیے آپ نے ملازمت کے ساتھ ساتھ تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

یہ 1960ء کا عرصہ تھا جب آپ نے ارادہ تعلیم کیا۔پھر کیا تھا، دن گزرتے گئے اور آپ تعلیم اور معاش ساتھ ساتھ چلاتے رہے۔آپ کی محنتِ شاقہ رنگ لائی اور آپ نے 1973ء میں سروس کے ساتھ لاء (Law) کی ڈگری بھی حاصل کر لی۔تعلیم کی تکمیل کے ساتھ ہی آپ کا دل کراچی سے بھر گیا اور وطن کی یاد ستانے لگی۔چنانچہ آپ واپس سہنسہ آ گئے اور سہنسہ میں وکالت شروع کر دی۔آپ اپنے پیشے سے مخلص رہے اور خوب محنت کی۔چند برسوں میں محنت اور لگن سے آپ کا نام چوٹی کے وکلاء میں لیا جانے لگا۔

راجہ فضل داد خان وکالت کے ساتھ ساتھ سماجی اور سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔یوں حلقہ نمبر 3 سہنسہ میں آپ منگرال فیملی کے اُبھرتے ہوئے نوجوان وکلاء میں سرفہرست آئے۔وکالت کے دوران آپ نے سب جج کے لیے پبلک سروس کمیشن کا امتحان دیا اور کامیابی حاصل کی۔لیکن آپ کا میلان سیاست تھا نہ کہ نوکری۔چنانچہ آپ نے سیاست اور لوگوں کی خدمت کو نوکری پر ترجیح دی۔آپ نے عملی سیاست کے لیے مسلم کانفرنس کا پلیٹ فارم پسند کیا۔چنانچہ آپ 1975ء میں مسلم کانفرنس کے ٹکٹ پر سہنسہ سے امیدوار قرار پائے لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔PPP کی دھاندلی اور غنڈہ گردی کی وجہ سے مسلم کانفرنس نے الیکشن کا بائیکاٹ کر دیا۔یوں آپ کا کامیابی کا خواب ادھورا رہ گیا۔آپ نے ہمت نہ ہاری اور لوگوں کی خدمت کو اسی جذبے اور لگن سے جاری رکھا۔

راجہ فضل داد خان نے 1985ء میں ایک بار پھر الیکشن لڑا اور کامیاب قرار پائے۔آپ کو 1987ء میں وزارتِ بلدیات کا قلم دان سونپا گیا۔1990ء میں آپ نے دوبارہ الیکشن لڑا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بار پھر کامیابی سے نوازا تاکہ آپ ادھورے کام مکمل کر سکیں۔ایک سال کے بعد 1991ء میں راجہ ممتاز حسین راٹھور نے اسمبلی تحلیل کر دی اور نئے انتخابات کروائے جس میں راجہ فضل داد خان پھر کامیاب قرار پائے اور کامیابی کی ہیٹرک مکمل کی۔اس دوران آپ کو ہیپاٹائٹس کا مرض لاحق ہوگیا اور 20 جون 1991ء کو آپ علاج کی

غرض سے لندن چلے گئے لیکن ڈاکٹروں نے آپ کو لاعلاج قرار دے کر واپس بھیج دیا۔

آزاد حکومت کے وزیر اعظم سردار عبدالقیوم خان نے آپ کو وزارت نوجوانان کا قلمدان دیا جو تادم مرگ آپ کے پاس رہا۔ آپ نے نوجوان نسل کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ زندگی نے وفا نہ کی اور آپ 20 فروری 1993ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ نے اپنی سیاسی زندگی میں کبھی کسی سے کوئی خلش نہ رکھی اور کبھی تھانے کچہری کی سیاست نہ کی۔ یہی وجہ ہے کہ شرافت اور ایمان داری کی وجہ سے لوگ آج بھی آپ کو اچھے الفاظ میں یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

آپ کی فیملی میں آپ کے بیٹے راجہ ممتاز فضل داد نے وکالت کی ڈگری حاصل کی اور سہنسہ میں وکالت شروع کی۔ تھوڑے ہی عرصے میں ان کا شمار بڑے وکلاء میں ہونے لگا لیکن شاید انھیں اپنے والد کے مقام تک پہنچنے کے لیے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ البتہ ہمیں راجہ ممتاز فضل داد ایڈووکیٹ کی شکل میں ایک اور راجہ فضل داد نظر آ رہا ہے جو اپنے والد کی ساری خوبیاں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

کرنل راجہ محمد محمود خان

تحریکِ آزادیِ کشمیر کے دستہ کے سرخیل کمانڈر راجہ محمد محمود خان نے گل پور کے قلعہ تھروچی سے ڈوگرہ فوج کو بھگانے میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ وہ ریٹائرڈ آرمی کمانڈر تھے اور دورانِ سروس آپ نے جرات اور بہادری سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور کیپٹن کے عہدہ تک پہنچے۔ مہاراجہ ہری سنگھ نے دورہ کوٹلی کے دوران آپ سے ملاقات کی اور تحریکِ آزادی سے آپ کے کردار کو کم کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اور آپ نے اس خطہ کی آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا۔

کرنل راجہ محمد محمود خان 1892ء میں گلپور کے علاقے موضع کھٹکلی میں پیدا ہوئے۔ گلپور کا نام گل محمد گکھڑ کے نام پر رکھا گیا۔ گل محمد گکھڑ، گکھڑ خاندان کا بہت بڑا رئیس تھا۔ گل محمد گکھڑ کے بھائی جسرت گکھڑ کے ہم زُلف ملک مسعود (وزیرِاعظم کشمیر) نے اس علاقے پر بہت عرصہ حکومت کی۔ ملک مسعود کی سلطنت میں جموں وکشمیر کے علاوہ گلگت، بلتستان اور ملتان بھی شامل تھے۔ ملک مسعود نے قلعہ تھروچی 1425ء میں تعمیر کروایا۔ جموں وکشمیر میں بارشیں بہت زیادہ ہوتی تھیں جس کی وجہ سے چاول کی فصل عموماً خراب ہو جایا کرتی تھی۔ ملک مسعود قحط سے بچنے کے لیے غلہ مختلف علاقوں سے اس راستے کشمیر لاتا تھا اور اس نے غلہ کو محفوظ کرنے کے لیے قلعہ تھروچی کی تعمیر کی تھی۔ بعد میں وہ اسے عسکری مقاصد کے لیے بھی استعمال کرتا رہا۔ وزیرِاعظم کشمیر ملک مسعود نے 1424ء میں منگرال قبیلہ کے جدِ امجد راجہ سینس پال کو دعوتِ اسلام دی جو انھوں نے قبول کر لی۔ راجہ سینس پال کے کہنے پر تمام علاقہ نے اسلام قبول کیا۔

کرنل راجہ محمد محمود خان کی ابتدائی تعلیم محض حروف شناسی تک تھی۔ آپ نے کوئی باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کی۔ جب آپ 1908ء میں فوج میں بھرتی ہوئے تو وہاں آپ نے سکینڈ انگلش آرمی کورس پاس کیا۔ آپ نے فوج میں نظم و نسق پر عمل کیا اور اپنی محنت اور لگن سے خدمات انجام دیں۔ آپ کی فوج میں دلچسپی، جنگی حکمتِ عملی اور جرات و بہادری کو دیکھتے ہوئے 1937ء میں صوبیدار میجر ترقیاب ہوئے۔ آپ ایک بہترین جنگی کمانڈر کی تمام خوبیاں رکھتے تھے۔ 1941ء میں آپ کو سکینڈ لیفٹیننٹ کے عہدہ پر ترقی دے دی گئی۔ افواجِ ہند میں بھرتی ہونا بہت مشکل بات تھی۔ سکینڈ لیفٹیننٹ کے عہدہ کی صرف خواہش کی جا سکتی تھی۔ اس وقت بہت کم تعداد میں مسلمان اس عہدہ تک ترقی پاتے تھے لیکن کامیابی نے آپ کو دیکھ لیا تھا اور آپ کی منزل کہیں آگے تھی۔ 1946ء میں آپ کیپٹن بن گئے۔ آپ کی تعیناتی فرسٹ فرنٹیئر فورس رجمنٹ (انفنٹری) میں کر دی گئی۔ یہاں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد آپ فوج سے ریٹائر ہو گئے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد آپ اپنے گاؤں واپس آ گئے۔ اس زمانے میں مہاراجہ کے خلاف تحریک زوروں پر تھی۔ ایک جنگی کمانڈر کا تحریک سے دور رہنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ آپ بھی اس تحریک کے ہراوّل دستے میں شامل ہو گئے۔ آپ نے علاقے کے لوگوں کو منظم کر کے چھوٹی چھوٹی کمپنیوں میں تقسیم کر دیا۔ آپ اگست 1947ء میں 10 کوٹلی بٹالین کا قیام عمل میں لائے جو آزادی کے بعد 12AK، کے نام

سے موسوم ہوئی۔ آپ اس بٹالین کے کرنل بنے۔

1946ء کے آخر میں مہاراجہ ہری سنگھ بغاوت کی بُو محسوس کر کے کوٹلی کے دورے پر آیا۔ علاقہ کے تمام ذیلدار ملاقات کے لیے آئے ہوئے تھے۔ کرنل راجہ محمد محمود خان بھی ملاقات کے لیے گئے لیکن ڈیوٹی پر مامور فوجی آفیسر نے آپ کو اندر جانے سے روک دیا۔ آپ مہاراجہ کا راستے میں سڑک کنارے کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے۔ مہاراجہ کی گاڑی آپ کے پاس آ کر رک گئی اور مہاراجہ نے آپ کو اپنے ساتھ پیچھے گاڑی میں بٹھالیا۔ راستے میں کرنل صاحب نے تمام واقعہ مہاراجہ کو سنایا۔ جب کوٹلی پہنچے تو مہاراجہ گاڑی سے اتر کر اندر چلا گیا۔ کرنل صاحب جب اندر گئے تو وہی فوجی آفیسر آپ سے دوبارہ آنے پر بحث کرنے لگا۔ جب بات تُو تُو میں میں تک پہنچی تو مہاراجہ ہری سنگھ جو شاہی لباس اُتار رہا تھا وہ پاجامے اور بنیان میں باہر آیا۔ مہاراجہ جب بھی کسی میٹنگ میں جاتا تو فوجی لباس پہنتا تھا۔ اس نے فوجی آفیسر کے کندھوں پر لگے سٹارز اُتار پھینکے اور اسی وقت اسے نوکری سے نکال دیا۔ کرنل صاحب کا سابقہ ریکارڈ مہاراجہ کے سامنے تھا۔

مہاراجہ ہری سنگھ نے ذیلداروں سے ملاقات میں امن وامان کو یقینی بنانے پر زور دیا۔ ذیلداروں نے مہاراجہ کو صحیح صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ کرنل صاحب نے بھی اپنی بات مہاراجہ تک پہنچائی کہ منگرال قوم نے پچھلی صدی میں حکومت کے ساتھ مکمل تعاون کیا لیکن اب حالات بدل چکے ہیں اور لوگ آزادی پسند ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اُنھیں ان کی خواہش کے مطابق زندگی گزارنے دی جائے۔ مہاراجہ کو یہ بات پسند نہ آئی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا اور دربار ختم کر دیا۔

جنگِ آزادی قلعہ ادین سے خوشحال خان ستی راجپوت، آزاد پتن سے راجہ سخی دلیر خان منگرال راجپوت، سہنسہ سے کیپٹن ننھا خان گُجر، صوبیدار سردار بارُو خان، لیفٹیننٹ راجہ کرم داد خان منگرال راجپوت کی سرکردگی میں زور وشور سے جاری تھی۔ ان علاقوں سے ڈوگرہ فوج تقریباً بھاگ گئی تھی۔ ڈوگرہ فوج نے قلعہ تھروچی میں پناہ لی۔ یہاں ڈوگرہ فوج کی دو پلٹن فوج تھی۔ ایک پلٹن مسلمان تھی جب کہ دوسری پلٹن غیر مسلم تھی۔ فوجی آفیسران میں کیپٹن پریتم سنگھ گھورکھا، کرنل محمد حسین اور کمانڈنٹ کرنل رحمت اللہ تھے۔ فوج کی اعلیٰ قیادت کمانڈنٹ کرنل رحمت اللہ کے پاس تھی۔

ڈوگرہ فوج قلعہ میں محصور تھی۔ اس کے پاس غلہ تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ باہر کے حالات ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے ذرائع رسد بند تھے ۔ کرنل رحمت اللہ نے کرنل راجہ محمد محمود خان کو قلعہ کے اندر ملاقات کے لیے بلایا۔ آپ تشریف لے گئے، کرنل رحمت اللہ نے آپ سے استدعا کی کہ خوراک کی رسد پہنچائی جائے اور اس سلسلے میں مقامی ہندو آبادی کو بھی شامل کیا جائے۔ کرنل راجہ محمد محمود خان نے اسی بہانے علاقے کا دورہ شروع کر دیا اور ہندو آبادی کی نقل وحرکت سے بھی باخبر رہنے لگے۔ ایک دن سہنسہ سے واپسی پر آپ کو اطلاع ملی کہ فوج قلعہ چھوڑ کر چلی گئی ہے تو آپ فوراً قلعہ میں پہنچے، دیکھا تو واقعی کوئی آرمی نہ تھی اور قلعہ خالی تھا۔ آپ نے فوراً سفید کپڑے کا جھنڈا لہرایا، اسے سلامی دی اور وہاں موجود توپیں جو ڈوگرہ فوج چھوڑ کر چلی گئی تھی، سے چند فائر کیے۔ یہ اس بات کا اعلان تھا کہ قلعہ پر ہمارا قبضہ ہو گیا ہے۔ اس وقت آپ کے ساتھ کُل آٹھ لوگ قلعہ میں موجود تھے۔

اگلی صبح کاذب آپ نے دیکھا کہ ڈوگرہ فوج دو کمپنیوں سمیت قلعہ کی طرف آ رہی ہے اور وہ اسلحے سے لیس ہے۔ آپ نے جنگی

حکمتِ عملی کے تحت قلعہ خالی کر دیا۔ جب ڈوگرہ فوج قلعہ میں پہنچی تو اُنھیں کسی طرح بھی احساس نہ ہوا کہ یہاں کسی کا قبضہ تھا۔ کرنل صاحب صبح ہوتے ہی اپنے گھر پہنچ چکے تھے۔ چند گھنٹوں بعد کوٹلی منگرالاں سے ستائیس (27) جوانوں پر مشتمل دستہ پہنچا لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ تھوڑی سی نفری اور محدود جنگی ساز و سامان سے ڈوگرہ فوج سے مقابلہ عقل مندی نہ تھی اس لیے آپ نے خاموشی بہتر جانی اور اچھے وقت کا انتظار کیا۔

کرنل رحمت اللہ نے قلعہ پر قبضہ کے بعد کیپٹن پریتم سنگھ سے صلاح مشورے کے بعد علاقہ میں گشت کا فیصلہ کیا۔ کرنل راجہ محمد محمود خان کے گھر سے ملحق فوجی چوکی قائم کی۔ اس چوکی کا مقصد کرنل صاحب پر نظر رکھنا تھا اور یہاں گھورکھا فوجی تعینات کیے گئے تھے۔ کرنل صاحب کے لیے مشکلات بڑھ گئیں۔ اگلے روز جب کرنل رحمت اللہ گارڈ کی تبدیلی کے لیے آیا تو کرنل راجہ محمد محمود خان نے اکیلے میں ملاقات کی خواہش ظاہر کی جو کرنل رحمت اللہ نے منظور کر لی۔ دونوں میں ایک قدر مشترک تھی کہ مسلمان تھے۔ کرنل راجہ محمد محمود خان نے سارے حالات سے اُنھیں آگاہ کیا کہ اگر اب کی بار ہمیں آزادی نہ مل سکی تو پھر مسلمان یہ خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر ہوتا نہیں دیکھ سکیں گے اور ہماری آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔

دونوں کی ملاقات نتیجہ خیز رہی۔ فیصلہ یہ ہوا کہ یہاں صرف مسلمان فوجی تعینات کیے جائیں گے۔ اس کے لیے یہ پلاننگ بھی کی گئی کہ اگلی صبح جب کیپٹن پریتم سنگھ ڈوگرہ فوجیوں کے ہمراہ چوکی کی طرف آئے گا تو راستے میں اس پر فائرنگ کی جائے گی تاکہ وہ ڈر کر مسلمان فوجیوں کو یہاں تعینات کرے۔ پلان کامیاب ہوا اور کیپٹن پریتم سنگھ نے کرنل رحمت اللہ سے مسلمان فوجیوں کی تعیناتی پر زور دیا۔ اب کرنل صاحب کے لیے کوئی خاص مشکل نہ تھی وہ مسلمان فوجیوں کی موجودگی میں اپنے آپ کو آزاد سمجھتے تھے اور اپنا کام جاری رکھے ہوئے تھے۔ کرنل رحمت اللہ اور کرنل راجہ محمد محمود خان کی ملاقات تقریباً روزانہ ہی ہو جاتی تھی اور نئی نئی تدبیریں اختیار کی جاتیں تھیں۔

آخرکار یہ فیصلہ کیا گیا کہ قلعہ پر حملہ کیا جائے گا۔ ایک رات اندھیرے میں کرنل رحمت اللہ قلعہ کے اندر چلے گئے۔ ڈوگرہ فوج نے آنے کی وجہ پوچھی تو کرنل رحمت اللہ نے بتایا کہ کل صبح حملہ ہونے والا ہے اس لیے وہ مزید کمک کے لیے آئے ہیں۔ کیپٹن پریتم سنگھ بھانپ گیا کہ اب حالات ٹھیک نہیں ہیں چنانچہ وہ چپکے سے قلعہ سے نکل کر بھاگ گیا۔ کچھ دیر بعد کرنل راجہ محمد محمود خان نے ہمراہ مسلمان ڈوگرہ سپاہیوں اور مجاہدین کے قلعہ پر ہلہ بول دیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ آخرکار فتح کرنل رحمت اللہ اور کرنل راجہ محمد محمود خان کے حصہ میں آئی اور قلعہ تھروچی کو ڈوگرہ فوج سے آزاد کروالیا گیا۔

بعد میں مجاہدین نے کرنل راجہ محمد محمود خان کی سربراہی میں کوٹلی کو فتح کرنے کی پیش قدمی کی جب کہ دیگر کمانڈر بھی اپنے اپنے محاذوں کو فتح کرنے کے بعد کوٹلی کا رخ کر چکے تھے جن میں راجہ سخی دلیر خان راجوری فتح کرنے کے بعد واپس آ چکے تھے۔ کرنل صاحب نے راجہ سخی دلیر خان کی قیادت میں کوٹلی پر حملہ کیا لیکن دشمن پہلے ہی علاقہ خالی کر کے جا چکا تھا اور تھوڑی سی مزاحمت کے بعد کوٹلی فتح ہو گئی۔

کرنل راجہ محمد محمود خان نے 1979ء میں وفات پائی۔ نہ صرف منگرال قبیلہ بلکہ پوری مسلم اُمہ اس عظیم کمانڈر سے محروم ہو گئی جو دشمن کے لیے خوف کی علامت تھا۔ قوم آپ کے کارنامے صدیوں تک یاد رکھے گی۔ خدا اُنھیں غریق رحمت کرے۔

راجہ محمد اسلم خان ایڈووکیٹ

سابق ممبر آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی محترم راجہ محمد اسلم خان ایک ذہین، نامور اور عوام کا درد رکھنے والے انسان تھے۔ زندگی کے نشیب و فراز میں وہ ہمیشہ حق کا ساتھ دیتے رہے اور لوگوں کو ان کے حقوق دلانے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ آپ کا شمار ضلع کوٹلی کی نامور شخصیات میں ہوتا ہے۔

راجہ محمد اسلم خان کے والد کا نام راجہ علی اکبر خان تھا۔ آپ ضلع کوٹلی کے دُور افتادہ گاؤں براٹلہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا صوبیدار دوست محمد خان نے آپ کی پیدائش پر منوں مٹھائی تقسیم کی۔ آپ کا نسب راجہ سینس پال کے دوسرے بیٹے تتار خان سے ملتا ہے۔ آپ کے دادا صوبیدار دوست محمد خان نے آپ کی تعلیم پر بھرپور توجہ دی۔ ان کی کاوشوں سے ہی آپ نے ابتدائی تعلیم کے دوران اعلیٰ کارکردگی دکھائی اور اساتذہ کی خصوصی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ آپ کی ذہانت اور مؤدب رویہ ہی آپ کی کامیابی کا ذریعہ بنا۔ چنانچہ 1950ء میں آپ نے سندھ مسلم لاء کالج سے ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگری حاصل کی اور دادا کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے واپس اپنے گاؤں آئے اور لوگوں کی خدمت کو اپنا شعار بنایا۔

راجہ محمد اسلم خان ایڈووکیٹ نے 1951ء میں میرپور بار سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ آپ نے ہمیشہ وکالت کے پیشے کو لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا اور کبھی کسی کو انتقام کا نشانہ نہ بنایا۔ آپ نے پورے علاقے میں اپنی ذہانت اور محنت سے وکالت میں ایک نام بنایا اور منگرال قبیلہ کے سب سے نامور وکیل کہلائے۔ آپ وکالت میں لوگوں کی خدمت تو کر ہی رہے تھے، سیاست میں بھی قسمت آزمانے کا فیصلہ کیا۔ لوگوں نے آپ کے اس فیصلہ کو سرآنکھوں پر لیا۔ لوگوں کی شدید خواہش پر آپ نے 1962ء میں ڈسٹرکٹ کونسلر کا الیکشن لڑا اور کامیاب ہوئے۔ آپ کی وکالت کی شہرت تو تھی ہی، سیاست میں بھی آپ نے ایک مقام پیدا کیا۔ جلد ہی آپ کے۔ایچ خورشید کے خاص ساتھیوں میں شمار کیے جانے لگے۔

1975ء کے عام انتخابات میں آپ نے بھرپور حصہ لیا اور حلقہ نمبر 4 چڑہوئی سے ممبر قانون ساز اسمبلی منتخب ہوئے۔ آپ نے اس دوران پیپلز پارٹی میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔ آپ نے پانچ سال اسمبلی کے اندر اپنے حلقے کی بھرپور نمائندگی کی اور لوگوں کے حقوق کا تحفظ کیا۔ آپ نے دوسری بار 1985ء کے الیکشن میں حصہ لیا لیکن آپ کامیاب نہ ہو سکے۔ اس ہار میں جہاں قسمت کا بڑا دخل تھا وہاں اپنوں کی کج ادائی اور غیروں کی سازشیں شامل تھیں۔ راجہ محمد اسلم خان بڑے بارُعب، دلیر اور انتہائی ذہین انسان تھے۔ آپ کا علاقہ میں بالعموم اور اپنے قبیلہ میں بالخصوص بڑا مقام تھا۔

آپ دل کے عارضے میں مبتلا تھے۔ آپ کا وصال دسمبر 1985ء میں حرکت قلب بند ہونے سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، آمین۔

آپ کے بیٹے بلال اسلم ایڈووکیٹ والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پیشہ وکالت سے منسلک ہیں اور آپ میر پور ہی میں وکالت کر رہے ہیں اور سنیئر وکلاء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ میر پور بار میں آپ نے مختلف عہدوں کے لیے کئی بار الیکشن میں حصہ لیا اور کامیاب ہوئے۔ آپ وکلاء کے پلیٹ فارم سے ان کے حقوق کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔ آپ نے اپنے والد کی طرح عوام کی خدمت کو اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے والد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

راجہ کریم داد خان عرف کیماں خان

علاقہ سرساوہ کی تاریخ ساز شخصیت اور ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا ایوارڈ حاصل کرنے والے مجاہد کریم داد خان نے 1932ء میں ڈوگرہ راج کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا۔ اپنے علاقہ میں وہ باغیوں کے سرخیل تھے۔ بعدازاں 48-1947ء میں جنگِ آزادی کے دوران میں آپ کا کردار قابلِ ستائش رہا۔

جب ہم دنیا بھر کی آزادی کی تحریکوں پر نظر ڈالتے ہیں تو تاریخ ایسے بے شمار مجاہدوں اور غازیوں سے بھری نظر آتی ہے جنھوں نے اپنی قوم کی آزادی کی خاطر علم جہاد بلند کیا اور اپنی قوم کی نظروں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے امر ہو گئے۔

ایسے ہی ایک مجاہد تحریک آزادی کشمیر میں اونچے درجے پر فائز نظر آتے ہیں جن کا نام راجہ کریم داد خان عرف راجہ کیماں خان تھا۔ آپ 1890ء کے لگ بھگ راجہ نواب خان کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کی جائے پیدائش منور پنجیڑہ کے مقام پر ہے مگر آپ کی درست سن پیدائش شاید کوئی نہیں جانتا۔ راجہ نواب خان کوئی امیر آدمی تو نہ تھے مگر اس دور میں خوشحال تھے۔ آپ کے گھر جب بیٹے کی پیدائش ہوئی تو اس وقت کی رسم کے مطابق آپ نے بیٹے کی پیدائش کی خوشی بڑی دھوم دھام سے منائی۔ آپ نے اپنے بیٹے کا نام راجہ کریم داد خان رکھا جو کیماں خان کے نام سے مشہور ہوئے۔ راجہ کریم داد خان عرف کیماں خان کی عمر ابھی آٹھ سال تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی والدہ نے انتہائی نامساعد حالات میں آپ کی پرورش کی مگر آپ تعلیم حاصل نہ کر سکے کیوں کہ اس زمانے میں اس علاقہ میں کوئی سکول نہ تھا۔ آپ بچپن ہی سے ذہین، بے باک اور چست و چالاک تھے۔ جب جوان ہوئے تو آپ کی شادی کر دی گئی۔ آپ کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئے۔ آپ نے دوسری شادی کی جس سے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ آپ کا قد تقریباً ساڑھے پانچ فٹ تھا۔ آپ کا بدن چست تھا اور آپ بہت حاضر جواب تھے۔ ریاست جموں و کشمیر میں ڈوگرہ حکومت کے خلاف پہلی بغاوت 1988 بکرمی میں نکیال سے سردار فتح محمد خان کریلوی (سابق صدرِ ریاست سردار سکندر حیات خان کے والد) کھوئی رٹہ سے لال خان اور پنجیڑہ سے راجہ کریم داد خان عرف کیماں خان نے ہمراہ راجہ ہاشو خان شروع کی تھی۔

پنجیڑہ کے مقام پر ہندو آباد تھے جہاں ان لوگوں کی دُکانیں بھی تھیں۔ پنجیڑہ شہر (موجودہ) کیساتھ ہی باغ بخشیاں کی طرف ایک ہندو ''پھمی'' کا مکان تھا۔ اس کے مکان کے بالکل سامنے قریب ہی ایک مسجد تھی جس کا صحن ''پھمی'' کے گھر کی طرف تھا وہ اس صحن کو اپنے مال مویشیوں کا چارہ رکھنے کے لیے استعمال کرتا تھا۔ مسجد چونکہ بوسیدہ ہو چکی تھی اس لیے مسلمانوں نے اس کی دوبارہ تعمیر کا فیصلہ کیا۔ جب یہ خبر ہندوؤں تک پہنچی تو انہوں نے واویلا کرنا شروع کر دیا اور ہندو مسلم آپس میں اُلجھ پڑے۔ مسلمانوں نے اکٹھے ہو کر جمعہ کی نماز یہاں ادا کی۔ راجہ کریم داد خان کے مشورے سے مسلمانوں نے ایک ہی دن مسجد کو تعمیر کر دیا۔ اس تعمیر سے ہندو مسلمانوں کے خلاف ہو گئے۔ ہر روز جلسے جلوس ہونے لگے۔ ان جلسوں سے تنگ آ کر ہندو اپنے سامان سمیت کوٹلی شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ کوٹلی شہر اس وقت ہندوؤں کا بڑا تجارتی مرکز تھا۔ کوٹلی پہنچ کر ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف حکومتی سطح پر واویلا شروع کر دیا۔

جب ہندوؤں کا احتجاج اپنے عروج پر تھا مسلمانوں نے نماز جمعہ اسی مسجد میں ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد مسلمانوں کے ایک بڑے جلوس نے حملہ کر کے پنجیڑہ اور باغ بخشیاں سے ہندوؤں کے مکانات جلا دیئے۔ دوسرے دن ایک بڑا جلوس پیدل ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' کے نعرے لگاتا ہوا کوٹلی کی طرف روانہ ہوا۔ یہ جلوس جب سرساوہ کے مقام پر پہنچا تو بجائے کوٹلی شہر کے اس نے سرساوہ شہر کی طرف رخ کر لیا اور ایک عظیم فساد برپا ہو گیا۔ جلوس کے شرکاء نے ہندوؤں کے مکانات اور دکانیں جلا ڈالیں البتہ کوئی جانی نقصان نہ ہوا کیونکہ ہندو پہلے ہی اپنے مال مویشیوں سمیت سرساوہ شہر چھوڑ کر کوٹلی روانہ ہو چکے تھے۔

اس جلوس کی باگ ڈور راجہ کیماں خان کے ہاتھ میں تھی۔ شرکائے جلوس کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا ''راجہ کیماں خان بادشاہ اور ہاشو خان وزیر''۔ سرساوہ میں جلاؤ کے بعد یہ جلوس کوٹلی کی طرف روانہ ہوا۔ دریا میں پانی بہت کم تھا اس لیے دریائے پونچھ عبور کرنے میں دشواری نہ ہوئی جب جلوس شہر میں داخل ہوا تو فوج کی فائرنگ سے سائیں محمد قوم مہرہ (والد جھلو مہرہ) جو چھیتراں کے رہنے والے تھے، گولی لگنے سے شہید ہو گئے اور یوں پہلے شہید ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ زخمیوں میں میاں سید عالم آف گوڑہ سرساوہ کے علاوہ کافی تعداد تھی۔

ہندوؤں نے جب مسلمانوں کے اس جلوس کو دیکھا تو بلیاہ محلہ (کوٹلی) کو آگ لگا دی اور خود بھاگ کر باجی الف دین آف ریاں شریف کے ہاں پناہ لی۔ مسلمانوں کے جلوس میں جہاں پنجیڑہ سرساوہ کے لوگ شامل تھے وہاں پلندری سے سُدھن قبیلہ کے لوگ بھی شامل تھے جو سائیں حضوری اپنے ساتھ لائے تھے۔ سائیں حضوری سُدھن قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا اصل نام تو معلوم نہ ہو سکا البتہ یہ نام ان کو باجی الف دین آف ریاں شریف نے دیا تھا۔ یہ ان کے خاص مریدین میں شامل تھے۔

کئی دنوں کی دست بدست لڑائی کے باوجود مسلمان مجاہدین کو کامیابی نہ ملی۔ بہت سے مجاہدین شہید اور زخمی ہوئے۔ آخر کار یہ جلوس کوٹلی فتح کیے بغیر واپس چلا آیا۔ جلوس کی ناکامی کے بعد ہر روز یہ خبر ملتی کہ ڈوگرہ فوج سرساوہ پنجیڑہ کی طرف آ رہی ہے۔ آخر ایک دن بلدیو سنگھ پٹھانیاں کی زیر نگرانی ڈوگرہ فوج ''پناکھ'' کے مقام سے نمودار ہوئی اور سوئیاں ناون سے ''نالہ رنگڑ'' عبور کیا۔ خبر ملتے ہی تمام مسلمان مجاہدین گھروں سے بھاگ گئے۔ جب بلدیو سنگھ پٹھانیاں پہاڑی چڑھ کر اوپر آیا تو اس کا استقبال سردار بہادر لیفٹیننٹ راجہ زمان علی خان نے ہمراہ چند آدمیوں کیا۔ بلدیو سنگھ پٹھانیاں کے ہمراہ سردار بہادر لیفٹیننٹ راجہ زمان علی خان ساتھیوں سمیت سرساوہ شہر آئے۔ (اس وقت سرساوہ شہر آج کے سرساوہ شہر سے جانب شمال ایک کلومیٹر پہاڑی پر واقع تھا)۔

بلدیو سنگھ پٹھانیاں کے استفسار پر سردار بہادر نے بتایا کہ یہ کام جن لوگوں نے کیا وہ شمالی پہاڑی علاقوں سے آئے تھے۔ یہاں انہیں کوئی نہیں جانتا تھا۔ البتہ بلدیو سنگھ پٹھانیاں کو اطلاع تھی کہ یہ کام راجہ کیماں خان، راجہ ہاشو خان، مستری قطب دین وغیرہ نے کیا تھا، وہ ان کی گرفتاریوں کے لیے آیا تھا۔ بلدیو سنگھ پٹھانیاں نے پہلا کیمپ سید پور کے مقام پر لگایا اور تمام نمبرداروں کو بلا کر یہ واضع کیا کہ جتنے بھی لوگ (ہندو) علاقہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں اُنھیں اپنی ضمانت پر واپس بلایا جائے اور ان کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔ کیمپ میں ایک سب انسپکٹر ''پھامی چند'' مسلمانوں کو گالیاں دیتا تھا اس کو تبدیل کر کے ایک مسلمان سب انسپکٹر ''مرزا اقبال دین'' کو تعینات کیا گیا۔

چند دن کے بعد کیمپ کو پنجیڑہ منور کے مقام پر منتقل کر دیا گیا۔ جب یہ خبر راجہ کیماں خان کو ملی کہ کیمپ میں مسلمانوں کو تنگ کیا جا رہا

ہے کہ کیاں خان کو حاضر کرو تو اُنھوں نے ہمراہ ساتھی راجہ ہاشو خان گرفتاری دے دی۔ ان کی گرفتاری کے بعد یہ کیمپ کوٹلی منتقل کر دیا گیا۔ بعد میں راجہ سیف علی خان ذیلدار نے فوج سے معاملات طے کیے کہ جن لوگوں کی دُکانیں اور مکانات جلائے گئے ہیں عوام علاقہ کے تعاون سے دوبارہ تعمیر کیے جائیں گے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد لوگوں نے تعمیر شروع کر دی جس کو دیکھ کر ہندو واپس آ گئے۔ ہندوؤں کو مکانوں اور دُکانوں کا سرکار کی طرف سے معاوضہ دیا گیا۔ معاوضہ لوگوں سے مالیہ کی صورت میں ایک روپے کے ساتھ ایک روپیہ زائد وصول کیا گیا۔ یہ مالیہ عوام علاقہ نے ادا کیا۔ بعد میں مہاراجہ نے کچھ انگریز افسروں کو علاقہ میں بھیجا کہ حالات کا مشاہدہ کریں۔ انھوں نے سب اچھا کی رپورٹ دی ۔جس کی وجہ سے راجہ کیاں خان کو معہ ساتھیوں رہا کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد جب یہ لوگ پناکھ کے مقام پر پہنچے تو انھیں عوام کے جم غفیر نے ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑے ڈال کر سرساوہ سے پنجیڑہ تک لایا۔

1947-48ء کی جنگ آزادی میں بھی راجہ کیاں خان کا بڑا اہم کردار تھا۔ راجہ سخی دلیر خان آپ کو 1931-32ء کے واقعات کی وجہ سے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ راجہ کیاں خان اپنے ماضی میں بے مثال کردار کی وجہ سے سُدھن قبیلہ میں بھی بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

16 اکتوبر 1947ء کی ایک شام کو مستری الف دین عرف مستری الفی، راجہ محمد اسماعیل خان کا پیغام لے کر آپ کے پاس آئے۔ انہیں اطلاع ملی تھی کہ کل 17 اکتوبر 1947ء کو ڈوگرہ فوج سرساوہ کی طرف چڑھائی کرے گی۔ راجہ محمد اسماعیل خان تک یہ پیغام ''شام دین'' ملاح جو منڈی کا رہنے والا تھا اور جاٹ برادری سے تعلق رکھتا تھا، نے بذریعہ عنایت خان (والد خورشید بلا) پہنچایا۔ راجہ کیاں خان نے راتوں رات یہ بات راجہ سخی دلیر خان کو پہنچائی اور مشورہ دیا کہ آپ صبح سہنسہ کی بجائے آج رات کو ہی سرساوہ نالہ رنگڑ پر مورچہ بندی کر دیں۔ جس پر راجہ سخی دلیر خان نے عمل کیا اور ڈوگرہ فوج کو بھاری جانی نقصان پہنچایا۔

کرشن دیو سیٹھی نے راجہ محمد اکبر خان کی 55ویں برسی منعقدہ میرپور کے موقع پر خطاب کیا جس کا اقتباس؛

''جب 1931-32ء میں عوامی سطح پر شخصی راج کے خلاف بغاوت ہوئی تو میرپور اور کوٹلی میں تحریک کی باگ ڈور جن ہاتھوں میں تھی اس میں پنجیڑہ سے راجہ کریم داد خان عرف راجہ کیاں خان شامل تھے۔''

مسٹر جارڈین (وزیر خزانہ ریاست جموں وکشمیر) نے مسٹر آر ای ایل ونگیٹ جو کہ ڈپٹی سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا محکمہ خارجہ وسیاسی معاملات شملہ انڈیا میں فرائض سرانجام دے رہے تھے، نے 18/05/1932 کو ایک مراسلہ نمبر 467 لکھا جس میں انھوں نے لکھا کہ؛

''گاؤں سرساوہ اور پنجیڑہ میں خاصا نقصان ہوا ہے۔ یہ علاقہ دریائے پونچھ کے دائیں کنارے واقع ہے۔ وہاں کی عمارات زیادہ تر کچی تھیں۔ توقع ہے کہ ان کی تعمیر دوبارہ مقامی مسلمانوں کے ہاتھوں جلد شروع ہو جائے گی۔''

اس مراسلے میں وہ آگے چل کر لکھتا ہے کہ ''ایک شخص کیاں خان نامی جو اپنے علاقے سرساوہ کے ڈاکوؤں کا سردار کہلاتا ہے، کو اس کے ہمراہیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ایک وقت وہ علاقہ کے لیے دہشت بنا ہوا تھا۔ اس نے ان بڑے سرکردہ مسلمانوں کو بھی لوٹا جو حکومت کے ساتھ تعاون کر رہے تھے۔''

بلدیو سنگھ پٹھانیاں ایڈمنسٹریٹر آفیسر کیمپ چنگھٹر نے 26 جون 1932ء کو اپنے ایک خط جو انھوں نے مسٹر ونگیٹ ڈپٹی سیکرٹری خارجہ وسیاسی معاملات گورنمنٹ آف برٹش انڈیا تھا کو لکھا تھا کہ؛

''پنجیڑہ قتل کیس میں جس میں کیاں خان اور کمپنی ملوث تھے کی تفتیش درست انداز میں نہیں ہوئی تھی۔ یہ تفتیش اس قابل نہ تھی کہ اسے عدالت میں پیش کیا جائے۔ انسپکٹر پولیس ''لالہ نرنجن داس'' کے ذمہ یہ کام اور کوٹلی کی دوسری دو عدد انکوائریاں تھیں ان کے متعلق بھی احتمال یہ ہے کہ ان میں بھی کیاں خان ملوث تھا۔''

محمد یوسف صراف اپنی کتاب ''Kashmiries fight for freedom'' کے صفحہ نمبر 434 پر یوں رقم طراز ہیں کہ؛

''18 اور 19 جنوری 1932ء کو کوٹلی شہر کو ایک بڑے مسلم ہجوم نے گھیرے میں لے لیا۔ یہ حملہ ناکام ہوا اس لیے کہ حملہ آوروں کے پاس ہتھیار پرانی قسم کے تھے اور ایمونیشن بھی محدود تعداد میں تھا۔ یہ حملہ چند گھنٹوں میں ختم ہوگیا۔ چھ مسلمان اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ چھاولہ، پنجیڑہ، کوٹلی سوہلناں، سیری اور کھوئی رٹہ میں ہندوؤں کے مکانات اور دُکانیں جلانے سے قبل کوٹلی کا یہ حادثہ رونما ہوا جس میں 22 مسلمان جنھوں نے گل محمد کے مکان میں پوزیشن لے رکھی تھی اور ایک قریبی پوسٹ کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے کہ ان کا ایمونیشن ختم ہوگیا اور وہ فوجیوں کے گھیرے میں آگئے۔ فوجیوں نے مکان کو آگ لگادی اور وہ سب کے سب زندہ جل گئے۔ دوسرے دن اُنھیں کوٹلی شہر کے مضافات میں ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ یہ قبر کوٹلی ایئر فیلڈ کے سامنے سڑک کے کنارے واقع ہے۔ ان کے ناموں کا پتہ نہ چلنا اہلِ کوٹلی کی بدقسمتی ہے۔ اس واقعے کے بعد سینکڑوں مسلمانوں کی گرفتاریاں ہوئیں جن میں سے خاص طور پر پنجیڑہ سے کیاں خان، ہاشم خان عرف ہاشو خان اور فضل الٰہی راٹھور کوٹلی شہر شامل ہیں۔''

راجہ کیاں خان نہ صرف منگرال قبیلہ کے لیے باعث فخر ہیں بلکہ اہلِ کوٹلی بجا طور پر ان پر ناز کر سکتے ہیں۔ انگریز افسروں کا اعتراف اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ نہ صرف علاقہ سرساوہ پنجیڑہ کے ہیرو تھے بلکہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان بھی تھے۔ آپ نے ساری عمر مسلمان قوم کی فلاح و بہبود کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ یوں تو آپ کی زندگی کارناموں سے بھری پڑی ہے لیکن کوٹلی تا پلندری روڈ، پنجیڑہ کے لیے پرائمری سکول کی مہاراجہ سے منظوری ہمیشہ تاریخ میں جلی حروف میں لکھی جائے گی۔

آپ نے 15 اگست 1955ء کو اس دنیائے فانی کو خیر باد کہا۔ آپ ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہو کر دو سال تک بستر مرگ پر رہے اور 65 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر نے آپ کو 1989ء میں بعد از مرگ ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے ایوارڈ سے نوازا۔ آپ کی آزادی کی جلائی ہوئی شمع آج بھی روشن ہے۔ ہزاروں کشمیری اپنی جانوں کا نذرانہ ہر روز پیش کر رہے ہیں۔ بقول شاعر؛

قتل گاہوں سے چُن کر ہمارے علم
اور نکلیں گے عشاق کے قافلے
جن کی راہ طلب سے ہمارے قدم
مختصر کر چلے درد کے فاصلے

راجہ ضیاء الحمید خان

مشہور سیاسی شخصیت راجہ ضیاء الحمید خان تحصیل سہنسہ کے گاؤں ''پیاہی'' میں پیدا ہوئے۔میرپور کالج سے بی۔اے کرنے کے بعد یورپ چلے گئے۔ایک دہائی بعد وطن لوٹے تو سیاست سے وابستہ ہوگئے۔مسلم کانفرنس کے اعلیٰ عہدیدار رہیں۔

راجہ ضیاء الحمید خان 1948ء میں راجہ برکت خان کے ہاں پیہائی سہنسہ میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد ایک نیک انسان تھے۔آپ ملنسار، نفاست پسند اور با اخلاق انسان تھے۔راجہ برکت خان اکثر تہبند زیب تن کرتے تھے اور سر پر سفید پگ ہوتی تھی۔راجہ برکت خان کے دادا گلپور سے ہجرت کر کے پیہائی آ کر آباد ہوئے تھے۔آپ کا قبیلہ ''بی لعل'' کے نام سے مشہور ہے جو منگرال قبیلہ کی ایک شاخ ہے۔

راجہ ضیاء الحمید خان نے ابتدائی تعلیم لو ہر مڈل سکول سہنسہ سے حاصل کی۔آپ نے میٹرک 1965ء میں میرپور سے پاس کی۔آپ تعلیم میں درمیانے درجے کے طالب علم جانے جاتے تھے۔1967ء میں آپ نے انٹرمیڈیٹ امتیازی نمبرات سے پاس کی۔آپ نے گرایجوایشن 1970ء میں مکمل کی۔آپ نے میٹرک سے لے کر آخر تک تمام تعلیم میرپور میں مکمل کی۔آپ ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔والد گرامی کی شدید خواہش تھی کہ آپ تعلیم مکمل کریں۔والد صاحب کی ہر خواہش آپ کے لیے حکم کا درجہ رکھتی تھی۔

1972ء میں آپ انگلینڈ چلے گئے جہاں آپ نے لندن میں کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔آپ نے وہاں کمپیوٹر کا بنیادی کورس مکمل کیا۔آپ اس ملک سے اتنے متاثر ہوئے کہ آپ نے وہاں قیام کا فیصلہ کر لیا۔آپ نے پانچ سال تک تعلیم حاصل کی، تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ مختلف جگہوں پر کام بھی کرتے رہے۔آپ کو انگلینڈ کے موسم سے بڑا پیار تھا۔آپ وہاں کی زندگی کو بہت پسند کرتے ہیں کیونکہ وہاں زندگی کی ہر سہولت میسر ہے۔

نہ جانے ایک دن آپ کے مَن میں کیا سمایا کہ آپ نے وطن واپسی کا فیصلہ کر لیا۔آپ 1978ء میں واپس اپنے وطن لوٹے۔جب علاقہ میں قدم رکھا تو یہاں کا نقشہ ہی تبدیل ہو چکا تھا۔مارشل لاء کا دور دورہ تھا۔بریگیڈیئر حیات خان آزاد کشمیر میں چیف ایگزیکٹو تھے۔بریگیڈیئر صاحب نے یہاں تعمیر و ترقی کا انقلاب برپا کر رکھا تھا۔چنانچہ چیف ایگزیکٹو نے بلدیاتی الیکشن کروائے۔آپ 1979ء کے بلدیاتی الیکشن میں کامیاب ہوئے۔پھر اگلا الیکشن بھی آپ جیت گئے۔یوں یکے بعد دیگرے دو الیکشن جیت کر آپ نے ثابت کیا کہ آپ لوگوں کے بنیادی مسائل حل کر رہے ہیں اور لوگ آپ پر اعتماد کرتے ہیں۔

آپ نے بلا تخصیص عوامی خدمت کو اپنا شعار بنائے رکھا جس کی وجہ سے عوام نے 97-1996ء کے ٹاؤن کمیٹی کے الیکشن میں آپ کو بلا مقابلہ منتخب کیا لیکن بدقسمتی سے وہ الیکشن بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر ملتوی کر دیا گیا۔آپ عوام کے مسائل بلا تامّل حل کرتے رہے۔آپ کا سیاسی پلیٹ فارم مسلم کانفرنس تھا۔2001ء کے انتخاب قانون ساز اسمبلی میں آپ مسلم کانفرنس حقیقی کے پلیٹ فارم سے الیکشن

لڑے جو مسلم کانفرنس کا ناراض دھڑا تھا، آپ اس الیکشن میں کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

راجہ ضیاء الحمید خان مسلم کانفرنس میں بحیثیت کارکن شامل ہوئے لیکن آپ کی محنت، لگن اور جماعت سے گہری وابستگی کو دیکھتے ہوئے 98-1997ء میں آپ ضلعی صدر منتخب ہوئے۔ 2001ء میں آپ کو مرکزی مجلس عاملہ میں نمائندگی دی گئی۔ جب مسلم کانفرنس کو تقسیم کر کے مسلم لیگ (ن) کا قیام عمل میں آیا تو آپ نے اس عمل کی پُر زور مخالفت کی۔ آپ کی جماعت سے گہری وابستگی کو دیکھتے ہوئے آپ کو مرکزی نائب صدر تعینات کیا گیا۔

آپ نے 2011ء کے قانون ساز اسمبلی کے انتخاب میں مسلم کانفرنس کے ٹکٹ پر حصہ لیا لیکن شومئی قسمت آپ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آپ کی زندگی کا مشن عوام کی خدمت ہے جو تادمِ مرگ جاری و ساری رہے گا۔ آپ کے بیٹے راجہ شکیل ضیاء ایڈووکیٹ بھی اپنے والد کے نقش قدم پر چل کر عوام کی خدمت میں پیش پیش ہیں اور سہنسہ بار میں راجہ پرویز خان ایڈووکیٹ کے چیمبر سے وابستہ ہیں۔ آپ میں اپنے والد کی تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ دُعا ہے کہ کامیابی ہر میدان میں آپ کے قدم چُومے۔

ڈاکٹر راجہ محمد شبیر خان

سہنسہ سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر راجہ محمد شبیر خان میڈیکل کے شعبہ میں گزشتہ تین دہائیوں سے عوام علاقہ کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان کی پیشہ ورانہ خدمات کا سبھی اعتراف کرتے ہیں۔ نرم دل، ہمدرد اور ملنسار انسان ہیں۔ اپنے پیشہ میں مہارت کے ساتھ ساتھ گہری سیاسی سمجھ بوجھ بھی رکھتے ہیں۔ اور عوامی مسائل کو حل کروانے میں کوشاں رہتے ہیں۔

ڈاکٹر راجہ محمد شبیر خان، راجہ اکبر داد خان کے گھر 15 اپریل 1955ء کو پیدا ہوئے۔ راجہ اکبر داد خان ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ جب بیٹے کی پیدائش ہوئی تو آپ نے اپنی بساط کے مطابق گاؤں والوں کو اپنی خوشی میں شامل کیا۔ آپ پاکستان آرمی سے ریٹائرڈ حوالدار میجر تھے۔ پوری زندگی بچوں کی پرورش اور سماجی خدمت میں لگے رہے۔

ڈاکٹر راجہ محمد شبیر خان نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی اسکول سہنسہ میں حاصل کی۔ آپ ایک ذہین طالب علم تھے اور اساتذہ آپ پر بڑی محنت کرتے تھے۔ 1972ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد آپ نے مزید تعلیم کے حصول کے لیے سہنسہ سے کوٹلی کا رخ کیا۔ آپ کے والد نے نامساعد حالات میں بھی آپ کی تعلیمی سرگرمیوں کو متاثر نہ ہونے دیا۔ چنانچہ آپ نے خوب محنت کی اور 1973ء میں پوسٹ گریجوایٹ کالج کوٹلی سے ایف۔ ایس۔ سی کی۔ دوران تعلیم آپ نے ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا لیکن ہمیشہ نصابی سرگرمیوں میں اعلیٰ اعزازات حاصل کیے۔

جب آپ نے ایف۔ ایس۔ سی پاس کی تو آپ کو بالکل بھی میڈیکل فیلڈ میں جانے کا کوئی خیال نہ تھا کیوں کہ آپ کو کوئی Idea نہ تھا کہ ایف۔ ایس۔ سی کے بعد میڈیکل کے شعبہ میں جانا ہوتا ہے۔ میڈیکل کے شعبہ میں جانے کے لیے آپ کے چچا زاد بھائی راجہ امیر داد نے مائل کیا اور میڈیکل کے شعبے کی افادیت سے آگاہ کیا۔ اس سے پہلے آپ کو کوئی گائیڈ لائن نہ دی گئی تھی جب کہ بذات خود آپ وکالت کے شعبہ کی جانب مائل تھے۔

شومئی قسمت اُسی سال کوٹلی کو ضلع کا درجہ دیا گیا جس کی وجہ سے کوٹلی ضلع کے لیے تین میڈیکل سیٹوں کا اعلان ہوا جس میں سے دو سیٹیں پہلے سے ڈویژن ایمپرورز (Division Improvers) طلباء نے حاصل کیں جب کہ تیسری سیٹ آپ کے حصے میں آئی اور آپ کا داخلہ چانڈکا میڈیکل کالج لاڑکانہ میں ہوا۔ 1975ء میں آپ نے بحیثیت میڈکل طالب علم تعلیم شروع کی۔

1982ء میں آپ نے میڈیکل کی تعلیم مکمل کی۔ دوران تعلیم ذوالفقار علی بھٹو کی شہادت کا سانحہ پیش آیا جس کی وجہ سے کچھ عرصہ میڈیکل کالج بند رہا۔ جب حالات قدرے بہتر ہوئے تو آپ نے دیگر طلباء کے ساتھ چانڈکا میڈیکل کالج کو خیر باد کہا۔ جب گاؤں واپس آئے تو جلد ہی آپ GDMO بھرتی ہوئے۔ تقریباً تین ماہ میرپور میں گزارنے کے بعد آپ کا تبادلہ سہنسہ کر دیا گیا، ایک سال اپنے گاؤں

میں خدمات سرانجام دینے کے بعد آپ کو چھ ماہ کے لیے مظفر آباد بھیج دیا گیا۔1984ء میں ایک بار پھر تبدیل کر کے آپ کو سرساوہ واپس بلالیا گیا جہاں کچھ عرصہ آپ بحیثیت میڈیکل آفیسر رورل ہیلتھ سنٹر سرساوہ میں تعینات رہے۔1988ء میں آپ ایک سالہ ڈپلومہ کے لیے لاہور چلے گئے جہاں سے آپ نے Diploma in Chest Diseases & T.B مکمل کیا اور واپس اپنی جائے تعیناتی رورل ہیلتھ سنٹر سرساوہ آ گئے۔

آپ نے سرکاری نوکری کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ پریکٹس بھی شروع کر دی اور سہنسہ میں پرائیویٹ کلینک شروع کر دیا۔اسی دوران1995ء میں آپ کو بحیثیت میڈیکل آفیسر فتح پور تھکیالہ (نکیال) تبدیل کر دیا گیا۔آپ ابھی تک سرکاری شعبہ میں خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ سرساوہ میں پرائیویٹ کلینک میں بھی لوگوں کا علاج معالجہ کر رہے ہیں۔آپ اپنی زندگی کی تمام کامیابیوں کو اپنے والدین کی دعاؤں اور اساتذہ کرام کی محنت اور کاوشوں کا مرہونِ منت سمجھتے ہیں۔آپ کے نامور اساتذہ میں پروفیسر مسعود قابلِ ذکر ہیں۔

ڈاکٹر راجہ محمد شبیر خان نے اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز دورانِ طالب علمی کیا۔آپ نے پہلی شادی گھر والوں کی مرضی سے 1979ء میں کی جب کہ دوسری شادی نومبر1994ء میں اپنی پسند سے کی۔آپ کے بیٹے ماجد شبیر ایبٹ آباد میڈیکل کالج سے MBBS مکمل کر چکے ہیں۔وہ آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر میڈیکل کے شعبے میں آئے۔

ڈاکٹر راجہ محمد شبیر خان نے جہاں دورانِ سروس پورے خطہ آزاد کشمیر کی سیر و تفریح کی۔انھوں نے دو مرتبہ انگلینڈ وزٹ کیا۔انھوں نے پورے انگلینڈ میں گھوم کر وہاں کی بود و باش اور رہن سہن کو قریب سے دیکھا۔پہلی بار آپ2006ء میں انگلینڈ گئے جب کہ دوسرا دورہ 2007ء میں کیا۔آپ نے وہاں کے ماحول اور اپنے ملک کے بارے میں تقابلی جائزہ لیا۔آپ کے خیال میں انگلینڈ میں ہر شخص گھڑی کی سوئیوں کے ساتھ چلتا ہے جب کہ ہمارے ملک میں ٹائم کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔اگر ہمارے ملک میں بھی وقت کو اہمیت دی جائے تو اس ملک کی قسمت کو بدلا جا سکتا ہے۔

سیاست میں بھی ڈاکٹر راجہ محمد شبیر خان بڑی گہری نگاہ رکھتے ہیں۔آپ سیاسی زندگی میں راجہ عبدالمجید خان (مرحوم)، راجہ فضل داد خان (مرحوم) اور راجہ نصیر احمد خان کے ہم رکاب رہے۔آپ ان تینوں بڑی شخصیات کے بارے میں یوں لب کشائی کرتے ہیں؛

"سیاسی سوجھ بوجھ میں راجہ عبدالمجید خان (مرحوم) کا کوئی ثانی نہ تھا۔راجہ فضل داد خان (مرحوم) جیسا نرم دل اور شگفتہ لب و لہجے میں شاید ہی کوئی اور ہوا ہو۔راجہ نصیر احمد خان سیاست میں اپنے آپ کو بہت اوپر لائے، جب کہ ان کے لیے بے حد مشکلات تھیں، آپ نے پورے آزاد کشمیر میں بحیثیت ایک قومی لیڈر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔"

ڈاکٹر راجہ محمد شبیر خان نوجوان نسل کے لیے تعلیمی میدان میں محنت پر بڑا زور دیتے ہیں۔آپ کے خیال میں پندرہ بیس سالوں سے تعلیمی میدان میں کافی بہتری آئی ہے جب کہ ابھی بہت ترقی کرنا باقی ہے۔آپ اتفاق و اتحاد پر یقین رکھتے ہیں اور آپ کے خیال میں ایک شخص کو ہمیشہ Compromising ہونا چاہیے۔ڈاکٹر راجہ محمد شبیر خان جیسے دانش مند شخصیات ہمارے لیے نعمتِ خداوندی ہیں۔اللہ ان کا سایہ ہمیشہ قائم رکھے۔

پروفیسر راجہ غضنفر علی

راجہ غضنفر علی 18 اگست 1965ء کو انوہی سرہوٹہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے پرائمری تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول انوہی سرہوٹہ سے حاصل کی۔ آٹھویں جماعت گورنمنٹ ہائی سکول پنجیڑہ سے پاس کی۔ 1983ء میں آپ نے گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج پنجیڑہ سے میٹرک امتیازی نمبرات میں پاس کی۔

آپ کی تعلیمی سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے گھر والوں نے مزید تعلیم جاری رکھنے پر زور دیا۔ آپ نے انتہائی نامساعد حالات میں بھی تعلیم کو نہ چھوڑا بلکہ تعلیم کے حصول کے لیے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ علمی پیاس بجھانے کے لیے آپ نے گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی میں داخلہ لیا۔ آپ نے 1985ء میں آئی۔کام کیا اور بعد میں بی۔بی۔اے کیا اور پھر ایم۔بی۔اے آزاد جموں وکشمیر یونیورسٹی سے 1992ء میں کیا۔

آپ ذہین طلباء میں شمار ہوتے تھے۔ تعلیمی میدان میں طلباء کی تعمیری سوچ کو پروان چڑھانے کے لیے آپ نے اسلامی جمعیت طلباء کا پلیٹ فارم منتخب کیا۔ سکول، کالج اور پھر یونی ورسٹی میں طلباء کے مسائل کے حل کے لیے ان تھک کام کیا اور ان میں جذبہ حصولِ تعلیم کو اُجاگر کیا۔ دوران تعلیم آپ ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ کرکٹ آپ کا پسندیدہ کھیل رہا جس میں آپ نے ایک اچھے کھلاڑی کی حیثیت سے بڑا نام کمایا۔

1992ء میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے شعبہ تعلیم کو منتخب کیا اور اسی سال گورنمنٹ ڈگری کالج سہنسہ میں بحیثیت لیکچرر کام شروع کیا۔ تعلیم سے خصوصی لگاؤ اور نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت آپ کا مشن تھا۔ آپ نے چار سال تک اس مشن کی تکمیل کی لیکن حالات وواقعات کو دیکھتے ہوئے پروفیسر راجہ غضنفر علی نے 1993ء کے ضمنی الیکشن میں راجہ نصیر احمد خان کے معتمد ساتھی کے طور پورے حلقہ میں کام کیا۔ آپ نے الیکشن مہم میں بھرپور حصہ لیا۔ 1996ء میں قانون ساز اسمبلی کے الیکشن منعقد ہوئے جس میں راجہ نصیر احمد خان نے مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا تھا، آپ نے راجہ نصیر احمد خان کی الیکشن مہم میں بطور انچارج کام کیا۔ آپ نے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے فرائض کو احسن طریقے سے انجام دیا جس کا پورا حلقہ معترف تھا۔

1996ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہوئی اور بیرسٹر سلطان محمود چودھری وزیر اعظم منتخب ہوئے تھے۔ وزیراعظم نے اپنی پہلی کیبنٹ میٹنگ میں جن لوگوں کو ملازمت سے فارغ کیا تھا آپ ان میں سرِ فہرست تھے۔ آپ نے ملازمت کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہا اور سیاست سے منسلک ہوگئے۔ آپ آج تک راجہ نصیر احمد خان کے معتمد ساتھی گردانے جاتے ہیں۔ راجہ نصیر احمد خان آپ پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں اور حلقہ کے معاملات کو سلجھانے اور حل کرنے میں آپ کی رائے کو ہی معتبر مانتے ہیں۔

2006ء سے آپ سیاست کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ بزنس بھی کر رہے ہیں جو آپ کے حصولِ روزگار کا ذریعہ ہے اور خدمتِ خلق بھی۔ دسمبر 2010ء میں جب مسلم لیگ (ن) آزاد کشمیر میں قائم ہوئی تو آپ اس میں شامل ہو گئے اور اس وقت حلقہ سہنسہ سے مسلم لیگ (ن) کے ڈسٹرکٹ کونسلر منتخب ہوئے ہیں۔ حلقہ کے اندر تین منتخب ممبران جن کا ضلع اور مرکز میں ووٹ ہوتا ہے، ان میں صدر، جنرل سیکرٹری اور کونسلر شامل ہیں۔

آپ کے کردار، اعتدال پسندی، نرم مزاجی اور صلح جُوئی کی وجہ سے آپ عوام میں بے حد مقبول ہیں۔ آپ کے دوست اور مخالف آپ کی اِن خوبیوں کے معترف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مشن میں کامیاب کرے۔

لیفٹیننٹ راجہ کرم داد خان

راجہ کرم داد خان بیسویں صدی عیسوی کے شروع میں پیدا ہوئے لیکن آپ کی صحیح تاریخ پیدائش کسی کو بھی معلوم نہ ہے۔ آپ کے والد راجہ روڈا خان گڑھوتہ میں درمیانے درجے کے زمیندار تھے۔ ان کی زندگی کا زیادہ تر حصہ گاؤں میں ہی گزرا۔ راجہ روڈا خان نے اپنے بیٹے کی پرورش نازونعم سے کی۔

راجہ کرم داد خان نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ لوہر مڈل سکول کٹھاڑ سے حاصل کی۔ ابتداً آپ کھیتی باڑی میں اپنے والد کا ہاتھ بٹانا چاہتے تھے۔ ابتدائی عمر میں آپ گھر پر ہی رہے اور 1930ء میں آپ برٹش آرمی میں بحیثیت سولجر بھرتی ہو گئے۔ والد صاحب کی خصوصی ہدایت تھی کہ آپ ہر کام وقت پر کیا کریں۔ آرمی میں آپ اس اُصول پر کاربند رہے اور ترقی آپ کے قدم چُومتی رہی۔

1945ء میں آپ برما کے محاذ پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ برما کے محاذ پر آپ نے بہادری کے جوہر دکھائے اور حکومت برطانیہ نے آپ کو بہادری کے تمغہ سے نوازا۔ دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر آپ نے برٹش آرمی سے ریٹائرمنٹ لے لی۔ آپ بحیثیت صوبیدار ریٹائر ہوئے۔ آپ کی ریٹائرمنٹ کے ساتھ ہی ریاست میں تحریکِ آزادی نے زور پکڑا۔ آپ ایک منظم آرمی میں خدمات سرانجام دے چکے تھے اور جنگی حکمت عملی سے خوب واقف تھے آپ اس تحریک میں کس طرح پیچھے رہ سکتے تھے۔

1947-48ء میں تحریک کے دوران میں آپ نے سہنسہ میں تحریکِ آزادیِ کشمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور سہنسہ کی ڈوگرہ فوج سے آزادی میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ کے دستہ میں جہاں مجاہدین کی بڑی تعداد شامل تھی وہاں آپ کے ساتھ کیپٹن ننھا خان، صوبیدار سردار بارُو خان جیسے لوگ بھی شامل تھے۔ آپ تمام ہدایات کرنل راجہ محمد محمود خان سے حاصل کرتے تھے۔

جنگِ آزادی کے بعد آپ نے 12AK میں شمولیت اختیار کی اور پاکستان آرمی سے بحیثیت لیفٹیننٹ ریٹائر ہوئے۔ آپ نے کچھ عرصہ سولجر بورڈ میں بحیثیت آرمی ویلفیئر آفیسر کے طور پر خدمات انجام دیں اور اپنے دور کے بہت سے پیچیدہ کیسز حل کروائے۔ آپ بقیہ تمام عمر گھر پر ہی رہے۔

آپ بڑے بااُصول، بارُعب اور سخت گیر موقف رکھنے والے شخص تھے۔ آپ جس بات پر اڑ جاتے وہ کر کے ہی دَم لیتے تھے۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ بڑے بیٹے راجہ محمد سلیم خان 1968ء میں ووچر سسٹم کے تحت انگلینڈ گئے جب کہ چھوٹے بیٹے راجہ محمد نواز خان 1986ء میں انگلینڈ گئے۔ آپ کے دونوں صاحب زادے انگلینڈ میں مسلم کمیونٹی میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔

آپ دمہ کے مرض میں مبتلا تھے، کچھ عرصہ بسترِ مرگ پر رہے۔ آپ 22 اکتوبر 1960ء میں اس دنیا فانی سے کُوچ کر گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ کی وفات سے جہاں آپ کا خاندان اپنے بزرگ سے محروم ہوا وہاں منگرال قبیلہ بھی ایک دلیر اور مدبر ہستی سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو گیا۔ قوم آپ کے کارناموں پر ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔

راجہ پرویز خان ایڈووکیٹ

راجہ پرویز خان ایڈووکیٹ 25 اپریل 1960ء کو نمب جاگیر سہنسہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام راجہ فتح خان ہے۔ وہ 1979ء میں پاکستان آرمی سے بحیثیت آنریری کیپٹن ریٹائر ہوئے تھے۔ راجہ فتح خان ایک بارُعب شخصیت کے مالک تھے۔ عوام علاقہ بہت کم ان کے سامنے بات کرتے تھے۔ جہاں وہ ایک بارُعب شخصیت تھے وہاں وہ بااُصول زندگی گزارنے کے قائل بھی تھے۔ راجہ فتح خان نے اپنی زندگی میں کسی کو کوئی تکلیف دی اور نہ ہی کوئی بے جا فائدہ حاصل کیا۔ آپ ایک صلح جُو انسان کے طور پر جانے جاتے تھے۔ راجہ فتح خان بہادر اور جنگ جُو انسان تھے۔ آپ 48-1947ء میں سری نگر میں گوریلا وار کے دوران داخل ہوئے۔ آپ نے وہاں دشمنوں سے کئی معرکے لڑے لیکن آخر کار جب سیز فائر ہوئی تو آپ دیگر ساتھیوں سمیت واپس آ گئے۔

راجہ پرویز خان نے ابتدائی تعلیم مڈل سکول پلیٹ سیداں سے حاصل کی۔ میٹرک 1976ء میں گلبرگ ہائی سکول لاہور سے پاس کی۔ 1978ء میں آپ نے گورنمنٹ ایف۔ سی کالج لاہور سے ایف۔ اے امتیازی نمبرات سے پاس کی۔ بی۔ اے کی تعلیم کے لیے آپ راولپنڈی تشریف لائے اور گارڈن کالج راولپنڈی سے 1980ء میں بی۔ اے کیا۔ آپ کا میلان قانون کی طرف تھا اس لیے قانون کی تعلیم کے لیے آپ کراچی چلے گئے۔ 1985ء میں آپ نے ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگری ایس۔ ایم لاء کالج سے حاصل کی۔ دوران تعلیم آپ کا دھیان صرف حصول علم کی طرف تھا اس لیے آپ نے پڑھائی پر خصوصی توجہ دی۔

وکالت کے لیے آپ اپنے گاؤں سہنسہ واپس آئے۔ آپ نے 1985ء میں سہنسہ بار سے پیشہ وکالت شروع کیا۔ آپ جسٹس راجہ رفیع اللہ سلطانی کے چیمبر سے منسلک ہو گئے۔ دوران وکالت آپ نے خوب محنت کی اور بہت کم عرصہ میں آپ کا شمار سہنسہ کے بہترین قانون دانوں میں ہونے لگا۔ آپ نے دو مرتبہ سہنسہ بار کے صدر کی حیثیت سے الیکشن لڑا اور کامیاب ہوئے۔

عملی سیاست میں آپ کی وابستگی مسلم کانفرنس سے تھی۔ جب آزاد کشمیر میں مسلم لیگ (ن) کا آغاز ہوا تو آپ نے اس میں شمولیت اختیار کر لی۔ آپ مسلم لیگ (ن) کے پلیٹ فارم سے انتخابی سیاست کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہماری دُعا ہے کہ آپ اسی طرح ہر میدان میں کامیابی کے جھنڈے گھاڑتے رہیں۔

پروفیسر راجہ محمد رفیق خان

راجہ محمد رفیق خان 15 جنوری 1959ء کو کھوئی رٹہ کے نواحی گاؤں بنڈلی میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام حاجی راجہ صاحب داد خان ہے جو ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔حاجی راجہ صاحب داد خان نے انتہائی نامساعد حالات میں اپنے بچوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا جو اُن کی علم دوستی کی واضح مثال ہے۔

راجہ محمد رفیق خان نے میٹرک تک تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول کھوئی رٹہ سے حاصل کی۔آپ نے میٹرک سائنس مضامین میں امتیازی نمبرات سے پاس کی اور ایف۔ایس۔سی میں آپ گورنمنٹ کالج کھوئی رٹہ میں داخل ہوگئے۔آپ نے ایف۔ایس۔سی میں اعلیٰ نمبرات حاصل کیے۔دورانِ تعلیم آپ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیتے رہے۔ آپ گورنمنٹ ڈگری کالج کھوئی رٹہ میں طلباء یونین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔آپ کالج یونین کے صدر بھی رہے۔

ایف۔ایس۔سی کے بعد راجہ محمد رفیق خان مزید تعلیم کے لیے میرپور چلے گئے جہاں آپ نے مشہور درس گاہ گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج میرپور میں بی۔ایس۔سی میں داخلہ لیا۔آپ نے بی۔ایس۔سی اعلیٰ نمبرات میں آزاد جموں وکشمیر یونیورسٹی سے پاس کی۔آپ کو تعلیم سے بے حد لگاؤ تھا۔آپ کا شمار ذہین طلباء میں ہوتا تھا۔

راجہ محمد رفیق خان نے ایم۔ایس۔سی کے لیے پشاور یونیورسٹی کو منتخب کیا، جہاں سے آپ نے ایم۔ایس۔سی زوالوجی فرسٹ ڈویژن میں پاس کی۔راجہ محمد رفیق خان نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد عملی زندگی میں تعلیم کے شعبہ کو ہی منتخب کیا۔آپ کی پہلی تعیناتی بطور لیکچرر گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی میں ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے آزاد جموں وکشمیر یونیورسٹی مظفرآباد میں بطور لیکچرر ملازمت اختیار کرلی۔آپ نے دورانِ ملازمت طلباء میں علمی شعور بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔آپ طلباء کو محنت اور لگن سے تعلیم حاصل کرنے پر زور دیتے ہیں اور جہاں اُنھیں کوئی مشکل پیش آتی ہے آپ ان کی ہر حوالے سے رہنمائی کرتے ہیں اور طلباء کو حوصلہ دیتے ہیں تاکہ وہ جستجو کریں اور علمی میدان میں اپنا ایک مقام بنائیں۔

راجہ محمد رفیق خان ملازمت میں ترقی کی منازل طے کرتے کرتے اسسٹنٹ پروفیسر آزاد جموں وکشمیر یونیورسٹی کے عہدہ پر تعینات ہوئے۔2010ء میں جب میرپور میں، میرپور یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (MUST) کا قیام عمل میں لایا گیا تو آپ MUST میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہوئے اور آج تک اسی یونیورسٹی میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

پروفیسر راجہ محمد رفیق خان کے چھوٹے بھائی راجہ شکیل احمد خان ایڈووکیٹ شعبہ وکالت سے منسلک ہیں۔راجہ شکیل احمد خان نے وکالت کا آغاز لاہور سے کیا تھا۔آپ نے لاء کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی لاہور سے حاصل کی تھی۔آپ لاہور بار میں کچھ عرصہ وکالت کرنے کے بعد واپس کوٹلی آگئے۔راجہ شکیل احمد خان کوٹلی بار کے لائق وکلاء میں شمار کیے جاتے ہیں۔آپ کی تعلیم میں

پروفیسر راجہ محمد رفیق خان کا بہت اہم کردار ہے۔

پروفیسر راجہ محمد رفیق خان نیک سیرت، باکردار اور انتہائی ملنسار انسان ہیں۔ آپ منگرال قبیلہ کی پہلی شخصیت ہیں جو کسی یونیورسٹی میں اس عہدہ تک پہنچے ہیں۔ آپ کا شمار یونیورسٹی کے لائق اساتذہ میں ہوتا ہے۔ اگر پروفیسر راجہ محمد رفیق خان نے اسی طرح محنت جاری رکھی تو وہ دن دور نہیں جب وہ یونیورسٹی میں کسی اہم ترین ذمہ داری پر تعینات کر دیئے جائیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں مزید کامیابیوں و کامرانیوں سے ہم کنار کریں۔ آمین!

راجہ حق نواز خان

کشمیر کی آزادی کی تڑپ رکھنے والے راجہ حق نواز خان عملی طور پر جہادِ کشمیر میں بھرپور حصہ لیتے رہے ہیں۔ اپنے بہادر والد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ نے جہادِ کشمیر میں حصہ لیا اور درجنوں بار سرحد پار مہمات میں شریک ہوئے۔ وہ NLA کے سپریم کمانڈر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ علاقہ میں رفاعی کاموں میں بڑھ چڑھ کر شریک رہتے ہیں۔

راجہ حق نواز خان یکم نومبر 1959ء میں راجہ محمد سوار خان کے ہاں موضع گلوٹیاں تحصیل سہنسہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد راجہ محمد سوار خان ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ راجہ محمد سوار خان کے والد راجہ باز خان علاقہ کے نمبردار تھے اور اس زمانے میں پانچویں تک تعلیم بھی حاصل کر رکھی تھی۔ راجہ محمد سوار خان نے آٹھویں تک تعلیم حاصل کی۔ چونکہ علاقہ سہنسہ میں اس وقت کوئی ہائی سکول نہ تھا اس لیے آپ مزید تعلیم جاری نہ رکھ سکے اور آپ ''یُونا ستارہ'' (ہندوستان) چلے گئے۔ آپ کے والد وہاں جیل میں داروغہ تھے۔

راجہ محمد سوار خان 1946ء میں گاؤں آئے، شادی کی اور واپس ''یُونا ستارہ'' چلے گئے۔ یُونا ستارہ ہندوستان کا ایک علاقہ ہے جہاں لوگ عموماً ملازمت کے لیے جایا کرتے تھے۔ راجہ محمد سوار خان نے بھی وہاں ملازمت اختیار کی ہوئی تھی۔ تقسیم ہندوستان کے وقت آپ کے بارے میں یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ تقسیم ہندوستان کے دوران میں ہندو مسلم فسادات ہوئے تھے جس میں لاکھوں مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا تھا۔ 1948ء میں آپ اچانک گھر واپس آ گئے۔

راجہ محمد سوار خان 12AK میں بھرتی ہو گئے۔ آپ 1965ء کی جنگ کے دوران میں ''ماہل'' پوسٹ تتہ پانی میں ڈیوٹی دے رہے تھے اور آپ کی پوری یونٹ یہاں تعینات وطن کی حفاظت کر رہی تھی۔ 1966ء میں آپ کی شہادت کی خبر پاکستان آرمی کے ذریعے آپ کے گھر پہنچائی گئی۔ پاکستان آرمی کی طرف سے راجہ محمد سوار خان کی بیوہ کی پنشن مقرر ہوئی لیکن آپ کا جسدِ خاکی آج تک گھر نہ پہنچایا جاسکا کیونکہ اطلاعات یہ تھیں کہ آپ دشمن کے خلاف لڑتے ہوئے سرحد پار چلے گئے تھے اور وہاں شہادت پائی تھی اس لیے آپ کا جسدِ خاکی واپس نہ لایا جاسکا۔ ''ماہل'' پوسٹ آج کل ہندوستان کے پاس ہے اور یہ 1966ء سے انڈیا کے زیر قبضہ ہے۔

راجہ حق نواز خان نے اپنے والد کو بہت کم عمری میں دیکھا تھا لیکن ان کی جرات و دلیری کی داستانیں سن کر ان کے اندر بھی وطن کی محبت رچی بسی ہے۔ آپ کو اپنے وطن سے بے حد پیار ہے۔ راجہ حق نواز خان نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول سہنسہ سے حاصل کی۔ 1983ء میں آپ نے اسی ادارے سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ میٹرک کے بعد آپ نے تعلیم کا سلسلہ منقطع کر دیا اور روزگار کے سلسلے میں سوچ بچار شروع کر دی۔ آپ نے ستمبر 1983ء میں بحیثیت کلرک گورنمنٹ ہائی سکول پلیٹ سیداں میں ملازمت اختیار کی۔ آپ ذہنی طور پر آزادی پسند تھے اس لیے ملازمت سے اُکتا گئے اور ایک سال کے اندر اندر ہی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔

راجہ حق نواز خان 1985ء میں ٹرانسپورٹ سے وابستہ ہو گئے۔آپ نے سہنسہ ٹرانسپورٹ اڈا کو بہتر طریقہ سے چلایا اور تمام ٹرانسپورٹروں کی یونین قائم کی۔آپ کو اس کاروبار میں کافی نقصان ہوا جس کی وجہ سے آپ کو یہ بزنس چھوڑنا پڑا۔آپ کراچی چلے گئے جہاں پہلے چھ ماہ میں جی بھر کر سیر وتفریح کی اور پھر کام کاج شروع کیا۔اس دوران میں آپ کا کسی کام میں جی نہ لگتا تھا اس لیے وہاں سے واپس گاؤں آ گئے۔

یکم اپریل 1986ء میں آپ محکمہ مال میں بطور کلرک اسسٹنٹ کمشنر کے دفتر میں تعینات ہوئے۔دوران ملازمت آپ پر بہت سی مشکلات آئیں اور 1995ء تک کسی نہ کسی صورت میں آپ ملازمت سے وابستہ رہے۔بعد میں آپ نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔

راجہ حق نواز خان کی عملی زندگی شکست وریخت سے بھری پڑی ہے۔آپ میٹرک سے پہلے مختلف کام کرتے رہے جس میں ہوٹل کا کاروبار بھی تھا۔آپ 1978ء میں ایران بھی گئے جہاں آپ ایک سال تک محنت مزدوری کرتے رہے۔ایران سے واپس آ کر 1979ء میں آپ حیدر آباد چلے گئے جہاں مختلف مِلوں میں کام کیا۔1981ء میں آپ دبئ گئے جہاں ایک ماہ بعد ہی آپ قید ہو گئے، کچھ عرصہ بعد آپ واپس وطن آ گئے۔میٹرک سے پہلے آپ نے عملی زندگی کا اتنا تجربہ حاصل کر لیا تھا کہ آپ نے میٹرک پاس کرنے کا ارادہ کیا اور امتیازی نمبرات میں پاس ہوئے۔

راجہ حق نواز خان 1988ء میں تحریک آزادی کشمیر کے لیے جموں وکشمیر لبریشن فرنٹ میں شامل ہو گئے اور ابھی تک اسی پلیٹ فارم سے اپنی خدمت جاری رکھے ہوئے ہیں۔عملی تحریک میں شامل ہونا آپ کے گھر کا ماحول اور پھر ہر وقت آپ کے والد کے کارناموں کا چرچا تھا جو اُنھوں نے 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران میں سرانجام دیئے تھے۔آپ نے لبریشن فرنٹ JKLF کو تحصیل سہنسہ میں ازسرِ نو منظم کیا۔نوجوانوں کو تحریک کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا اور اُنھیں عملی جہاد کی ترغیب بھی دی۔

1999ء میں آپ نیشنل لبریشن آرمی NLA کے سپریم کمانڈر مقرر ہوئے۔نیشنل لبریشن آرمی، جموں وکشمیر لبریشن فرنٹ کا عسکری وِنگ ہے۔اس پلیٹ فارم سے ہزاروں نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا۔آپ کی زیرِ قیادت NLA کی جدید خطوط پر تنظیم کی گئی، نئے خطوط پر جہاد کا کام کیا گیا اور آپ نے نئے عسکری ٹریننگ کیمپ قائم کیے جہاں نوجوانوں کی جدید اسلحہ کی ٹریننگ کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت بھی کی جاتی تھی۔آپ نے بہت تھوڑے عرصے میں ریاست جموں وکشمیر کے کونے کونے تک جہاد کا پیغام پہنچایا۔آپ کے قافلے میں لاکھوں لوگ شریک ہوئے۔ایک لاکھ سے زائد لوگوں کو بنیادی ٹریننگ پر آمادہ کیا گیا۔

راجہ حق نواز خان درجنوں بار مقبوضہ کشمیر گئے۔وہاں اُنھوں نے عملی طور پر خود بھی جہاد میں حصہ لیا۔آپ وہ واحد کمانڈر ہیں جن پر انڈیا نے کئی مرتبہ انعامات بھی رکھے کہ آپ کو زندہ یا مردہ گرفتار کیا جائے لیکن ہندوستان کی یہ خواہش ہنوز پوری نہ ہو سکی۔آپ کا شمار تحریکِ آزادی کشمیر کے پرانے لوگوں میں ہوتا ہے۔آپ نے آٹھ ہزار رجسٹرڈ مجاہدین تیار کروائے اور وہ عملی جہاد میں کسی نہ کسی صورت ہندوستان کے خلاف مقبوضہ کشمیر میں نبرد آزما ہیں۔ریاست کے دونوں اطراف کے عوام آپ سے بہت پیار کرتے ہیں۔آپ لوگوں کے دلوں کی دھڑکن ہیں۔لوگ آج بھی آپ کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔

راجہ حق نواز خان جہاں ہزاروں مجاہدین کے گھروں کی رکھوالی کر رہے ہیں اور ان کے گھروں کی تمام ضروریات کا فریضہ بخوبی سرانجام دے رہے ہیں وہاں وہ رفاعی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں لیکن آپ خودنمائی کو پسند نہیں کرتے اور تمام رفاعی کام ذاتی طور پر کر رہے ہیں۔ تنظیم کا ایک روپیہ بھی اپنے ذاتی اور رفاعی کاموں پر خرچ نہیں کرتے۔

آپ علاقہ کے اندر تمام غرباء اور یتیم بچوں کو کتابیں کاپیاں مفت فراہم کرتے ہیں جب کہ بیوہ خواتین کو سلائی مشینیں اور ادویات تک بھی فراہم کرتے ہیں۔ آپ ضرورت مندوں کو خون کا عطیہ دے رہے ہیں اور یہ کام آپ کئی مرتبہ کر چکے ہیں۔ بنیادی طور پر آپ بریلوی مَسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے دل میں اولیائے کرام کا بڑا احترام اور قدر و منزلت ہے۔

راجہ حق نواز خان نے اپنی زندگی تحریکِ آزادی جموں و کشمیر کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ آپ کی زندگی کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ آپ اپنی زندگی میں کشمیر کو آزاد ہوتا دیکھیں اور اس کے لیے آپ ہر قربانی کے لیے تیار ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش پوری کرے اور کشمیریوں کو غاصب ہندوستان کے قبضہ سے نجات دلائے۔ آمین!

راجہ محمد ریاست خان

راجہ محمد ریاست خان یکم جنوری 1963ء میں گلپور کے نواح میں تھروچی کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام راجہ برکت اللہ خان تھا۔ وہ علاقہ میں اپنی شرافت اور صلح جُو پالیسی کی وجہ سے مشہور تھے اور علاقہ میں منصف گردانے جاتے تھے۔

راجہ محمد ریاست خان نے ابتدائی تعلیم کھٹکلی پرائمری سکول سے حاصل کی۔ آپ نے میٹرک 1980ء میں گورنمنٹ ہائی سکول گلپور سے حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لیے آپ گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی داخل ہوئے جہاں سے 1983ء میں آپ نے ایف۔اے امتیازی نمبرات سے پاس کیا۔ آپ نے بی۔اے میں داخلہ لیا لیکن طلباء سیاست کے جھمیلوں میں آپ کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ اب آپ نے 2011ء کو گرایجویشن کر لی ہے۔

1985ء میں آپ یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ میں بحیثیت کیشیئر بھرتی ہو گئے۔ بینک ملازمین کی ٹریڈ یونین کے پلیٹ فارم پر متحرک ہو گئے۔ 1986ء میں آپ نے پہلی بار بینک یونین کی طرف سے سنیئر نائب صدر کوٹلی زون کا الیکشن لڑا۔ آپ کامیاب ہو کر لگاتار دو سال تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ پھر لگاتار دس سال تک اس عہدہ کے لیے بلا مقابلہ منتخب ہوتے رہے۔ ایک وقت آپ اتنے مشہور ہو گئے کہ آپ کا تبادلہ جس برانچ میں ہوتا وہ چند ماہ میں ہی ٹاپ پر آجاتی تھی۔ جب گورنمنٹ نے بینک یونین پر پابندی لگائی تو آپ نے ملازمت سے استعفیٰ دے کر عملی سیاست میں قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا۔

1998ء میں آپ استعفیٰ کے بعد عملی سیاست میں آگئے اور مسلم کانفرنس میں شامل ہوئے۔ محنتی اور متحرک کارکن ہونے کی وجہ سے آپ مسلم کانفرنس کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن بھی رہے۔ عملی سیاست میں آپ راجہ نصیر احمد خان سابق وزیرِ بلدیات کو اپنا پیر و مُرشد مانتے ہیں۔

دسمبر 2010ء میں جب آزاد کشمیر میں مسلم لیگ (ن) قائم ہوئی تو راجہ نصیر احمد خان کے مشورے سے آپ نے راجہ فاروق حیدر خان (سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر) کی قیادت میں شمولیت اختیار کی۔ آپ کا شمار مسلم لیگ (ن) آزاد کشمیر کے بانی ارکان میں ہوتا ہے۔

راجہ محمد ریاست خان نے اجارہ داری کی ہمیشہ مخالفت کی۔ آپ نوجوان نسل کو معاشیات کے میدان میں انقلاب لانے کا پیغام دیتے ہیں۔ مظلوم اور بے کس لوگوں کی خدمت بذریعہ سیاست آپ کا شعار ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک مقصد میں آپ کو کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین!

راجہ محمد الیاس خان

علاقہ سرساوہ کی سیاسی وسماجی شخصیت راجہ محمد الیاس خان کا تعلق گاؤں ''گنگ ناڑہ'' سے ہے۔ اُنھوں نے اپنے سیاسی سفر کا آغاز جموں وکشمیر لبریشن لیگ سے کیا۔ وہ کے۔ ایچ۔ خورشید کے معتمد ساتھی تھے۔ بعدازاں وہ مسلم کانفرنس سے وابستہ ہوگئے اور سہنسہ کے یونٹ صدر بھی رہے۔

راجہ محمد الیاس خان 48-1947ء میں گنگ ناڑہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام راجہ سوار خان ہے۔ راجہ سوار خان پیشے کے اعتبار سے شروع میں برٹش انڈین آرمی میں رہے۔ راجہ سوار خان کے والد راجہ فضل داد خان ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ اُنھوں نے اپنے بیٹے راجہ سوار خان کو سرساوہ پرائمری سکول میں داخل کروایا جہاں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعد میں آپ نے تعلیم کو خیر باد کہہ دیا۔

راجہ سوار خان جب بڑے ہوئے تو برٹش انڈین آرمی میں شمولیت اختیار کی۔ آپ نے جرمنی میں قید بھی کاٹی۔ آپ کو دیگر آرمی جوانوں کے ساتھ قید کرلیا گیا تھا جس کی وجہ سے آپ 1939ء سے 1945ء تک قید رہے۔ قید سے رہائی کے بعد آپ آرمی سے گھر واپس آ گئے۔ اس دوران آزادی کی تحریک زور وشور سے جاری تھی۔ آپ اپنے بھائی لیفٹیننٹ راجہ ولی داد خان کے ساتھ مل کر جہاد میں شامل ہو گئے۔ سہنسہ سے مہاراجہ کی فوج کو بھگانے میں لیفٹیننٹ راجہ ولی داد خان کا اہم کردار تھا۔ بعد میں آپ پاکستان آرمی میں شامل ہوئے اور 12AK سے بطور لیفٹیننٹ 55-1954ء میں ریٹائر ہوئے تھے۔

راجہ محمد سوار خان 1962ء میں انگلینڈ چلے گئے جہاں اُنھوں نے پہلے اپنا بزنس شروع کیا لیکن بعد میں آپ نے ڈرائیونگ کی۔ آپ کا شمار ان پہلے لوگوں میں ہوتا تھا جنھوں نے انگلینڈ ترکِ سکونت اختیار کی۔

راجہ محمد الیاس خان میں اپنے آباؤ اجداد کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔ آپ نے پرائمری تک ابتدائی تعلیم گنگ ناڑہ سے حاصل کی۔ چھٹی اور ساتویں جماعت آپ نے سہنسہ سے پاس کی۔ گھریلو مالی حالات تھوڑے بہتر ہوئے تو آپ کو آٹھویں جماعت میں گورنمنٹ ہائی سکول کوٹلی میں داخل کروایا گیا۔ 1964ء میں آپ نے میٹرک امتیازی نمبرات سے پاس کی۔ 1965ء میں آپ انگلینڈ اپنے والد کے پاس چلے گئے۔ وہاں کچھ عرصہ محنت مزدوری کرتے رہے لیکن آپ کا جی نہ لگا اور آپ واپس اپنے گاؤں آ گئے۔ واپسی کی جہاں اور بہت سی وجوہات تھیں وہیں تعلیم کو اُدھورا چھوڑنے کا آپ کو بہت دُکھ تھا۔ چنانچہ آپ نے 1980ء میں ایف۔ اے اور 1982ء میں بی۔ اے پاس کی۔ آپ تعلیم میں کوئی بہت لائق طالب علم تو نہ تھے البتہ محنتی ضرور تھے۔

آپ کچھ عرصہ بعد واپس انگلینڈ چلے گئے اور وہاں بھی تعلیم حاصل کرنے کے لیے شام (Evening) کی کلاسز لینے لگے۔ 1989ء میں آپ نے ہالبرن کالج (Holborn College) میں بحیثیت لاء طالب علم داخلہ لیا۔ یہ کالج یونیورسٹی سے Affiliated

تھا اور اس دور کے نامی گرامی کالجز میں شمار ہوتا تھا۔ آپ بوجوہ قانون کی ڈگری مکمل نہ کر سکے اور 1990ء میں واپس وطن آ گئے۔ 1990ء میں آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کے الیکشن ہو رہے تھے۔ آپ نے راجہ فضل داد خان (مرحوم) کی نہ صرف سیاسی بلکہ مالی معاونت بھی کی اور وہ یہ الیکشن جیت گئے۔

راجہ محمد الیاس خان نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کشمیر لبریشن لیگ کے پلیٹ فارم سے کیا۔ آپ کشمیر لبریشن لیگ میں یو۔ کے یونٹ کے سنیئر نائب صدر بھی رہے۔ آپ خورشید حسن خورشید (کے۔ایچ۔ خورشید) کے بہت قریبی ساتھیوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ کے۔ایچ۔خورشید جب بھی انگلینڈ تشریف لاتے تو وہ آپ کے ہاں قیام کیا کرتے تھے۔ انگلینڈ میں آپ پاکستان ویلفیئر ایسوسی ایشن رچڑل لنکا شائر کے جنرل سیکرٹری رہے۔ پھر 1972ء سے 1974ء تک آپ اس تنظیم کے صدر بھی رہے۔ آپ نے سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور انگلینڈ میں مسلم کمیونٹی میں ایک اہم مقام بنایا۔

1987ء میں آپ مسلم کانفرنس میں شامل ہوئے۔ آپ مسلسل نو سال تک حلقہ سہنسہ میں مسلم کانفرنس کے صدر رہے۔ آپ بلا مقابلہ منتخب ہوتے رہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ نے حلقہ بھر میں مسلم کانفرنس کو منظم کرنے میں بہت محنت کی اور جماعت کے اراکین آپ کے کام سے بہت مطمئن رہے۔ آپ کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے مسلم کانفرنس نے 2012ء میں آپ کو حلقہ سہنسہ کا کنونیئر نامزد کیا اور تمام اراکین نے آپ کی بھرپور حمایت کی۔

راجہ محمد الیاس خان ایک پڑھے لکھے سیاسی بصیرت رکھنے والی شخصیت ہیں۔ وہ نہ صرف علاقائی سیاست میں اہم مقام رکھتے ہیں بلکہ برطانیہ کے اندر پاکستانی اور کشمیری کمیونٹی کی ہردلعزیز شخصیت بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین!

میجر راجہ ابرار انور خان

ابرار انور خان کا تعلق سہنسہ کی نواحی بستی ''سائینلہ'' سے ہے۔ آپ کو مجاہدانہ زندگی پسند تھی سو آپ نے پاک آرمی جوائن کی۔ اور ترقی کرتے کرتے اس وقت میجر کے عہدہ پر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ زندگی مجاہدانہ کارناموں سے عبارت ہے۔ غازیِ سیاچن بھی ہیں۔

میجر راجہ ابرار انور خان 11 مئی 1979ء کو راجہ محمد انور خان کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کی جائے پیدائش سہنسہ کے ایک گاؤں ''سائینلہ'' میں ہوئی۔ سائینلہ کی وجہ شہرت یہ ہے کہ منگرال قبیلہ کے جدِ امجد راجہ سینس پال نے علاقہ پر حکمرانی کے دوران دارالحکومت یہیں رکھا تھا۔ راجہ سینس پال کے عہد میں لگنے والے دربار کے نشانات اب بھی یہاں موجود ہیں۔ ولی عہد کے ماتھے پر لگنے والا تلک (ٹیکہ) جس پتھر سے لگایا جاتا تھا اور سائلین وزائرین کو جس کنویں سے پانی پلایا جاتا تھا، یہ سب نشانیاں یہاں موجود ہیں اور منگرال قبیلہ کی عظمتِ رفتہ کی یاد تازہ کرتی ہیں۔

میجر راجہ ابرار انور خان کے والد راجہ محمد انور خان ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے فوج میں ملازمت اختیار کی اور ترقی کرتے کرتے صوبیدار کے عہدہ پر پہنچے۔ صوبیدار راجہ محمد انور خان نے ساری ملازمت توپ خانے میں کی اور ریٹائرمنٹ تک آپ کا اس شعبے میں جانا پہچانا نام رہا۔ آپ 1979ء میں ریٹائر ہوئے۔ صوبیدار راجہ محمد انور خان کے والد راجہ محمد سوار خان علاقہ سائینلہ کے نمبردار تھے اور بڑے با اُصول اور بارُعب شخص تھے۔ صوبیدار راجہ محمد انور خان نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام عمر انہی اوصاف کی پاسداری میں گزاری۔ آپ کے بھائی راجہ محمد شریف خان ایڈووکیٹ بھی بڑے وضع دار انسان تھے۔ کاش! ہم ان کی صلاحیتوں سے استفادہ کر سکتے اور وہ جلد ہی اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے تھے۔

میجر راجہ ابرار انور خان نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول سہنسہ سے حاصل کی۔ آپ میٹرک تک اعلیٰ نمبرات میں پاس ہوتے رہے۔ 1994ء میں آپ نے میٹرک میں اپنے سکول میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ ایف۔ ایس۔ سی 1996ء میں پوسٹ گریجوایٹ کالج H-9 اسلام آباد سے حاصل کی۔ آپ تعلیم کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے۔ آپ کو تعلیم سے جنون کی حد تک لگاؤ ہے۔

میجر راجہ ابرار انور خان نے پاکستان ملٹری اکیڈمی (PMA) کو 7 ستمبر 1996ء کو جوائن کیا۔ PMA میں ڈھائی سال تک ٹریننگ کی۔ آپ 18 اپریل 1999ء میں پاس آؤٹ ہوئے اور سیکنڈ لیفٹیننٹ بنے۔ آپ نے پاکستان آرمی میں ڈسپلن اور سخت محنت کو اپنا شعار بنایا۔ آپ کی لگن، محنت اور جذبے کی قدر کرتے ہوئے 2001ء میں آپ کو کپتان کے عہدہ پر ترقی دے دی گئی۔ آپ ترقی کی منازل طے کرتے کرتے 14 اگست 2007ء کو میجر بن گئے۔

جب آپ سیالکوٹ میں تعینات تھے تو گھر والوں نے آپ کی شادی کے لیے رضامندی پوچھی لیکن آپ نے والدین کی خواہش پر 10 فروری 2007ء کو فیملی میں ہی شادی کی اور خوش وخرم زندگی گزار رہے ہیں۔

میجر راجہ ابرار انور خان کو تعلیم سے گہرا لگاؤ تھا۔ چنانچہ آپ نے 1999ء میں پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول سے B.Sc پاس کی۔ نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی اسلام آباد سے آپ نے 2011ء میں ایم۔ ایس۔ سی کی ڈگری حاصل کی۔ دوران سروس آپ کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے آپ کو سٹاف کالج کوئٹہ میں کورس کے لیے نامزد کیا گیا۔ آپ نے ایک سالہ کورس (19 جون 2010ء تا 19 جولائی 2011ء) کامیابی سے مکمل کیا۔ سٹاف کالج کوئٹہ میں پاکستان آرمی کے لائق آفیسران کے علاوہ مختلف ممالک کے آرمی آفیسران بھی کورس کے لیے آتے ہیں۔ یوں سٹاف کالج کوئٹہ کو ایک اہم ادارے کے طور پر پوری دنیا میں جانا جاتا ہے۔

میجر راجہ ابرار انور خان دوران ملازمت پاکستان کے مختلف علاقوں میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ 2005ء تا 2006ء وادی نیلم میں کنٹرول لائن پر اپنی خدمات انجام دیتے رہے۔ 2006ء تا 2007ء آپ سیالکوٹ میں تعینات رہے۔ 2007ء تا 2009ء حیدرآباد رہے۔ 2009ء تا 2010ء آپ لاڑکانہ میں سندھ رینجرز میں رہے۔ آج کل آپ مری میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

میجر راجہ ابرار انور خان کی زندگی مجاہدانہ زندگی ہے لیکن اپنی سروس کے واقعات کو بیان کرتے ہوئے وہ دو واقعات کا خصوصی ذکر کرتے ہیں۔ پہلا واقعہ ستمبر 2001ء تا جولائی 2002ء سیاچن گلیشیئر تعیناتی کے دوران پیش آیا، آپ اس وقت کیپٹن تھے لیکن وہاں بحیثیت پوسٹ کمانڈر تعینات کیے گئے تھے۔ یہاں کئی بار دشمن سے آپ کا معرکہ ہوا، ایک معرکہ میں آپ کی پوسٹ سے دشمن کو بھاری جانی نقصان بھی اُٹھانا پڑا۔ آپ نے موت کو کئی بار اپنے قریب پایا لیکن ہر بار اللہ نے آپ کو بچائے رکھا۔

دوسرا واقعہ آپ کی ڈیرہ بگٹی تعیناتی کے دوران میں پیش آیا۔ ڈیرہ بگٹی میں آپ اکتوبر 2007ء تا اپریل 2008ء رہے۔ یہاں حالات بہت خراب تھے اور اندرونی بغاوت کے ساتھ ساتھ بیرونی دشمن بھی تاک میں تھا۔ ہر روز کوئی نہ کوئی دھماکہ ہوتا تھا۔ آپ مردِ آہن کی طرح جواں مردی سے یہاں رہے اور شورش ختم کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ یہاں بھی موت سر پر منڈلاتی رہی لیکن آپ نہ ڈرے۔

میجر راجہ ابرار انور خان کی زندگی اب ملک وقوم کے لیے وقف ہے۔ اُنھیں شروع دن سے ہی مجاہدانہ زندگی پسند تھی اور مجاہدانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ کا نوجوان نسل کے لیے یہ پیغام ہے کہ ''ملک وقوم کی بہتر انداز میں خدمت کریں۔''

راجہ شاہنواز خان

محکمہ تعلیم میں طویل عرصہ تک خدمات سرانجام دینے والے راجہ شاہنواز خان کا تعلق ''انوہی سرہوٹہ'' سے ہے۔اپنے کیریئر کی ابتدا سیاست سے کی مگر جلد ہی دل برداشتہ ہو کر محکمہ تعلیم سے منسلک ہو گئے۔سروس کے دوران مختلف تعلیمی اداروں کے سربراہ رہے۔محکمہ تعلیم کے انتظامی عہدوں پر بھی فائز رہے۔اور ہر حیثیت میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔آج کل ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں۔

راجہ شاہنواز خان، راجہ جہانداد خان کے گھر 14 مارچ 1950ء میں پیدا ہوئے۔آپ انوہی سرہوٹہ گاؤں کی ''ڈھوک بنی'' میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد آسودہ حال تھے، اُنھوں نے آپ کی پیدائش پر بہت خوشی منائی۔آپ کے والد راجہ جہانداد خان کوئٹہ میں محکمہ پولیس میں ملازم تھے۔گھر میں ہر طرح کی آسائش تھی۔آپ کا بچپن انتہائی آسائش میں گزرا۔

راجہ شاہنواز خان نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول انوہی سرہوٹہ سے حاصل کی۔اس وقت انوہی سرہوٹہ پرائمری سکول کی کوئی عمارت نہ تھی بلکہ ایک ہندو کے گھر کو بطور اسکول استعمال کیا جاتا تھا۔آپ ابتدائی کلاسز سے ہی ذہین طلباء میں شمار ہونے لگے تھے۔آپ کے استاد صاحب نے آپ پر بہت محنت کی اور آپ نے باقاعدہ طالب علم کی حیثیت سے پہلی جماعت کا امتحان بھی پاس کر لیا۔جب آپ دوسری جماعت میں تھے تو آپ کے استاد محترم کا تبادلہ ہو گیا۔نئے استاد صاحب نے آپ کی جسامت کو دیکھتے ہوئے واپس پہلی جماعت میں بٹھا دیا۔پورا سال گزارنے کے بعد ایک بار پھر آپ نے پہلی جماعت کا امتحان دیا، پاس ہوئے اور پھر دوسری جماعت میں بیٹھ گئے۔

پرائمری پاس کرنے کے بعد آپ نے چھٹی جماعت میں داخلے کے لیے سوچا۔علاقہ میں کوئی مڈل یا ہائی سکول نہ تھا اور چھٹی جماعت کے لیے کوٹلی جانا پڑتا تھا اس لیے آپ نے اپنے والد کے پاس کوئٹہ جانے کا فیصلہ کیا اور وہاں مزید تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔چھٹی جماعت میں آپ نے کوئٹہ شہر کے ''تعمیر نو سکول'' میں داخلہ لیا۔آٹھویں جماعت آپ نے ''بولان مچھ'' سے پاس کی۔نویں جماعت ''گورنمنٹ سیکنڈری سکول مستونگ'' سے اور میٹرک 1966ء میں ضلع ژوب کے ''فورٹ سنڈیمن ہائی سکول'' سے امتیازی نمبرات میں پاس کی۔

انٹرمیڈیٹ فرسٹ ایئر کے لیے آپ گورنمنٹ سائنس کالج کوئٹہ میں داخل ہوئے۔یہ ادارہ 1934ء میں قائم ہوا تھا اور بلوچستان کے معیاری کالجز میں شمار کیا جاتا تھا۔بعد میں اس ادارے کو بلوچستان یونی ورسٹی کا درجہ دیا گیا۔1970ء میں آپ نے ایف۔ایس۔سی فرسٹ ڈویژن میں پاس کی۔دوران ایف۔ایس۔سی آپ 1968ء، 1969ء اور 1970ء میں تین بار جی۔ڈی پائلٹ کے لیے سلیکٹ ہوئے لیکن ٹریننگ کے لیے ویکینسی نہ ہونے کی وجہ سے آپ ٹریننگ کے لیے نہ جا سکے۔آپ ایف۔ایس۔سی کرنے کے بعد واپس گاؤں آ گئے اور عملی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔

1974ء میں آپ اچانک سیاست کو چھوڑ کر محکمہ تعلیم میں بحیثیت سائنس ٹیچر گورنمنٹ سکینڈری سکول پنجیڑہ میں بھرتی ہو گئے۔ یہ فیصلہ اتنا اچانک تھا کہ کسی کو بھی یقین نہ آیا۔ شاید اس اچانک تبدیلی کی وجہ آپ کی پیشہ پیغمبریؑ سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ اس مقدس پیشے میں انقلابی تبدیلیاں لانے کے خواہاں تھے جو اُنھوں نے بعد میں اپنی سروس کے دوران میں کیں۔

آپ نے تدریس کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیم کو بھی جاری رکھا۔ 1978ء میں بی۔اے کیا۔ 1979ء میں بی۔ایڈ جب کہ 1983ء میں پنجاب یونی ورسٹی سے ایم۔اے سیاسیات امتیازی نمبرات سے پاس کی۔ آپ نے تعلیم کو خیر باد نہیں کہا بلکہ 2010ء میں ایل۔ایل۔بی کی ڈگری ''محی الدین اسلامی یونی ورسٹی'' نیریاں شریف سے لی۔

آپ ایک بہترین استاد گردانے جاتے تھے۔ آپ کے بے شمار طالب علم ڈاکٹرز، انجینئرز اور آرمی آفیسرز ہیں۔ علاقہ سرساوہ پنجیڑہ کے تقریباً سبھی سائنس ٹیچر اور ماہرین مضامین آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان اساتذہ نے بعد میں تعلیم کے میدان میں خوب نام کمایا۔

راجہ شاہنواز خان بارہ سال سے زائد عرصہ تک ''اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر'' سہنسہ / سرساوہ تعینات رہے۔ اپنی تعیناتی کے دوران میں آپ نے بنیادی اصلاحات متعارف کروائیں جن میں ہر استاد کی اپنے علاقہ میں تعیناتی کو اولیت دی اور دور دراز کے اساتذہ کو واپس اپنے اپنے قریب ترین اسٹیشنوں پر تعینات کیا۔ آپ آٹھ سال تک ''ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر'' بھی رہے۔ اصلاحات کے حوالے سے آپ کا یہ دور بہت انقلابی رہا۔ آپ نے کسی بھی سیاسی لیڈر کو خاطر میں لائے بغیر اساتذہ کے فلاحی منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا۔ نئے تعلیمی ادارے قائم کروائے۔ ٹیسٹ، انٹرویو کے دوران کوشش کی کہ کم سے کم سیاسی مداخلت ہو۔ آپ کے یہ کارنامے تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

راجہ شاہنواز خان مختلف تعلیمی اداروں میں بحیثیت سربراہ بھی تعینات رہے۔ ان میں ہائی سکول کجلانی، کرنل محمود خان سکینڈری سکول گلپور شامل ہیں۔ آپ ملازمین کی فلاح و بہبود کی تنظیموں میں بھی شامل رہے اور ان کے پلیٹ فارم کو استعمال کرتے ہوئے اساتذہ کے لیے مختلف پیکجز منظور کروائے۔ آپ ٹیچر آرگنائزیشن اور سکول آفیسرز آرگنائزیشن میں بھی رہے۔ آپ نے ان فورمز کو ملازمین کے وسیع تر مفاد کے لیے استعمال کیا۔

آپ کی جہاں اساتذہ کی بہتری کے لیے بیش بہا خدمات ہیں وہیں آپ نے معیارِ تعلیم کو بلند کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے جہاں سرکاری تعلیمی اداروں کی اصلاح کی وہاں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو بھی بہتر تعلیم کے لیے مفید مشورے اور تعلیمی کانفرنسز منعقد کروائیں۔

راجہ شاہنواز خان 14 مارچ 2010ء کو ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ چالیس سال تک پیشہ پیغمبریؑ سے وابستہ رہے اور لوگوں کی خدمت کی۔

ریٹائرمنٹ کے بعد آپ گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ کو کتب بینی کا بہت شوق ہے، خاص طور پر اسلامی کتب۔ آپ اکثر اسلامی معلوماتی کتب، اصلاحی کتب اور سائنسی کتب کا بڑے شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔ آپ کے پاس اسلامی معلومات کا بیش بہا خزانہ موجود ہے۔ آپ مختلف نجی محفلوں میں دین پر گفتگو کرتے ہیں اور لوگوں کو دین اسلام سے محبت کا درس دیتے ہیں۔ آپ لوگوں کے دُکھ درد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور غرباء و مساکین کی دل کھول کر مدد بھی کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی دوسروں کے لیے وقف کر رکھی ہے۔

چیئرمین راجہ سفتین خان

چیئرمین راجہ سفتین خان سہنسہ کے ایک گاؤں چھوچھ میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام راجہ بوستان خان ہے۔راجہ بوستان خان کے والد شیر خان علاقہ کے نامی گرامی نمبردار تھے۔یوں نمبردار ہونے کی بناء پر یہ ایک کھاتا پیتا گھرانہ تھا اور لوگوں میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے رہے ہیں۔راجہ بوستان خان پیرانہ سالی کی وجہ سے کچھ عرصہ بیمار رہے اور بالآخر 1984ء میں اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔اللہ تعالیٰ انھیں جنت الفردوس عطافرمائے۔

راجہ محمد سفتین خان نے آٹھویں تک تعلیم ڈڈیال سے حاصل کی۔آپ کو بچپن سے ہی گھڑسواری اور بیل دوڑ کا شوق تھا جو ابھی تک پورا کرتے چلے آرہے ہیں۔آپ کا بچپن آرام وآسائش سے گزرا۔

جب راجہ سفتین خان جوان ہوئے تو آپ نے سیاست میں بھی دلچسپی لینا شروع کردی۔آپ نے پہلی بار 1979ء میں الیکشن میں حصہ لیا اور یونین کونسل کٹھاڑ سہنسہ سے ممبر منتخب ہوگئے۔آپ نے یہ الیکشن بلا مقابلہ جیتا کیوں کہ آپ کے مدِ مقابل امیدوار راجہ محمد اسلم خان دستبردار ہوئے تھے۔آپ نے عوام کی خدمت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور لوگوں کے بنیادی مسائل کو حل کروانے کی بھرپور کوشش کی۔آپ عوام علاقہ میں مقبول ہوگئے۔1983ء میں دوبارہ بلدیاتی الیکشن کا انعقاد ہوا۔آپ نے ایک بار پھر قسمت آزمائی کی اور عوام کے بھرپور اعتماد اور مخالف امیدوار کے دستبردار ہونے سے آپ الیکشن جیت گئے۔اس بار آپ کی منزل ممبر یونین کونسل سے تھوڑی آگے تھی۔آپ یونین کونسل کے چیئرمین منتخب ہوگئے۔آپ عوام کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کروانے میں پیش پیش رہے۔

چیئرمین راجہ سفتین خان 1991ء کے بلدیاتی الیکشن میں ایک بار پھر وارد ہوئے۔اس بار اُن کا میدان ممبر کا نہ تھا بلکہ آپ ڈسٹرکٹ کونسلر کے امیدوار تھے۔آپ کے مدِ مقابل راجہ شاہ پال خان آف کٹھاڑ تھے۔قسمت نے ہمیشہ کی طرح قرعۂ فال آپ کے حق میں ڈالا اور آپ بھاری اکثریت سے جیت گئے۔آپ نے اپنی سیاست کا آغاز مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم سے کیا تھا اور ابھی تک اسی پلیٹ فارم سے منسلک ہیں۔

چیئرمین راجہ سفتین خان کے بڑے بھائی راجہ منشی خان منگرال قبیلہ کے اہم فرد جانے جاتے ہیں۔راجہ منشی خان نے اپنا بچپن چھوچھ میں گزارا۔گھریلو حالات آسودہ تھے اس لیے آپ کو کوئی پریشانی نہ تھی۔جب بڑے ہوئے تو آپ نے بھی سیاست میں قسمت آزمائی۔راجہ منشی خان نے 60-1959ء کے بلدیاتی الیکشن میں یونین کونسل کٹھاڑ سے بحثیت ممبر حصہ لیا اور کامیاب ہوئے۔ان کی کامیابی میں جہاں ان کی اپنی کاوشیں شامل تھیں وہیں پر آپ کے والد کی عوام میں مقبولیت نے بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔

راجہ منشی خان نے کچھ عرصہ لکڑی کے کاروبار میں ٹھیکیداری کی۔64-1963ء میں آپ نے انگلینڈ ترکِ سکونت اختیار کی تھی۔آپ نے انگلینڈ میں پہلے بس پر کنڈیکٹری کی۔کچھ عرصہ بعد آپ نے اپنا بزنس شروع کردیا۔1979ء میں آپ نے اپنا پہلا نرسنگ

ہوم قائم کیا اور ابھی تک اسی کاروبار سے منسلک ہیں۔

راجہ منشی خان نے انگلینڈ میں بھی سیاست کو جاری رکھا۔ آپ پہلی بار 1984ء میں یو۔کے مسلم کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے اور پھر لگاتار چار بار یو۔کے میں مسلم کانفرنس کے صدر رہے۔ 1985ء سے 1990ء تک آپ اورسیز ایم۔ایل۔اے رہے اور نہ صرف تارکین وطن کے مسائل کو حل کروانے میں اہم کردار ادا کیا بلکہ آزاد کشمیر میں حلقہ سہنسہ کے عوام کی بھی بھرپور امداد کی۔

1993ء میں قانون ساز اسمبلی کے ضمنی الیکشن میں آپ مسلم کانفرنس کے امیدوار کے طور پر حلقہ سہنسہ سے سامنے آئے۔ آپ نے یہ الیکشن مسلم کانفرنس کے ٹکٹ پر لڑا۔ آپ یہ الیکشن جیت نہ سکے۔

راجہ منشی خان برطانیہ اور آزاد جموں وکشمیر میں ایک سیاسی اور سماجی شخصیت ہیں۔ آپ نے کئی سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ نے آٹھ کروڑ روپے کی لاگت سے بوستان ہیلتھ کیئر ٹرسٹ ہسپتال سہنسہ میں قائم کیا جو عوامِ علاقہ کو صحت کی سہولیات بہم پہنچا رہا ہے۔

چیئر مین راجہ سفتین خان اور راجہ منشی خان منگرال قبیلہ کا اثاثہ ہیں۔ آپ بھائی نہ صرف سیاست میں عوام کی خدمت جاری رکھے ہوئے ہیں بلکہ لوگوں کی خوشی اور غم میں بھی برابر کے شریک ہیں۔

چیئر مین راجہ سفتین خان کے بیٹے راجہ عبدالقدوس ایڈووکیٹ شعبہ وکالت سے منسلک ہیں اور سہنسہ بار میں راجہ پرویز خان ایڈووکیٹ کے چیمبر سے منسلک ہیں۔ آپ اپنے تایا اور والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عوام کی خدمت جاری رکھے ہوئے ہیں۔

راجہ محمد نواز خان

آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ایک میڈیسن کمپنی کی ملازمت سے کیا۔لیکن بوجوہ یہ کمپنی چھوڑ کر الائیڈ بینک سے وابستہ ہوگئے اور اس بینک میں اسسٹنٹ وائس پریزیڈنٹ (AVP) کے عہدہ تک پہنچے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد سماجی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ سیاسی طور پر بھی خاصے متحرک ہیں۔

راجہ محمد نواز خان 29 دسمبر 1948ء میں سہنسہ کے نواح میں اینٹی کے مقام پر منگرال گھرانے میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام کیپٹن راجہ سردار خان تھا۔کیپٹن راجہ سردار خان ایک متمول گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔آپ نے ''برٹش آرمی'' میں ملازمت کی اور برٹش آرمی سے کیپٹن ریٹائر ہوئے۔اس وقت آرمی میں ملازمت مشکل کام تھا اور پھر کیپٹن بننے کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا تھا۔دوران ملازمت آپ مختلف جگہوں پر تعینات رہے۔آپ نے برما کے محاذ پر بھی جنگی خدمات انجام دیں۔آپ کی جرات و بہادری کے اعتراف میں گورنمنٹ آف برطانیہ نے آپ کو مختلف جنگی اعزازات سے بھی نوازا۔آپ کو دوسری جنگِ عظیم کے اختتام پر'' OBI '' کا ایوارڈ دیا گیا اور ''سردار بہادر'' کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔آپ نے جنگی محاذ پر بیش بہا خدمات انجام دیں اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

کیپٹن راجہ سردار خان نے ریٹائرمنٹ کے بعد عوام کی خدمت کا بیڑا اٹھایا آپ نے الیکشن میں حصہ لیا اور وائس چیئرمین منتخب ہوئے۔آپ نے عوامِ علاقہ کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور لوگوں کے مسائل ان کی دہلیز پر حل کیے۔تھوڑے عرصے میں آپ لوگوں میں بہت مقبول ہوگئے۔آپ نے دوسرا الیکشن لڑا اور کامیابی نے آپ کے قدم چُومے۔اس بار لوگوں کے اعتماد نے آپ کو ایک قدم آگے لا کھڑا کیا اور آپ کو بلا مقابلہ چیئرمین منتخب کیا۔ایک طرف جہاں عوام علاقہ کا اعتماد تھا تو دوسری طرف آپ کی بے لوث خدمت بھی تھی۔آپ بغیر ذات برادری کے لوگوں کے کام کاج میں سرفہرست ہوتے تھے۔

کیپٹن راجہ سردار خان ایک بہترین منتظم تھے۔انہوں نے نامساعد حالات میں اپنے آپ کو بہترین ایڈمنسٹریٹر ثابت کیا۔آپ نے انتہائی کم بجٹ میں اہم تعمیری کام کیے جو ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔آپ کے دور میں ہائی سکول کی تعمیر، زراعت کے دفتر کا قیام وتعمیر، جامع مسجد کی تعمیر، یونین کونسل کے دفاتر کا قیام وتعمیر، سہنسہ بازار کے لیے واٹر سپلائی (پہلی)، بڈلی سہنسہ لنک روڈ کی تعمیر اور پانی کی باولی کی تعمیر شامل تھی۔آپ کا نام سہنسہ کی تعمیر وترقی میں ہمیشہ جلی حروف میں لکھا جائے گا۔

راجہ محمد نواز خان میں اپنے والد کی خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔بحثیت آرمی مین آپ کے والد نے آپ کی پرورش میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔راجہ محمد نواز خان نے میٹرک 1964ء میں فیض الاسلام ہائی سکول راولپنڈی سے لاہور بورڈ کے زیر انتظام امتیازی نمبرات میں پاس کی۔آپ دوران تعلیم لائق طلباء میں شمار کیے جاتے تھے۔1966ء میں ایف۔اے گورنمنٹ ڈگری کالج میرپور سے اعلیٰ نمبرات میں

پاس کی۔آپ نے یہ امتحان بھی لاہور بورڈ کے زیر انتظام دیا تھا۔گرایجوایشن کے لیے ایک بار پھر آپ نے راولپنڈی کا رُخ کیا۔

بی۔اے کے لیے آپ نے گورنمنٹ ڈگری کالج اصغر مال راولپنڈی میں داخلہ لیا۔آپ نے خوب محنت کی اور 1968ء میں پنجاب یونیورسٹی کے زیر انتظام بی۔اے پاس کیا۔آپ نے پہلی بار ہی گرایجوایشن کا امتحان پاس کر لیا تھا، یہ آپ کی محنت اور ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔گرایجوایشن کے بعد آپ کے گھریلو حالات اتنے اچھے نہ رہے اس لیے آپ نے تعلیم کو خیر باد کہہ کر نوکری کی تلاش شروع کر دی۔آپ کی قابلیت، ذہانت اور جذبے کو دیکھتے ہوئے مشہور زمانہ میڈیسن کمپنی MULER & PHILIPS DISTRIBUTERS نے آپ کو بحیثیت برانچ منیجر اپوئنٹ کر لیا۔آپ 1969ء میں پشاور برانچ کے منیجر بنے۔آپ نے محنت کو اپنا شعار بنائے رکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کمپنی کے ٹاپ پوزیشن لوگوں میں شمار کیے جانے لگے۔

1973ء میں آپ نے میڈیکل کمپنی کی نوکری کو چھوڑ کر الائیڈ بینک آف پاکستان میں بحیثیت منیجر نوکری اختیار کر لی۔آپ نوکری تو کر رہے تھے لیکن تعلیم کو ادھورا چھوڑنے کا آپ کو بہت دُکھ تھا۔میڈیکل کی کمپنی کی نوکری کو چھوڑنے میں جہاں اور وجوہات بھی تھیں وہیں تعلیم سے دوری بھی ایک سبب تھا۔آپ مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن کمپنی میں وقت نہیں ملتا تھا۔

1983ء میں آپ نے بینک کی نوکری کے دوران لاء کی ڈگری حاصل کی۔آپ نے قانون کی ڈگری جامعہ کراچی سے حاصل کی۔آپ بینک میں خدمات سرانجام دیتے رہے اور آزاد کشمیر میں مختلف برانچوں میں بحیثیت منیجر سروسز دیں۔

آپ یکم جنوری 2009ء میں الائیڈ بینک آف پاکستان سے AVP ریٹائر ہوئے۔آج کل عملی سیاست میں حصہ لے رہے ہیں اور عوام کی خدمت میں اپنے والد کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔آپ کے بیٹے راجہ سہیل نواز ایڈووکیٹ شعبہ وکالت سے وابستہ ہیں اور سہنسہ بار میں پریکٹس کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں اپنے والد اور دادا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لوگوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

راجہ محمد فیاض خان

راجہ محمد فیاض خان سہنسہ کے ایک دُور افتادہ گاؤں چھوچھ کی ایک ڈھوک اٹھینڈ میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد راجہ باغ علی خان ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔وہ زمینداری کے پیشہ سے منسلک تھے اور ناخواندہ ہونے کے باوجود علاقے کے زیرک لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔

راجہ محمد فیاض خان کی تاریخ پیدائش 18 فروری 1965ء ہے اور عمر میں آپ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے ہیں۔آپ نے ابتدائی تعلیم لوہر مڈل سکول چھوچھ سے حاصل کی۔آٹھویں جماعت آپ نے ہائی سکول سہنسہ سے پاس کی۔1981ء میں آپ نے میٹرک گورنمنٹ انٹر کالج سہنسہ سے آرٹس میں امتیازی نمبرات سے پاس کرنے کے بعد ایف۔اے بھی اسی ادارہ سے 1983ء میں پاس کی۔

راجہ محمد فیاض خان گریجوایشن کے لیے میر پور چلے گئے جہاں آپ نے گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج میر پور میں داخلہ لیا۔ 1985ء میں گریجوایشن امتیازی نمبرات میں پاس کی۔آپ تعلیم میں ایک ذہین طالب علم کے طور پر جانے جاتے تھے۔آپ نے طلباء سیاست میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔آپ طلباء یونین میں جنرل سیکرٹری بھی رہے۔آپ نے طالب علمی سیاست کا آغاز اسلامی جمعیت طلباء کے پلیٹ فارم سے کیا۔پھر آپ نے کشمیر فریڈم موومنٹ میں شمولیت اختیار کر لی۔آپ کا شمار کشمیر فریڈم موومنٹ کے بانی کارکنان میں ہوتا ہے۔یوں آپ دور طالب علمی میں ہی پورے آزاد کشمیر میں جانے جاتے تھے۔

گریجوایشن کے بعد آپ نے ایم۔اے انگلش کے لیے آزاد جموں وکشمیر یونیورسٹی مظفر آباد میں داخلہ لیا۔آپ نے 1989ء میں ایم۔اے انگلش کیا۔اس دوران میں آپ نے لاء کی ڈگری 1988ء میں کراچی یونیورسٹی سے حاصل کی۔آپ کو وکالت سے دلچسپی تھی اس لیے آپ نے قانون کی ڈگری پرائیویٹ طور پر جامعہ کراچی سے حاصل کی تھی۔

تعلیم کو مکمل کرنے کے بعد آپ 1990ء میں بطور ایڈھاک لیکچرر گورنمنٹ ڈگری کالج سہنسہ تعینات ہوئے۔آپ آٹھ سال تک درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ رہے۔اس دوران میں آپ ایکٹا کے مرکزی سیکرٹری نشرو اشاعت بھی رہے۔آپ نے کالج اساتذہ کے مسائل حل کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔

1998ء میں آپ نے اس عہدہ سے استعفیٰ دے دیا اور شعبہ وکالت سے منسلک ہو گئے۔آپ نے سہنسہ بار میں پریکٹس شروع کی اور اس دوران میں سہنسہ بار کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔

1999ء میں آپ نے آزاد جموں وکشمیر میں پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کیا اور لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی میں بطور پراجیکٹ منیجر تعینات ہوئے۔آپ کی پہلی تعیناتی سہنسہ میں ہوئی۔2001ء میں آپ اسسٹنٹ ڈائریکٹر (A.D) ترقیاب ہوئے اور

بھمبر میں تعینات کر دیئے گئے۔2009ء میں آپ کو ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن میرپور تعینات کیا گیا۔آپ نے اپنی سروس کے دوران لوگوں کی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر بروقت تکمیل کی اور کسی بھی رکاوٹ کو کبھی خاطر میں نہ لائے۔آپ اپنے محکمہ میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

راجہ محمد فیاض خان نوجوان نسل سے پُرامید ہیں کہ وہ محنت ،لگن اور خودی سے اس قوم کی تقدیر بدلنے میں اہم کردار ادا کریں گے۔آپ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ نوجوان والدین کا احترام کریں اور خدمتِ خلق کو اپنا شعار بنائیں۔

راجہ افتخار حسین

راجہ افتخار حسین مسلم کانفرنس کے یوتھ ونگ کے مرکزی چیئرمین ہیں۔ یوتھ ونگ کو فعال، متحرک اور مقبول بنانے میں اُنھوں نے شبانہ روز محنت کی اور پاکستان، مشرق وسطیٰ اور یورپ کے متعدد دورے کیے۔ اور تنظیم سازی کا کام مکمل کیا۔ مستقبل میں آپ انتخابی سیاست میں طبع آزمائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔

راجہ افتخار حسین یکم مارچ 1971ء میں راجہ برکت خان کے ہاں تحصیل سہنسہ کے گاؤں پیاہی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ایک سادہ لوح مگر حد درجہ ملنسار آدمی تھے۔ راجہ افتخار حسین بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کے والد آپ سے بہت پیار کرتے تھے۔ راجہ افتخار حسین نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول سہنسہ سے حاصل کی۔ آپ تعلیم میں درمیانے طالب علم تھے۔ آپ نے میٹرک 1988ء میں پاس کی۔ 1991ء میں آپ نے انٹرمیڈیٹ گورنمنٹ ڈگری کالج سہنسہ سے امتیازی نمبرات میں پاس کی۔ گرایجوایشن 1994ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج سہنسہ سے پاس کی۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ طلباء سیاست میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

1985ء میں آپ نویں جماعت کے طالب علم تھے کہ مسلم سٹوڈنٹ فیڈریشن کا سہنسہ میں یونٹ قائم کر کے سب کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ آپ 1986ء میں ایم ایس ایف سہنسہ کے لگاتار چھ سال تک صدر رہے۔ اس دوران میں آپ نے مسلم کانفرنس کا پیغام طلباء کے ذریعے گھر گھر پہنچایا۔

آپ تعلیم کے دوران میں جہاں طلباء سیاست میں سرگرم رہے وہاں آپ نے کھیلوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ فٹ بال کے اچھے کھلاڑی مانے جاتے تھے۔ کبڈی بھی آپ کا پسندیدہ کھیل تھا اور کبھی کبھی اس میں زور آزمائی کر لیا کرتے تھے۔ آپ کے نزدیک کھیل نوجوانوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

گرایجوایشن کے بعد آپ نے عملی سیاست میں آنے کا فیصلہ کیا اور چونکہ آپ دوران طالبعلمی مسلم کانفرنس کے طلباء ونگ MSF میں تھے اس لیے آپ نے مسلم کانفرنس یوتھ ونگ کے پلیٹ فارم کو ہی چُنا۔ آپ مسلم کانفرنس یوتھ ونگ کے صدر منتخب ہوئے۔ یہ ذمہ داریاں ضلع کوٹلی تک محدود تھیں۔ آپ نے بحثیت صدر یوتھ ونگ بڑی انقلابی تبدیلیاں کیں اور نئی ذیلی تنظیمیں قائم کر کے یوتھ ونگ کو ضلع میں نئے ڈھنگ سے متعارف کروایا۔ آپ کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے 99-1998ء میں آپ کو مسلم کانفرنس یوتھ ونگ کا مرکزی وائس چیئرمین منتخب کیا گیا۔ اس ذمہ داری کو آپ نے بطریقِ احسن نبھایا۔ آپ انقلابی سوچ رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے یہاں بھی بنیادی تبدیلیاں کیں۔

2003ء میں آپ کو مرکزی چیئرمین مسلم کانفرنس یوتھ ونگ منتخب کیا گیا۔ آپ ابھی تک مسلسل تیسری بار اسی عہدہ پر بلا مقابلہ منتخب ہیں۔ چیئرمین کی حیثیت سے آپ نے یوتھ ونگ کا پیغام قریہ قریہ پہنچایا۔ آپ نے افتخارہ آباد چھمب جوڑیاں سے لے کر تاؤبٹ آزاد کشمیر میں جگہ جگہ پہنچ کر نوجوانوں میں یوتھ کا پیغام عام کیا۔

پاکستان میں آپ نے خیبر سے کراچی تک ہر شہر ہر گاؤں میں مسلم کانفرنس یوتھ ونگ کا نظریہ الحاق پاکستان اور بیس کیمپ کی آزادی کی تحریک کو متعارف کراویا۔آپ نے تنظیم سازی یونین کونسل سے لیکر مرکزی سطح تک مکمل کی ۔قابل اور دیانتدار قیادت کو سامنے لائے ۔آپ نے مڈل ایسٹ میں بھی تنظیم سازی کی اور پورے یورپ میں 2008ء میں تنظیم سازی کو مکمل کر کے اپنے فرض کو پورا کیا۔آپ کو سیر وسیاحت کا بھی بہت شوق تھا۔دوران تنظیمی اجلاس آپ نے پورے آزاد کشمیر، پاکستان ،مِڈل ایسٹ اور یورپ میں اس شوق کو بھی پورا کیا۔اب سیاست ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا ہے ۔آپ نوجوانوں میں ایک ایسی تحریک پیدا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس سے پوری دنیا میں کشمیر کی پہچان ایک الگ انداز سے ہو۔ مستقبل میں آپ انتخابی سیاست کا ارادہ رکھتے ہیں۔

راجہ فیض اللہ خان

راجہ فیض اللہ خان 19 اکتوبر 1961ء میں راجہ محبت علی خان کے ہاں سہنسہ کے ایک گاؤں ''گلوٹیاں'' میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد زمینداری کے پیشہ سے منسلک تھے۔ آپ کی عمر ابھی صرف چار برس ہی تھی کہ والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ آپ ایک متوسط گرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔

راجہ فیض اللہ خان نے میٹرک تک تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول سہنسہ سے حاصل کی۔ آپ نے 1978ء میں میٹرک اعلیٰ نمبرات میں پاس کی۔ ایف۔ ایس۔ سی کے لیے گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی میں داخل ہوئے۔ 1981ء میں آپ نے ایف۔ ایس۔ سی پہلے پری میڈیکل (Pre-Medical) اور بعد ازاں 1982ء میں پری انجینئرنگ میں پاس کی۔ آپ میڈیکل کے شعبہ میں تو سیٹ حاصل نہ کر سکے البتہ انجینئرنگ کے الیکٹریکل شعبہ میں آپ کا داخلہ انجینئرنگ کالج میر پور میں ہو گیا۔ آپ کا سیشن 1983ء سے 1987ء تک تھا لیکن بعض وجوہات کی بناء پر آپ کی کلاس 1990ء میں یونیورسٹی سے فارغ ہوئی۔ یوں آپ نے بیچلر آف الیکٹریکل انجینئرنگ کی ڈگری آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی سے مکمل کی۔

آپ پڑھائی میں لائق ترین طلباء میں شمار کیے جاتے تھے۔ آپ کے اساتذہ نے بھی آپ کی تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ آپ نے دورانِ تعلیم نہ صرف نصابی سرگرمیوں میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا بلکہ ہم نصابی سرگرمیوں پر بھی خصوصی توجہ دی۔ آپ فنِ تقریر کے ماہر جانے جاتے تھے۔ ابھی آپ میٹرک میں ہی زیرِ تعلیم تھے کہ ایک تقریری مقابلے میں انعام حاصل کر کے سب کو حیران کر دیا۔ آپ نے اس فن کا مظاہرہ یونیورسٹی میں دورانِ تعلیم بھی کیا اور ہر بار کوئی نہ کوئی انعام آپ کے حصے میں ضرور آتا تھا۔ یونیورسٹی میں فنِ تقریر آپ کی شہرت کا باعث بنا۔

راجہ فیض اللہ خان نے عملی زندگی کا آغاز 1991ء میں محکمہ برقیات سے کیا۔ آپ چھ ماہ تک بحثیت SDO کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے اس جاب کو خیر باد کہہ دیا۔ بعد ازاں گورنمنٹ انٹر کالج سہنسہ میں آپ کی تقرری بحثیت سائنس مدرس ہوئی جہاں آپ ستمبر 1991ء سے اگست 1994ء تک شعبہ تعلیم سے وابستہ رہے پھر نہ جانے کیا ہوا کہ آپ نے اس جاب کو بھی چھوڑ دیا۔

اگست 1994ء میں آپ بحثیت انجینئر برقیات بھرتی ہو گئے۔ 1997ء میں آپ نے پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کیا۔ آپ نے پورے آزاد کشمیر میں خدمات انجام دیں۔ جون 2006ء میں آپ ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے بطور Executive Engineer تعینات ہوئے اور اسی عہدہ پر ملک و قوم کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید کامیابیوں سے ہم کنار فرمائے۔ آمین!

حاجی راجہ محمد یعقوب خان

حاجی راجہ محمد یعقوب خان 9 مئی 1951ء کو سہنسہ کے ایک گاؤں گرہٹہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام راجہ گل بہار خان ہے۔ راجہ گل بہار خان، راجہ روڈا خان کے بیٹے تھے جو علاقہ کے بڑے زمین داروں میں شمار کیے جاتے تھے۔ راجہ گل بہار خان اوائل زندگی میں کھیتی باڑی کرتے تھے اور بعد میں انگلینڈ ترکِ سکونت کی۔

حاجی راجہ محمد یعقوب خان نے ابتدائی تعلیم مڈل سکول کٹھاڑ سے حاصل کی۔ 1970ء میں آپ نے ہائی سکول سہنسہ سے میٹرک پاس کی۔ ایف۔اے کے لیے کوٹلی انٹرمیڈیٹ کالج میں داخل ہوئے اور 1972ء میں ایف۔اے امتیازی نمبرات میں پاس کی۔ تعلیم کو خیر باد کہہ کر آپ عملی زندگی میں داخل ہوئے اور 1974ء میں آپ کلیال انڈسٹریل کوآپریٹو بینک میں آفیسر بھرتی ہوگئے۔ 1977ء میں آپ ملازمت سے سبکدوش ہوگئے کیوں کہ یہ بینک بند کر دیئے گئے تھے۔ کچھ عرصہ آپ گھر پر ہی رہے لیکن آپ کو فارغ بیٹھنا بالکل پسند نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے بیرون ملک جانے کا فیصلہ کیا۔ آپ 1980ء میں سعودی عرب چلے گئے۔ آپ مشہور زمانہ ''المرافق کنسٹرکشن کمپنی'' میں بطور کلرک خدمات دینے لگے۔ چھے سال سعودی عرب میں رہنے کے بعد آپ 1986ء میں واپس وطن آئے۔ سعودی عرب قیام کے دوران میں آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی اور کئی عمرے بھی ادا کیے۔

1987ء میں آپ اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان میں بطور سیلز آفیسر بھرتی ہوئے۔ آپ کی جائے تعیناتی میرپور زون تھی۔ آپ محنتی تو تھے ہی، اس فیلڈ میں آپ نے خوب محنت کی اور ترقی نے آپ کے قدم چومے۔ 1990ء میں آپ سیلز مینجر ترقیاب ہوئے۔ آپ چار سال تک کوٹلی میں تعینات رہے۔ اکتوبر 1994ء میں آپ ایریا مینجر ڈڈیال تعینات ہوئے۔ آپ نے محنت جاری رکھی اور کامیابی آپ کے قدم چومتی رہی۔ 1997ء میں آپ کی پوسٹنگ سہنسہ میں ہوگئی۔ آپ نے علاقہ سہنسہ، سرساوہ اور پنجیڑہ میں اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن کے پلیٹ فارم سے لوگوں میں انشورنس کے لیے شعور بیدار کیا۔ دوران ملازمت آپ نے ان علاقوں کا کئی بار دورہ کیا اور لوگوں کو بچت کی طرف راغب کیا۔

آپ مئی 2011ء میں بحیثیت ایریا مینجر ریٹائر ہوئے۔ آپ نے جو سفر 1987ء سے شروع کیا تھا، جب 2011ء میں اختتام پذیر ہوا تو آپ نے محسوس کیا کہ آپ نے لوگوں کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ کی اس جدوجہد میں آپ کے ساتھ کندھے سے کندھا ملائے صوبیدار (ر) راجہ شہباز خان کھڑے رہے۔ وہ آپ کے معتمد ساتھی تصور کیے جاتے تھے اور ہر مشکل وقت میں وہ آپ کے یارِ غار ثابت ہوئے۔ آپ کا ارادہ تھا کہ غربت کے خلاف جہاد کیا جائے اور متوسط طبقہ کے لوگوں کا معیار زندگی بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔ آپ اپنے اس عزم میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔

آپ آج کل ریٹائرڈ لائف گزار رہے ہیں۔ کبھی کبھی انگلینڈ بغرض سیر و تفریح چلے جاتے ہیں۔ آپ کے بچوں میں ایک بیٹے محمد راؤف حافظِ قرآن ہیں۔ آپ بچوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ اب آپ کا مشن لوگوں کی فلاح و بہبود ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نیک مقصد میں کامیاب کرے آمین!

راجہ محمد نواز خان

راجہ محمد نواز خان 7 جون 1963ء کو راجہ ملک داد خان کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ کی جائے پیدائش موضع انوہی ہے۔ راجہ ملک داد، نمبردار راجہ محمد خان کے فرزند ہیں۔نمبردار راجہ محمد خان علاقہ میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔نمبرداری گھرانہ ہونے کی بناء پرلوگ آپ کے ہراچھے بُرے وقت میں آپ کے ساتھی رہے۔

راجہ محمد نواز خان نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول انوہی سرہوٹہ سے حاصل کی۔ مڈل کلاس کے لیے آپ لوہر مڈل سکول پنجیڑہ چلے گئے جہاں سے آپ نے آٹھویں جماعت کا امتحان پاس کیا۔آپ کے مالی حالات کچھ زیادہ اچھے نہ تھے۔والد صاحب کے اصرار پر آپ نویں جماعت میں گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول کوٹلی میں داخل ہوئے۔نویں جماعت میں داخلے کے ساتھ ہی گھریلو حالات مزید ابتر ہوگئے۔گھریلو حالات کا ادراک رکھتے ہوئے آپ نے تعلیم کو خیر باد کہہ دیا۔والد صاحب نے بہت اصرار کیا کہ تعلیم جاری رکھیں لیکن آپ نے 62-1961ء میں حتمی فیصلہ کرلیا کہ اب مزید تعلیم جاری نہیں رکھنی۔پس آپ نے گھر پر والد صاحب کے ساتھ کھیتی باڑی شروع کردی۔

گھر والوں کی مالی مشکلات کا آپ کو شدت سے احساس تھا۔اسی بات کا احساس کرتے ہوئے آپ 1967ء میں بحیثیت پٹواری بھرتی ہوگئے۔آپ کی پہلی تعیناتی موضع ''وجی'' تھی۔چونکہ اس زمانے میں تعلیم عام نہ تھی اور کوئی مدِمقابل امیدوار بھی نہ تھا اس لیے آپ کو بھرتی ہونے میں کوئی خاص دِقت نہ ہوئی۔آپ نے دل لگا کر اپنے پیشے میں محنت کی۔آپ نے کبھی رشوت کو اہمیت نہ دی بلکہ ہر کام کو میرٹ پر کیا۔

1978ء میں آپ گرداور اور 2001ء میں نائب تحصیلدار ترقیاب ہوئے۔دوران ملازمت آپ کوٹلی، پلندری، ہجیرہ، منگ، دھیرکوٹ، میرپور اور راجہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔لوگ آج بھی آپ کو اچھے الفاظ میں یاد کرتے ہیں۔

آخرکار 2003ء میں آپ ملازمت سے ریٹائر ہوگئے۔آج کل آپ گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہے ہیں۔آپ جہاں بھی رہے کبھی کسی کے ساتھ ناانصافی نہ کی۔آپ کے 36 سالہ دورِ ملازمت میں آپ کی وجہ سے کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا بلکہ جہاں آپ کی تعیناتی رہی اس علاقہ کے لوگ آج بھی آپ کو یاد کرتے ہیں اور آپ کے لیے دُعا گو ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔آمین!

راجہ شاہنواز خان

راجہ شاہنواز خان 1953ء میں سہنسہ کے نواحی گاؤں اینٹی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام راجہ فقیر خان ہے۔ اینٹی گاؤں تحصیل سہنسہ کا رقبے اور آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا گاؤں ہے اور یہ ''اینٹی راجگان'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اب اس کا نام بدل کر ''اینٹی منگرالاں'' رکھا گیا ہے۔ گاؤں کے سارے لوگ ایک ہی جدِ امجد ''جھنڈا خان'' جو منگرال راجپوت تھے، کی اولاد سے ہیں۔ جھنڈا خان کے چار بیٹے تھے، جن کے نام عبدل خان، بھائی خان، شمس خان اور منگری خان تھے۔ ان چار بھائیوں کی اولاد چار قبائل کے نام سے مشہور ہوئی۔ پہلا قبیلہ بڑے بھائی کے نام کی وجہ سے ''عبدلال'' کہلایا۔ دوسرا ''بھائی خنال'' کے نام سے موسوم ہوا۔ تیسرے قبیلے نے ''شمسیال'' کے نام سے شہرت پائی جبکہ چوتھے قبیلے کا نام ''منگریال'' ہے۔

راجہ شاہنواز خان عبدلال قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ قبیلہ آبادی کے لحاظ سے اینٹی منگرالاں کا سب سے بڑا قبیلہ ہے۔ راجہ شاہنواز خان نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ آپ تعلیم میں کوئی بہت لائق طالب علم نہ تھے البتہ خوب محنت کرتے تھے۔ آپ میٹرک پاس کرنے کے بعد انگلینڈ چلے گئے۔ ابھی دو ماہ ہی گزرے تھے کہ آپ کا دل وہاں سے اُکتا گیا اور واپس گاؤں چلے آئے۔

واپس گاؤں آکر آپ نے عملی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ اس وقت B.D کے الیکشن ہونے والے تھے۔ آپ نے بھی B.D ممبر کے لیے کاغذات جمع کروائے۔ آپ کو دیکھ کر گاؤں کے کسی اور فرد نے آپ کے مقابلے کے لیے کاغذات جمع نہ کروائے اور آپ بیس سال کی عمر میں ممبر یونین کونسل منتخب ہو گئے۔ آپ سب سے کم عمر ممبر یونین کونسل تھے جو کہ ایک ریکارڈ ہے۔ آپ یکے بعد دیگرے تین بار ممبر یونین کونسل رہے۔ آپ نے اپنے دورِ اقتدار میں لوگوں کی فلاح و بہبود کی ہر ممکن کوشش کی۔ آپ کا دور تعمیر و ترقی کا مثالی دور تھا۔ آپ چیئر مین زکوٰۃ کونسل بھی رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے بیواؤں کی زکوٰۃ لگائی جو پہلے محروم چلی آرہی تھیں۔ آپ نے غریبوں کی مدد ان کے گھر گھر جا کر کی اور اپنے فرض کو کما حقہ، ادا کیا۔

راجہ شاہنواز خان نے دو مرتبہ ممبر ضلع کونسل کے لیے کاغذات جمع کروائے لیکن دونوں بار الیکشن ملتوی ہو گئے تھے۔ اگر انتخابات ہوتے تو یقیناً آپ ممبر ضلع کونسل منتخب ہو جاتے۔ کاروباری لحاظ سے آپ ٹرانسپورٹر ہیں۔ آپ کی ٹرانسپورٹ ''اتفاق گروپ'' کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ان چند لوگوں میں شامل ہیں جنھوں نے ضلع کوٹلی کے اندر ٹویوٹا ہائی ایس سروس شروع کر کے مسافروں کو آرام دہ سفری سہولیات مہیا کیں۔ آپ کی ''اتفاق گروپ'' کی ٹرانسپورٹ کوٹلی سے راولپنڈی چلتی ہے۔ آپ اس کے پہلے صدر تھے اور آج کل جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر کام کر رہے ہیں۔

راجہ شاہنواز خان سماجی اور سیاسی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے راجہ ندیم احمد نواز ایڈووکیٹ وکیل ہیں اور سہنسہ بار میں پریکٹس کر رہے ہیں۔ آپ اپنے والد کے مشن کو جاری رکھنے کا عزمِ صمیم رکھتے ہیں۔

راجہ محمد فیاض خان

راجہ محمد فیاض خان، سال 1958ء میں راجہ محمد اکبر خان (عرف راجہ کاکا) کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کی جائے پیدائش سہنسہ کے گاؤں کھر اوٹ ہے۔ آپ کے والد راجہ محمد اکبر خان شروع سے ہی آسودہ حال ہیں اور اپنا کاروبار کرتے ہیں۔

راجہ محمد فیاض خان کے بڑے بھائی راجہ محمد ریاض خان گورنمنٹ کنٹریکٹر ہیں اور ان کا شمار نہ صرف آزاد کشمیر بلکہ پاکستان کے بڑے گورنمنٹ کنٹریکٹرز میں ہوتا ہے۔

راجہ محمد فیاض خان نے پرائمری تک تعلیم جبری سکول تحصیل سہنسہ سے حاصل کی۔ جب کہ مڈل جماعت کے لیے آپ نے پلیٹ سیداں سکول میں داخلہ لیا لیکن بوجوہ آپ تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ تعلیم کو خیر باد کہنے کے بعد آپ نے اپنا بزنس شروع کیا اور آپ ہوٹل کے بزنس سے منسلک ہوئے اور ابھی تک وہی بزنس جاری رکھے ہوئے ہیں۔

راجہ محمد فیاض خان سیاست میں بھی اہم مقام رکھتے ہیں۔ شروع دن سے آپ مسلم کانفرنس سے وابستہ ہوئے اور ابھی تک اسی پلیٹ فارم سے لوگوں کی فلاح و بہبود جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ مستقبل میں انتخابی سیاست کا عزم رکھتے ہیں۔

کتابیات

یادداشتیں (غیر مطبوعہ)	راجہ محمد قاسم خان (سرساوہ)
تاریخ ملکان وراجگان کشتواڑ	ڈاکٹر ملک محمد صادق
Valley of Kashmir	سر والٹر لارنس
شہاب نامہ	قدرت اللہ شہاب
Kashmiries Fight for Freedom	محمد یوسف صراف
تاریخ اقوام کشمیر (کشمیری زاتوں کے عجائبات) جلد سوم	محمد عبداللہ قریشی
کاروان احرار	جانباز مرزا
مکمل تاریخ کشمیر	محمد الدین فوق
شجرہ جات (تصدیق شدہ جموں مال خانہ)	مصنف
کشمیر گزیٹیر کلکتہ 1873ء	



راجہ سخی دلیر خان (فاتح راجوری) وزیر اعظم سردار سکندر حیات خان کے ساتھ



راجہ توقیر احمد (مقرر)، راجہ سخی دلیر خان (فاتح راجوری) مہمان خصوصی، ہیڈ ماسٹر محمد شفیع کھوکھر اور ماسٹر محمد ارشاد (تقریب تقریری مقابلہ مڈل سکول سرساوہ 1986ء)



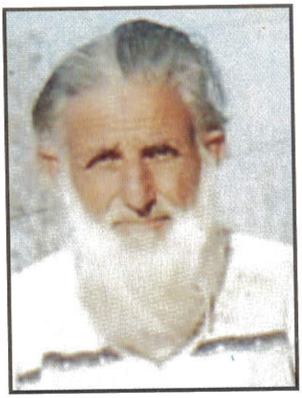
راجہ محمد ایوب خان سابق ڈسٹرکٹ کونسلر کوٹلی آمد پر سابق صدر پاکستان و آرمی چیف جنرل ضیاء الحق سے مصافحہ کرتے ہوئے (86-1885ء)


راجہ محمد نزاکت خان (منیجر AJK بینک)


راجہ محمد ادریس خان


راجہ محمد ریاض دلیر

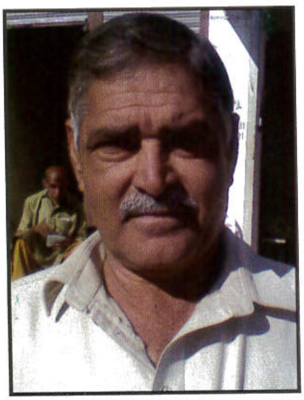

راجہ محمد فاضل فاروقی


راجہ محمد صدیق خان


راجہ محمد بنارس خان


راجہ نشاط خان


راجہ محمد الیاس مصطفوی


راجہ محمد شجاعت خان



راجہ نصیر احمد خان سابق وزیر بلدیات، سابق وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے ساتھ 2010ء



راجہ نصیر احمد خان، راجہ شہزاد احمد خان، راجہ ضیاء المجید خان، راجہ محمد لطیف خان، راجہ عدالت خان



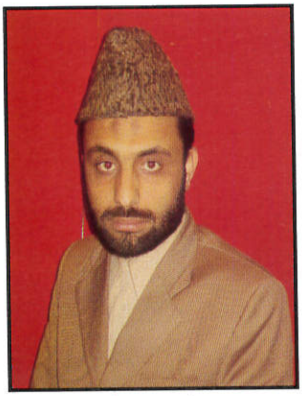
راجہ شہزاد خان راجہ نصیر احمد خان کا استقبال کرتے ہوئے، پس منظر میں راجہ محمد نزاکت خان



راجہ ارشد محمود شہید



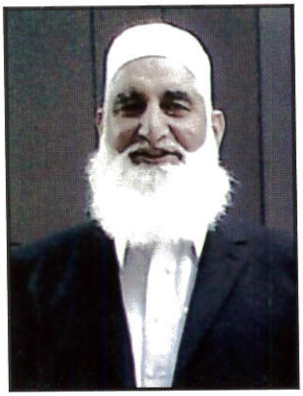
صوبیدار راجہ عبدالقیوم خان



راجہ محمد نزیر خان



راجہ محمد الیاس



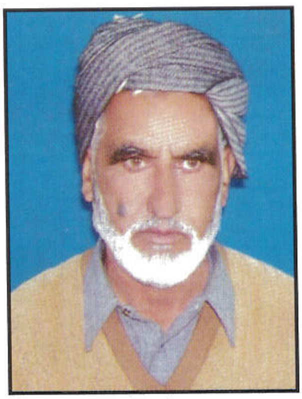
راجہ محمد اصغر خان



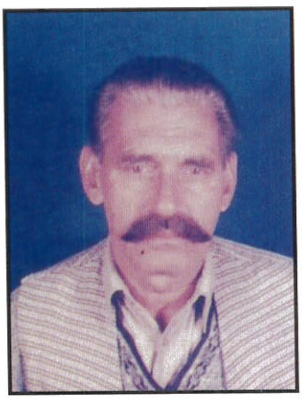
راجہ محمد یونس خان



راجہ محمد یاسین خان



راجہ منگو خان



راجہ محمد عجائب



جسٹس راجہ رفیع اللہ سلطانی عدالتِ عالیہ کے جج کا حلف لیتے ہوئے



راجہ سرفراز احمد ایڈووکیٹ، جسٹس راجہ رفیع اللہ سلطانی، جسٹس شریعت کوٹ سردار محمد اشرف اور راجہ شہناز خان ایڈووکیٹ



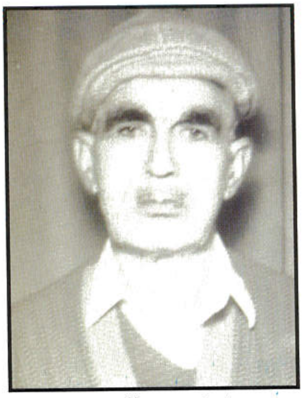
جسٹس راجہ رفیع اللہ سلطانی، راجہ محمد عظیم خان ودیگر



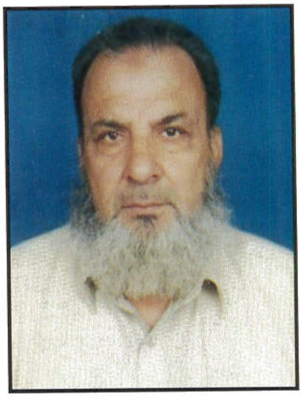
راجہ محمد شریف ایڈووکیٹ



راجہ ریاست خان



راجہ محمد صادق خان



راجہ محمد شفاعت خان



راجہ محمد شوکت خان



راجہ محمد خالد خان



راجہ محمد ساجد



راجہ دلاور صدیق



راجہ ظہور کرامت



ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج راجہ شیراز احمد کیانی، راجہ شہناز ایڈووکیٹ، راجہ عبدالراؤف ایڈووکیٹ و دیگر وکلاء کے ساتھ



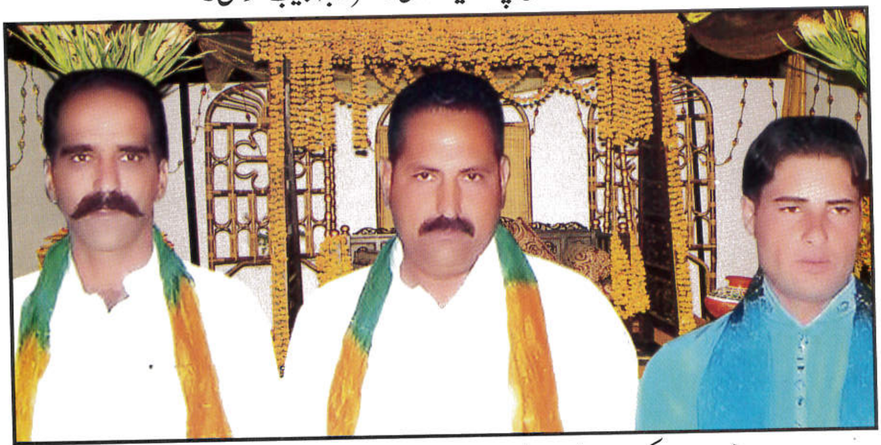
لارڈ میئر راجہ قربان حسین، راجہ پنوں خان، سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار سکندر حیات خان کے ساتھ لندن کی ایک تقریب میں



راجہ محمد عظیم خان، سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار سکندر حیات خان سے محوِ گفتگو



راجہ محمد وقار چانسلر آزاد جموں وکشمیر یونیورسٹی راجہ ذوالقرنین خان سے ایوارڈ لیتے ہوئے، ساتھ وائس چانسلر یونیورسٹی ڈاکٹر راجہ حبیب الرحمٰن۔



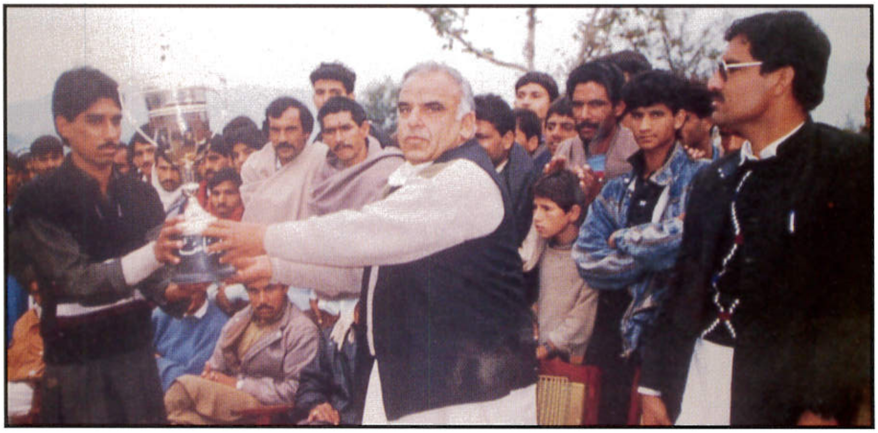
راجہ محمد ازرم اکرم راجہ محمد ارشاد عرف پھاپو (مرحوم) راجہ محمد ابرار عرف باؤ



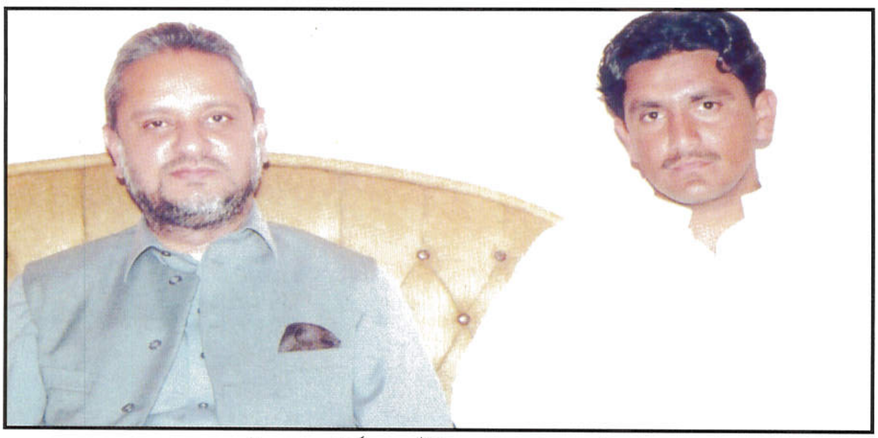
راجہ ظہیر احمد (دائیں)، راجہ گلفراز احمد (بائیں) اپنے دوست کے ساتھ بارسلونا (سپین) میں



راجہ محمد کریم خان، صوبیدار راجہ شہباز خان اور راجہ محمد فیاض خان



پہلا سردار مشتاق احمد (مرحوم) کرکٹ ٹورنامنٹ سرساوہ (گلی) 92-1991ء راجہ سرفراز احمد ونر ٹرافی، راجہ محمد یوسف سے وصول کرتے ہوئے



راجہ ثاقب خالد ایڈووکیٹ سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عتیق احمد کے ساتھ



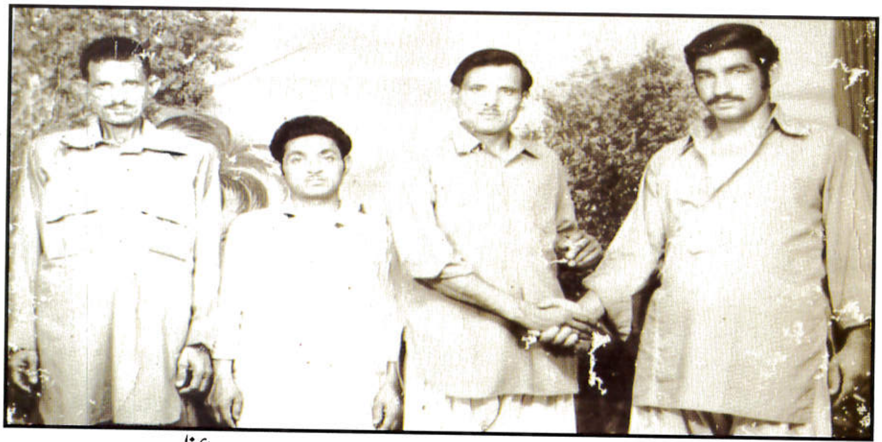
سردار بہادر کیپٹن راجہ سردار خان کا OBI ایوارڈ کے بعد برٹش آرمی کے آفیسران کے ساتھ فوٹو (1945ء)



صوبیدار شہباز خان کی ریٹائرمنٹ تقریب کی یادگار تصویر ساتھ راجہ سرفراز احمد (بیٹا) 1985ء میں



سردار بہادر لیفٹیننٹ راجہ زمان علی خان اپنے بیٹوں راجہ محمد اسماعیل خان اور راجہ محمد یوسف کے ساتھ (1931ء میں)



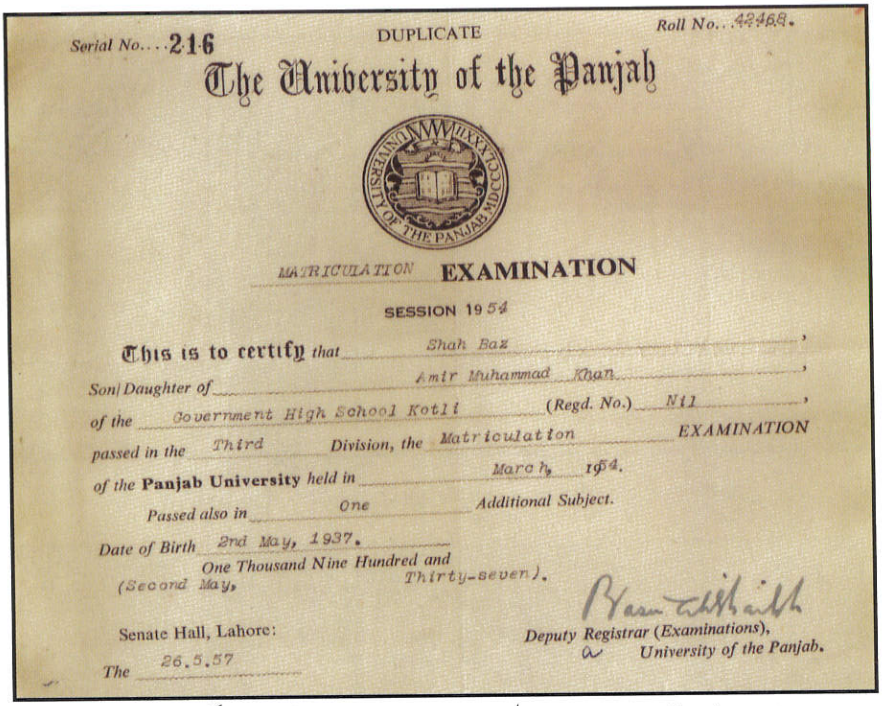
راجہ محمد محفوظ خان، راجہ عبدالرحمان، راجہ اخمت خان اور راجہ محمد اعظم خان



راجہ محمد اعظم خان اپنے بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ



راجہ محمد ریاس، مصنف اور راجہ سرفراز خان



Serial No....216 DUPLICATE Roll No...42468.

The University of the Panjab

MATRICULATION **EXAMINATION**

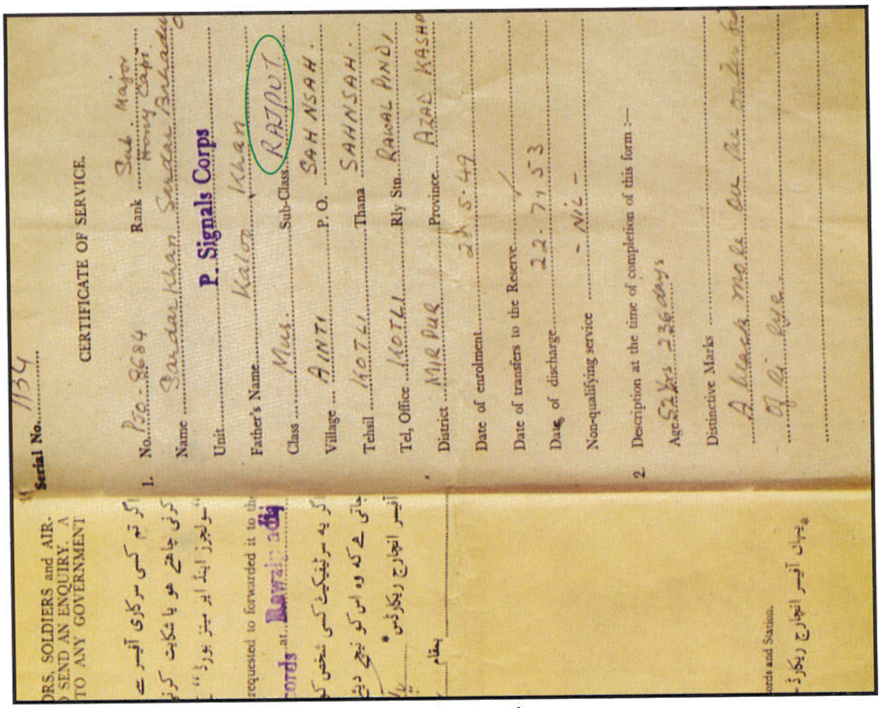
SESSION 1954

This is to certify that Shah Baz,
Son/Daughter of Amir Muhammad Khan,
of the Government High School Kotli (Regd. No.) Nil,
passed in the Third Division, the Matriculation EXAMINATION
of the **Panjab University** held in March, 1954.
Passed also in One Additional Subject.
Date of Birth 2nd May, 1937.
(Second May, One Thousand Nine Hundred and Thirty-seven).

Senate Hall, Lahore:
The 26.5.57

Deputy Registrar (Examinations),
University of the Panjab.

سرساوہ کے پہلے میٹرک پاس طالب علم صوبیدار راجہ شہباز خان کی سند کا عکس (1954ء)



Serial No. 1134

CERTIFICATE OF SERVICE.

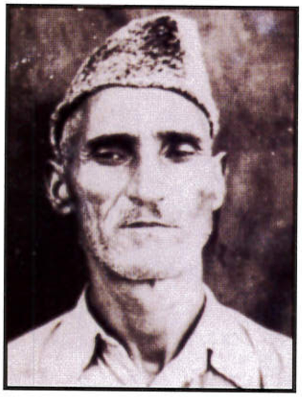
1. No. PJO. 8684 Rank Sub Major Hony Capt.
Name Sardar Khan Sardar Bahadur
Unit P. Signals Corps
Father's Name Kalo Khan
Class Mus. Sub-Class RAJPUT
Village AINTI P.O. SAHNSAH.
Tehsil KOTLI Thana SAHNSAH.
Tel. Office KOTLI Rly Stn. RAWAL PINDI
District MIRPUR Province AZAD KASHMIR
Date of enrolment 28.5.49
Date of transfers to the Reserve
Date of discharge 22.7.53
Non-qualifying service - Nil -
2. Description at the time of completion of this form :-
Age 52 Yrs 236 days
Distinctive Marks A black mole on the ... of ... eye

سردار بہادر راجہ سردار خان (اینٹی) کی پنشن بک (1945ء میں جاری شدہ)

مصنف کا خاندان ایک نظر میں



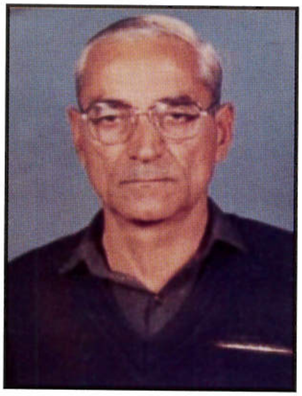
دادی صاحبہ



راجہ امیر محمد خان (دادا)



والدہ محترمہ



صوبیدار شہباز خان (والد)



راجہ شیراز احمد (بھائی)



راجہ شاہ نواز خان (چچا)



مصنف



راجہ سرفراز احمد ایڈووکیٹ (بھائی)



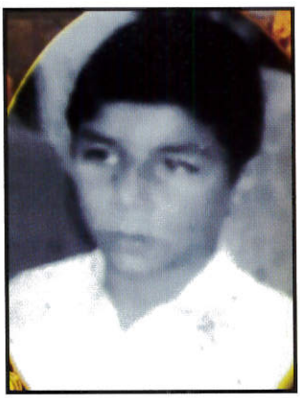
راجہ ظہیر احمد (بھائی)



راجہ توقیر احمد (بھائی)



طلحہ توقیر (بھتیجا)



ظفیر شیراز (بھتیجا)

مصنف ایک نظر میں



مصنف وزیر اعظم پاکستان چوہدری شجاعت حسین کے ساتھ (2005ء)



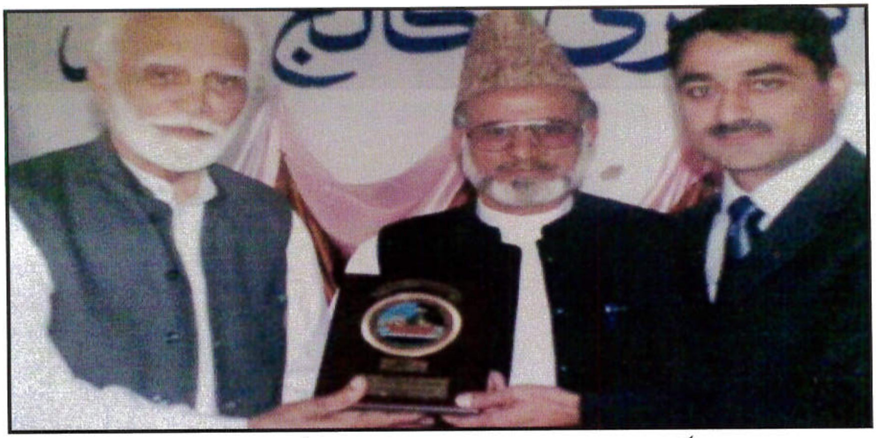
مصنف وزیر حکومت چوہدری محمد یوسف سے شیلڈ لیتے ہوئے (2006ء)



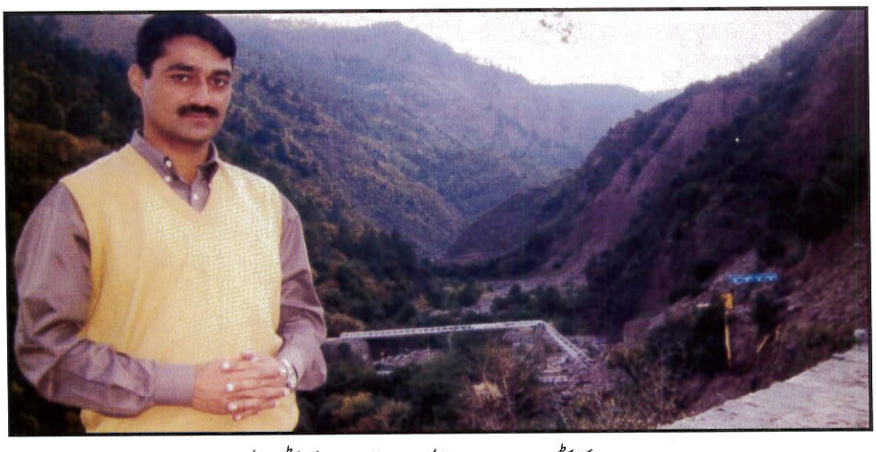
مصنف ڈپٹی کمشنر چوہدری محمد رقیب سے شیلڈ لیتے ہوئے (2006ء)



مصنف وزیر حکومت چوہدری محمد یوسف سے انعام لیتے ہوئے (2007ء)



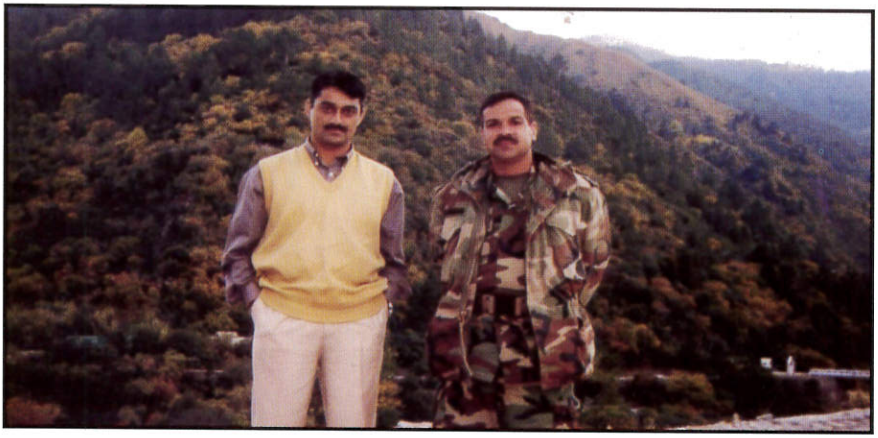
مصنف وزیر حکومت چوہدری محمد یوسف سے انعام لیتے ہوئے (2008ء)



مصنف چکوٹھی بارڈر پر (پس منظر میں چکوٹھی پل)



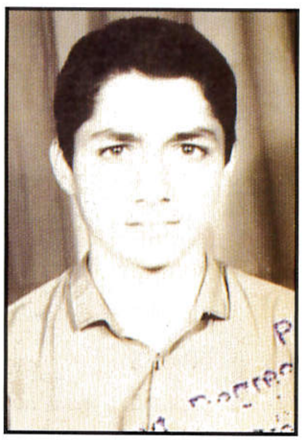
مصنف، ملک محمد طاہراور پروفیسر چوہدری محمد شبیر



مصنف میجر راجہ محمد نعیم کے ساتھ چکوٹھی بارڈر پر (پس منظر میں مقبوضہ کشمیر کی کیپٹن سرور شہید چوٹی)



مصنف کی چھٹی جماعت کی ایک یادگار تصویر (1987ء کی)



مصنف کی تصویر (1991ء)



مصنف بحیثیت بٹالین کمانڈر NCC گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج کوٹلی گراؤنڈ میں (1996ء)



مصنف بحیثیت بٹالین کمانڈر مہمان خصوصی کو سلامی دیتے ہوئے (1996ء)



مصنف، راجہ غفار گل نثار اور راجہ گل ریز خان کے ساتھ